قرۃ الواعظین

مصنف

علامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

مولانا محمد عبدالاحد قادری

ممتاز اکیڈمی

عطاء الرحمٰن

قراۃ الواعظین

ترجمہ

درۃ الناصحین (مکمل)

مُصنِّف

علامہ عُثمان بِن حسن اَحمد الشّاکر

مترجم

مولانا محمد عبدالاحد قادری

ممتاز اکیڈمی

فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار، لاہور

نام کتاب ______ قراۃ الواعظین
ترجمہ درۃ الناصحین
مصنّف ______ علّامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر
مترجم ______ مولانا محمّد عبدالاحد قادری
زیر اہتمام ______ شکیل ممتاز
اشاعت ______ ۲۰۰۴ء
ناشر ______ ممتاز اکیڈمی
طابع ______ الرضاء پرنٹرز
ہدیہ ______

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ' معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ!

(ادارہ)

حسن ترتیب

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبرا

رمضان المبارک کے فضائل

قرآن کا نزول:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ

ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔''

وہ شب قدر کی رات تھی جس میں تمام قرآن مجید نازل کیا گیا۔ لوح محفوظ سے پھر تھوڑا کر کے آسمان دنیا میں حضور ﷺ پر نازل کیا گیا۔

روزوں کی فرضیت:

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ

ترجمہ: لوگوں کیلئے ہدایت ہے کہ اور لوگوں کیلئے راہ حق کھلی نشانیاں ہیں۔ اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ فرمانے والی ہے۔

رمضان کی پہلی رات:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ

تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے نجات چاہتا ہے کہ اسے نجات عطا کروں اور کون ہے جو مجھے طلب کرتا ہے کہ میں اس کا طالب بن جاؤں اور کون ہے جو مجھ سے معافی چاہتا ہے کہ میں اس کو رمضان المبارک کے صدقے سے معاف کردوں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ روزے داروں کی نیکیاں لکھیں اور ان کے گناہ نہ لکھو اور اللہ تعالیٰ ان کے گزشتہ گناہ رمضان المبارک کی عزت وحرمت کی وجہ سے معاف فرمادیتا ہے۔

رمضان میں آسمانی کتب کا نزول:

رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف کو نازل کیا گیا اور رمضان شریف کی چھٹی تاریخ کو تورات شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کے نزول کے سات سو برس کے بعد ہوا اور اسی ماہ مقدس کی بارھویں تاریخ کو تورات کے نزول کے پانچ سو برس کے بعد زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ نزول زبور کے گیارہ برس کے بعد رمضان شریف کی اٹھارھویں تاریخ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی اور نزول انجیل کے دوسو ساٹھ (۶۲۰) برس کے بعد رمضان المبارک کی ۲۷ (ستائیس) تاریخ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر میں قرآن مجید نازل ہوا۔

جنت مشتاق:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر میری امت کو رمضان شریف کی فضیلت کا علم ہوتا تو وہ آرزو کرتی کہ سارا سال رمضان شریف ہو کیونکہ اس میں تمام نیکیاں جمع ہوتی ہیں۔ عبادت مقبول اور دعا قبول ہوتی ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں اور جنت روزے داروں کیلئے مشتاق ہوتی ہے۔

جنت کی حوریں:

امام حفص کبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد طائی ”محو خواب ہوئے اور یہ رمضان شریف کی پہلی رات تھی اور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے

آپ کو جنتی نہر کے کنارے بیٹھا ہوا پایا جو موتی اور یاقوت سے بنی ہوئی تھی۔ اچانک میں نے جنت کی حوروں کو دیکھا ان کے چہرے سورج کی طرح چمکدار تھے بس میں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول ﷺ کہا انہوں نے بھی یہی کلمہ دھرایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم ان لوگوں کیلئے ہیں جو رمضان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور روزہ رکھنے والے ہیں۔

ماہ رمضان کے فیوض و برکات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے اس کا نام مثیرہ ہے اور وہ جنت کے درختوں کے پتوں کو ہلاتی ہے اور اس سے ایسی آواز سنی جاتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے بہتر کوئی آواز سنی نہیں جب حورں کی نظر اس پر پڑتی ہے تو وہ خدا کی بارگاہ میں عرض کرتی ہیں اپنے بندوں میں سے ہمارا شوہر بنا جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے رمضان شریف کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اسے حوروں میں سے ایک بی بی عطا فرمائے گا جیسا کہ اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا: ایسی حوریں جو پردوں میں بند ہیں اور ان میں سے ایک رنگ کے ہر حور پر ستر (۷۰) حلیے ہوں گے (اور ایک عورت کیلئے سرخ موتیوں سے بنا ہوا تخت ہوگا) اور ہر تخت پر ستر (۷۰) فرش ہوں گے اور ستر دسترخوان ہوں گے جو مختلف اقسام کے کھانوں سے سجے ہوں گے۔ یہ ساری نعمتیں اس کیلئے ہیں جس نے روزے رکھے سوائے ان نیکیوں کے جو روزے دار نے رمضان شریف میں کیں بس ہر مومن کو رمضان شریف کی عزت اور احترام کرنا چاہیے اور ممنوعات شرعیہ سے بچنا چاہیے۔ نماز، ذکر تسبیح، عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہنا چاہیے۔

دو نور:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو دو نور عطا کیے ہیں تا کہ دو اندھیرے ان کیلئے رکاوٹ نہ بنیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے عرض کیا دونور کون سے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ دونور، نور رمضان اور نور قرآن مجید ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا وہ دو اندھیرے کون سے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک قبر کا اور دوسرا قیامت کے دن کا اندھیرا۔

رمضان میں مسجد روشن کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ میں جس نے اللہ کی کسی مسجد میں چراغ جلایا تو اس کی قبر میں نور ہوگا اور اس کیلئے اس مسجد کے نمازیوں کے برابر ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ حاملان عرش اور فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، جب تک وہ مسجد قائم رہے۔

دوزخ کے دروازے بند اور اعلان خداوندی:

روایت ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان سرکش جن اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور تمام رمضان شریف میں اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات میں تین مرتبہ اعلان کرتا ہے: ہے کوئی سوال کرنے والا؟ کہ میں اس کا سوال پورا کروں۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں۔ ہے کوئی معافی چاہنے والا تو میں اس کو معافی عطا کروں اور اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں ہر روز دس لاکھ قیدیوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو عذاب کے مستحق ہیں (اور ایک روایت میں یہ بھی ہے) اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں جمعہ کے دن ہر گھڑی دس لاکھ گناہگاروں کو عذاب دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے آخری دن اتنے گناہگاروں کو بخشتا ہے جتنے کہ پہلی تاریخ سے آخر تک بخشے جاتے ہیں۔

تعظیم رمضان پر مغفرت:

ایک شخص جس کا نام محمد تھا اور تمام سال تارک الصلوٰۃ رہتا تھا لیکن جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا وہ بہت عمدہ کپڑے پہنتا اور اپنے آپ کو مختلف

الانواع خوشبوؤں سے آراستہ کر کے نماز پڑھتا تھا اور اپنی قضا شدہ نمازوں کی قضا لوٹاتا تھا تو لوگوں نے اس سے پوچھا تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ توبہ، رحمت اور برکت کا مہینہ ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے معاف کرے جب اس کا انتقال ہوا اور لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا مجھے میرے رب نے رمضان المبارک کی حرمت اور تعظیم کے صدقے سے بخش دیا ہے۔

کرم ہی کرم:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان المبارک میں تم میں سے کوئی روزہ دار اپنی نیند سے بیدار ہوتا ہے تو ایک جانب سے کروٹ بدلتا ہے تو دوسری جانب اس کو ایک فرشتہ کہتا ہے اے بندے اللہ تجھ میں برکت ڈالے اور تجھ پر رحم کرے اور جب وہ بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا بستر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ اس کو جنت میں عمدہ بستر عطا فرما اور جب وہ کوئی کپڑا پہنتا ہے تو اس کا کپڑا اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ اس کو جنت کے لباس عطا فرما اور جب جوتا پہنتا ہے تو وہ جوتا اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! اس کے قدموں کو پل صراط پر ثابت قدمی عطا فرما اور جس برتن میں کھانا تناول کرتا ہے تو اس کا برتن اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! اس کو جنت کے برتن عطا فرما اور جب وہ وضو کرتا ہے تو وضو کا پانی اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک فرما اور جب وہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا گھر اس کیلئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ! اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کی قبر کو روشن فرما اور اس پر اپنی رحمت زیادہ فرما پھر اللہ تعالیٰ اس کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور جب بندہ دعا کرتا ہے تو رب فرماتا ہے اے میرے بندے! تیرا کام دعا کرنا ہے اور ہمارا کام قبول کرنا ہے۔ تیرا کام سوال کرنا ہے اور ہمارا کام عطا کرنا ہے۔ تیرا کام مغفرت مانگنا ہے اور ہمارا کام معاف فرمانا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۲

فضائل روزہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

روزہ پرہیز گاری کا سبب ہے:

روزہ رکھنا ایک دشوار کام ہے یہ صرف امت محمدی ﷺ پر فرض نہیں ہے بلکہ کوئی امت اس عبادت اور اطاعت سے آزاد نہ تھی اور روزہ اس لیے فرض کیا گیا کیونکہ یہ شہوت کو توڑتا ہے جو شہوت گناہوں کا سبب بنتی ہے۔

عملی نکات:

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ترجمہ: چند روز گنتی کے ہیں۔

اس سے مراد یا تو رمضان کے روزے ہیں یا وہ روزے ہیں جو رمضان شریف سے پہلے فرض تھے اور اب رمضان شریف کی وجہ سے منسوخ ہو گئے تھے اور وہ روزے یہ ہیں ایک روزہ دس محرم کا اور ہر مہینے کے تین دن روزے رکھنا جن کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا

ترجمہ: پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو۔

روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے یا روزے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ ہو جائے

اَوْ عَلٰی سَفَرٍ ترجمہ: یا کسی سفر میں ہو۔

اس سے مراد وہ سفر جس میں نماز قصر کی جاتی ہے تب اس سفر میں روزہ افطار کرے

فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

ترجمہ: پس دوسرے دنوں میں اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

جتنے دن اس نے روزے نہیں رکھے۔

روزہ کی جزا:

حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر کام اسی کیلئے ہے مگر روزہ خصوصاً میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ ایک پوشیدہ شے ہے۔ دوسری عبادتوں کے برعکس اس میں کوئی ایسا عمل نہیں جس کا مشاہدہ کرایا جائے، اسے صرف اللہ ہی دیکھتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کیلئے جزا لازم فرماتا ہے۔

جنت کی دیواروں پر پرواز:

حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن ایسی قوم آئے گی اس قوم کے پر پرندوں کی طرح ہوں گے اور ان پروں کے ذریعے بہشت کی دیواروں پر اڑیں گے پس جنت کا خازن پوچھے گا تم کون لوگ ہو تو وہ کہیں گے ہم امت محمد ﷺ ہیں پھر خازن جنت ان سے سوال کرے گا کیا تم نے حساب دیکھا ہے وہ لوگ کہیں گے نہیں پھر پوچھے گا کیا تم نے پل صراط دیکھا ہے وہ کہیں گے نہیں پھر وہ پوچھے گا تم نے یہ درجات کیسے حاصل کیے وہ کہیں گے ہم نے دنیا کے گھر میں اللہ کی پوشیدہ عبادت کی تو اللہ نے ہمیں جنت میں پوشیدہ بغیر حساب کے داخل کیا ہے۔

روزہ اور بیماری:

جس روزہ دار کو شدت پیاس یا بھوک کی وجہ سے جان کی ہلاکت کا خطرہ ہو یا ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کی بیماری بڑھ جاتی ہو تو اس کیلئے روزہ افطار کرنا جائز ہے

کیونکہ ایسا وقت ضرورت کا وقت ہے اور ضروریات ممنوعات کو جائز کرتی ہے جسے مجبوری کی حالت میں جان کی حفاظت کیلئے مردار چیز کا کھانا بقدر حفظ جان جائز ہے۔

امت محمدیہ ﷺ کیلئے پانچ نعمتیں:

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو پانچ چیزیں دی گئی ہیں اور وہ پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں: (۱) جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھ لے تو پھر اس کو بھی عذاب نہیں دے گا۔ (۲) دوسری چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو ان کیلئے استغفار کا حکم دیتا ہے۔ (۳) تیسری بات روزے دار کے منہ کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ (۴) اور چوتھی بات اللہ تعالیٰ جنت سے فرماتا ہے: اے جنت ان کیلئے آراستہ ہو جا اور رب تعالیٰ فرماتا ہے خوشخبری ہو میرے مومن بندوں کیلئے کیونکہ وہ میرے دوست ہیں۔ (۵) پانچویں بات اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کی حالت میں روزہ رکھے اور طلب ثواب کیلئے رزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک عمل کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق دے گا یا یہ کہ اگر اس سے آئندہ گناہ سرد ہوگا تو اس کو معاف کر دے گا۔

ہر لمحہ لاکھوں کی مغفرت:

حضور اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے ہر لمحہ میں چھ لاکھ دوزخیوں کو عذاب دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور یہ سلسلہ لیلۃ القدر تک جاری رہتا ہے اور لیلۃ القدر میں اتنے دوزخیوں کو نجات عطا فرماتا ہے۔ جتنے دوزخیوں کو مہینہ کے شروع سے لے کر لیلۃ القدر تک آزادی عطا کرتا ہے اور عید الفطر میں اتنی مقدار دوزخیوں کو عطا کرتا ہے

جتنی مقدار مہینے کے آغاز سے لے کر عید الفطر تک دوزخیوں کو آزاد کرتا ہے۔

ماہ رمضان کے جانے پر ہر چیز کا غم کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رمضان شریف کی آخری رات ہوتی ہے آسمان، فرشتے اور زمین امت مصطفیٰ علیہ السلام کی مصیبت پر روتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ علیہ السلام وہ کونسی مصیبت ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ رمضان المبارک" رخصت ہونا ہے کیونکہ اس میں دعائیں اور صدقے قبول ہوتے ہیں نیکیاں دوگنی لکھی جاتی ہیں۔ دوزخ کا عذاب معاف ہوتا ہے پس کونسی مصیبت رمضان شریف کے رخصت ہونے سے زیادہ ہے جب زمین و آسمان ہمارے لیے روتے ہیں تو ضرور ہمیں بھی رونا چاہیے اور افسوس کرنا چاہیے کیونکہ ہم سے وہ فضائل اور بخششیں تھی وہ رخصت ہوگئیں۔

رمضان میں نیکیاں لکھنے کا حکم:

سرکار مدینہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں کراماً کاتبین کو امت مصطفیٰ علیہ السلام کی نیکیاں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور ان کی بدیاں نہ لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے پچھلے گناہوں کو اپنے فضل وکرم سے بخش دیتا ہے۔

روزہ کے درجات:

کہتے ہیں روزے کے تین درجے ہیں: (۱) عوام کا روزہ، (۲) خواص کا روزہ، (۳) خواص الخاص کا روزہ۔ عوام کا روزہ صرف پیٹ کو کھانے پینے سے بند کرتا ہے جبکہ اپنی ذات کو شہوت سے بچاتا ہے۔ اور خواص کا روزہ کل اعضاء کو گناہوں سے روکنا ہے اور یہی نیک لوگوں کا روزہ ہے۔ یہ روزہ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب تک پانچ کام نہ کیے جائیں: (۱) آنکھ کو ممنوعات شرعیہ سے چھپانا، (۲) زبان کو غیبت، جھوٹ چغلی اور جھوٹی قسم سے پاک رکھنا کیونکہ ان چیزوں کی مذمت حدیث مبارکہ میں آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار

مدینہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں روزے کو باطل کرتی ہیں: غیبت، جھوٹ، چغلی، جھوٹی قسم اور شہوت سے کسی کو دیکھنا۔ (۳) کسی مکروہ اور ممنوع کو نہ سننا، (۴) اپنے تمام اعضاء کو مکروہات اور ممنوعات شرعیہ سے روکنا اور افطاری کے وقت اپنے پیٹ کو حرام چیزوں سے روکنا کیونکہ اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے گھر بنایا اور ایک شہر کو اجاڑا۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے۔ بہت سے روزے دار صرف بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں یعنی ان کو روزے کا ثواب نہیں ملتا، صرف ان کو بھوک اور پیاس نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے روزے داروں سے سب مسلمانوں کو بچائے۔ (۵) اتنا زیادہ نہ کھانا افطاری کے وقت، اس سے معلوم ہوا افطاری کے وقت کھانا اچھا نہیں ہے جیسے آج کل رواج ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے زیادہ کھانا کافروں کی صفت ہے۔

خواص الخاص کا روزہ دل کو دینؒ کے غموں اور دنیا کی فکروں سے آزاد کرنا یہ خواص الخاص کا روزہ ہے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا، پس جب یہ روزہ دار ماسوا اللہ کے کسی اور طرف توجہ کرے تو اس کا روزہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے یہ مرتبہ انبیاء اور صدیقین علیہم السلام کا ہے۔

روزہ کی جزا کا مطلب:

اس امر کا کیا مطلب ہے کہ روزے میرے لیے ہیں اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(۱) کیونکہ یہ روزہ ایک ایسا فعل ہے کہ جس پر بندوں کے حواس واقع نہیں ہوتے صرف اللہ جل شانہ کو اسی کے متعلق علم ہوتا ہے تو روزہ بندوں کے درمیان ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کے متعلق صرف اللہ کو معلوم ہوتا ہے اس لیے اس کو اللہ نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(۲) یہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جاتا کیونکہ اکثر لوگ جو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں سورج اور چاند کیلئے نماز ادا کرتے ہیں اور

بتوں کیلئے صدقہ کرتے ہیں اور یہ کافر لوگ ہیں لیکن کوئی بندہ سورج، چاند اور بتوں کیلئے یا آگ کیلئے روزہ نہیں رکھتا بلکہ صرف اللہ کی ذات کیلئے روزہ رکھتا ہے جب اس عبادت میں کسی اور کو شریک نہیں کیا جاتا اس لیے اللہ نے اس کی جزا کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(۳) یعنی میں بندے کی بخشش اپنی ربوبیت کے لحاظ سے کروں گا نہ کہ عبودیت کے استحقاق کی بنا پر کروں گا۔ اور ابوالحسن رحمۃ اللہ کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ عبادت کا ثواب جنت ہے اور روزے کا بدلہ میری ملاقات ہے کہ روزہ دار میری زیارت کرے گا اور مجھ سے بات کرے گا اور میں بھی اس سے بغیر رسول اور بغیر کسی ترجمان کے بات کروں گا۔

روزہ کی حالت میں بوس و کنار:

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک روزے دار کیلئے اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اپنی بیوی کو چھونا جائز ہے جبکہ وہ نفس پر کنٹرول کر سکتا ہو اگر اس کو انزال یا جماع کا خطرہ ہو تو عورت کا بوسہ اور عورت کو چھونا جائز نہیں ہے۔

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روزے دار کیلئے بوس و کنار جائز نہیں ہے اگرچہ اس کو اپنے نفس پر کنٹرول ہو یا نہ ہو ہمارے لیے وہ دلیل ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نوجوان نے ان سے پوچھا کہ کیا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں پھر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور یہی سوال کیا کہ کیا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! پھر پہلے نوجوان نے کھڑے ہو کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے مجھ پر جو چیز حرام کی اس بوڑھے پر کیوں حلال کی حالانکہ ہمارا دین ایک ہی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ بوڑھا ہے اور اپنے نفس پر اختیار رکھتا ہے جبکہ تجھے اپنے نفس پر قابو نہیں ہے۔

روزے کا فائدہ:

بعض نے کہا ہے کہ روزے سے اللہ کے دشمن پر قہر ہے کیونکہ شیطان کا برے کاموں کی طرف وسیلہ شہوت ہے اور شہوت کھانے پینے سے قوی ہوتی ہے پس روزے کی وجہ سے اللہ کے دشمن کا غلبہ نہیں ہوتا اور کم کھانے کی وجہ سے نفس ذلیل ہوتا ہے۔ روزے کا فائدہ ذلت نفس اور خدا کے دشمن پر غالب ہونا ہے جیسا کہ روزے کی مشروعیت کے بارے میں یہ روایت موجود ہے کہ جس وقت اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا پھر اس سے کہا پس میرے سامنے آ، پس عقل سامنے آئی اور اس کو کہا پیٹھ پھیر، پھر اس نے پیٹھ پھیری پھر اللہ نے فرمایا تو کون ہے اور میں کون ہوں، تو عقل نے جواب دیا تو میرا رب ہے اور میں تیری کمزور بندی ہوں۔ پھر اللہ نے فرمایا اے عقل تجھ سے زیادہ عزت والی چیز میں نے نہیں بنائی پھر اللہ نے نفس کو پیدا فرمایا اور نفس امارہ کو سامنے آنے کا حکم دیا پس نفس امارہ سامنے نہ آیا پھر اللہ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور میں کون ہوں۔ اس نے کہا میں ہوں اور تو تو ہے تو اللہ نے اس کو ۱۰۰ (ایک سو) برس عذاب دوزخ میں ڈالا پھر اس سے وہی بات پوچھی پس اس نے وہی جواب دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب بھوک میں ڈالا پھر اس سے پوچھا پس اس نے اقرار کیا کہ میں بندہ ہوں اور تو رب ہے تو اسی وجہ سے اللہ نے روزے کو واجب کیا۔

رمضان کی عزت کے سبب مجوسی کی مغفرت:

روایت ہے کہ ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو بازار میں رمضان شریف کے مہینے میں کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کو مارا پیٹا اور اس سے کہا کہ کیا تجھے رمضان شریف کے مہینے میں مسلمانوں کی حرمت کا خیال نہیں ہے چند روز کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ خواب میں اس کو ایک عالم نے دیکھا کہ وہ جنت میں عزت دار اور حرمت کے تخت پر بیٹھا ہے تو اس نے سوال کیا کہ کیا تو مجوسی تو نہیں ہے اس نے کہا کہ کیوں

نہیں۔لیکن میں نے موت کے وقت آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی تھی۔اے میرے فرشتو اس کے ساتھ مجوسیوں والا سلوک مت کرو بلکہ رمضان کی عزت کے سبب اور مسلمان ہونے کے سبب اس کی عزت کروتو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مجوسی رمضان کا احترام کرے تو وہ ایمان کو پا لیتا ہے تو وہ کتنے خوش قسمت مسلمان ہیں کہ جنہوں نے رمضان شریف کے روزے رکھے۔

روزہ عبادت بے ریا ہے:

سرکار مدینہ ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بنی آدم جو عمل کرتا ہے ان کا ثواب دس گنا سے سات سو (۷۰۰) گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے لیکن اس قول کا کیا مطلب ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا جبکہ تمام اللہ کے ہیں اور جزا بھی وہی دینے والا ہے۔اس مسئلے کے اندر علماء کا اختلاف ہے۔تو اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ (۱) یہ ریا کاری سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ دوسری عبادتوں میں ریا کاری ہوتی ہے مگر روزہ دل ہی میں ہوتا ہے کیونکہ ہر نیکی حرکات وسکنات سے ہوتی ہے۔سوائے روزے کے کیونکہ یہ نیت سے ہوتا ہے لیکن اللہ پر نیت مخفی نہیں رہتی، اس لیے روزہ عبادت بے ریا ہے۔اس لیے اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔(۲) دوسری وجہ علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزے کے ثواب کی مقدار کو جانتا ہے اور اجر کی زیادتی کو بھی جانتا ہے بخلاف دوسری عبادتوں کے کہ لوگ دوسری نیکیوں کے اجر کے متعلق علم رکھتے ہیں۔(۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ میں بہ نسبت دوسری عبادتوں کے اس کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔(۴) کہ اللہ کی روزے کی طرف نسبت اپنی طرف کی ہے اور بزرگی کی نسبت ہے جیسے کہا جاتا ہے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر اللہ تو گھر سے پاک ہے اور اللہ اس کا محتاج نہیں بلکہ اس میں کعبہ شریف کی تعظیم ہے۔پس معلوم ہوا تمام عبادتوں کا اجر اللہ ہی دینے والا ہے مگر روزے کی خصوصیت

اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ (۵) شہوت سے استغفار یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے پس روزے اور اپنے رب کی صفت کے ساتھ موافقت کرے تو گویا اس نے اپنی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔ (۶) نہ کھانا کھانا اور شہوت سے باز رہنا ملائکہ کی صفات سے ہے، اسی وجہ سے اللہ نے روزے کی نسبت اپنی طرف کی اور فرمایا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (۷) تمام عبادتیں ظالم سے چھین کر مظلوم کو دی جائیں گی مگر روزہ کے اجر کو مظلوم کو نہیں دیا جائے گا کیونکہ روزہ خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ (۸) روزہ خصوصاً ان لوگوں کا ہے جو قول وفعل کے اعتبار سے اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں۔ (یعنی زبان سے جھوٹ، فحش کلام اور غیبت نہ کریں۔ ہاتھ پاؤں اور دوسرے جسم کے اعضا کے خلاف کام نہ کریں۔)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲

علم کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَتَجْعَلُ فِيهَا اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُو اسُبْحٰنَكَ لَاعِلْمَ لَنَآاِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر ان ناموں کو فرشتوں پر پیش کیا۔ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو زمین میں فساد پھیلائے گا۔ پس اللہ نے جواب دیا: اے فرشتو! ان ناموں کے بارے میں مجھے خبردار کرو۔ اگر تم سچے یعنی خلیفہ کیلئے علم چاہیے جبکہ تم بے علم ہو۔ سب فرشتوں نے کہا: اے اللہ! تو پاک ہے اور عرض کی ہمارے پاس کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھا دیا ہے۔ بے شک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تحصیل علم کیلئے سفر پر روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر چلا دے گا تو بے شک علماء کیلئے زمین و آسمان کی مخلوق استغفار کرتی ہے یہاں تک دریاؤں میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

قرآن کی تعلیم:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تم صبح کے وقت قرآن شریف کا ایک باب پڑھو تمہارے لیے سو رکعت نماز نفل ادا کرنے سے بہتر ہے اگر تم کسی کو علم کا ایک باب سیکھو تو تمہارے لیے ہزار رکعت نماز نفل سے بہتر ہے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم کا باب لوگوں کو سکھانے کیلئے سیکھا اس کو ستر انبیاء جتنا ثواب عطا کیا جائے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو گھڑیاں ایک عالم کے پاس بیٹھے یا اس کے ساتھ دو لقمے کھانا کھائے یا اس سے دو کلمے سنے یا اس کے ساتھ دو قدم چلے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی دو جنتیں عطا کرے گا جو دو دنیا کے مثل ہوں گی۔

علماء امت کے چراغ ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے صاحب علم کے بارے میں سوال کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ دین دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے چراغ ہیں خوشخبری ہو ان لوگوں کیلئے جنہوں نے علماء کے مرتبہ کو پہچانا اور بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے علماء کا انکار کیا اور ان سے بغض رکھا۔

علمی مجلس کی برکات:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے باجماعت نماز ادا کی اور علمی مجلس میں بیٹھ گیا اور کلام اللہ کو سنا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ چیزیں عطا کرے گا: رزق حلال، عذاب قبر سے نجات، اس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ پل صراط سے بجلی کی مانند گزرے گا اور پیغمبروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے بہشت میں سرخ یاقوت کا گھر بنائے گا اور اس کے چالیس دروازے ہوں گے۔

علم عمل سے افضل ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علماء کو مومنین کے درجوں پر سات سو درجوں کے ساتھ فضیلت حاصل ہے اور دونوں درجوں کے درمیان فاصلہ پانچ سو برس کا ہے اور اس لیے کہا جاتا ہے کہ علم پانچ وجوہات کی بناء پر عمل سے افضل ہے۔ (۱) علم بغیر عمل کے حاصل ہوتا ہے اور عمل بغیر علم کے حاصل نہیں ہوتا۔ (۲) علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے جبکہ عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔ (۳) علم ایک نور ہے چراغ کی طرح جب عمل اس سے روشن ہوتا ہے۔ (۴) علم انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے جس طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی طرح ہیں۔ (۵) علم اللہ کی صفت ہے اور عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ کی صفت بندوں کی صفت سے بہتر ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم کو پسند کرنا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انّہُ قالَ خُیّر سلمیان علیہ السلام بین العلم و املک فاختارَ العلم فاعظی له العلم و الملک

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم یا بادشاہی کو اپنانے کا اختیار دیا گیا پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے علم کو پسند کیا پھر آپ علیہ السلام کو دونوں چیزیں عطا کی گئیں۔

علم کے درجات:

بعض عرفاء کہتے ہیں کہ علم کے تین درجے ہیں۔ عین لام اور میم اور عین علیین کا درجہ عطا کرتا ہے جبکہ لام اس کو لطیف بناتا ہے اور میم اس کو مخلوق پر بادشاہ بناتا ہے اور بعضوں کے نزدیک علم کی شرافت پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے۔ (وقل رب زدنی علما) اس چیز کا حکم یعنی علم کی طلب کا حکم سرکار مدینہ ﷺ کو دیا گیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام کمالات

عطا کیے اور علم کے علاوہ کسی اور چیز کی زیادتی کی طلب کا حکم نہیں دیا گیا۔

عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے:

حضور اکرم ﷺ مسجد کے دروازے پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ابلیس کو مسجد کے دروازے پر دیکھا تو پوچھا اے ابلیس یہاں تو کیا کر رہا ہے؟ شیطان نے جواب دیا میں اندر داخل ہونا چاہتا ہوں تا کہ اس نمازی کی نماز خراب کروں لیکن میں اس سونے والے شخص ڈرتا ہوں پھر سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا تو نمازی سے کیوں نہیں ڈرتا ہے جبکہ تو غفلت میں پڑے ہوئے سے ڈرتا ہے۔ شیطان نے کہا کہ نماز ادا کرنے والا جاہل ہے اس کی نماز کا خراب کرنا آسان ہے مگر یہ سونے والا عالم ہے اگر میں نمازی کو بہکاؤں اور اس کی نماز کو فاسد کروں تو عالم کے جاگ جانے کا خوف ہے اور اس نمازی کی جلد ہی اصلاح کر دے گا۔ پس حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔

علم کی حفاظت کرنے کا طریقہ:

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم کی حفاظت کرنا چاہے تو اس کو پانچ چیزوں پر عمل کرنا چاہیے: (۱) رات کی نماز اگرچہ دو رکعتیں ہی کیوں نہ ہو، (۲) دائمی وضو، (۳) ظاہر و باطن میں تقویٰ اختیار کرنا، (۴) تقویٰ کی وجہ سے کھانا کھانا چاہیے نہ کہ شہوت کی وجہ سے، (۵) اور مسواک کرنا۔

دنیا و آخرت کی بھلائی:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی علم کی وجہ سے ہے۔ ایک عالم فضیلت کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک ہزار شہیدوں سے بڑا اور بزرگ ہے اور اس مقام پر عالم سے مراد عالم باعمل ہے۔

علماء کی زیارت کرنا:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک شہر پیدا کیا ہے

اور اس کے دروازے پر یہ لکھا ہے کہ جس نے علماء کی زیارت کی گویا اس نے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی، اس لیے فرمایا علماء کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ہزار سال کی عبادت سے بڑھ کر پسندیدہ ہے۔

نور کا شہر:

اللہ تعالیٰ نے عرش معلی کے نیچے ایک نور کا شہر پیدا کیا ہے اور وہ اس دنیا کی مثل ہے۔ اس میں موتی زمرد اور یاقوت کے ہزار درخت ہیں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے پتوں کو کھولا جائے گا تو ندا کرنے والا ندا دے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو پانچ وقت کی نماز ادا کرتے تھے اور اس کے بعد حلقہ علم میں بیٹھتے تھے تو آج وہ ان درختوں کے نیچے آئیں پس وہ لوگ ان درختوں کے نیچے بیٹھیں گے اور ان کے سامنے نور کے دسترخوان رکھے جائیں گے اور اس میں وہ چیزیں ہوں گی جس چیز کے بارے میں ان کا دل کرے گا اور اس سے ان کی آنکھیں خوش ہوں گی پھر ان سے کہا جائے گا کہ اس میں سے کھاؤ۔

علماء کی موت پر غم کرنے کا اجر:

جو مومن کسی عالم کی موت کا غم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار عالم اور ہزار شہیدوں کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتَ الْعَالَمَ" یعنی عالم کی موت سارے جہان کی موت ہے۔

علماء کی اہانت کفر ہے:

اور کواشی میں یہ بات موجود ہے جو شخص کسی عالم کو فحش گالی دے گا پس وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔

علماء کی صحبت چھوڑنے کا وبال:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء و فقہاء سے دور بھاگیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں تین تکالیف میں مبتلا کر دے گا: (۱) برکت ختم ہو جائے گی۔ (۲) ان پر ظالم بادشاہ ہوگا۔ (۳) ایسے لوگ دنیا سے بے ایمان جائیں گے

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ علماء لوگوں کی عزت کریں اور ان کی صحبت سے فیض لیں۔

بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والے:

حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن چار شخص بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے: (۱) عالم باعمل، (۲) وہ حاجی جس کسی گناہ کے حج کیا، (۳) وہ انسان جس کو جہاد میں مقام شہادت ملا، (۴) وہ سخی انسان جس نے خدا کے راستے میں اپنا مال دیئے بغیر خرچ کیا پس اس بات پر ان لوگوں کا جھگڑا ہوگا کہ سب سے پہلے جنت میں کون جائے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو ان کا فیصلہ کرنے کیلئے بھیجے گا تو سب سے پہلے وہ شہید سے سوال کریں گے کہ اس نے کونسا نیک عمل کیا جس کی وجہ سے سب سے پہلے جنت میں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ جواب دے گا کہ اس کو میدان جنگ میں شہید کیا گیا اور اس نے مقام شہادت خدا کی رضامندی کیلئے حاصل کیا ہے۔ پھر جبرائیل امین پوچھیں گے تو نے مقام شہادت کا درس کس سے سنا تھا تو کہے گا عالم سے سنا تھا پھر جبرئیل علیہ السلام اس کو کہیں گے اپنے علماء کا ادب کر اور ان ۔ پہلے جنت میں مت جا، اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام حاجی سے پوچھیں گے تو حاجی اس کو ایسا ہی جواب دے گا پھر یہی سوال سخی سے کریں گے تو سخی کا جواب یہی ہوگا پھر اس کے بعد عالم عرض کرے گا اے اللہ میں نے علم سخی کی سخاوت کی وجہ سے حاصل کیا اور سخی نے مجھ پر احسان فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنت کے رضوان عالم نے سچ کہا ہے تو جنت کا دروازہ کھول دے یہاں تک سب سے پہلے اس میں سخی داخل ہو اور بعد میں دوسرے لوگ داخل ہوں۔

علماء کے قلموں کی سیاہی:

خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں علماء کی دواتوں کی روشنائی کا قیامت کے وزن کیا جائے گا جس سیاہی کو دینی مسائل لکھنے میں وہ استعمال کرتے ہیں اور شہیدوں کے خون کے ساتھ اس سیاہی کا مقابلہ کیا جائے گا۔ پس علماء کی دواتوں کی

سیاہی کو شہداء کے خون پر ترجیح دی جائے گی۔

حضور اکرم ﷺ فرمایا کہ تو عالم یا متعلم یا سننے والا بن جا، ورنہ تو ہلاک ہو گا۔

عالم کے چہرہ کی زیارت عبادت ہے:

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے تو آپ ﷺ نے جواب دیا علم دین کیونکہ تھوڑا علم عمل کے ساتھ نفع دیتا ہے جبکہ جہالت کی وجہ سے بہت سا عمل نفع نہیں دیتا پس اس سے معلوم ہوا کہ علم عبادت سے بہتر ہے۔ مگر علم کے ساتھ عبادت کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس کا علم لغو جائے گا اور علم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

معلم کیلئے دعا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ملائکہ، اور آسمان والے اور زمین والے حتی کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں لوگوں کو بہترین تعلیم دینے کیلئے درود بھیجتی ہیں (یعنی رحمت کی دعا کرتی ہیں)، (اللہ تعالیٰ کے درود سے مراد اس پر رحمت کرنا ہے۔)

دنیا کی مضبوطی:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی مضبوطی چار چیزوں سے ہے: (۱) علماء کے علم سے، (۲) حاکموں کے عدل سے (۳) مالداروں کی سخاوت سے، (۴) فقیروں کی دعا سے۔

پس اگر علماء کو علم نہ ہوتا تو لوگ گمراہ ہو جاتے اگر امیروں کی سخاوت نہ ہوتی تو غریب ہلاک ہو جاتے اور اگر فقراء کی دعا نہ ہوتی تو تمام سخی لوگ تباہ و برباد ہو جاتے اگر حاکموں کا عدل نہ ہوتا تو بعض آدمی بعض کو کھا جاتے جس طرح بھیڑیا بکری کو کھا جاتا ہے۔

طالب علم کی خدمت کا اجر:

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی طالب علم کو ایک درہم عطا کیا تو

گویا اس نے خدا کے راستے میں جبل احد کے برابر سرخ سونا دیا اور جس نے لگاتار چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ اس کو نفاق سے بیزاری عطا فرماتا ہے۔

سونے چاندی کے محلات:

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی اور خدا کے ذکر کیلئے بیٹھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ستر محلات سونے اور چاندی کے عطا کرے گا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز اس نہر کی طرح ہے جو تمہارے دروازے سے گزرے اور کوئی شخص اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر میل باقی رہے گا۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ایسے ہی پانچ وقت کی نماز گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۴

ماہ رمضان المبارک کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذا سَأَ لَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوا لِیْ وَلْیُؤْ مِنُوا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ! جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں۔ پس فرما دو کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارے۔ انہیں میرا حکم ماننا چاہیے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیے۔ شاید وہ ہدایت پالیں۔''

ایک اعرابی نے سرکار مدینہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کیا ہمارا رب دور ہے یا نزدیک ہے تو اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

بعض علماء کے نزدیک اس آیت سے مراد روزے دار بندے ہیں۔

بوقت افطار حجابات دور:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کی میری بزرگی جتنی ہے کسی اور کو عزت اور بزرگی عطا کی ہے جس طرح تو نے میرے ساتھ گفتگو کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ میرے کچھ بندے ہیں جن کو آخری زمانہ میں رمضان کے صدقے سے عزت عطا کروں گا اور میں تم سے زیادہ ان لوگوں کے قریب ہوں گا کیونکہ جب میں نے تیرے ساتھ کلام کیا تو تیرے اور میرے نزدیک ستر ہزار

پردے تھے اور جب میرے محبوب ﷺ کی امت روزہ رکھے گی اور ان کے ہونٹ سفید ہوں گے بھوک اور پیاس کی وجہ سے ان کی رنگت زرد ہو جائے گی تو میں افطاری کے وقت ستر ہزار پردوں کو اٹھادوں گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کیلئے خوشخبری ہو جس نے رمضان میں اپنے جگر کو پیاسا اور اپنے پیٹ کو بھوکا رکھا پس اس کی جزا میری ملاقات ہے۔ پس ہر عقلمند کو اس کی حرمت کا خیال رکھنا چاہیے۔ اپنے دل کو حسد اور مسلمانوں کی عداوت سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ سے ڈرنے والا اور عساجزی کرنے والا ہو، خواہ اس کا روزہ قبول کیا جائے یا نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ صرف متقی لوگوں کا قبول ہوتا ہے جب روزہ دار اپنی قبور سے نکلیں گے وہ اپنے روزوں کو پہچانیں گے تو ان کے سامنے تحفے اور پانی کے کوزے رکھ دیئے جائیں اور انہیں کھانے کو کہا جائے گا تم لوگ بھوکے رہتے تھے اور لوگ خوب کھاتے تھے اور تم پیاسے رہتے تھے جبکہ لوگ سیر ہو کر پانی پیتے تھے پس تم اب آرام کرو۔ پس روزہ دار کھائیں گے پئیں گے اور آرام کریں گے اور دوسرے لوگ حساب میں مبتلا رہیں گے۔

رمضان کی ہر رات میں رحمت کی برسات:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے رمضان شریف میں تراویح کے فضائل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان رمضان کی پہلی رات اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتے ہیں جس طرح وہ اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ دوسری رات اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں اور تیسری رات ایک فرشتہ عرش کے نیچے آواز دیتا ہے (اے انسان) تو اپنے عمل کو اللہ کیلئے خالص کرتا کہ وہ تیرے پچھلے گناہ بخش دے اور چوتھی رات اس کو تورات، زبور، انجیل اور قرآن کی تلاوت جتنا ثواب ملتا ہے اور پانچویں رات اللہ تعالیٰ اس شخص کو اتنا ثواب عطا کرتا ہے جس نے

مسجد حرام اور مسجد مدینہ میں اور مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی ہو اور چھٹی رات اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا کرتا ہے جس نے بیت المعمور کا طواف کیا ہو اور تمام پتھر اور ڈھیلے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ساتویں رات اس کو ثواب ملتا ہے۔ گویا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون اور ہامان کے مقابلے میں مدد کی اور آٹھویں رات کو وہ اس قدر ثواب پاتا ہے جس قدر ثواب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کیا اور نویں رات کا ثواب گویا اس نے حضرت محمد ﷺ کی عبادت مثل خدا کی عبادت کی اور دسویں رات کو اللہ تعالیٰ اسے آخرت اور دنیا کی بھلائی عطا فرماتا ہے اور گیارھویں رات کو ثواب جب وہ دنیا سے جائے گا تو گناہوں سے پاک ہو کر جائے گا گویا وہ ابھی ماں کی شکم سے نکلا ہے اور بارھویں رات کو اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے چہرے کی طرح چمکتا ہوگا اور تیرھویں رات کا ثواب یہ ہے کہ روز قیامت تمام برائیوں سے محفوظ ہو کر آئے گا اور چودھویں رات کا ثواب تمام فرشتے اس کی نماز تراویح ادا کرنے کی گواہی دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں لے گا اور پندرھویں رات تمام فرشتے اور حاملان عرش اور حاملان کرسی اس پر درد بھیجتے ہیں اور سولہویں رات اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے چھٹکارا عطا کرتا ہے اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سناتا ہے۔ سترھویں رات ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے اور کہتا ہے اے بندے تجھ سے اور تیرے والدین سے اللہ راضی ہے اور انیسویں رات کو اللہ تعالیٰ اس کے درجوں کو جنت الفردوس میں بلند کرتا ہے اور اکیسویں رات کو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک نور کا گھر جنت میں تعمیر کرتا ہے اور بائیسویں رات کا ثواب یہ ہے کہ وہ ہر پریشانی اور غم سے آزاد ہو کر آئے گا اور تیئسویں رات کو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک جنت میں شہر بناتا ہے۔ چوبیسویں رات کا ثواب اس کی چوبیس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور پچیسویں رات کو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے اور چھبیسویں رات کو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب : ں چالیس برس کے

ثواب کا اضافہ کرتا ہے۔ ستائیسویں رات کی فضیلت یہ ہے کہ وہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائے گا اور اٹھائیسویں رات کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو ہزار حج کا ثواب عطا کرتا ہے اور انتیسویں رات کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا جنت کے میوے کھا جو تیرا جی چاہے اور اس سبیل کے پانی سے غسل کر اور آب کوثر کو پی۔ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ جب نماز تراویح کی اتنی فضیلت ہے تو مسلمانوں کو چاہیے وہ اپنی مصروفیات چھوڑ کر ایسی عبادت ضرور کریں تا کہ اخروی ثواب سے محروم نہ رہیں۔

اعتکاف کی فضیلت:

عن عائشة رضی الله عنها عن النبی ﷺ انه قالَ من اعتكلف ایمانًا و احتساباً غرله ماتقدم من ذنبه

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جس نے ایمان اور صدق نیت سے اعتکاف کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا اعتکاف:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ رمضان شریف کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے۔ آخری عمر تک یہی کام کیا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے اپنے گھروں میں اعتکاف کیا اس لیے فقہاء نے کہا ہے کہ عورتوں کیلئے گھروں میں اعتکاف کرنا مستحب ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵

حیات بعد ممات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءً ثم ادعھن یا تینک سعیاًط و اعلم ان اللہ عزیز حکیم

ترجمہ: ''جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے محبوب! تو مجھے دکھا کہ تو مردوں کو زندگی کس طرح عطا کرتا ہے؟ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال شبہ کی بنا پر نہیں تھا بلکہ مقصد کیفیت معلوم کرنا تھا۔) رب نے فرمایا کیا تو ایمان نہیں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کیوں نہیں، لیکن اپنے دل کی کیفیت کو مطمئن کرنے کیلئے یہ سوال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تم چار اڑتے ہوئے پرندوں کو لاؤ۔ پھر ان کو ہلاؤ (یعنی انہیں اچھی طرح دیکھو اور باریک بینی سے ان کو ملاحظہ کرو۔) پھر ان میں سے تھوڑا تھوڑا جس پہاڑ پر ممکن ہو رکھ دو۔ پھر تم ان کو نام لے کر بلاؤ۔ پس وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اور تم جان لو یقیناً اللہ غالب ہے۔''

فتوحات مکیہ میں ہے کہ جس طرح وجود خلقی کی چند قسمیں ہیں ویسے مردے جلانے

کی بھی چند قسمیں ہیں۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نے جو گیارہ ہزار عالم کا مالک ہے۔ کلمہ کن سے وجود عطا کیا اور بعض کو اپنے قدرت سے پیدا کیا اور ایک جماعت کو پہلے پیدا کیا اور اس کی تخلیق ایک مخلوق کی وجہ سے ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان چند قسموں کو دیکھا تو انہوں نے موت کے بعد زندگی کو جاننا چاہا اور انہوں نے یہ سمجھا شائد اس کی بھی چند قسمیں ہوں اس۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ایسا سوال کیا۔

حکایت:

ایک دن ابلیس لعین ایک دریا کے کنارے گزرا تو اس نے دیکھا ایک مردے کے گوشت کو پرندے درندے صحرائی اور دریائی جانور نوچ کر کھا رہے ہیں۔ پس اس نے دل میں خیال کیا کہ لوگوں کو پھسلانے کا یہ ایک عمدہ طریقہ ہے۔ خصوصاً بے وقوف لوگوں کو پھنسانا آسان ہے تو ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالنا کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ مردہ کا وجود مختلف درندوں پرندوں صحرائی اور دریائی جانوروں کی خوراک بن گیا ہے اور ان تمام اجزاء کا اکٹھا ہونا ناممکن ہے جب یہ جسم کے اعضاء جدا جدا ہو گئے ہیں تو ان کا اکٹھا ہونا یا زندہ ہونا یہ محال مرحلہ ہے۔ جیسے یہ گندا خیال مردود کے ذہن میں آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ فلاح دریا کے کنارے کی طرف جاؤ وہاں میرے ایک دشمن نے فریب اور دھوکے کا بازار گرم کر رکھا ہے اور میرے بندوں کو میرے راستے سے پھسلانا چاہتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دریا کے کنارے پہنچے تو دریا کے کنارے ابلیس لعین آپ علیہ السلام کو دیکھ کر پریشان ہو گیا تو ملعون نے غصے سے اپنے آپ کو زمین پر دے مارا اور آتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام شیطان سے مخاطب ہوئے کیا یہ مقام تعجب ہے جو ان متفرق اجزا کو اکٹھا کر دے جو ان اجزا کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے۔ اس کیلئے ایسا کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے۔ اسی موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سوال کیا کہ اے اللہ تو مجھے حیات اور ممات دکھا دے تاکہ اس کی وجہ سے میرا دل مطمئن ہو جائے۔

الختصر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان جانوروں کو ذبح کیا ان کے گوشت پوست اعضا اور ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ان کے پروں کو آپس میں ملا دیا اور ان کو آپس میں ملا کر دیا اس مخلوط کو انہوں نے چار یا سات حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصے کو ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور ان کے سروں کو ہاتھوں میں پکڑا۔ پھر پکارا اے طاؤس، اے کوے، اے مرغ، اے کبوتر جلدی آؤ۔ پس ہر ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی پہلی صورت کے ساتھ زمین پر دوڑنے شروع ہو گئے اور دوڑنے میں حکمت یہ تھی تاکہ تمام شبہ ختم ہو جائے۔

تمہارے سوال کرنے سے حکمت والا جو کچھ ظاہر کرتا ہے حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ **فعل الحکیم لایخلوعن الحکمة**

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال کرنے کی وجہ:

حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سوال کا اصل سبب یہ تھا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گزر ایک مردے کے پاس سے ہوا ابن جریج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ مردار چیز دنتبہ تھا جو دریا کے کنارے پڑا ہوا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ اس کو خشکی وتری کے جانور ایک دوسرے سے جدا کر رہے ہیں اور جو کچھ ان جانوروں سے گرتا تھا وہ دریا میں گر جاتا تھا۔ یا اس کو درندے آکر کھاتے تھے اور جو کچھ ان سے گرتا تھا وہ مٹی میں مل کر مٹی بن جاتا تھا جب درندوں کے بعد پرندے آتے تو اس کو کھاتے اور جو گرتا تھا اس کو ہوا اڑا کر لے جاتی تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردے کو اس حالت میں دیکھا تو تعجب فرمایا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ میں جانتا ہوں کہ تو اس جانور کو درندوں کے پیٹ سے پرندوں کی انتڑیوں سے اور دریائی جانوروں کے پیٹوں سے جمع کرے گا۔ پس تو مجھے ابھی دکھا دے تاکہ میرے یقین قلب میں اضافہ ہو۔ تب اللہ نے فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا تو آپ علیہ السلام نے عرض کیا میں ایمان رکھتا ہوں لیکن میں دل کے یقین کیلئے ایسا کہہ رہا ہوں تاکہ علم الیقین اور عین الیقین ہو جائے۔

قال فخذ اربعة من الطير

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار قسم کے پرندے پکڑ لا تو مجاہد کے نزدیک وہ چار پرندے طاؤس، مرغ، کبوتر اور کوا تھے اور بعض کے نزدیک وہ سبز بط، سیاہ کوا، سفید کبوتر اور سرخ مرغ تھا۔

فصر هن اليك پس ان کو اپنے پاس اکٹھا کر

بعض نے صرھن کے معانی یہ بیان کیے ہیں **قطعهن ومزقهن وقيل احمعهن وصحهن اليك** ان کو کاٹ ڈال اور رگڑ اور ان کو پیس اور یہ قول بھی کیا گیا ہے ان کو اکٹھا کر اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ملا لے۔

ثم اجعل على كل جبل منهن جزءً

ترجمہ: پھر انہیں تھوڑا تھوڑا جس پہاڑ پر ممکن ہو ڈال دے۔

چار جانور ذبح کرنے کی حکمت:

مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جانوروں کو ذبح کرنے نوچ ڈالنے، پروں کو کاٹ ڈالنے، ان کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد ان کے اجزاء اور ٹکڑوں کو پہاڑوں پر رکھنے کا حکم صادر فرمایا اور راویوں نے پہاڑیوں کی گنتی میں اختلاف کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قادر مطلق نے ان کے چار حصے کرنے اور ان کو چار پہاڑوں پر ڈالنے کا حکم دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک پہاڑ پورب کی طرف، ایک پچھم کی طرف، ایک دکھن کی طرف اور ایک اتر کی جانب تھا۔ بعض کے نزدیک ان کو سات حصوں میں تقسیم کرنے کا حکم اور سات پہاڑوں پر رکھنے کا حکم دیا اور ان کے سروں کو اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا پھر ان کو اپنی آواز سے پکارا تم سب حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے آؤ۔ پس ہر جانور کے خون کا قطرہ دوسرے قطرے کی طرف اڑتا تھا اور ہر پَر دوسرے پَر کی طرف اور ہڈیاں دوسری ہڈیوں کی طرف اسی طرح ہر گوشت کا ٹکڑا بھی اڑتا تھا اور اس حالت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھتے تھے

یہاں تک کہ بعض جسم سوائے سر کے آپس میں مل گئے اور وہ اپنے سروں کی طرف دوڑ کر آ گئے جب کوئی دھڑ آتا تھا تو سر بھی آتا تھا تو سر وھڑ دونوں مل جاتے یہاں تک چاروں دھڑ اپنے جسموں کے ساتھ مل گئے۔

انوار میں یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو حیات ابدی سے زندہ کرنا چاہے کہ جسمانی اعضاء کو تلوار سے بسمل کر کے بعض کو بعض سے ملا دے تا کہ صورت اس کی ٹوٹ جائے اور اللہ کا فرمانبردار ہو جائے۔ پس تو اس کو ہمیشہ عقل اور شرع کی آواز کے ذریعے اس کو بلا تا کہ فرمانبرداری کی طرح جلدی سے آئے۔

محققین فرماتے ہیں جن چاروں جانوروں کو یعنی کبوتر، مرغ، کوا اور طاؤس کو جمع کرنے کا سبب یہ تھا کہ کبوتر ہمیشہ آدمیوں سے مانوس رہتا ہے یعنی رشتہ الفت کو حلائق سے توڑ دے اور مرغ کہ ہمیشہ شہوات کی طرف مائل رہتا ہے یعنی آپ کو قبر شہوت سے آزاد کر اور کوا چشمہ حرص ہے۔ یعنی صفت حرص کو چھوڑ دے اور طاؤس جو زینت وسجاوٹ کو مجموعہ ہے یعنی دیدہ ہمت کو آرائش دنیا سے دور رکھ اس لیے کہ جس شخص نے تیغ، مجاہدہ اور خنجر تقویٰ سے ان چار صفات، مذمومہ کو نفی کیا تو اس نے ضرور حیات ابدی اور حیات سرمدی پائی۔

کہتے ہیں چاروں صفات کا تعلق آدمی کی طبیعت سے ہے۔ ان صفات کو شمشیر مخالفت سے ذبح کرنا لازمی بھی ہے۔ پہلی صفت تکبر جس کا نتیجہ آگ ہے۔ دوسری شہوت جس کا ثمرہ حرص ہے اور تیسری عادت حرص کی ہے۔ چوتھی صفت خاک کی ہے اور اس کا پکڑنا ضروری ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۶

صدقات وخیرات کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃٍ مائۃ حبۃٍ و اللہ یضاعف لمن یشاء و اللہ واسع علیم ۔

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں۔ (غازیوں، مجاہدین، غربا اور مساکین پر خرچ کرتے ہیں۔) اس شخص کی مثل وہ راز ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ پس ہر بالی میں سو سو دانے ہیں۔ (تو ایک دانے سے سات سو دانے حاصل ہوئے۔ پس اس طرح ایک دانے سے سات سو دانے حاصل ہوئے۔) اور خدا جس کیلئے چاہے زیادہ عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور علم والا ہے۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ جل شانہ اپنی عنایت کا اظہار کر رہا ہے اور صدقہ خیرات دینے والوں کیلئے ترغیب ہے تاکہ لوگ صدقہ، خیرات کا یہ ثواب دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو جائیں۔

شان نزول:

یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کے متعلق

نازل ہوئی جبکہ سرکار مدینہ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلائی جب آپ ﷺ نے غزوہ تبوک کیلئے جانے کا ارادہ کیا تھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار درہم لائے اور عرض کی میرے پاس آٹھ ہزار درہم موجود تھے۔ میں چار ہزار درہم خدا کے راستے میں پیش کر دیئے ہیں اور چار ہزار درہم اپنے اہل وعیال کیلئے بچا کر رکھے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا خدا تیرے اس مال میں برکت دے جو تو نے گھر والوں کیلئے بچا کر رکھا ہے اور جو تو نے مال اللہ کے راستے میں پیش کیا ہے۔ اللہ اس میں بھی برکت ڈالے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال موجود ہے میں اس شخص کو دوں گا جس کے پاس مال نہیں تو اس موقع پر یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔

کلبی اور مقاتل علیہ الرحمۃ کا قول ہے یہ آیت مبارکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کے پاس چار درہم تھے جب آیت صدقہ والی نازل ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک درہم رات، ایک دن کو، ایک ظاہری طور پر اور ایک پوشیدگی میں صدقہ دیا تو اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

پوشیدہ صدقہ دینا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور ان کو زمین پر رکھ دیا تب جا کر زمین کو قرار آیا۔ پھر فرشتوں نے متعجب ہو کر پوچھا: اے ہمارے رب! کیا تیری مخلوق میں سے پہاڑوں سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو اللہ نے فرمایا لوہا، پھر عرض کیا: کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز لوہے سے زیادہ سخت ہے؟ جواب دیا آگ ہے، پھر فرشتوں نے عرض کیا: کیا تیری مخلوق میں کوئی آگ سے زیادہ سخت ہے تو اللہ نے فرمایا: پانی ہے، پھر عرض کیا: کیا اس سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا ہوا ہے، پھر پوچھا کیا ہوا سے بھی کوئی چیز سخت ہے؟ فرمایا: ابن آدم اس سے زیادہ سخت ہے جبکہ وہ اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو۔ پس وہ کئی اسباب کی بنا پر سخت ہے۔ ان اسباب میں سے ایک سبب یہ

ہے کہ صدقے کو پوشیدہ ادا کرنا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم صدقہ پوشیدہ دو گے اور فقراء کو ادا کرو گے تو وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔

اسلاف کا طریقہ صدقہ:

(۱) اسلاف یعنی بزرگ صدقہ چھپا کر دیا کرتے تھے حتیٰ کہ اکثر لوگ اندھے فقیروں کو صدقہ دیتے تھے تاکہ وہ انہیں نہ پہچان سکیں اور بعض بزرگ سوتے ہوئے فقراء کے کپڑوں کے ساتھ باندھ دیا کرتے تھے اور بعض بزرگ صدقہ فقیروں کے راستے میں گرا دیتے تھے تاکہ وہ صدقہ فقیر اٹھا لیں اور دینے والے کا کسی کو پتہ نہ ہو۔

(۲) آپ اس کو احسان جتانے اور کسی کو تکلیف دینے سے بچنا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اعلان کیا ہے۔ اے مومنو! اپنے صدقہ کو احسان جتانے اور تکلیف دینے سے باطل مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کیلئے خرچ کرتا ہے۔

(۳) پاک مال سے صدقہ ادا کرنا جس طرح اللہ پاک نے فرمایا ہے ہرگز تم نیکی کو نہیں پا سکو گے یہاں تک اس مال میں سے خرچ کرو جس کو تم محبوب رکھتے ہو اور تم ان لوگوں میں ہو جانا جن کے بارے میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وہ اللہ کیلئے وہ چیز خرچ کرتے ہیں جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔

اللہ پاک ہی قبول کرتا ہے:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک مال ہی قبول کرتا ہے یعنی حلال مال کو قبول کرتا ہے۔

حرام مال سے صدقہ کرنا:

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کی اطاعت میں حرام مال خرچ کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے اپنے کپڑے کو پیشاب سے صاف کیا اور کپڑا پاک پانی سے پاک ہوتا ہے، اسی طرح گناہ حلال مال کے صدقے سے ختم ہوتے ہیں۔

(۴) فقیر کو مال خوشی سے دیا جائے نہ کہ غصہ اور ناخوشی سے دیا جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مال خرچ کرنے کے بعد اس پر احسان نہیں جتلاتے اور فقیروں کو بغیر تکلیف دیئے صدقہ دیتے ہیں ان لوگوں کیلئے اللہ کے ہاں اجر ہے اور نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم اللہ کے راستے میں ثواب کے لحاظ سے لاکھوں درہموں سے بڑھ جاتا ہے۔ ایک درہم خوش ہو کر دینا یہ لاکھ درہم دینے سے افضل ہے جبکہ بندہ ناخوشی کے عالم میں فقیروں کو دے۔

(۵) پانچواں سبب یہ ہے کہ صدقہ متقی عالم کو دینا چاہیے تاکہ وہ اس کو خدا کی عبادت میں استعمال کرے یا نیک بخت غریب کو دیا جائے تاکہ وہ اس سے قوت حاصل کرے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صدقات فقیر اور مساکین لوگوں کیلئے ہیں۔ پس فقیر وہ ہے جس کے پاس دو وقت کا خرچ نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس ایک وقت کا خرچ بھی نہ ہو۔

صدقہ کا کلام کرنا:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب صدقہ اپنے مالک کے ہاتھ سے نکلتا ہے تو وہ پانچ باتیں کہتا ہے: (۱) یہ کہ میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا کیا۔ (۲) یہ پہلے تو میرا نگہبان تھا اب میں تیرا نگہبان ہوں۔ (۳) میں تیرا دشمن تھا لیکن تو نے مجھے اپنا دوست بنایا۔ (۴) میں فانی تھا لیکن تو نے مجھے بقا عطا کی (۵) پس میں تھوڑا تھا لیکن تو نے مجھے زیادہ کیا جس طرح اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

من جاء بالحسنة فلهٗ عشر امثالها

ترجمہ: جو شخص ایک نیکی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکیاں عطا کرے گا۔

جہنم سے دور:

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کھانا کھلائے اور یہاں تک کہ اس کو آسودہ کرے اور پانی کے ذریعے اس کو سیراب کرے تو اللہ تعالیٰ

اس کو دوزخ سے دور کر دیتا ہے اور اس کے اور دوزخ کے درمیان سات سو خندقوں کا فاصلہ کرتا ہے اور ہر ایک خندق کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔

اور جہنم اللہ تعالیٰ کو آواز دیتی ہے اے میرے رب مجھے اجازت دے تاکہ میں تیرا شکر ادا کروں کیونکہ تو نے ایک ایسے شخص کو دوزخ کے عذاب سے دور کرنے کا ارادہ فرمایا ہے کیونکہ میں حضور اکرم ﷺ سے شرم محسوس کرتی ہوں کہ اس کی امت میں سے ایک ایسے شخص کو عذاب دوں جو صدقہ دینے والا ہے اور میرے لیے تیری اطاعت ضروری ہے پھر اللہ تعالیٰ اس بندے کیلئے جنت میں داخلے کا حکم دے گا اگرچہ اس نے ایک لقمہ یا ایک کھجور کی مٹھی ہی صدقہ اور خیرات کی ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ بچنا پڑے۔

اللہ کیلئے صدقہ کرنا:

بنی اسرائیل میں چند سال تک قحط سالی رہی اور ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا پس اس نے اسے کھانے کا ارادہ کیا کہ اچانک دروازے پر ایک فقیر نے آواز دی کہ مجھے اللہ کیلئے کھانے کا ایک لقمہ دے دو۔ اس عورت نے وہ لقمہ اپنے منہ سے نکال کر اللہ کے واسطے اسے دے دیا۔ اس کے بعد وہ عورت جنگل میں لکڑیاں کاٹنے کیلئے چلی گئی اور اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس بچے کو اٹھا کر لے گیا تو وہ عورت چلائی اور بھیڑیئے کے پیچھے چلی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے نکالا اور عورت کو دے دیا اور اس عورت سے کہا کہ اے خدا کی بندی کیا تو اس لقمے کے بدلے راضی ہے جو تو نے بھوکے فقیر کو کھلایا تھا۔ بے شک جو اللہ کیلئے خالص نیت سے دیتے ہیں۔ دنیا میں بھی ان کو صلہ ملتا ہے جیسے اس عورت کو صلہ ملا۔

خشک ہاتھ کا درست ہونا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت تھی

اکرم ﷺ کے پاس آئی جس کا دایاں ہاتھ سوکھ گیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس وجہ سے تیرا ہاتھ سوکھ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور دوزخ سلگائی گئی ہے اور بہشت پاس لائی گئی ہے۔ پس میں نے دیکھا کہ میری ماں دوزخ میں ہے اور اس کے ایک ہاتھ میں چربی کا ٹکڑا اور دوسرے میں کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ ان دونوں سے اپنی جان کو بچاتی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تو دوزخ کے گڑھے میں کیوں پڑی ہے تو تو دنیا میں اللہ کی فرمانبردار تھی اور تجھ سے تیرا شوہر بھی راضی تھا۔ پس اس نے کہا کہ میری بیٹی میں دنیا میں بخیل تھی اور یہ مقام بخیلوں کیلئے ہے پھر اپنی ماں سے کہا کہ تیرے ہاتھ میں چربی اور کپڑے کا ٹکڑا کیوں ہے اس نے کہا کہ انہی دونوں کی وجہ سے میری جان بچی ہے جو میں نے دنیا میں اللہ کے واسطے دیئے تھے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ وہ سخی تھا اور سخیوں کے ساتھ ہے پھر میں جنت میں آئی اور اپنے باپ کو حوض کے کنارے کھڑا ہوا دیکھا جو لوگوں کو پانی پلا رہا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری ماں اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار عورت تھی اور تو بھی اس سے راضی تھا۔ وہ دوزخ میں جل رہی ہے اور سخت پیاسی ہے اور تو لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کے حوض سے پانی پلا رہا ہے۔ پس اس کو بھی پانی کا ایک گھونٹ پلا دو، اس نے کہا کہ اے میری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے گنہگار بخیلوں پر حضرت محمد ﷺ کے حوض کا پانی حرام کیا ہے۔ تو اس کے بعد میں نے اپنے باپ کی اجازت کے بغیر پانی کا ایک پیالہ اپنی پیاسی ماں کو پلایا، تو میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کو خشک کر دے۔ کیوں تو نے گنہگار بخیل کو حضرت محمد ﷺ کے حوض سے پانی پلایا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھ کو سوکھا ہوا پایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ نے اس کی بات کو سنا تو آپ ﷺ نے اپنے عصا کو اسکے ہاتھ پر رکھ کر اس کیلئے دعا فرمائی پس اسکا ہاتھ ٹھیک ہو۔

گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سخاوت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں پس جس شخص نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی وہ درخت اس کو جنت کی طرف کھینچ لیتا ہے اسی طرح بخل ایک دوزخ ہے جو کہ دوزخ میں اگا ہوا ہے اور اس کی شاخیں بھی دنیا میں جھکی ہوئی ہیں پس جس شخص نے ایک شاخ پکڑ لی۔ وہ شاخ اس کو دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جائے گی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ سخی خدا اور مخلوق کے قریب تر ہے اور بخیل خدا اور مخلوق سے دور اور آپ نے فرمایا کہ بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اگر چہ وہ زاہد و عابد ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بخل کی عادت سے بچائے اور سخاوت کی توفیق دے۔

صدقہ کی برکت:

روایت ہے کہ ایک چیل حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس اڑ کر آئی اور کہا کہ میں فلاں شخص کے درخت پر بچے دیتی ہوں اور وہ میرے بچوں کو اٹھا لے جاتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس درخت کے مالک کو بلا کر منع کیا اور دو جنوں کو حکم دیا کہ اگر آئندہ سال یہ شخص اس کے بچے اٹھا کر لے جائے تو تم دونوں اس کو پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر دینا۔ ایک ٹکڑے کو مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھینک دینا، جب دوسرا سال آیا تو درخت کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات کو بھول گیا اور درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا اور چیل کے بچے اٹھا کر لے آیا۔ اس سے پہلے اس نے ایک لقمہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا تھا۔ چیل نے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جا کر اس درخت کے مالک کی شکایت کی۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے دونوں جنوں کو بلا کر سزا دینی چاہی اور ان دونوں سے کہا کہ تم نے ہمارے حکم پر عمل کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے خلیفہ جب درخت کے مالک نے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ ہم اسے پکڑنا چاہتے تھے لیکن اس نے ایک مسلمان کو ایک روٹی کا ٹکڑا اللہ کے واسطے دیا تھا، اسی

وجہ سے اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو آسمان سے بھیجا اور ان دونوں نے ہم دونوں کو پکڑ کر ایک کو مغرب کی طرف اور دوسرے کو مشرق کی طرف پھینک دیا۔ پس اللہ تعالیٰ اس صدقے کی برکت سے برائی کو دور کر دیا۔

کٹا ہاتھ درست:

ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا تو ایک فقیر نے ایک غنی کے دروازے پر آواز دی اور کہا کہ خدا کی راہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دو۔ تو غنی کے مکان سے ایک لڑکی نکلی اور اس کو ایک گرم روٹی دی جب مالدار بخیل مکان پر آیا تو غصے کی وجہ سے اس نے لڑکی کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا چند دنوں کے بعد وہ مالدار محتاج ہو کر مر گیا اور وہ لڑکی دربدر مانگتی پھرتی تھی۔ وہ نہایت حسین وجمیل تھی۔ ایک روز ایک سخی کے دروازے پر گئی اس سخی کی ماں مکان سے نکلی اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس کو گھر کے اندر لے گئی اور اپنے بیٹے سے اس کی شادی کا ارادہ کیا اور جب اس کی شادی ہوگئی تو اس نے رات کے وقت اس کے آگے دستر خوان بچھایا۔ پھر اس لڑکی نے اپنا بایاں ہاتھ کھانا کھانے کیلئے نکالا تو اس کے شوہر نے دیکھ کر کہا کہ میں نے سنا تھا کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں۔ اے خدا کی بندی اپنا دایاں ہاتھ نکال مگر پھر بھی اس نے بایاں ہاتھ نکالا اس کے بار بار کہنے کے باوجود بھی اس نے بایاں ہاتھ ہی نکالا۔ پس مکان کے ایک گوشے سے کسی نے آواز دی کہ اے میری بندی اپنے اپنے ہاتھ کو نکال کیوں کہ تو نے روٹی ہمارے واسطے دی تھی ہم تجھ کو تیرا ہاتھ ضرور دیں گے۔ پس اس کا دایاں ہاتھ ٹھیک ہو گیا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔

پس مومنوں کیلئے نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔

مہمان کی عزت کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکرم الضیف فقد اکرمنی ومن اکرمنی فقد اکرم اللہ تعالیٰ و من البغض الفیف فقد ابغض و امن ابقضنی فقد ابعض اللہ تعالیٰ قال النبی صلی اللہ علیہ اسلم الفیف اذا دخل بیت المومن دخل معہ الف برکۃ والف رحمۃ

ترجمہ: ''جس نے مہمان کی عزت کی پس اس نے میری عزت کی اور جس نے میری عزت کی پس اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی اور جس نے مہمان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے گھر میں مہمان آتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں آتی ہیں۔''

جنت واجب:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس مؤمن نے مہمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک دروازہ کھولتا ہے اور جس نے بھوکے کو کھانا کھلایا اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جو شخص بھوکے کو کھانا نہ کھلائے تو اللہ قیامت کے دن اس پر اپنا فضل وکرم نہیں کرے گا اور اس کو دوزخ میں عذاب دے گا اور اللہ کی قسم جس شخص نے بھوکے کو کھانا کھلایا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دنیا میں تین اعمال بہترین ہیں: (۱) علم دین کا طلب کرنا، (۲) جہاد کرنا، (۳) اور کسب حلال۔ پس علم کا طالب اللہ کا دوست اور مجاہد اللہ کا ولی اور حلال روزی کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

صدقہ کر کے آگ سے بچو:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم آگ سے بچو یعنی اپنے اور آگ کے درمیان ایک پردہ صدقے کا رکھو اگرچہ وہ ایک ٹکڑا کھجور کا ہی کیوں نہ ہو۔ یا آدھا

ہو یا ایک کنارہ ہو وہ جان کو محفوظ رکھتا ہے خصوصاً بچوں کی جان اور روکتا ہے۔ پس اسے خیرات کرنے والے کو حقیر نہ سمجھنا۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ راہ خدا میں خرچ کرنا ثواب عظیم کا باعث اور دنیا اور آخرت کی سختیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

صدقہ بلاؤں کو روکتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو روکتا ہے اور ان میں آسان ترین جذام اور برص ہیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۷

حرمت سود

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الذین یاکلون الربوا لایقومون الاکمال یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرّم الربوا۔

ترجمہ: جولوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ نہیں کھڑے ہوں گے قیامت کے دن، مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان پاگل کر دے آسیب سے۔ یہ عذاب اُن لوگوں کی وجہ سے ہوگا جو کہتے تھے بیع سود کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سود کھانے والے لوگ پاگل لوگوں کی طرح ہوں گے جن کو اہل محشر اس نشانی کی وجہ سے پہچان لیں گے۔

چار شخص جنت سے محروم:

حدیث: **عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اربعة حق علی اللہ ان لایدخلهم الجنة و لدیذ یقهم یغیمها مد من الخمر واکل الربو واکل مال الیتیم بغیر حق و عاق الوالدین رواه الحاکم**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

پر واجب ہے کہ وہ چار آدمیوں کو نہ ہی جنت میں داخل کرے اور نہ ہی جنت کی نعمتوں سے ان کو نوازے گا: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا، (۲) سودخور، (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا، (۴) ماں باپ کا نافرمان۔

ہلاکت کا باعث چیزیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات چیزوں سے پرہیز کرو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کونسی چیزیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (۱) مشرک، (۲) جادو، (۳) قتل کرنا، (۴) سودخور، (۵) یتیم کا مال کھانا، (۶) جہاد سے بھاگ جانا، (۷) جہاد سے بھاگ جانا، (۸) زنا کی تہمت لگانا (پاکباز عورت پر)۔

سود کے تہتر دروازے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے تہتر دروازے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا ان کا یہ ہے کہ لوگ یا اس شخص نے اپنی ماں سے نکاح کیا ہے۔

اللہ کے نزدیک بڑا گناہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے کہ گویا کوئی شخص اسلام میں تینتیس (۳۳) بار زنا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک درہم سود کھائے جاننے کے باوجود تو وہ تینتیس (۳۳) بار زنا کرنے سے بھی بدتر گناہ ہے۔

سودخوار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود کھانے والے پر اور اس کے دینے والے پر اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر لعنت ہے۔

خونی نہر:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب صبح کی نماز پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منہ مبارک کو پھیرتے اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا تم لوگوں میں سے کسی شخص نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دو شخص آئے ہیں اور مجھ کو ایک پاک زمین کی طرف لے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم ایک خونی نہر کے نزدیک پہنچے جس کے اندر ایک شخص کھڑا تھا اور ایک شخص کنارے پر کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے۔ پس وہ شخص جو نہر میں تھا اس نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا مگر اس شخص نے جو نہر کے کنارے پر کھڑا تھا، اس کے منہ پر پتھر مارا اور اس کو اسی طرف بھیج دیا پھر جب وہ باہر نکلتا تو وہ دوبارہ اس کو پتھر مارتا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جو نہر میں ہے؟ کہا گیا کہ یہ ایک سود کھانے والا ہے۔

زیادہ لینے والا جہنم میں:

حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک چاندی کی پازیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی پس آپ نے اس کو ترازو کے ایک پلڑے پر اور درہموں کو دوسرے پلڑے پر رکھا۔ اس درخت سے پازیب کچھ بھاری تھی۔ آپ نے قینچی کو لیا تاکہ اس کو کاٹیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ لینے والا اور زیادہ دینے والا دونوں دوزخ میں جائیں گے۔

بیع اور سود میں فرق:

بعض علماء نے بیع اور سوذ کے درمیان فرق کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ایک قیمتی کپڑا دس درہم کا بیس درہم کے عوض بیچا اور دونوں سودا کرنے والے اس سودے پر راضی ہوں تو مالیت کے اعتماد سے ان میں سے ہر ایک چیز ایک دوسرے کے مقابل ہوگی تو بائع اور مشتری کے نزدیک صاحب مال نے جو چیز لی ہے وہ بغیر عوض کے نہیں ہے

لیکن جب دس درہم کے مقابلے میں کسی نے بیس درہم دیئے تو اس نے بغیر کسی عوض کے دس درہم لیے ہیں اور یہ چیز ناممکن ہے کہ دس درہم دس درہم کے مقابلے میں ہیں اور باقی جو دس درہم ہیں مدت کے اعتبار سے عوض میں ہیں کیونکہ مہلت نہ تو مال ہے نہ کوئی ایسی چیز ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے اور وہ چیز دس درہم کا بدلہ ثابت ہو جائے۔ تحقیق ان دونوں صورتوں کے درمیان واضح فرق موجود ہے۔

سود کے حرام ہونے کی وجوہات:

سود کے حرام ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں: (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ کسی غیر کے مال کو بغیر عوض کے لینا کیونکہ جس نے ایک درہم کے بدلے دو درہم نقد یا ادھار بیچا۔ تو اس کو ایک درہم کے بدلے میں زیادتی حاصل ہوئی اور یہ حرام ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عقد سود اس لیے حرام ہے کیونکہ یہ آدمی کو تجارت سے روکتا ہے کیونکہ صاحب مال عقد ربو پر قادر ہوگا تو اس کو بغیر رنج اور مشقت کے زیادتی حاصل ہوگی پس لوگوں کے درمیان قرض ختم ہو جائے گا۔ پس جب سود حرام قرار دیا گیا تو لوگ محتاجوں کو قرض دینے اور واپس پھر لینے پر خوش ہوں گے۔ یہ بھی ثواب کی نیت کیلئے ہے۔ چوتھی وجہ سود کی حرمت قرآن سے ثابت ہے اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ تمام امر اور نواہی کی حکمت کے بارے میں سب کو پتہ ہو۔ اس لیے ہمیں سود کی حرمت کی حکمت کے بارے میں علم ہو یا نہ ہو پھر بھی یہ قطعی طور پر حرام ہے۔ یہ صریح ہے صریح چیز قیاس کو باطل کرتی ہے کیونکہ خدا کی تحلیل (حلال کرنا) اور خدا کی تحریم (حرام کرنا) یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کیا گیا ہے اور قیاس لگانے والوں پر واضح دلیل ہے۔

لین دین کے اہم مسائل:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سونے کے بدلے سونے کو اور چاندی کے بدلے چاندی کو اور گندم کے بدلے میں گندم کو اور جو کے بدلے جو کو اور کھجور کے بدلے کھجور کو اور نمک کے بدلے نمک کو مت بیچو مگر تم برابر برابر بیچو اور لیکن سونے کے بدلہ میں چاندی اور چاندی کے بدلہ

میں سونے کو اور گندم کے بدلہ میں جو کو اور کھجور کے بدلہ میں نمک کو برابر برابر دینا جس طرح تمہاری مرضی ہو تو ان چیزوں میں زیادتی سود ہی ہے کیونکہ ان میں سود نہیں ہے کیونکہ ان میں جنت معدوم ہے اور خیال کرو غفلت مت کرو۔ اگر وہ چیزیں نص حرمت کی وجہ سے کیلی ہوں اور اصل میں بھی کیلی ہوں جیسا کہ گندم، جو، کھجور وزنی ہیں تو اصل میں بھی وزنی ہوں اور جیسا کہ سونا، چاندی اگر چہ عرف اور رواج میں خلاف ہوں اور قرآن وحدیث کی رو سے قوی ہوں، عرف اور رواج ادنیٰ ہے اور قوی ترک نہیں ہوتا، ادنیٰ کی وجہ سے اور وہ چیزیں جن میں نص کو وارد نہیں کیا گیا ان میں عرف پر عمل کیا گیا ہے یعنی اگر وہ چیزیں عرف میں وزنی ہیں تو ان کو وزنی مانا جائے گا اگر عرف ورواج میں کیلی ہیں تو ان کو کیلی سمجھا جائے گا اور جان لو اے مومنو اگر چہ حیلے شرعی واسطے سے بچنے کیلئے لین دین میں سود جائز نہیں۔

بعض فقہا کے نزدیک مکروہ ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے قرض لینے کا ارادہ کیا پس اس نے دس درہم کے مقابلہ میں ساڑھے دس درہم لیے، قرض لینے والے نے قرض دینے والے کے ہاتھ ایک کپڑا جس کی قیمت دس (۱۰) درہم میں بیچا اور وہ کپڑا اس کے حوالے کر کے اس کی قیمت اس سے لے لی، اس کے بعد قرض لینے والے نے اسی مجلس میں کہا کہ میں اس کپڑے کو ساڑھے دس درہم میں بیچتا ہوں تو اس قرض لینے والے نے اس کپڑے کو ساڑھے دس درہم سے ایک مہینے کی مدت میں خرید لیا اگر چہ یہ سود نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس قسم کے حیلوں سے بچا رہے کیونکہ فتویٰ کی نسبت تقویٰ بہتر ہے۔

اللہ کی آیات کا مذاق اڑانا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے ایک درہم کے بدلے دو درہم کو اور ایک دینار کے بدلے دو دینار کو بیچا تو اس نے سود لیا اگر اس نے کوئی حیلہ بھی کیا تو اس نے سود لیا اور اللہ تعالیٰ کو فریب دیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اڑایا۔

سودخوار کا برا انجام:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام معراج کی رات لوگوں کی ایک جماعت کے قریب لے گئے ان میں سے ہر ایک شخص کا پیٹ اونٹ کی طرح بھاری تھا۔ قوم فرعون کے راستے پر وہ لوگ ایک دوسرے سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے اور قوم فرعون صبح سے شام تک دوزخ میں ایسے چلتی جیسے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قوم فرعون تیز رفتار اونٹ کی طرح چلتی ان کو پاؤں سے روندتی اور مفہوم نہم سے نکلا ہے اور نہم باتحریک کے معنی ہیں۔ زیادہ ہونا اور بہت زیادہ بھوک کی وجہ سے پتھروں اور درختوں کو گرا دیتے ہیں پس جبکہ ان کو بھاری پیٹ والے دیکھتے ہیں تو اٹھ پڑتے ہیں پس ان کو جھکا دیتے ہیں مگر وہ لوگ اپنے پیٹوں کے بوجھ کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے ان میں سے ہر شخص بھاری پیٹ کی وجہ سے گر پڑتا ہے اور ان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں پس قوم فرعون صبح سے شام تک ان کو روندتی ہے اس قسم کا عذاب صرف برزخ میں ہے یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان اور قیامت کے دن تو ان کو اس سے سخت عذاب ہوگا۔

نہایت افسوس اور رنج کا مقام ہے کہ اس زمانے میں بھی اکثر مسلمان سود خوری میں مبتلا ہیں۔ ان کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بچائے اور آپ نے فرمایا: کہ قوم فرعون کہتی تھی کہ یا اللہ قیامت کبھی قائم نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قوم فرعون کو سخت تر عذاب میں داخل کرو پھر میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے سود کھانے والے ہیں اور اس لیے یہ اس شخص کی مانند کھڑے ہیں کہ شیطان اس کو چھونے سے پاگل کر دے۔

سخت تر عذاب:

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیس لدھل الربو نور علی وجوھھم ولد بھائو ولم تجعل اللہ فی آرزاھم برکۃ

وھم عنداللہ انتن من الجیفۃ ولیس فی النار اشد عذابا من اھل الربو صدق رسول اللہ صلی اللہ غلیہ والہ وسلم

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: سود کھانے والوں کے چہرے پہ نور نہیں ہوتا اور نہ ہی روشنی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی روزی میں برکت نہیں کرتا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدتر ہیں اور دوزخ میں مردار بدبودار اور سڑے ہوئے ہوں گے، ان سے زیادہ کوئی سخت تر عذاب میں نہیں ہوگا۔

مومن اور کافر کیلئے دنیا:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن والقبر حعنہ والجنۃ ماواہ والدنیا جنۃ الکافر و القبر سجنۂ و النار ماواۂ صدق رسول اللہ صلی علیہ وسلم

ترجمہ: جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ اور قبر قلعہ ہے اور جنت اس کی رہنے کی جگہ ہے اور کافر کیلئے دنیا جنت او قبر قید خانہ ہے اور دوزخ اس کے رہنے کی جگہ ہے۔

آخری زمانہ:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساقی زمان علی امتی یکون امیرئوھم علی الجود و علمائوھم وعلی لطمع وَ عبائوھم علی الزیا وَ تجارتھم علیٰ اکل الربو والنسائوھم علیٰ زینۃ الدنیا صدق رسول اللہ علیہ والہٖ وسلم

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کے حاکم ظالم اور علماء حریص ہوں گے اور ان کی عبادت دکھاوے کیلئے ہوگی اور وہ تجارت میں سودخوری کریں گے اور ان کی عورتیں دنیا کی آرائش میں مصروف رہیں گی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۸

نماز کے فضائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُوالصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُو الصَّلٰوۃَ وَ اٰ تُولزَّکوٰۃ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن ۔

ترجمہ: ''بے شک جولوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کیے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے۔ ان کیلئے اللہ کے نزدیک بہت زیادہ ثواب ہے۔ ان کو نہ دنیا میں کوئی غم ہے نہ ہی آخرت میں کوئی خوف ہے۔''

باجماعت نماز پر پانچ انعام:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے پانچ وقت باجماعت نماز ادا کی اس کیلئے پانچ انعام ہیں: اول یہ کہ دنیا میں کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ اعمال نامہ اس کو دائیں ہاتھ میں دے گا۔ چوتھا یہ کہ وہ پل صراط سے بجلی کی چمک کی مانند گزرے گا۔ پانچواں یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

بہتر نماز:

قال علیہ السلام صلوۃ الرجل ھے الجماعۃ خیر من صلوۃ اربعس سنۃٍ فی بیتہٖ منفردا

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ باجماعت نماز چالیس سال کی تنہا نماز سے

جو گھر میں پڑھی بہتر ہے۔

روی اَن الجماعة تفضل علی المنفرد بسبع وعشرین درجة

ترجمہ: روایت ہے کہ باجماعت نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے سے ۲۷ درجے افضل ہے۔

چمکتے چہرے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اٹھائے گا جن کا چہرہ تاروں کی طرح روشن اور چمکتا ہوگا تو ملائیکہ ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگوں نے کونسے اعمال کیے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم اذان سنتے تھے تو طہارت اور وضو کیلئے اٹھتے تھے اور نماز کے علاوہ دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتے تھے۔ ایک اور قوم جس کا چہرہ چاند کی طرح منور ہوگا ان سے فرشتے کہیں گے کہ تمہارے اعمال کونسے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم اذان سے پہلے وضو کرتے تھے۔ ایک اور قوم جس کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا ہوگا تو فرشتے ان سے سوال کریں گے کہ تمہارے کونسے اعمال ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسجد میں اذان کو سنتے تھے۔

نماز شروع کرتے ہی گناہ ختم:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جب بندہ نماز کیلئے تکبیر کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے سر سے گناہوں کو اٹھالو تاکہ میری عبادت پاک ہو، پھر فرشتے تمام گناہ اس کے سر سے اٹھالیتے ہیں پھر جب بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! ہم اس کے گناہوں کو پھیر دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: درگزر کرنا میرے مناسب ہے اور بے شک میں نے اس کی سب خطاؤں کو معاف کردیا ہے۔

یوم قیامت مساجد کا مقام:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنیا کی مسجدوں کو سفید اونٹ کی طرح اٹھائے گا، ان کے پاؤں عنبر سے ہوں گے اور ان کی گردنیں

زعفران کی ہوں گی اور ان کے سر خوشبو کے ہوں گے اور کان ان کے سبز زمرد سے ہوں گے۔ موذن ان کو کھینچیں گے اور امام ان کو ہانکیں گے۔ پس قیامت کے میدان میں چمکنے والی بجلی کی طرح چلیں گے۔ اہل قیامت خدا سے پوچھیں گے کیا یہ لوگ مقربین فرشتوں میں سے ہیں؟ یا یہ انبیاء مرسلین ہیں لیکن جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ لوگ امت محمدی ﷺ میں سے ہیں جو نماز کو باجماعت پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے جاری پانی سے وضو کیا اور قاری امام کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ شخص رحمت خدا کا مستحق ہوگا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور امت محمدیہ ﷺ کی نماز:

حضرت محمد ﷺ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو خوبصورت جسم کے ساتھ پیدا کیا اور چھ سو ایسے پر پیدا کیے اور وہ لمبائی کے اعتبار سے مشرق و مغرب کے برابر تھے جب جبرئیل علیہ السلام نے اپنے آپ کو خوبصورت دیکھا تو خدا کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! کیا تو نے مجھ سے کسی کو زیادہ خوبصورت پیدا کیا ہے؟ ارشاد ہوا نہیں پھر جبرئیل نے دو رکعت نماز شکرانے کے طور پڑھی اور ہر رکعت میں بیس ہزار برس تک کھڑے رہے جب جبرئیل علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل جس طرح تو نے میری عبادت کی ہے اس طرح کسی اور نے نہیں کی لیکن زمانے کے آخر میں حضور نبی کریم ﷺ کی امت آئے گی پس جو گنہگار اور ضعیف ہوگی اور دو رکعت نماز نفل گناہوں اور خطاؤں کے ساتھ ادا کرے گی۔ پس میری بزرگی اور عزت کی قسم ان کی نماز تیری نماز سے بہتر ہے کیونکہ ان کی نماز میرے حکم کی وجہ سے ہے اور تیری نماز میرے حکم کی بنا پر نہیں ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! ان کو اس عبادت کا بدلہ کیا دے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو رہنے کیلئے جنت عطا کروں گا تو جبرئیل امین علیہ السلام نے جنت دیکھنے کی اجازت طلب کی تو جبرئیل امین علیہ السلام کو جنت دیکھنے کی اجازت مل گئی تو

جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو کھولا اور پرواز کرنا شروع کر دی تو پروں کے کھولنے کے ساتھ تین ہزار سال کا فاصلہ طے کرتے تھے اور جب پروں کو بند کرتے تھے تو اتنا ہی فاصلہ طے کرتے تھے، پھر جبرئیل امین علیہ السلام تین سو سال تک اڑتے رہے پھر عاجز ہو کر ایک درخت کے سائے کے نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا۔ سجدہ کے اندر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں جنت کے آدھے راستے تک یا تیسرے حصے تک یا چوتھے حصے تک پہنچا ہوں تو پس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہا کہ اے جبرئیل! اگر میں تجھ کو اتنی طاقت اور دے دوں اور تو پھر اڑے اور تین سو برس تک اڑتا رہے تو تو دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا مگر میں نے جو امت مصطفیٰ ﷺ کو دو رکعت نماز کے بدلے میں عطا کیا ہے۔

درود پڑھنے پر فرشتے کی تخلیق:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تعظیم کیلئے اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے دو پر ہیں ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور ان کی گردن عرش مجید کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے کہ میرے بندے پر درود بھیج جس طرح اس نے میرے نبی ﷺ پر درود بھیجا ہے۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجے گا۔

اللہ تعالیٰ دوست اور دشمن:

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کو اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس شخص نے تین چیزوں کی حفاظت کی ہے پس وہ میرا سچا دوست ہے اور جس نے ان کو ضائع کیا ہے۔ پس وہ میرا پکا دشمن ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ تین چیزیں کونسی ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ روزہ، نماز اور غسل جنابت اور آپ نے فرمایا: کہ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان امانت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ حفاظت سے مراد ان کا اپنے

وقت میں ادا کرنا ہے۔ یعنی فرض، واجب اور سنتوں کے ساتھ پورا کرے گا۔

بے وقت نماز:

کسی شخص نے غیر وقت میں اپنی نماز کو ادا کیا تو اس نے اپنی نماز کو ناقص کیا اس قول کے مطابق جو کہ حدیث شریف میں نقل کیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں معراج کی شب آسمان پر گیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے چند عورتوں اور مردوں کو سروں پر مارتے تھے اور ان کے سروں سے دماغ اس طرح بہہ رہا تھا جس طرح بڑی نہر سے پانی بہتا ہے اور وہ لوگ اپنے آپ پر ہلاکت کی وجہ سے افسوس کر رہے تھے۔ پس میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بے وقت نماز پڑھتے تھے، اس لیے ان کو یہ عذاب دیا جا رہا ہے پس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں۔

آسمانی ملائکہ کی عبادت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کہ جب آپ ﷺ شب معراج آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے پہلے آسمان پر چند فرشتوں کو اللہ کے ذکر میں مشغول دیکھا جو اپنی پیدائش کے وقت سے کر رہے ہیں اور دوسرے آسمان پر آپ ﷺ نے چند فرشتوں کو رکوع کی حالت میں دیکھا یہ بھی اپنی پیدائش سے لے کر اب تک رکوع کی حالت میں ہیں اور یہ سروں کو نہیں اٹھاتے اور تیسرے آسمان پر آپ ﷺ نے ایک فرشتوں کی جماعت کو دیکھا جو سجدہ کی حالت میں تھے یہ بھی اپنی پیدائش سے لے کر ابھی تک سر سجدے سے نہیں اٹھائے مگر جب آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے اپنے سر کو اٹھا کر سلام کا جواب دیا پھر دوسری بار سجدہ کیا اور قیامت تک سجدہ میں رہیں گے۔ اسی وجہ سے دو سجدے نماز میں فرض ہیں اور چوتھے آسمان پر آپ نے فرشتوں کو تشہد پڑھتے ہوئے دیکھا اور پانچویں آسمان پر آپ نے فرشتوں کو تسبیح

پڑھتے ہوئے دیکھا اور چھٹے آسمان پر آپؐ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو تکبیر و تہلیل پڑھتے دیکھا اور ساتویں آسمان پر آپ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو سلام پڑھتے ہوئے دیکھا جب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا۔ پس آپ کا دل متفکر ہوا اور آپ نے خواہش کی کہ آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے یہ تمام عبادتیں ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اس فکر اور اشتیاق کو جان لیا ! اور ساتوں آسمان کے فرشتوں کی عبادت اٹھا کر اپنے نبی اکرم ﷺ کو بخش دی اور فرمایا جس نے پانچ وقت کی نمازوں کو ادا کیا وہ ساتوں آسمان کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب پائے گا۔

نماز اللہ تعالیٰ کی رضا اور انبیاء کی سنت ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز خدا عزوجل کی رضامندی، نبیوں کا محبوب اور فرشتوں کا طریقہ ہے اور نور معرفت اور ایمان کامل کی اصل ہے اور دعا کی قبولیت اور اعمال کی قبول کرنے والی ہے اور کسب اور مال میں برکت کا سبب ہے اور دشمنوں کیلئے ہتھیار ہے اور شیطان کیلئے کراہیت ہے اور ملک الموت اور نمازی کے درمیان شفاعت کرانے والی ہے۔ قبر میں قیامت تک چراغ ہے اور قیامت کے دن سر پر سایہ ہے اور تاج ہے اور بدن کیلئے لباس اور پردہ ہے۔ خدا کے نزدیک نمازی اور دوزخ کے درمیان دلیل ہے اور میزان پر بھاری اور پل صراط سے پار لے جانے والی ہے اور جنت کی کنجی ہے۔

یوم قیامت پانچ شخص:

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بچھو کی قسم کا ایک جانور جہنم سے نکلے گا جس کا نام حریش ہے۔ اس کی لمبائی آسمان اور زمین کے برابر ہوگی اور اس کی چوڑائی مشرق سے مغرب تک ہوگی تو اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھیں گے اے حریش! تو کہاں جاتا ہے؟ وہ کہے گا کہ میں عرصات قیامت کی طرف جاتا ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے تو کس کو طلب کرتا ہے تو کہے گا کہ پانچ شخصوں کو

طلب کرتا ہوں: اول بے نمازی کو، دوسرا جو مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا، تیسرا والدین کا نافرمان، چوتھا شراب خور، پانچواں جو مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے فرمایا کہ یہ مسجدیں اللہ کیلئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت شریک کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے ایسا کسی دوسرے کو مت جانو جیسا کہ بعض جاہلوں کا اعتقاد ہے۔ پس اے مومنو خیال کرو اور غافلوں سے مت ہو جاؤ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۹

توحید کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شهداللہانه لا اله الا هو والملا ئكة واولو العلم قائماً با القسط لا اله الا هو العزيز الحكيم O ان الدبن عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتو الكتب الامن بعد ماجاء هم العلم بغيا بينهم ومن يكفر بايت الله فان الله سريع الحساب O

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی بے شک اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے (بھی) اور علم والوں نے (بھی) انصاف قائم کرنے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں عزت و حکمت والا بیشک اللہ کے نزدیک اسلام بہترین دین ہے اور اہل کتاب (لوگوں) نے اختلاف نہیں کیا۔ مگر ان لوگوں کے جاننے کے بعد آپس میں حسد و کینہ کی بنا پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔''

شہادت کے معنی:

بعض لوگوں کا قول ہے کہ شہادت کے معنی لوگوں کو خبر دینا اور آگاہ کرنا کے ہیں اور ملائکہ اور مومنین کی شہادت کا مطلب ہے اللہ کی واحدانیت کا اقرار اور اعتراف کرنا ہے۔

اولو العلم کون؟

بعض علماء کا اولو العلم کے معنی میں اختلاف ہے۔ اس سے مراد انبیاء کرام ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ انصار اور مہاجرین جو کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ لوگ علماء اور تمام مومنین ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کی شرافت پر دلیل ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء کرام سے زیادہ شرافت والا ہوتا تو علماء کے سوا اللہ تعالیٰ اس کے نام کو فرشتوں کے نام کے ساتھ ذکر کرتا۔

شان نزول:

بزاز رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ کا ارشاد ہے: ان الدین عنداللہ الاسلام ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے جس وقت مشرکین اپنے اپنے دینوں پر فخر کرتے تھے اور ہر فرقہ کہتا تھا کہ ہمارا دین حق پر ہے۔ باقی دینوں کے علاوہ اور یہی دین خدا کا دین ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول مبارک سے ان کو جھٹلایا۔ (بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی دین حق ہے۔)

نماز کے بعد ان آیات کے پڑھنے کا اجر:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب الحمد شریف، آیت الکرسی اور شھداللہ انہ لا الہ الا ھو......اخیر تک اور قل اللّٰھم مالک الملک تا بغیر حساب نازل ہوئیں تو یہ عرش معلیٰ کے ساتھ لٹکی ہوئیں تھی اور کہتی تھیں اے اللہ عزوجل تو ہم کو ایسی قوم پر نازل کرے گا جو برے کام کرے گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم جو بندہ ہر فرض نماز کے بعد تم کو تلاوت کرے گا تو میں اسکے گناہوں کو معاف کردوں گا اور اس کو جنت الفردوس دوں گا اور میں اس کی طرف ستر بار دیکھوں

گا اور اس کی ستر حاجات پوری کروں گا، ان میں ادنیٰ سی حاجت مغفرت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو پڑھا:

شهدالله انه لا اله هو و الملئكة و اولو العلم قائم بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم

دوزخ حرام:

عَن عبادة رضی اللہ عنہ بن الصامت اَن النبی صلی الله علیه وسلم قال من شهد اَنه لاالا الاالله وَاَن محمد رسول الله حرم الله تعالیٰ علیه النام

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔

لا اله الا الله کی فضیلت:

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی مومن بندہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس کے منہ سے سبز رنگ کی چڑیا کی طرح ایک فرشتہ نکلتا ہے جس کے پر سفید ہیں جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں، اس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف ہے جب وہ ان دونوں کو پھیلاتا ہے تو مشرق و مغرب کے آگے چلے جاتے ہیں اور آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے یہاں تک کہ عرش معلّیٰ کے نزدیک پہنچ جاتا ہے اور شہد کی مکھی کی طرح آواز نکالتا ہے پس اس کو فرشتے حاملان عرش کہتے ہیں ٹھہر جا وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت تک نہ ٹھہروں گا جب اللہ تعالیٰ اس کلمہ پڑھنے والے کو نہ بخش دے پھر اللہ تعالیٰ اس کو ستر ہزار زبانیں دیتا ہے اور وہ فرشتہ قیامت تک اس کیلئے مغفرت طلب کرتا رہے گا پس جب قیامت آئے گی وہی فرشتہ اس کا ہاتھ پکڑے گا اور اس کو پل صراط سے اتارے گا اور اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔

نور کا شہر:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب میں معراج کی رات آسمان پر گیا تو عرش کے نیچے نور کا ایک شہر دیکھا جو کہ نور کی ہزار زنجیروں سے لٹا ہوا تھا اس کے لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت کا ایک باغ سجا ہوا ہے اور باغ میں نور کا ہزار بالا خانہ ہے اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے اور ہر کمرے کے اوپر نور ایک بالا خانہ ہے، اس کے چار سو دروازے ہیں ہر دروازے کے دو پاٹ ہیں۔ ایک پاٹ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے اور ہر فرش پر حورعین کی طرح ایک لونڈی ہے اگر وہ اپنی چھنگلیا اس دنیا میں ظاہر کرے تو اس کا نور سورج اور چاند پر غالب آجائے تو میں نے کہا کہ اے رب العالمین! یہ نبی کیلئے ہے یا صدیق کیلئے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو دن رات اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کیلئے سب کچھ ہے اور میں ہی ہر چیز کو زیادہ کرنے والا ہوں۔

قیامت کے دن نیک اعمال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن نیک اعمال آئیں گے اور اپنے اپنے بندے کو چھڑائیں گے اور شفاعت کریں گے۔ پس نماز آئے گی اور کہے گی: اے رب! میں نماز ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا اے رب! میں صدقہ ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے تو خیر پر ہے پھر روزہ آئے گا اور کہے گا اے اللہ! میں روزہ ہوں اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس طرح جواب دے گا اس کے بعد اسلام آئے گا اور کہے گا کہ اے اللہ! میں اسلام ہوں تو اللہ فرمائے گا تو سلام ہے اور خیر پر ہے اور میں تیرے

ہی وجہ سے مواخذہ کروں گا اور تیرے ہی وجہ سے عملوں کی جزا دوں گا اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اسلام ان تمام خصلتوں کو شامل ہے۔

کنکریوں کی گواہی پر جنت میں داخل:

حضرت ابراہیم واسطی رحمۃ اللہ علیہ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ میں سات کنکریاں تھیں۔ پس ان کنکریوں کو کہا کہ اے کنکریوں گواہ ہو جاؤ کہ میں لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہٗ وَ رسولہ پس حضرت ابراہیم واسطی یہ کہنے کے بعد سو گئے اور رات کو خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور ان سے حساب لیا گیا ہے اور ان کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے تو فرشتے ان کو دوزخ کے دروازے پر لے گئے۔ تو وہاں ان کنکریوں میں سے ایک کنکر دروازہ پر آ گیا اس کو اٹھانے کیلئے سارے فرشتے جمع ہو گئے مگر اس کنکر کو نہ اٹھا سکے پھر فرشتے اس کو دوسرے دروازے پر لے گئے وہاں بھی ایک کنکر پڑا ہوا تھا۔ پس مجبور ہو کر اس کو ساتوں دروازوں پر لے گئے مگر ہر دروازے پر کنکریوں میں سے کنکر پڑا ہوا تھا اور کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہٗ وَ رسولہ کہ پھر ان کو عرش معلیٰ کی طرف لے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو نے ان کنکریوں کو گواہ رکھا، اور انہوں نے تیرا حق نہ ضائع کیا اور میں تیری گواہی پر گواہ ہوں۔ میں تیرے حق کو ضائع نہیں کرتا۔ تو اللہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو جنت میں داخل کرو اور جب جنت کے قریب گئے تو جنت کے دروازے بند تھے۔ پس لا الہ الا اللہ کہا تو جنت کے دروازے کھل گئے وہ جنت میں داخل ہو گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۰

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و الذین اذا فعلوا فاحشۃ اوظلمو انفسھم ذکر اللہ فاستغفر وا لذنوبھم ومن یغفرالذنوب الا اللہ ولم یصر و اعلیٰ ما فعلوا وھم یعلمون اولئک جزاؤھم مغفرہ من ربھم وجنت تجری من تختھا الانہار خالدین فیھا ونعم الاجرا العاملین O

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جب سے کھلا گناہ کر بیٹھیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور کون ہے جو اللہ کے سوا گناہوں کو بخشتا ہے انہوں نے دوبارہ اس کام کیلئے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ فقہوں کی جماعت کیلئے دو قسم کا بدلہ ہے ایک ان کی بخشش اور دوسرا ایسے باغ جن کے نیچے نہریں ہمیشہ جاری رہیں گی اور وہ لوگ اس میں مقیم رہیں گے۔ اور عمل کرنے والوں کیلئے کیا خوب مزدوری ہے۔''

یہ آیت ایک کھجور بیچنے والے کی شان میں نازل ہوئی اس کے پاس ایک خوبصورت عورت کھجور خریدنے آئی تو اس کا دل اسکی طرف مائل ہو گیا اور اس کو ایک کونے میں کھجور دینے کیلئے لے گیا اور اس کو کھینچا اور اس کا بوسہ لے لیا تو اس عورت نے نصیحت کے لیے اپنی زبان کھولی اور کہا اے شخص! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور میرے

پاک دامن کوحرام سے آلودہ مت کر۔ تو وہ کھجور فروش ڈر گیا اور اسی وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی اور گناہ کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے کہا میں تمہاری حالت بیان کرتا تھا اور تم نے ایسا کام کیا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کیلئے اس آیت کو نازل کیا اور بعض کے مطابق یہ آیت ابو عسیر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

عرش معلیٰ کے گرد تحریر:

عن علی ابن ابی طالب عن النبی ﷺ انه قال مكتوب حول العيوش من قبل خلق آدم باربعة الاف سنة انی الغفار لمن تاب وامن و عمل صالحًا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش معلیٰ کے گرد لکھا ہوا تھا کہ میں معاف کرنے والا ہوں اس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے۔

کرم ہی کرم:

حضرت جبرئیل علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں (جبرئیل علیہ السلام) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کی امت سے میں توبہ کرے گا اس کے مرنے سے قبل ایک سال میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! ایک سال میری امت کیلئے بہت زیادہ ہے کیونکہ وہ غفلت کریں گے وہ پُر امید رہیں گے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے اور پھر لوٹ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ جو شخص ایک مہینہ موت سے پہلے توبہ کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! ایک مہینہ بھی میری امت کیلئے بہت ہے پھر جبرئیل چلے گئے اور پھر لوٹ آئے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ! آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ جو شخص موت سے ایک دن پہلے توبہ کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن بھی

میری امت کیلئے بہت زیادہ ہے تو جبرئیل علیہ السلام پھر چلے گئے اور پھر لوٹ آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص موت سے ایک گھڑی پہلے توبہ کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ پس آپ نے فرمایا کہ ایک گھڑی بھی بہت زیادہ ہے۔ جبرئیل علیہ السلام پھر چلے گئے اور لوٹ کر آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو شخص ساری عمر گناہوں میں مصروف رہا اور اس نے میری طرف رجوع نہ کیا پھر اپنی موت سے ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک روز یا ایک گھڑی یہاں تک اس کی روح حلق تک پہنچ گئی اور اپنی غلطی کا اعتراف زبان سے نہ کر سکا اور اپنے کیے گناہوں پر دل سے نادم ہوا تو اس میں اس کو بخش دوں گا۔

دل میں نادم ہونے پر مغفرت:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ انصار کے ایک شخص کے پاس گیا جو نزع کی حالت میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر پس وہ شخص اپنی زبان سے بول نہ سکا اور اپنی دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف گھمایا اور آپ مسکرائے۔ میں نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی؟ تو آپ نے فرمایا یہ شخص زبان سے تو توبہ نہ کر سکا لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اپنے کیے ہوئے گناہوں پر نادم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ، میں اس کی توبہ اور اس کی ندامت جو دل میں ہے ضائع نہیں کروں گا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کو معاف کر دیا۔

توبہ کی پہچان:

بعض حکماء نے کہا ہے کہ انسان کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاتی ہے: (۱) زبان کو فضول گفتگو، غیبت، چغلی اور جھوٹ سے بچائے رکھے۔ (۲) اس کے دل میں کسی آدمی کے خلاف عداوت وحسد نہ ہو۔ (۳) اپنے برے دوستوں کو چھوڑ دے، ان کی محفل اختیار نہ کرے، (۴) وہ شخص موت کیلئے تیار رہے، اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو اور گناہوں کیلئے استغفار کرتا رہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی خواہش

کرنے والا ہو۔ اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

یاایھاالذین امنو توبو الی اللہ توبۃ نصوحاً

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کیلئے توبہ نصوح کرو۔

توبۃ النصوح کیا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ توبہ نصوح کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ انسانی برائیوں سے توبہ کرے اور اس کو پھر نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبہ نصوح کا معنی یہ ہے کہ دل سے شرمندہ ہونا اور زبان سے استغفار کرنا اور اس بات کو دل میں رکھنا کہ اس کو نہیں کرے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص زبان سے استغفار کرتا ہے پھر گناہ کیلئے اصرار کرتا ہے تو گویا وہ اپنے خدا سے مذاق کرتا ہے۔

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابلیس لعین رویا تھا۔

ابلیس کی ہلاکت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا کرو اور استغفار کرو کیونکہ ابلیس نے کہا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا ہے اور لوگوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا۔ پس میں نے ان کو حرص اور خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا اور وہ اس گمان میں ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

میں بخشتا رہوں گا:

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شیطان مردود نے اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے اللہ! تیری عزت کی قسم جب تک بندوں کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی تو میں ان کو گمراہ کرتا رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھ کو میری عزت اور بزرگی کی قسم کہ جب تک میرے بندے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔

شیطان کا رونا:

حضرت عطاء بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کا قول

ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصر علی مافعلوا وھم یعلمون

نازل ہوا تو شیطان مردود اپنے لشکر سمیت رویا اور اپنے سر پر مٹی ڈالی اور افسوس کے ساتھ پکارا یہاں تک کہ اس کے لشکر جنگل اور دریاؤں میں سے آئے تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار! آپ کو کیا ہوا؟ تو شیطان مردود نے کہا کہ ایک آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے جس کے بعد کوئی گناہ بنی آدم کو نقصان نہیں دے گا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کونسی آیت ہے تو شیطان نے ان کو آیت مقدسہ کے بارے میں خبردار کیا تو شیطان کے لشکر نے شیطان سے کہا ہم ان کیلئے حرص، لالچ کے دروازے کھول دیں گے نہ تو وہ توبہ کریں گے اور نہ وہ مغفرت مانگیں گے اور وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ حق پر ہیں تو شیطان اس بات پر بہت خوش ہوا۔

زمین و آسمان کے برابر گناہ توبہ کرنے پر معاف:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اے میرے بندے جب تک تم مجھ کو پکارتے رہو اور معافی کی امید کرتے رہو تو میں تمہارے گناہوں کو معاف کرتا رہوں گا اگر تمہارے گناہ آسمان تک بھی جا پہنچیں پھر بھی تم مجھ سے مغفرت طلب کرو تو میں معاف کر دوں گا۔ اے بنی آدم! اگر تم میرے پاس زمین کے برابر گناہ لاؤ حالانکہ تم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں زمین کے برابر گناہوں کو بھی معاف کر دوں گا۔

تنگی اور غم سے رہائی:

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں یہ بات موجود ہے کہ جس نے اپنے اوپر استغفار کو لازم کرلیا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نکال دے گا اور ہر غم سے رہائی

دے گا اور اس کو وہاں سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا ستر مرتبہ توبہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ستر (۷۰) مرتبہ سے بھی زیادہ دن میں توبہ کرتا ہوں اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، بے شک میں دن میں ستر (۷۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

بہتر گنہگار:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کل بنی آدم گنہگار ہیں اور بہتر گنہگار وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔

(اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ توبہ بڑی اچھی چیز ہے۔)

توبہ جلدی کرنے کا حکم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہلاک ہوگئے جو کہتے ہیں عنقریب توبہ کرلیں گے کیونکہ انہوں نے امر کی بنیاد بقا پر رکھی حالانکہ وہ اس کے مختار نہیں ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ زندہ نہ رہے اگر وہ زندہ رہے بھی تو جس طرح آج گناہ کے ترک کرنے پر قادر نہیں ہے اسی طرح وہ کل بھی گناہ کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں گے کیونکہ اس کا ترک گناہ سے عاجزی فی الحال غلبہ شہوت کی بناء پر ہے اور شہوت کل کم نہیں ہوگی بلکہ اس کی شہوت میں اضافہ ہوگا۔ پس وہ شہوت جس کو انسان نے عادت کی وجہ سے مضبوط کیا۔ یہ اس شہوت کی مثل نہیں ہے جس کو انسان نے عادتاً مضبوط نہیں کیا۔

غور و فکر:

تو اے اہل مجلس اے اہل انصاف جب حضور نبی کریم ﷺ مغفرت طلب کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور

پچھلوں کے گناہوں کی مغفرت کر دی گئی ہے اور ہم گنہگار ہیں کہ ہمیں اپنے بارے معلوم نہیں کہ ہم بخشے جائیں گے یا نہیں تو پھر ہم ہر لمحہ ہر وقت استغفار کیوں نہ کریں اور کیوں نہ اللہ کریم کا ذکر کریں جو عذاب دوزخ سے نجات دینے والا ہے۔

بھلائی اور برائی:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِذا اراد اللہ تعالیٰ بعیدہ الخیر عَجل لَہٗ العقوبۃ فی الدنیا واِن آلرار بعبدہ الشَرَّ اُمسکَ علیہ بذنبہ حَتٰی یُوَفِیَہٗ یَوم القیامۃ

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو دنیا میں اس کو جلدی عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور اگر اس سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو دنیا میں اس کو چھوڑ دیتا ہے اور قیامت کے دن اس سے بدلہ لے گا۔

پس ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنی چاہیے۔

نظم

معصیت راھر کہ پی دا پی کند ایزدش از اھل جنت کی کند

ای سپر دائم باستغفار باش وزبران کو مفسران بیزار باش

ھر کہ ترسد ازالہ خویشتن خواھد او عذر گناہ خویشتن

ترجمہ:

(۱) جو انسان لگا تار گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کیسے عطا کرے گا۔

(۲) اے بیٹے ہمیشہ مغفرت طلب کرنے والا ہو جا، بروں سے اور فساد پیدا کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کر۔

(۳) جو انسان اپنے رب سے ڈرتا ہے وہ اپنے رب سے گناہ کی معافی طلب کرتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۱

ماہ رجب کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوٰت و الارضُ اعدت للمتقین O

ترجمہ: ''تم جلدی کرو۔ اپنے رب کی مغفرت کی طرف (اور جلدی کرو) جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے ایسی جنت تیار کی گئی ہے ان لوگوں کیلئے جو پرہیزگار ہیں۔''

جنت کہاں ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں؟ تو آپ نے فرمایا: کون سا آسمان اور زمین وسعت میں جنت کے برابر ہو سکتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا وہ کہاں ہے تو آپ نے فرمایا: کہ جنت عرش کے نیچے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے جبکہ دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

احد پہاڑ کے برار سونا صدقہ کرنے کا ثواب:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جس شخص نے تکبیر اولیٰ امام کے ساتھ نماز کو پایا تو یہ نماز ہزار حج اور ہزار عمرے سے بہتر ہے اور اس شخص کی طرح اس بندے کیلئے ثواب ہے جس نے احد کے پہاڑ کے برابر سونا مساکین پر صدقہ کیا اور اِس کیلئے ہر رکعت کے بدلے ایک برس کی عبادت لکھ دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کو

دو چیزوں سے نجات دے گا۔ ایک دوزخ اور ایک منافقت سے اور وہ شخص دنیا میں اپنا مکان جنت میں دیکھ لے گا تو اتنے وقت تک دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔

علماء نے تکبیر اولیٰ کی حد میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کے نزدیک امام جب فاتحہ سے فارغ ہو جائے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ امام قرأت کو شروع کرے اکثر مفسرین اور اکثر فقہا پہلے قول پر متفق ہیں۔

رجب کی پہلی رات شب بیداری:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جس شخص نے رجب کی پہلی رات میں بیداری کی جس وقت سارے دل مرجائیں گے اس دن اس کا دل مردہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھلائی اس کے سر پر انڈیل دے گا اور وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگا جیسا کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور وہ ایسے ستر ہزار گنہگاروں کی شفاعت کرے گا کہ جو دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔ (جیسا کہ لب الالباب مولانا تاج العافین کی کتاب میں موجود ہے۔)

بیس (۲۰) رکعت نفل کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے دس سلاموں کے ساتھ رجب کی کسی رات میں مغرب کے بعد بیس رکعت نماز نفل ادا کی اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے اہل وعیال کو دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

رجب میں روزہ رکھنے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار بے شک رجب اللہ کا شہر اصم ہے پس جس شخص نے رجب کے مہینے میں خلوص دل سے ایک روزہ رکھا، اس پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی واجب ہے اور جس شخص نے ماہ رجب میں دو دروازے رکھے اس کی

فضیلت اہل زمین اور اہل آسمان بیان نہیں کر سکتے جس شخص نے تین روزے رجب کے مہینے میں رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ہر دنیا کی مصیبت اور ہر آخرت کی تکلیف سے بچائے گا۔ جنون، جذام اور فتنہ دجال سے محفوظ رکھے گا اور جس شخص نے سات روزے رکھے اس کیلئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کیے جائیں گے۔

اور جس نے آٹھ روزے رکھے اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے اور جس نے دس روزے رکھے تو وہ جو بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا اور جس نے پندرہ روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اس کی خطاؤں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اور جس نے زیادہ روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ بھی زیادہ عطا کرے گا۔

رجب میں درود پڑھنے کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں نے ایک ایسی نہر دیکھی اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ نہر کس کیلئے ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ جس نے رجب کے مہینے میں آپ پر درود بھیجا۔

امت محمد یہ ﷺ کیلئے فرشتوں کی آہ وزاری:

حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کوہ قاف کے پیچھے ایک زمین ہے اس کی مٹی چاندی کی طرح سفید ہے اور اس کی چوڑائی ولمبائی دنیا کی طرح ہے اور وہ زمین فرشتوں سے بھری ہوئی ہے اگر کوئی سوئی گرے تو ان کے اوپر ہی گرے گی۔ ہر ایک کے ہاتھ میں جھنڈا ہے اس کے اوپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اور فرشتے رجب کے مہینے میں ہر جمعہ کی رات کو کوہ قاف کے اردگرد جمع ہوتے ہیں اور سلامتی کی طلب کیلئے آہ وزاری کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ اے اللہ! امت محمد یہ ﷺ پر رحم فرما اور ان کو عذاب نہ دے۔ تو وہ فرشتے صبح تک اسی

طرح استغفار کرتے ہیں اور روتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میری عزت اور میرے جلال کی قسم بے شک میں نے ان کو بخش دیا ہے۔

لفظ رجب کی برکات:

رجب میں تین حرف ہیں۔ 'ر' سے مراد رحمت خدا ہے اور 'ج' سے مراد بندے کا جرم ہے اور 'ب' سے مراد اللہ تعالیٰ کا احسان ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اے میرے بندے میں نے تیرے جرم و جنایت کو اپنے احسان اور اپنی رحمت کے مابین باقی نہیں رکھوں گا۔ ماہ رجب کے صدقے سے تیرا نہ تو کوئی جرم رہے گا اور نہ ہی تیری کوئی جنایت باقی رہے گی۔

رجب کی بارگاہ خداوندی میں حاضری:

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ماہ رجب ختم ہونے کے بعد آسمان پر چڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہوتا ہے اے میرے مہینے کیا لوگ تجھے محبوب رکھتے تھے اور تیری تعظیم کرتے تھے تو وہ خاموشی اختیار کرے گا اور کوئی کلام نہیں کرے گا۔ دو تین مرتبہ پوچھنے کے بعد ماہ رجب خدا کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے: اے میرے رب تو عیوب کو چھپانے والا ہے جس طرح تو نے مخلوق کو دوسروں کے عیب چھپانے کا حکم دیا ہے اور تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام نے میرا نام اصم یعنی گونگا رکھا ہے تو میں نے ان کی (بندوں) نیکیوں کو سنا ہے اور نہ ان کے گناہوں کو سنا ہے اسی وجہ سے اس نے میرا نام اصم رکھا تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو میرا مہینہ معیوب یعنی اصم ہے اور میرے بندے معیوب ہیں۔ میں نے تیری رحمت کی وجہ سے ان بندوں کو عیبوں سمیت قبول کیا ہے جس طرح میں نے تمہیں قبول کیا ہے حالانکہ تو عیب والا ہے تیری وجہ سے میں ان کی ندامت کو معاف کروں گا اور تیری وجہ سے ان کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

ماہ اصم:

بعض نے فرمایا ہے کہ رجب کا نام اصم اس لیے رکھا گیا کہ کراماً کاتبین ہر مہینے

میں نیکیوں اور بدیوں کو لکھتے ہیں لیکن اس ماہ میں نیکیاں تو لکھتے ہیں اور بدیاں نہیں لکھتے۔ پس وہ برائیوں کو نہیں سن سکتے کہ جن کو تحریر میں لائیں۔

رجب اللہ کا مہینہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

روزوں کا ثواب:

ابو محمد خلال رضی اللہ عنہ فضائل رجب کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رجب کے پہلے دن کا روزہ تین برس کے گناہوں کا کفارہ ہے اور دوسری تاریخ کا کفارہ دو برس کا ہے اور تیسرے دن کا روزہ ایک برس کے گناہوں کا کفارہ ہے جیسا کہ جامع صغیر میں یہ روایت موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ رمضان شریف کے بعد رجب اور شعبان کے مہینہ میں روزہ رکھتے تھے۔

جنت کی نہر:

حدیث: وقالَ اِنَّ فی الجنۃِ نہرًا یقال لَہٗ رَجب اَشد بیاضاً مِن اللبیَن وَأحلیٰ مِنَ القبلِ من صام یوماً من رجب سقاہُ اللہ من ذٰلک النہر

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے اس کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور جس نے رجب کے مہینے میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو اسی نہر سے پلائے گا۔

رجب کی وجہ تسمیہ:

اس ماہ کا نام رجب اس لیے رکھا گیا کہ اہل عرب اس ماہ کی تعظیم کرتے تھے اور رجب کا معنی بھی عظمت ہے اور ایک تعظیم ان کی طرف سے یہ بھی تھی کہ اس مہینے

میں خدام، کعبہ شریف کے دروازے کھول دیتے تھے اور دوسرے مہینوں میں بند رکھتے تھے مگر دوشنبہ یا پنج شنبہ کو وہ دروازہ کھولتے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ قول خدا اور یہ مہینہ بھی خدا کا ہے اور بندے بھی اسی کے ہیں۔ پس خدا کے بندوں کو خدا کے گھر سے اس مہینے میں نہیں روکا جائے گا۔

رجب کی تعظیم: (حکایت)

یہ روایت نقل کی گئی ہے ایک عبادت گزار عورت بیت المقدس میں رہتی تھی جب رجب کا مہینہ آتا تو ہر روز قل ھو اللہ احد بارہ مرتبہ ماہ رجب کی تعظیم کیلئے پڑھتی تھی اور اطلسی کپڑوں کو اتار کر ٹاٹ کے کپڑے پہن لیتی تھی۔ اس مہینے کے اندر اس کا انتقال ہوا اور اپنے بیٹے کو وصیت کی مجھے انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے۔

المختصر جب وہ عورت مر گئی تو لوگوں کو دکھلانے کیلئے اس کو عمدہ کپڑوں میں دفن کیا پس خواب میں اس نے اپنی ماں کو دیکھا تو اس کی ماں نے ناراض ہو کر پوچھا کہ تو نے مجھے میری وصیت کے مطابق دفن کیوں نہیں کیا۔

تو وہ نوجوان جاگا اور اس کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اپنی ماں کی قبر کو کھودا اور اپنی ماں کو قبر میں نہیں پایا تو بہت زیادہ پریشان ہوا اور رونا شروع کر دیا تو ہاتف غیبی سے ایک آواز آئی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ جس نے میرے مہینے (رجب) کی تعظیم کی اس کو میں قبر میں تنہا نہیں چھوڑتا۔

فرشتوں کا کعبہ کے پاس جمع ہونا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کے پہلے جمعے کی تہائی رات گزرتی ہے تو زمین و آسمان کے تمام فرشتے کعبہ شریف میں جمع ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ انہیں دیکھتا ہے اور ان سے کہتا ہے اے میرے فرشتو! جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو۔ وہ عرض کرتے ہیں اے اللہ! اس انسان کو بخش دے جس نے رجب میں روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو بخش دیا ہے۔

عذاب قبر سے بچنے کا عمل:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک قبرستان میں سے گزرے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے اور روئے اس کے بعد دعا کی تو میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ان لوگوں کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو اللہ کریم نے میری دعا کے سبب ان کے عذاب کو کم کر دیا ہے۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ لوگ ماہ رجب میں ایک روزہ رکھتے اور ایک رات نہ سوتے تو انہیں اپنی قبروں میں عذاب نہ دیا جاتا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا رجب میں ایک دن کا روزہ اور ایک رات کا قیام قبر کے عذاب کو دور کر دیتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اے ثوبان قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا جو مسلمان مرد اور مسلمان عورت خالص نیت سے رجب کے مہینے میں ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن قیام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیتا ہے جس میں اس نے روزہ رکھا ہو اور رات کو قیام کیا ہو۔

رجب میں روزہ مستحب ہے اور مخصوص نوافل نہ ہونا:

ماوردی نے اقناع میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رجب اور شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنا مستحب ہے لیکن کوئی ایسی نماز نفل نہیں جو اس ماہ کے ساتھ خاص ہو جو شخص صاحب دیانت ہو اور پرہیزگار ہو تو ان کیلئے اس طرف راغب ہونا مناسب نہیں تا کہ لوگوں کا رجحان اس طرح نہ ہو جائے اور دارالاسلام میں رواج پا جانے کی وجہ سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں اور نہ ہی یہ چیز بڑے بڑے ممالک میں پھیل جائے جیسے کہ صلوٰۃ الرغائب کا رجب کے پہلے جمعے میں پڑھنے کا رواج ہے۔

اس کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم محدثات امور سے بچو (اس سے مراد وہ کام جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور

میں نہ ہوئے ہوں) بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالۃ ہے تو ہر نیا کام بھی گمراہی ہوا اور دوسری حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ ہیں برے کام نئے۔ نئے کام ہیں تو رجب کے پہلے جمعہ میں صلوٰۃ الرغائب کا ادا کرنا یہ محدثات امور میں سے ہے کیونکہ اس چیز کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں ملتا نہ ہی تابعین اور نہ آئمہ مجتھدین کے دور سے ملتا ہے بلکہ یہ نماز چار سو برس ہجری کے بعد ادا کی گئی۔ اس لیے اس کو متقدر علماء نے بیان نہیں کیا اور علماء متاخرین نے اس کی مذمت کی ہے اور انہوں نے وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ بدعات میں شامل ہے۔ پس اس چیز کو ترک کر دے اور عبادت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لے تا کہ تجھے بلند و بالا جنتیں نصیب ہوں اور اعلیٰ مراتب اور اعلیٰ درجات نصیب ہوں۔

مذکورہ قول سے مراد برے کام ہیں لیکن جو شخص اچھا کام نکالے اس کیلئے اجر کا وعدہ ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کوئی نیک رسم نکالی تو اس کو ثواب ملے گا اور جس نے اس کو دیکھ کر کیا اس کو بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ وہ کام کریں گے تو سب کو برابر برابر ثواب ملے گا جیسا کہ اسلامی مدرسے پہلے ان کا وجود نہیں تھا اور ان کا شمار بدعات میں نہیں ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کی مخالفت عذاب کا سبب ہے:

صاحب مجمع البحرین کا قول بھی اسی طرح ہے کہ ایک شخص نے عید والے دن عید سے پہلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو ایسا کرنے سے روکا تو وہ بندہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ثواب نہیں دے گا یہاں تک اس کو سرکار دو عالم ﷺ نے کیا ہوا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کام پر ابھارا ہو پس تیری نماز بے سود ہوگی اور بے سود کام حرام ہے اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کی وجہ سے عذاب دے کیونکہ اس میں رسول کریم ﷺ کی مخالفت ہے۔ پس تم

وہ چیز لے لو جس کو میں نے تحریر کیا ہے اور مشتبھین میں سے نہ ہو۔

حوروں کے وجود کی تخلیق:

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کے وجود کو چار رنگوں یعنی سفید، سبز، زرد اور سرخ سے پیدا کیا ہے۔ ان کے بدن کو زعفران، مشک، عنبر اور کافور سے پیدا کیا ہے اور ان کے بالوں کو لونگ سے پیدا کیا ہے تو پاؤں کی انگلیوں سے لے کر زانو تک زعفران سے خوشبودار ہے اور زانو سے ناف تک کستوری سے اور ناف سے گردن تک عنبر سے اور گردن سے سر تک کافور سے پیدا کیا ہے اور وہ ایک مرتبہ تھوکے تو ساری دنیا کستوری ہو جائے۔ ان حور کے جسم پر اس کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے اور ایک نام اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا ہے اور اس کے ہر ہاتھ میں دس کنگن سونے کے ہیں اور اس کی انگلیوں میں دس انگوٹھیاں ہیں اور دونوں پاؤں میں جواہرات اور موتیوں کے پازیب ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۱۲

مردوں کی عورتوں پر فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الرّجال قوّامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقو من اموالھم فا الصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ O

ترجمہ: ''مردلوگ عورتوں پر حاکم ہیں۔ (اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اور دوسری فضیلت یہ ہے) کہ وہ مرد عورتوں پر اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں. پس عورتیں خدا کی فرمانبردار ہیں۔ مردوں کی عدم موجودگی میں مردوں کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اس چیز کے ساتھ کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت کی ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں مردوں کی عورتوں پر فضیلت کا بیان ہے۔

شان نزول:

یہ آیت مبارکہ ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تھی جب انہوں نے اپنی بیوی اور محمد بن سلمہ کی بیٹی کو تھپڑ مارا تھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر نازل ہوئے کہ مرد عورتوں کے معاملات میں عورتوں پر حاکم ہیں اور ان کو ادب سکھانے والے ہیں۔

دعا سے پہلے اور بعد میں درود پڑھنا:

حضرت فضیل بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نماز پڑھی اور عرض کرنے لگا اللھم اغفرلی وارحمنی اے رب مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم فرما پھر نبی کریم ﷺ نے اسے بلا کر کہا کہ تو نے جلدی کی ہے جب تو نماز پڑھے تو اس کے بعد بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کر جیسا وہ اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود بھیج پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ جیسے دوسرے مرد نے آ کر نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور مجھ پر درود بھیجا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ دعا مانگ قبول ہوگی۔ اسی طرح جس نے میرا نام سنا اور مجھ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا قبول کرتا ہے۔

بہترین عورت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے جب تو اس کی طرف دیکھے تو وہ تمہیں خوش کرے اور جب تم اسکو حکم دو تو وہ تمہارے حکم پر عمل کرے اور تیری عدم موجودگی میں وہ اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے پھر آپ نبی کریم الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: الرجال قوامون علی النسا۔

جنتی عورت:

ورِدیَ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ اَنه قال قال علیه السلام المرأة اِذاصلَّت فمسبها وصامت شهرها وَحفظت فرجَهَا واطاعت زوجها تدخل من ای باب شاءَ ت من ابواب الجنة

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، وہ جنت کے جس دروزے میں داخل ہونا چاہے داخل ہو سکتی ہے۔

خاوند کی خدمت کا اجر:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نیک عورت ہزار غیر صالح سے بہتر ہے اور جو عورت سات دن تک اپنے مرد کی خدمت کرے۔ دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے اس کیلئے کھو دیئے جاتے ہیں جہاں سے بھی داخل ہونا چاہے بغیر حساب کے داخل ہوسکتی ہے۔

پچھلے گناہوں کا کفارہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت حیض والی ہوتی ہے تو حیض اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے دن الحمد للہ علیٰ کل حال پڑھے اور ہر گناہ سے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوزخ سے نجات لکھ دیتا ہے اور پل صراط سے پار ہونا لکھ دیتا ہے اور عذاب سے امان لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دن رات میں اس کیلئے چالیس شہداء کا درجہ بڑھا دیتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے حیض میں اللہ کا ذکر کرنے والی ہو۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ ثواب ان عورتوں کیلئے ہے جو امور شریعہ میں اپنے خاوندوں کی فرمانبردار ہوں۔

خاوند کی اطاعت پر مغفرت:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گھر سے جہاد کیلئے روانہ ہوا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تک میں واپس نہ لوٹوں گھر سے نہ نکلنا تو اسی دوران اس کا باپ بیمار ہوگیا تو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میں اپنے باپ کی تیمارداری کیلئے جاسکتی ہوں تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرنے کو کہا۔ اسی طرح اس عورت نے یکے بعد دیگرے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ پیغام بھیجا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا تو اس عورت

نے اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اس کے باپ کا انتقال ہو گیا لیکن وہ عورت گھر سے نہ نکلی اور اپنے باپ کو نہ دیکھ سکی اور اسی پر صبر کیا یہاں تک اس کا خاوند واپس لوٹ آیا تو اس کے بعد سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں وحی آئی کہ میں نے اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

درجات کی بلندی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کے کپڑے دھوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دو ہزار گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور ہر وہ مخلوق اس کیلئے مغفرت طلب کرتی ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس عورت کیلئے ہزار درجے بلند کرتا ہے۔

عذاب میں گرفتار عورتیں:

حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو سرکار مدینہ ﷺ رو رہے تھے تو ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رونے کا سبب پوچھا تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے معراج کی رات عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ پس اس وقت مجھے ان کی اس حالت نے رونے پر مجبور کر دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے وہاں کیا دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے ایک عورت کو اپنے بالوں کے ساتھ لٹکتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس کے سر کا دماغ بھی کھول رہا تھا اور میں نے ایک عورت کو اپنی زبان کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا حالانکہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی پیٹھ کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور میں نے ایک عورت کو اس کے پستانوں کے ساتھ لٹکتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس کے حلق میں زقوم ٹپکایا جا رہا تھا (یہ ایک جہنم کا درخت ہے) اس کے بعد میں نے ایک عورت کو لٹکا ہوا دیکھا اور اس کے دونوں پاؤں اس کے دونوں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں

اور اس پر سانپ اور بچھو حملہ کر رہے ہیں۔ (اس کے علاوہ) میں نے ایک عورت کو اپنا جسم کھاتے ہوئے دیکھا جبکہ آگ اس کے نیچے گھائی جا رہی ہے اور ایک عورت کو میں نے دیکھا کہ اس کے جسم کو آگ کی قینچی کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے۔ (علاوہ ازیں) میں نے ایک سیاہ چہرے والی عورت کو دیکھا اور وہ اپنی انتڑیاں کھا رہی تھی اور میں نے ایک ایسی عورت کو بھی دیکھا جو گونگی، بہری اور اندھی تھی اور وہ آگ کے صندوق میں پڑی تھی اور اس کے دماغ سے مغز نکل رہا تھا اور اس کی بدبو برص اور جذام سے بری ہے۔ اس کے بعد ایک ایسی عورت پر میری نظر پڑی جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح تھا اور اس کا جسم گدھے کے جسم کے مثل تھا اور وہ ہزاروں قسم کے عذاب میں مبتلا تھی۔ ان کے علاوہ ایک عورت کتے کی مانند تھی۔ بچھو اور سانپ اس کی فرج یعنی جسم کے اگلے حصے داخل ہو رہے تھے اور پچھلے حصے سے نکل رہے تھے جبکہ فرشتے اس کے سر پر گرز مار رہے تھے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان عورتوں نے کیا کیا تھا؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

جو عورت بالوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھی وہ عورت غیروں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی اور جو عورت زبان سے لٹکائی گئی تھی تو وہ عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف دیتی تھی پھر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کو زبان سے تکلیف دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کو روز قیامت ستر (۷۰) گز بنا دے گا اور اس کی گردن کے پیچھے سے گرہ باندھے گا اور جس عورت کو اپنے دونوں پستانوں سے لٹکایا گیا تھا وہ عورت دوسروں کے لڑکوں کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلایا کرتی تھی اور جس عورت کو اس کے پاؤں سے لٹکایا گیا ہے وہ عورت اپنے گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر نکلتی تھی اور حیض و نفاس کا غسل نہیں کرتی تھی اور جو عورت اپنے جسم کو کھاتی تھی وہ اپنے جسم کو دوسرے مردوں کیلئے سجاتی تھی اور دوسروں کی غیبت کرتی تھی اور جس عورت کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا وہ

اپنی خوبصورتی اور بدن دوسروں لوگوں کو دکھاتی تھی اور عورت جس کے پاؤں ہاتھوں کے ساتھ پیشانی کی طرف بندھے ہوئے ہیں اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے، وہ طاقت کے باوجود نہ وضو، نہ غسل اور نہ نماز ادا کرتی تھی اور جس عورت کا سر سور کی طرح تھا اور دھڑ گدھے کی مانند ہے وہ جھوٹ بولنے والی اور چغلی کرنے والی تھی اور جو کتے کی طرح تھی وہ اپنے شوہر سے بغض رکھتی تھی۔

زبان دراز عورت پر اللہ کی لعنت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو بھی عورت اپنے شوہر کو زبان کے ساتھ تکلیف دے اس پر اللہ کی لعنت اور اللہ کی ناراضگی ہے۔ فرشتوں اور تمام لوگوں کی بھی ناراضگی ہے۔

خاوند کی ناشکری:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے تجھ میں کوئی بھلائی نہیں دیکھی تو اللہ تعالیٰ اس کے ستر (۷۰) برس کے عمل ختم کر دیتا ہے۔ خواہ اس نے دن کو روزہ اور رات کو خدا کی عبادت ہی کیوں نہ کی ہو۔

نیک اعمال ختم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر زمین کے اندر والی تمام چیزیں سونا اور چاندی بن جائیں اور کوئی عورت اس کو اٹھا کر اپنے خاوند کے گھر لے جائے اور کسی دن وہ عورت اپنے شوہر پر فخر کرے اس قول کے ساتھ کہ تو کون ہے مال تو میرا ہی ہے تیرا تو کچھ بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال کو مٹا دیتا ہے اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

ہر چیز کی لعنت:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقول ایما

اِمرأۃ خرجت من بیت زوجھا بغیر اِذنِہٖ لنھا کُلَّ یشی ءِ طلعت علیہ الشمس والقرم حَتّٰی ترجع اِلٰی بیتھا یعنی بیت زوجھا

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکار مدینہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اپنے شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کے نکلتی ہے تو ہر چیز اس پر لعنت بھیجتی ہے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ عورت اپنے گھر یعنی شوہر کے گھر لوٹ آتی ہے۔

بیوی کے فیشن پر خوش ہونے کی سزا:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال المرأۃ اذا خرجت من باب دارھا مزینہ و معطِرۃ بالطیب والزوج لَذالاء راضیٍ بُھنی لزوجھا بکل قدَم بیت فی النارِ نعوذ باللہ الملکِ الجبار

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے زیوروں اور معطر خوشبوؤں سے آراستہ ہوکر نکلے حالانکہ اس کا خاوند بھی راضی ہو تو اللہ تعالیٰ شوہر کیلئے ہر قدم کے بدلے میں آگ میں ایک گھر بناتا ہے۔

خاوند سے بدتمیزی کی سزا:

عن طلحۃ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أنَّہٗ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ایما امرأۃ حکحت فی وجہِ زوجھا فتدخلُ علیہ الغم فھی فی سخط اللہ اِلیٰ اَن تضحکَ فی وجہِ زوجھا فتدخل علیہ السرورُ

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے سامنے ترش رو ہو جائے تو اس عورت کو غم لاحق ہو جاتا ہے اور اس پر رب کعبہ ناراض ہو جاتا ہے، اس وقت تک وہ عورت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے جب تک کہ وہ اپنے شوہر کو نہ ہنسائے جس سے اس کے خاوند کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔

خاوند کے بلانے پر بیوی کا نہ آنا:

ردی عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہ قال علیہ الصلوۃ والسلام اِذا دعا الرجلُ امرأۃ الٰی فراشِہٖ فَأمتنعت فبات الزوج غضبان علیھا لعنتھا الملائکہ حتّٰی تصبح (البخاری المسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ بیوی انکار کرے اور اس کا شوہر غصے کی حالت میں رات بسر کرے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور احترام خاوند:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ کے آنسو بہہ رہے تھے اور چہرہ کا رنگ بھی متغیر تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میری بیٹی تجھے کیا ہوا؟ تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بولیں میرے اور علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان ہنسی مذاق ہو رہا تھا اچانک میرے منہ سے کوئی ایسی بات نکلی کہ جس کی وجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ناراض ہو گئے جب میں نے علی رضی اللہ عنہ کو غصے کی حالت میں دیکھا تو میں شرمندہ ہوئی اور مجھے اس کا افسوس ہوا تو پھر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا اے میرے سرتاج! تو مجھ سے راضی ہو جا اور میں نے ان کے اردگرد سات چکر لگائے یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے اور ان کے چہرے پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے لیکن اب میرے دل میں خدا کا خوف موجود ہے تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اگر تو علی کرم اللہ وجہہ کو راضی کرنے سے پہلے انتقال کر جاتی تو میں تیری نماز جنازہ تک ادا نہ کرتا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ خاوند کی رضامندی خدا کی رضامندی ہے اور خاوند کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے پھر فرمایا اے میری بیٹی اگر کوئی عورت مریم بنت

عمران علیہ السلام کی طرح خدا کی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو قبول نہیں فرماتا۔ اے میری بیٹی! عورتوں کے بہترین اعمال خاوند کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ اے میری لخت جگر اس کے بعد چرخہ کاتنے سے کوئی عمل اچھا نہیں ہے۔ اے میری بیٹی! عورتوں کا ایک لمحہ چرخے کے ساتھ بیٹھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ان کے سوت سے جو کپڑا بنا جاتا ہے تو ہر کپڑے کے برابر ایک شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے جب عورت چرخہ کاتے اور اس کے بنائے ہوئے کپڑوں کو اس کا خاوند اور اس کے بچے استعمال کریں تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چادر کے بدلے اس کو ایک شہر جنت میں عطا فرمائے گا پھر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کی دو بیویاں ہوں ان دونوں کے نان نفقے کھانے پینے اور سونے میں برابری نہ کرے پس وہ مجھ سے بیزار ہے اور میں اس سے بیزار ہوں اور میری شفاعت میں سے اس کیلئے کوئی حصہ نہیں ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۳

والدین کے حقوق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واعبد و اللہ ولا تشرکو ابہ شیئا و بالوالدین احسانا و بذی القربی و الیتمی و المساکین الجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لایحب من کان مختالا فخوراً O

ترجمہ: ''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو (قول و فعل سے) اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو۔ یتیموں اور مساکین کے ساتھ بھلائی کرو اور قریبی پڑوسیوں کے ساتھ شفقت کرو اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ شفقت کرو۔ اور ہم نشین کے ساتھ نیکی کرو اور مسافر کے ساتھ نیکی کرو اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرو اور ان لونڈیوں کے ساتھ نیکی کرو جو تمہارے اختیار میں ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ متکبر، فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔''

اور صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ مصاحب سے مراد رفیق سفر ہو یا ایسا ہم نشین جو تعلیم ہنر کے اعتبار سے ہو یا مسجد کا ساتھی ہو یا ہم نشین مجلس ہو۔

کیونکہ وہ حقوق الٰہی کو نہیں پہچانتا بلکہ اپنے تکبر و غرور میں مبتلا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متکبر کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور جس کو اللہ تعالیٰ دوست نہ رکھے وہ

بدترین لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور دور حاضر میں ایسے متکبر لوگ موجود ہیں اگر کوئی غریب انسان ان کو سلام کرے تو وہ اس غریب کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہوئے اس کے سلام کا جواب نہیں دیتے حالانکہ سلام سرکار مدینہ ﷺ کا ہدیہ ہے اور جو اس ہدیے کو قبول نہیں کرتا وہ سرکار مدینہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور جو سرکار مدینہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی کرتا ہے اور جو خدا کے حکم کے مخالف چلتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

اے بیٹے ہرگز تکبر نہ کر کیونکہ ایک دن تو اس کے ہاتھ سے سر کے بل گرے گا۔

عبادت کا مستحق اللہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ عبادت کیا کرو کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے اور جو شخص اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا اور وہ آخرت میں خسارہ یعنی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا جس طرح اللہ جل شانہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اگر تم شرک کرو گے تو تمہارا عمل باطل ہوگا اور تم نقصان پانے والوں میں ہو گے۔ پس ہر عقل مند کیلئے ضروری ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس شخص کو اپنے رب کی ملاقات کی تمنا ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حقوق والد:

بیٹے پر باپ کے دس حقوق ہیں: (۱) اگر باپ محتاج ہو تو اس کو کھانا کھلانا، (۲) اگر اس کو خدمت کی ضرورت تو ہو تو خدمت بجالانا، (۳) اگر باپ بلائے تو اس کو جواب دینا، (۴) نافرمانی کے علاوہ کسی کام کا حکم دے تو اس حکم کی تعمیل کرنا،

(۵) سختی کی بجائے نرمی کے ساتھ باپ کے ساتھ گفتگو کرنا، (۶) اگر اس کو کپڑے کی ضرورت ہو تو اس ضرورت کو پورا کرنا بشرطیکہ بیٹا اس چیز پر قادر ہو، (۷) اپنے باپ کے پیچھے چلنا، (۸) جو چیز اپنے لیے پسند کرے تو اس کیلئے بھی وہی چیز پسند کرے، (۹) جو چیز بیٹے کو ناپسند ہو تو وہ اپنے باپ کیلئے بھی ناپسند کرنا، (۱۰) اور جب بچہ اپنے لیے دعا مانگے تو والدین کیلئے مغفرت کی دعا کرنا یہ بچے کے حقوق میں شامل ہیں۔

بعد وصال والدین کو راضی کرنا:

ایک فقیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر کسی بیٹے پر اس کے والدین ناراض ہوں اور اس کے والدین کا انتقال ہو جائے تو کیا بعد از وفات اس کو راضی کرنا ممکن ہے یا نہیں تو اس فقیہ نے جواب دیا ہاں تین چیزوں سے ممکن ہے: (۱) بیٹا نیک ہو، (۲) اس کے دوستوں اور رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے، (۳) اس کیلئے مغفرت کی دعا کرے اور ان کیلئے صدقہ کرے۔

ایمان کا پختہ ہونا:

اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ اَنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لالیستیم ایمان لابعد حتیٰ یستقیم قلبه ولا بستقیم قلبه حتیٰ یستقیم لسانُه وَالا یدخل المؤمن الجنة حَتیٰ یامَنَ جارُہُ مِن لسانِه

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندے کا ایمان اس وقت تک مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا دل ٹھیک نہ ہو۔ (زبان کو بے ہودہ باتوں سے روکے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے) اور مومن اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا پڑوسی اس کی زبان سے محفوظ نہ ہو۔

پڑوسی کی عزت کرنا:

وقال علیه السلام مَن اَکرَم جارہُ وجبت له الجنه ومن اَذیٰ جارہ لعنۃُ اللہ الملائکة الناس اجمعونَ

ترجمہ: سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے پڑوسی کی تعظیم کرتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص ہمسایہ کو تکلیف دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام لوگ لعنت بھیجتے ہیں۔

مہمان کی تعظیم:

سرکار مدینہ ﷺ سے روایت ہے کہ جس شخص نے مہمان کیلئے ایک درہم خرچ کیا تو گویا اس نے خدا کے راستے میں ہزار درہم خرچ کیے پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس کے گھر کوئی مہمان آئے اور میزبان اس کی تعظیم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اے برادر مہمان رانیک دار ہست فہمان از عطائے کردگار
مومنے کو داشت مہمان رانکو حق کشا پر باب جنت رابرو

ترجمہ اشعار: اے بھائی مہمان کو نیک سمجھ (کیونکہ) مہمان اللہ کی عطا ہے، اے مومن مہمان کے ساتھ نیکی کر یعنی اچھا سلوک کر (کیونکہ) اللہ تعالی، مومن کو مہمان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ اس پر جنت کے دروازے کو کھولے گا۔

حضرت عمر مہمان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے جب ان کے ہاں کوئی مہمان آتا تو اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے اور بذات خود اس کی خدمت کرتے تھے تو ان سے مہمان کی تعظیم کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا میں نے سرکار مدینہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس مکان میں مہمان ہوتا ہے تو فرشتے اس مکان میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو مجھے شرم آتی ہے کہ فرشتے کھڑے رہیں اور میں بیٹھا رہوں۔

مہمان کے آنے پر رحمت ہی رحمت:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ جب کسی ہاں

مہمان آتا ہے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ میزبان کے گھر والوں کے گناہ معاف فرماتا ہے اگرچہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ اور درخت کے پتوں سے بڑھ کر کیوں نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو ہزار شہیدوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور جو وہ کھانا مہمان کو کھلاتا ہے تو اس کے ہر لقمے کے بدلے اس کو حج اور عمرے کا ثواب عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک شہر جنت میں تعمیر کرتا ہے۔ جس شخص نے مہمان کی تعظیم کی تو گویا اس نے ستر انبیاء کی تعظیم کی۔

تین عمل کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل منقطع نہیں ہوتے: (۱) صدقہ جاریہ، (۲) نیک لڑکا جو اس کیلئے دعا کرے، (۳) وہ علم کہ جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں۔
﴿تنبیہ الغافلین﴾

صدقہ آگ سے بچاتا ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ آگ سے بچانے والا ہے۔ اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ بھرے ہوئے پیٹ کو روزے کی وجہ سے بھوکا رکھنا یہ افضل عمل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صدقہ کرنا:

روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو صدقہ دینے پر ابھارا جب آپ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے تھے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم پیش کیے اور کہا کہ میرے پاس اسی ہزار (۸۰۰۰) درہم تھے، چار ہزار (۴۰۰۰) درہم میں نے اپنے اہل وعیال کیلئے رکھے ہیں اور ۴۰۰۰ درہم میں نے خدا کی رضامندی کیلئے خدا کو قرض دیا ہے تو پھر سرکار مدینہ ﷺ نے دعا کی اے عبد الرحمٰن! اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے جو تو نے باقی رکھا اور جو تو نے خدا کے راستے میں خرچ کیا۔

پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے اس کو سامان دینا ضروری ہے جو سامان نہیں رکھتا۔ پس یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حَبّۃٍ اَنْبتت سَبع سَنابل فی کل سبھلۃ ما ئۃ حَبۃٍ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسِع علیمٌ

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جو سات خوشے نکالے اور ہر خوشے میں سات سو (۷۰۰) دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ دگنا کرتا ہے جیسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشادہ کرنے والا جاننے والا ہے۔

زیادہ ثواب:

ایک فقیہ نے کہا ہے کہ صدقہ دینے والا کھیتی کرنے والے ماہر کی طرح ہے اور اس کے پاس بیج عمدہ ہو اور زمین بھی کام والی ہو تو کھیتی اچھی اور زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح صدقہ دینے والا نیک اور مال اچھا ہو اور حلال ہو اور اس کو اپنی جگہ پر رکھ دے یعنی صحیح جگہ پر خرچ کرے تو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

والدین کی رضامندی

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابوں میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے اور تمام رسولوں کی طرف یہ وحی بھیجی کہ والدین کی رضامندی میری رضامندی ہے اور والدین کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔ (خدا کی ناراضگی ہے)

افضل عمل:

سرکار مدینہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا اپنے وقت میں نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اس کے بعد خدا کے راستے میں جہاد کرنا یہ افضل اعمال ہیں۔

تین احکام:

مفسرین فرماتے ہیں تین احکام کو تین حکموں کے ساتھ قبول نہیں کیا جاتا:

(۱)　اللہ تعالیٰ کا یہ قول واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ ''نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو'' تو جس نے نماز ادا کی اور زکوٰۃ نہ دی تو اللہ تعالیٰ اس کی زکوٰۃ کو قبول نہیں کرتا۔

(۲)　واطیعو اللہ واطیعو الرسول اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔ تو جس نے اللہ کے حکم کو مانا اور حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کو نہ مانا تو اس کا خدا کی اطاعت کرنا خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔

(۳)　ان اشکر لی ولوالدیک تم شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا جس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور والدین کا شکر نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے شکر کو اپنی بارگاہ میں قبول نہیں کرتا۔

اور اس پر دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کو راضی کیا تو اس نے خدا کو راضی کیا تو جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا تو اس نے خدا کو ناراض کیا۔

﴿تنبیہ الغافلین﴾

والدہ کی دعا سے اعلیٰ اور افضل مقام کا حصول:

مجمع اللطائف میں یہ حکایت نقل ہے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان سیر کرتے کرتے ایک گہرے دریا میں پہنچے اور اس دریا میں موجیں دیکھیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ پس ہوا ٹھہر گئی پھر ایک دیو کو سمندر میں غوطہ لگانے کا حکم دیا جب وہ دریا کی گہرائی کی انتہاء پر پہنچا تو اس نے ایک مٹی کا مینار جس میں کوئی سوراخ نہیں تھا دیکھا اس کو وہاں سے اٹھا کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس رکھا۔ سلیمان علیہ السلام یہ دیکھ کر متعجب ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو مینار کا دروازہ کھل گیا تو اس میں ایک نوجوان سجدے کی حالت میں موجود تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ، جن یا انسان ہے تو اس نے جواب دیا میں نہ جن نہ فرشتہ بلکہ میں انسان ہوں

تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو نے یہ بلند مرتبہ کیسے حاصل کیا تو اس نے جواب دیا میں نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے یہ بلند اور عزت والا مقام حاصل کیا ہے۔ میری ماں کمزور اور بوڑھی تھی اور میں اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھاتا تھا اور وہ میرے حق میں دعا فرماتی تھی:

اللھمّ ارزقهُ اقنوعَة واجعل مکانهُ بعدوفاتی فی موضعٍ لافی السماءِ ولا فی الارض

ترجمہ: اے اللہ اس کو قناعت عطا فرما اور میرے انتقال کے بعد اس کا مکان ایسی جگہ بنا جو نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں ہو۔

میں اپنی ماں کے انتقال کے بعد دریا کے کنارے سیر کر رہا تھا تو میں نے دریا میں موتی کا قبہ دیکھا اور میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لیے کھل گیا اور میں اس کے اندر داخل ہو گیا اور وہ قبہ اللہ کے حکم سے بند ہو گیا۔ اس کے بعد میں نہیں جانتا کہ آیا میں ہوا میں ہوں یا زمین پر ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس قبے کے اندر رزق مہیا کرتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا اللہ تعالیٰ تمہیں کیسے رزق عطا کرتا ہے تو اس نے جواب دیا جب مجھے بھوک محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ایک میوہ دار درخت پیدا کرتا ہے اور مجھے اس سے کھانا فراہم کرتا ہے اور جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسا پانی پیدا فرماتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوتا ہے اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس پانی سے میری پیاس بجھاتا ہے۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہیں رات اور دن کے بارے میں کیسے علم ہوتا ہے تو اس نے جواب دیا جب صبح ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو یہ قبہ سیاہ ہو جاتا ہے تو مجھے رات اور دن کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور وہ قبہ بند ہو گیا جس طرح وہ پہلے بند تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ایک مجوسی: (حکایت)

ایک مجوسی حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے کھانے کا سوال کیا تو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تک تو اپنے مذہب کو نہیں چھوڑو گے کھانا نہیں کھلاؤں گا تو وہ مجوسی واپس لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو نے اس کو کھانا کیوں نہیں کھلایا جب تک وہ اپنے مذہب کو نہیں چھوڑتا اگر تو اس کو آج کھانا کھلاتا تو وہ تجھے کیا نقصان دیتا حالانکہ میں اس کو ستر (۷۰) سال کھانا کھلا رہا ہوں اور پلا رہا ہوں حالانکہ وہ ہمارا انکار کرتا ہے جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بلایا اور اس کی دعوت کا اہتمام کیا تو مجوسی نے کہا مجھے اس دعوت پر بڑی حیرت ہے کہ کل شام کو آپ نے مجھے بغیر کھلائے واپس بھیج دیا تھا اور آج آپ نے مجھے کھانے کی دعوت دی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو خدا کی وحی کے بارے میں خبردار کیا تو مجوسی کہنے لگا مجھے بڑا افسوس ہے تو وہ رب مجھ سے ایسا سلوک کرتا ہے اور میں اس کی ذات کا انکار کرتا ہوں تو اس نے کہا: اے ابراہیم علیہ السلام! میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھتا ہوں اشھدان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ بعض کتب میں اس طرح موجود ہے اور شیخ سعدی شیرازی علیہ السلام نے اس کو اپنی کتاب بوستان میں بھی نقل کیا ہے۔

صدقہ میں پانچ خوبیاں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ و خیرات میں پانچ خوبیاں ہیں: (۱) مال کا زیادہ ہونا، (۲) مرض کی دوا ہونا، (۳) اللہ تعالیٰ کا صدقہ دینے والوں سے آفتوں کا دور کرنا، (۴) صدقہ دینے والوں کا پل صراط سے چمکدار بجلی کی طرح گزرنا، (۵) صدقہ دینے والوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل عمل پانچ وقت کی نماز ادا کرنا ہے اور بہترین عادت عاجزی اور انکساری ہے۔

(دقائق الاخبار)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۴

اللہ اور رسول ﷺ کی محبت

اللہ جل شانہ اور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے کے ثمرات

وَمَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا

ترجمہ: ''جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرے، اللہ کے احکام کو بجالائے اور اس کی نواہی سے بچا رہے اور رسول کریم ﷺ کی دین اور احکام میں پیروی کرے۔ پس وہ لوگ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور انبیاء کی تصدیق کرنے والے اور جو لوگ راہ خدا میں شہید کیے گئے۔ (اس سے احد کے شہداء مراد ہیں اور جمہور علماء کے نزدیک یہ تمام شہداء شامل ہیں۔) اور وہ جو لوگ صالح ہیں۔ اور ہم نشین لوگوں کی کتنی اچھی جماعت ہے۔''

لفظ رفیق کا اطلاق اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ نبیین سے مراد ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور صدیقین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ شہدا سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، اس کے علاوہ حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور الصالحین سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے جو شخص آج کے دن کسی کو دوست بنائے گا، وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

(تفسیر حسینی)

کثرت سے اللہ کو یاد کرنا:

سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے تو اس کا بدلہ اسے یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور غفران میں یاد کرے گا اور اس کو اپنے نبیوں کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا اور اپنے اولیاء کرام کے ساتھ ان کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کو (روز قیامت) اپنا دیدار کرائے گا۔

درود پڑھنے پر جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوگی:

اور جو شخص سرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر درود بھیجتا ہے اس کا پھل روز قیامت اس کو شفاعت کی صورت میں ملے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو جنت میں صحبت نصیب ہوگی۔

سنت سے پیار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے پیار کیا تو اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا تو وہ قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جس شخص کی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کرنے کی خواہش ہو تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھنی چاہیے اور محبت کی علامت یہ ہے کہ سنت میں آپ کی اطاعت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود بھیجے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی چیز کو محبوب رکھتا ہے تو وہ اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔

سو شہید کا ثواب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

یمن ابن عباس رضی اللہ عنہ عَنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہُ قالَ من تمسک لبنتی عندفسادِ امتی فَلَہُ اَجرُ مِائَۃ شہِیدِ

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فساد امت کے وقت میری سنت کو اختیار کیا تو اس کیلئے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔

سنت کی اصلاح:

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عن زید بن طلحۃ رضی اللہ عنہ عن البیہ عن جدّہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّہ قال اِنَّ الذین بَدَءَ عَرِیبًا وسَیَرْجِعُ غَرِیباً فطوبی للفرباءِ الذین یصلحون ما افدالناس من بعدی من سنتی الطرائقۃ المحمدیہ

ترجمہ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام غربت میں ظاہر ہوا اور وہ غربت کی طرف ہی لوٹے گا پس وہ خوش قسمت غرباء ہیں جو سنت کی اصلاح کریں گے جس کو میرے بعد میری امت نے بگاڑا ہوگا۔

اللہ کے نزدیک مقبول شخص: (حکایت)

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن بہرام عجمی کو قبروں کو کھودتے ہوئے دیکھا اور وہ اسی دوران قبر کے مردوں کے سروں کو دیکھتے تھے اور اپنی لاٹھی کان کے سوراخ میں داخل کرتے اور اگر وہ لاٹھی ایک سوراخ میں سے ہوتی ہوئی دوسرے سوراخ تک پہنچ جاتی تو اس سر کو پھینک دیتے تھے اگر لاٹھی دماغ میں ٹھہر جاتی تو اس سر کو اٹھا لیتے تھے اور چومنا شروع کر دیتے تھے اور اس کے بعد اس سر کو دفن کر دیتے تھے تو میں نے ان تمام کاموں کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا جب لاٹھی ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ تک بغیر رکاوٹ کے گزر جاتی تھی اس بات کی علامت تھی کہ یہ سر والا انسان اچھی نصیحت کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔ پس اس کیلئے کوئی بھلائی نہیں اور دوسرا وہ سر

جس میں لاٹھی بالکل نہیں گھستی تھی وہ شخص اپنی دینی نصیحت کو بالکل نہیں سنتا تھا بلکہ خواہشات نفسانی میں مشغول رہتا تھا تو اس کیلئے بھی کوئی بھلائی نہیں ہے اور جس سر کے دماغ میں لاٹھی قرار پکڑتی تھی وہ شخص نصیحت اور سچے قول کو قبول کرتا تھا اور نصیحت اس کے دماغ میں ٹھہرتی تھی۔ وہ اللہ کے نزدیک مقبول شخص ہے، اسی لیے میں اس کو چومتا تھا اور اس کو دفن کرتا تھا۔

جھوٹا شخص:

حاتم زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پرہیزگاری کے بغیر خدا کی محبت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا ہے اور جس نے خدا کے راستے میں بغیر مال خرچ کیے جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا وہ شخص بھی جھوٹا ہے اور جس شخص نے آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کیے بغیر آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کیا تو وہ بھی جھوٹا ہے اور جس نے فقیر اور مسکین لوگوں کی صحبت اختیار کیے بغیر درجات سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا تو وہ بھی جھوٹا ہے۔

ہتھیلی پر لفظ ''اللہ'' لکھنا:

حضرت سعدون مجنون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی ہتھیلی پر ''اللہ'' کا نام لکھتے تھے تو حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں، اس لیے اس کا نام ہتھیلی پر لکھتا ہوں اور میں اللہ کا نام اپنے دل پر لکھتا ہوں تاکہ اس دل میں غیر کا گھر نہ بنے اور اس نام کو میں نے اپنی زبان پر لکھا ہے تاکہ زبان اس کے علاوہ کسی اور کا ذکر نہ کرے اور اس نام کو میں نے اپنی ہتھیلی پر لکھا ہے تاکہ میں اس نام کو دیکھتا رہوں اور اسی کام میں مشغول رہوں۔

حکایت:

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے کسی عورت سے نکاح کیا اور آخری عمر میں اس عورت سے ایک بچی پیدا ہوئی جب وہ لڑکی تین سال کی ہوئی تو اس لڑکی کی محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے

تمام انبیاء اور اولیاء کے علم کھڑے کیے گئے ہیں اور ان کے پیچھے بھی ایک جھنڈا موجود ہے کہ تو اس روشنی نے اس کے افق کو بند کر دیا ہے تو سمنون نے پوچھا یہ جھنڈا کن لوگوں کا ہے تو انہوں نے جواب دیا یہ جھنڈا خالص محبت کرنے والوں کا ہے تو اس کے بعد سمنون نے اپنے آپ کو ان لوگوں میں دیکھا پھر ایک فرشتے نے ان کو ان لوگوں میں سے نکال دیا تو سمنون نے کہا کہ میں بھی اللہ کو محبوب رکھتا ہوں اور یہ جھنڈا بھی محبین کا ہے تو تو مجھے ان لوگوں سے کیوں نکالتا ہے تو فرشتے نے کہا کہ تو بھی محبین خدا میں سے ہے لیکن جب تیرے دل میں تیری بیٹی کی محبت گھر کر گئی ہے تو ہم نے تیرے نام کو محبین خدا کے ناموں سے نکال دیا ہے تو نیند میں حضرت سمنون رونے لگے اور خدا کی بارگاہ میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! اگر امیری لڑکی تیرے قربت اور محبت میں رکاوٹ ہے تو میری بیٹی مجھ سے دور فرما تا کہ میں تیری مہربانی اور بخشش کے قریب ہو جاؤں۔ پس اس نے نیند میں ایک شور شرابہ سنا تو نیند سے بیدار ہوئے اور لوگوں سے اس آواز کے بارے میں پوچھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ تیری بیٹی چھت سے گر پڑی ہے اور مر گئی ہے تو سمنون رحمۃ اللہ عیہ کہنے لگا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مجھ سے اس رکاوٹ کو دور فرمایا۔

ہوا پر بسیرا:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو ہوا پر چارزانو بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ زبان سے اللہ اللہ کر رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے تو وہ کہنے لگا میں ایک خدا کا بندہ ہوں پھر میں نے پوچھا تو نے یہ بزرگی کس طرح حاصل کی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے خواہشات نفسانی کو خدا کی محبت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہوا پر بٹھایا ہے۔

قندیلوں کا رقص کرنا:

حضرت سمنون مجنون رحمۃ اللہ علیہ خدا سے محبت کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے اور لوگ اس کو سمنون مجنون کہا کرتے تھے جبکہ خاص لوگ اس کو سمنون محب کہا

کرتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو سمنون کذاب کہا کرتے تھے تو ایک دن لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنے کیلئے منبر پر چڑھے لیکن لوگوں نے ان کی طرف توجہ نہ کی تو انہوں نے لوگوں کو چھوڑ دیا اور قندیلوں کی طرف متوجہ ہو گئے تو قندیلوں سے کہا کہ تم مجنون کی زبان سے ایک عجیب وغریب خبر سنو تو لوگوں نے دیکھا کہ قندیلوں نے رقص کرنا شروع کر دیا ہے اور وجد میں آ چکی ہیں اور سمنون کے کلام کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔

جس سے محبت ہوگی یوم قیامت اسی کیساتھ ہوگا:

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری انبیاء اولیاء اور نیک لوگوں کی دوستی کا سبب ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم کے ساتھ دوستی رکھتا ہے کیا وہ اسی قوم کے ساتھ ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ قیامت والے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔

جنت میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا حصول:

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں جزا یہ دیتا ہے کہ اس کو اپنی رحمت اور مغفرت میں داخل کر دیتا ہے اور اس کو جنت میں اپنے انبیاء اولیاء کے ساتھ داخل کرے گا اور اپنا دیدار کرائے گا اور جو شخص سرکار مدینہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے تو اس کو روز قیامت آپ کی شفاعت کا ثمر نصیب ہوگا اور جنت میں وہ سرکار مدینہ ﷺ کی صحبت میں ہوگا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۵

سلام کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○

ترجمہ: ''اور جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھا سلام کرو یعنی وہی سلام لوٹا دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کا حساب لینے والا ہے، وہ تمہارے سلام و جواب کا حساب بھی لے گا۔''

اگر کوئی السلام علیک کہے تو جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہو اگر کوئی تمہیں السلام علیک ورحمۃ اللہ کہے تو جواب میں تم یہ کہو وعلیک السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ اور یا السلام علیک کے جواب میں وعلیک السلام کہہ دو۔

سلام اللہ کا نام ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور آپس میں اس نام کو ظاہر کرو۔

سلام کا جواب نہ دینا:

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر سلام کرے اور دوسرا مسلمان اس سلام کا جواب لوٹائے تو اس پر فرشتے ستر بار درود بھیجتے ہیں اگر سلام کا جواب دوسرا مسلمان نہ دے تو جو اس ساتھ فرشتے موجود ہیں وہ اس سلام کا جواب

دیتے ہیں اوراس پر ستر باریعنی جواب نہ دینے والے پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

حکایت:

ابومسلم خولانی جب کسی قوم کے پاس سے گزرتے تھے لیکن وہ سلام نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے سلام ڈالنے مین میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ میں ان کو سلام کروں اور وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں تو اس صورت میں فرشتے ان پر لعنت بھیجیں گے اس خطرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں سلام نہیں کرتا۔

کون کس کو سلام کرے؟

بستان العارفین میں یہ قول موجود ہے جب تم کسی قوم پر گزرو تو انہیں سلام کرو تو ان لوگوں پر سلام کا جواب دینا واجب ہوگا اور چلنے والا بیٹھنے والے پر سلام کرے۔ چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل چلنے والے کو، گھوڑے کا سوار گدھے کے سوار کو سلام کرے اور جو شخص پیچھے سے آنے والا ہو وہ آگے جانے والوں کو سلام کرے اور جب انسان گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرے اگر کوئی انسان گھر میں آئے اور گھر والوں کو نہ پائے تو کہے السلام علینا وعلیٰ عبادِ اللہ الصالحین کیونکہ فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو اس صورت میں اس کو برکت حاصل ہوگی۔

کیا بچوں کو سلام کیا جائے؟

علماء نے چھوٹے لڑکوں کو سلام کرنے کے مسئلے میں اختلاف فرمایا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں ان کو سلام کیا جائے اور بعض اس چیز سے منع فرماتے ہیں اور بعض علماء فرماتے ہیں سلام کہنا ترک سلام سے بہتر ہے۔

اگر کسی نے کہا السلام علیک یازید (اے زید تجھ پر سلام ہو) اور اس کا جواب عمر دے تو اس طرح کرنے سے زید سے سلام کا جواب ساقط نہیں ہوگا۔

شہری اور دیہاتی کیسے سلام کریں؟

روضۃ العلماء میں یہ بات مذکور ہے جو شخص شہری ہو وہ دیہاتی کو سلام کرے

تا کہ شہری شہر والوں کی سلامتی کی خبر دینے والا ہو اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دیہات سے آیا ہے وہ شہر سے آئے ہوئے کو سلام کرے کیونکہ یہ شخص بہترین حکام سے آیا یعنی شہروں کی نسبت دیہاتوں میں شور وفساد بڑا کم ہوتا ہے، اسی لیے دیہاتی علاقہ جات شہری علاقوں سے بہتر ہیں۔

سلام کرنا کب مکروہ ہے؟

فتاوٰی تاتارخانیہ میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والے کو سلام کہنا مکروہ تحریمی ہے لیکن وہ شخص یعنی قرآن پاک پڑھتے سلام کا جواب دے کیونکہ وہ دو فضیلتوں کو حاصل کر رہا ہے۔ ایک قرآن مجید کا پڑھنا اور دوسرا سلام کا جواب دینا۔ اسی طرح علم دین کی بحث میں سلام کرنا مکروہ ہے، اسی طرح ان لوگوں پر سلام نہ کیا جائے جو حدیث، فقہ اور تفسیر میں گفتگو کر رہے ہوں، اسی طرح وقت اذان اور وقت اقامۃ سلام کہنا مکروہ تحریمی ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ سننے والا ان مقامات پر سلام کا جواب نہ دے اگرچہ پوشیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

جنت میں داخل:

حدیث: وعن ابن سلام رضی اللہ عنہ انہُ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقول ایھا الناس انشوا السلام واطعموا لطعام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنة

حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! تم سلام کو ظاہر کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت نماز ادا کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں (تہجد کے وقت نماز ادا کرو) تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

جنت کے خوبصورت کمرے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جنت میں ایسے رنگین اور صاف کمرے ہیں کہ ان کا ظاہر ان کے باطن سے اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے نظر آتا ہے اور

وہ جنت کی نعمتوں سے پر ہیں۔ ایسی نعمتیں جو کسی آنکھ نے نہ کبھی دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنیں ہیں اور نہ ایسی نعمتوں کا خیال کسی انسان کے دل میں گزرا ہے۔ تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ نعمتیں اور یہ کمرے کس شخص کو ملیں گے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جس شخص نے سلام کو پھیلایا اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کو نماز ادا کی حالانکہ لوگ اس وقت نیند میں ہوتے ہیں پھر ہم نے عرض کی ایسا کون کرسکتا ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کی اور اپنے مسلمان بھائی کو سلام کیا۔ یہی سلام کا پھیلانا ہے اور جس نے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ انہیں خوب سیر کر کے کھانا کھلایا۔

اور جس شخص نے رمضان شریف کے اور چھ شوال کے روزے رکھے تو گویا اس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا کیونکہ ایک نیکی کے بدلے اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اس طرح تیس روزوں کے تین سو روزے ہوتے ہیں اور چھ روزوں کے ساٹھ روزے ہوتے ہیں تو کل ثواب اس شخص کو تین سو ساٹھ روزوں کا ملا اور سال کے دن بھی تین ساٹھ ہوتے ہیں تو روزے اور دن برابر ہوئے اس طرح اس شخص نے سارا سال روزے رکھے۔

اور جس شخص نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تو گویا اس شخص نے رات کے وقت ادا کی جب کہ لوگ سو رہے تھے اور ان لوگوں سے مراد یہودی نصاریٰ ہے اور مجوسی اور امام اندلسیؒ نے اسکی وضاحت کی ہے اور جو لوگ عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے تو وہ یہودی اور عیسائی کی طرح ہے۔

نماز صبح ادا نہ کرنا اور شیطان کا ناک میں پیشاب کرنا:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص سوتا رہے اور صبح کی نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کی ناک میں پیشاب کرتا ہے جس نے اپنی ناک کو شیطان کے پیشاب سے محفوظ رکھنا ہو تو وہ صبح کی نماز پڑھ لیا کرے، ورنہ شیطان اس کی ناک میں پیشاب کردے گا۔

سلام کے اہم مسائل:

حدیث کو روایت کرتے وقت سلام کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح جب اذان و اقامت میں مصروف ہوں تو سلام کرنے والا گنہگار ہوگا مگر وہ سلام کا جواب دیں گے اور جو شخص بیت الخلاء میں ہے تو اس کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں اگر بیت الخلاء میں انسان موجود ہے اور کوئی دوسرا انسان سلام کرے تو زبان کی بجائے دل میں سلام کا جواب دینا چاہیے اور امام ابویوسف کے نزدیک مطلقاً جواب دینا جائز نہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وہ سلام کا جواب دے گا اور نماز پڑھنے والے پر سلام کرنا مکروہ ہے اور اس صورت میں سلام کرنے والا گنہگار ہوگا اور نماز پڑھنے والے پر سلام کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح سائل کو سلام کرنا مکروہ ہے اگر سائل سلام کرے تو جواب واجب نہیں، اسی طرح تدریس کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے اگر کوئی سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں اور قاضی کیلئے سلام کا جواب دینا واجب نہیں جب وہ عدالت میں موجود ہو اور قاضی کو سلام کرنا بھی مکروہ ہے، شطرنج کھیلنے والے، نرد کھیلنے والے بدعتی ملحد اور زندیق کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ مذاق اڑانے والے جھوٹے قصے سنانے والے، بیہودہ بات کرنے والے، گالی دینے والے اور ہجو کرنے والے اور جو شخص راستے میں حسین عورتوں اور خوبصورت لڑکوں کو دیکھنے کیلئے بیٹھا ہے ان تمام کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ برہنہ جسم والے پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ خواہ وہ غسل خانے میں ہو یا کسی اور جگہ موجود ہو۔ مذاق کرانے والے جھوٹے کو اور لوگوں کو گالیاں دینے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اس کے علاوہ بازار میں مشغول ہونے والے، بازار میں کھانا کھانے والے یا دکان پر کھانا کھانے والے پر حالانکہ لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ گانا گانے والے کو، کبوتر اڑانے والے کو اور کافر کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مومن کے سلام کرنے پر شیطان روتا ہے:

رسول اللہ ﷺ فرمایا جو سلام کرنے سے پہلے گفتگو کرے تو اسکو جواب مت دو۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن سلام کرتا ہے تو شیطان مردود روتا ہے اور وہ کہتا ہے واویلاہ جب یہ مومن ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کا سب سے بہتر سلام ہے:

علماء فرماتے ہیں نصاریٰ کا سلام منہ پر ہاتھ رکھنا، یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا اور مجوسیوں کا سلام جھکنا ہے جبکہ مسلمانوں کا سلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور یہ سب سے بہتر سلام ہے۔

سلام کا جواب دینے پر نیکیاں:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرکار دو عالم ﷺ کے پاس گیا تو اس نے کہا السلام علیکم تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جواب دیا اور فرمایا تمہارے لیے دس نیکیاں ہیں۔ دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو آپ ﷺ نے جواب دینے کے بعد فرمایا تمہارے لیے بیس نیکیاں ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا پھر فرمایا تمہارے لیے تیس نیکیاں ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۶

سرکار دو عالم ﷺ کا وصال باکمال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً O

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت مکمل کی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کر لیا۔''

یہ تمام دینوں سے پاکیزہ تر ہے۔ (تفسیر حسینی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا:

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا مجھے اس بات نے رونے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہمارا دین کامل ہو چکا ہے اور جب کوئی چیز کامل ہوتی ہے تو پھر اس میں نقصان ہوتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر تو نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن اور اس مقام کو جانتا ہوں کہ جہاں اور جس دن یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی حالانکہ سرکار دو عالم ﷺ مقام عرفات میں جمعہ کے دن ٹھہرے ہوئے تھے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن ہماری عید تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں تھیں۔ جمعہ،

عرفہ اور دیہودیوں، نصاریٰ اور مجوسیوں کی عید اور اس سے پہلے تمام قوموں کی عیدیں اکٹھی نہیں ہوئیں۔

دین مکمل:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بعد آیت ربوا (سود الی) نازل ہوئی۔ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔

اور بعض نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور میں نے تم کو دشمن سے امن عطا کیا اور میں نے اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنی نعمت کو تم پر مکمل کروں گا اور مکہ میں مسلمانوں کو حج کیلئے داخل ہونا امن کی حالت میں تھا اور مطمئن ہو کر تمام ارکان حج کو مکمل کیا اور ان کے ساتھ مشرکین جمع نہیں ہوئے اور ورضیت لکم الاسلام دینا کا معنی یہ ہے کہ حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خدا کا یہ پیغام سنایا کہ یہ ایک ایسا دین ہے کہ جس کو میں نے اپنی ذات کیلئے پسند فرمایا ہے اور اس دین سے کوئی خوبصورت نہیں بنائے گا مگر حسن اخلاق اور سخاوت سے اس دین کو آراستہ کرے گا اور جب تم اس دین میں رہو انہی دو خوبیوں کی وجہ سے اس کی تعظیم کرو۔

وصال سے قبل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز کیلئے بلانے کا حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارا تو مہاجرین اور انصار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو چھوٹی رکعتیں پڑھائیں پھر منبر پر چڑھے۔ اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کی اور ایسی

بلاغت کے ساتھ خطبہ دیا کہ لوگوں کے دل اس سے خوفزدہ ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھر آپ ﷺ نے کہا اے لوگو! میں تمہارا نبی ہوں اور میں تمہیں نصیحت کرنے والا اور خدا کے حکم کی طرف بلانے والا ہوں اور میں تمہارے لیے شفیق بھائی اور مہربان باپ کی طرح ہوں۔

حضرت عکاشہ کا واقعہ:

پس جس پر اگر میں نے ظلم کیا ہے وہ اٹھ کر قیامت کے دن بدلہ لینے سے پہلے مجھ سے ابھی بدلہ لے لے۔ دو تین مرتبہ کہنے کے باوجود کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ اس کے بعد عکاشہ کھڑا ہو گیا اور آپ کے سامنے آ کر کہنے لگا کہ میرے ماں باپ آپ علیک السلام پر قربان ہوں اگر آپ ﷺ بار بار بدلہ لینے کا اصرار نہ کرتے تو میں کھڑا نہ ہوتا۔ تحقیق میں ایک مرتبہ کسی غزوہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میری اونٹنی آپ کے اونٹنی کے برابر آ گئی۔ پس میں اونٹنی سے اترا تا کہ میں آپ ﷺ کی ران مبارک کو چوم لوں تو جس چھڑی سے آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو ہانک رہے تھے تو آپ ﷺ نے اونٹنی کو جلدی چلانے کیلئے چھڑی کے ساتھ اونٹنی کو مارنا چاہا تو آپ ﷺ نے اس چھڑی کو میری کمر پر مارا لیکن یہ مجھے معلوم نہیں آیا کہ وہ آپ ﷺ نے قصداً (جان بوجھ کر) مارا یا اونٹنی کو مارنا چاہا تھا اور مجھے لگ گیا تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا عکاشہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ تجھے جان بوجھ کر مارے پھر سرکار مدینہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کا حکم دیا اور اپنی چھڑی لانے کا حکم دیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلے حالانکہ ان کا ہاتھ (پریشانی کی وجہ سے) ان کے سر پر تھا اور کہہ رہے تھے یہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو آج اپنی ذات کا قصاص دے رہے ہیں تو اسی دوران آپ رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا دروازے پر کون ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بلال ہوں اور حضور نبی

کریم ﷺ کی چھڑی لینے کیلئے آیا ہوں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آج میرے ابا جان کو چھڑی کی ضرورت کیوں پڑ گئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آج وہ اپنی طرف سے قصاص دے رہے ہیں پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کس کا دل حضور نبی کریم ﷺ سے بدلہ لینے کو چاہتا ہے۔ اس کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے چھڑی لی اور مسجد کی طرف چل دیئے اور وہ چھڑی لے کر مسجد میں پہنچ گئے اور سرکار دو عالم ﷺ کے حوالے کر دی اور حضور نبی کریم ﷺ نے وہ چھڑی عکاشہ کے حوالے کی جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ماجرا دیکھا تو انہوں نے عکاشہ سے کہا تو سرکار مدینہ ﷺ سے بدلہ لینے کی بجائے ہم سے قصاص لے لے تو سرکار مدینہ ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے مقام کو جانتا ہے پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کھڑے ہو گئے اور کہا اے عکاشہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے زندہ موجود ہوں اور میرا دل اس چیز پر خوش نہیں ہوگا کہ تو میرے سرکار آقا ﷺ سے (میرے سامنے) قصاص لے۔ پس میری پیٹھ اور میرا پیٹ حاضر ہے اور تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے قصاص لے لے تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اللہ تیرے مقام اور تیری نیت کو جانتا ہے پھر ان کے حسن وحسین علیہما السلام کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے عکاشہ! کیا تو نہیں جانتا کہ ہم سرکار مدینہ ﷺ کے نواسے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ (ہمارے نانا جان) ہیں اور تو ہم سے قصاص لینا یہ حضور نبی کریم ﷺ سے قصاص لینے کے برابر ہے۔ پس تو ہم سے بدلہ لے لے تو حضرت محمد ﷺ فرمانے لگے: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم دونوں بیٹھ جاؤ پھر سرکار مدینہ ﷺ نے کہا: اے عکاشہ! تو قصاص لے لے تو عکاشہ کہنے لگا جس وقت آپ نے میرے جسم پر مارا تھا اس وقت میرا جسم ننگا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے کپڑے اتار دیئے تو تمام مسلمان دھاڑیں مار کر رونے لگے جب عکاشہ کی نظر سرکار مدینہ ﷺ کے جسم مبارک پر پڑی تو اس نے جھک کر

آپ ﷺ کی پشت مبارک کو چوم لیا پھر عرض گزار ہوئے میری جان آپ پر قربان کس انسان کا دل آپ سے بدلہ لینے پر خوش ہوتا ہوگا اور میں نے یہ کام صرف اس لیے کیا کہ میرا جسم آپ ﷺ جسم مبارک سے مل جائے اور آپ ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ سے بچالے پھر سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جو جنتی شخص کو دیکھنا چاہے پس وہ اس شخص کو دیکھے تو تمام مسلمانوں نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے بوسے لینے شروع کر دیئے اور اس کو یہ مبارک باد پیش کرنے لگے کہ تو نے بڑا مقام حاصل کرلیا ہے! اور سرکار مدینہ ﷺ کی صحبت وسنگت کو پالیا ہے۔

اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کی برکت اور اپنے جلال کی وجہ سے ہمیں بھی ان کی شفاعت نصیب فرما۔

خوف خدا کا حکم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ نے فرمایا: تمہارے لیے مرحبا! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ تحقیق جدائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف نیز جنۃ الماویٰ کی طرف پلٹنے کا وقت قریب ہے۔

تجہیز وتکفین کے متعلق وصیت:

مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دیں، مجھ پر حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پانی گرائیں۔ اگر تم چاہو تو مجھے اپنے ان کپڑوں یا سفید یعنی حلہ میں کفن دینا، جب تم مجھے غسل دے لو تو مجھے میرے اس گھر میں میرے لحد کے کنارے چارپائی پر رکھ دینا پھر کچھ وقت کیلئے تم سارے اس کمرے سے باہر چلے جانا۔

سب سے پہلے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی ذات رحمت نازل فرمائے گی، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ پر درود شریف پڑھیں گے پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ پھر تمام فرشتے مجھ پر درود پڑھیں گے پھر تم گروہ درگروہ مجھ پر داخل ہوکر درود وسلام پڑھنا۔

صحابہ کرام کی حالت زار:

جب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے بارے میں سنا تو وہ چیخ اٹھے اور زار وقطار روئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے رسول ہیں۔ ہمارے معاملات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ ہمارے معاملات کے شہنشاہ ہیں، جب آپ ہم سے تشریف لے جائیں گے تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں گے؟

رسول خدا کی طرف سے دوناصح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے تمہیں واضح راستے اور دلیل پر چھوڑا ہے، میں نے تمہارے لیے دو نصیحت کرنے والے چھوڑے ہیں جن میں سے ایک ناطق اور دوسرا صامت (خاموش) ہے۔ پس واعظ ناطق قرآن مجید اور واعظ صامت موت ہے جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو قرآن وسنت کی طرف رجوع کرو اور جب تمہارے دل سخت ہو جائیں تو موت کے احوال کے اعتبار کرنے کا قصد کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر آخرت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر کے آخر میں بیمار ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً اٹھارہ (۱۸) دن علیل رہے، اس دوران لوگ آپ کی عیادت کرتے، ابتدائی مرض جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ وہ ''دردسر'' تھا جو حضور کو لاحق ہوا۔

نبی پاک صاحب لولاک سوموار کے دن مبعوث ہوئے اور اسی دن اپنے خالق

حقیقی سے جا ملے جب سوموار کا دن آیا تو آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان دی اور نبی کریم ﷺ کے دروازے پر حاضر ہو کر کہا:
السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلام ہو۔''

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ! اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت خاتون جنت کے کلام کا مفہوم نہ سمجھا جب صبح روشن ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ دوبارہ حاضر ہوئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز کو سن لیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال! اندر آ جاؤ۔ میں اپنے آپ میں مشغول تھا اور میری بیماری نے شدت اختیار کر لی ہے۔

اے بلال رضی اللہ عنہ!

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھ کر روتے ہوئے باہر نکلے اور وہ آواز دے رہے تھے۔ ہائے مصیبت، ہائے امیدوں کا منقطع ہونا، ہائے کمر کا ٹوٹنا، اے کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا (یہ کہتے ہوئے) وہ مسجد میں داخل ہوئے اور آ کر کہا کہ اے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ آپ سے فرما رہے ہیں کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور وہ اپنے آپ میں مصروف ہیں۔ (یعنی ان کا آخری وقت ہے۔)

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے محراب کو آپ سے خالی دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے، ایک سخت قسم کی چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے۔ مسلمانوں نے بھی ان کے ساتھ مل کر آہ وزاری شروع کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی آہ وزاری کو سن لیا۔ آپ نے فرمایا: اے فاطمہ! یہ کیا چیخ و پکار اور آہ وزاری ہے؟

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ مسلمان اپنے آپ سے آپ کے جدا ہونے کی وجہ سے فریاد کر رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان دونوں کے ساتھ سہارا لے کر باہر مسجد کی طرف تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام کو سوموار کے دن کی فجر کی نماز پڑھائی پھر اپنے چہرۂ اقدس کو لوگوں کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا: اے صحابہ کرام کی جماعت! تم اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہو، تم پر رب ذوالجلال کا ڈر اور اس کی اطاعت لازم ہے۔ میں دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔ میرا یہ آخرت کی زندگی پہلا اور دنیا کی زندگی کا آخری دن ہے۔ (سوموار) آپ اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس کی طرف تشریف لے گئے۔

ملک الموت کا حاضر خدمت ہونا:

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ تو اچھی صورت میں میرے حبیب اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی روح قبض کرنے میں نرمی اختیار کر، اگر وہ آپ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دیں تو داخل ہو جانا اور اگر اندر آنے کی اجازت نہ دیں تو اندر ہرگز داخل نہ ہونا اور واپس لوٹ آنا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک اعرابی کی شکل میں نیچے اترے اور آ کر کہا: اے اہل بیت نبوت اور رسالت کا مخزن! السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندے! بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے آپ میں مشغول ہیں۔ (یعنی آپ کا آخری وقت ہے۔) پھر حضرت ملک الموت نے دوبارہ آواز دی اور کہا اے اہل بیت نبوت! اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آواز کو سن لیا اور فرمایا اے فاطمۃ! دروازے پر کون ہے؟ حضرت خاتون جنت نے عرض کیا: ایک دیہاتی آدمی ہے جس نے آ کر آواز دی ہے

چنانچہ میں نے پہلے کی طرح اسے جواب دیا۔ اس نے میری طرف اس طرح دیکھا، میرے جسم پر ایک کپکپی طاری ہوگئی، میرا دل خوفزدہ ہوگیا، میرے جوش وحواس اڑ گئے، میرا رنگ تبدیل ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کیا تو جانتی ہے کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لذتوں کو ختم کرنے والے، شہوات کو منقطع کرنے والے گروہوں میں جدائی ڈالنے والے، گھروں کو ویران کرنے والے، قبروں کو آباد کرنے والے۔ (یعنی حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام)

(یہ سن کر) حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سخت روئیں اور کہا ہائے افسوس خاتم الانبیاء ﷺ کی موت، ہائے خیر الاتقیا کا وصال اور سید الاصفیاء ﷺ کے جدا ہونے کی وجہ سے، ہائے حسرت آسمان سے وحی کے منقطع ہونے کی وجہ سے پس تحقیق میں آج کے دن سے آپ کے کلام سے محروم ہوگئی اور آج کے بعد میں آپ کا سلام نہیں سن سکوں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمۃ رضی اللہ عنہا! تو نہ رو تو سب سے پہلے میرے وصال کے بعد مجھے ملنے والی ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت دینا:

پھر نبی کریم ﷺ نے ملک الموت سے ارشاد فرمایا کہ تو اندر داخل ہو چنانچہ وہ اندر آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! تجھ پر بھی سلام ہو۔ کیا تو زیارت کرنے کیلئے آیا ہے یا روح قبض کرنے کیلئے؟ حضرت ملک الموت نے عرض کیا زیارت اور روح قبض کرنے کے ارادے سے آیا ہوں، اگر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں ورنہ میں واپس چلا جاؤں گا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو

کہاں چھوڑا ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آسمان دنیا پر چھوڑا ہے اور فرشتے ان کا قصد کیے ہوئے ہیں۔ پس وہ ایک لمحے کیلئے بھی نہ ٹھہرے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نیچے تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! کیا آپ نہیں جانتے کہ معاملہ قریب ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا خوشخبری سنانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں میرا کس قدر مرتبہ ومقام ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تحقیق آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور فرشتے آسمان میں صفیں بنا کر آپ کی روح اقدس کی انتظار کر رہے ہیں۔ یقیناً جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اور تمام حورین بن سنور کر آپ کی پاکیزہ روح کیلئے سراپا انتظار ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کا زائل ہونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! تو مجھے خوشخبری سناؤ کہ قیامت کے دن میری امت کیسے ہو گی؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔ جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہو۔ اس طرح تمام امتوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے جب تک آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میرا دل خوش ہو گیا اور میرا غم زائل ہو گیا ہے۔

حضور کی روح کا پرواز کرنا:

پھر آپ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا: اے ملک الموت! میرے

قریب ہو۔ پس وہ قریب ہوئے تا کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کو قبض کریں جب آپ روح مبارک نکلتے نکلتے حلق پر پہنچی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام موت کا ذائقہ کتنا کڑوا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا چہرہ حضور سے ایک طرف کرلیا، آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! کیا تو میرے چہرہ کو دیکھنا (نعوذ باللہ) ناپسند کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ! کون طاقت رکھتا ہے کہ وہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھے جبکہ آپ پر سکرات موت لگی ہوئی ہو۔

دم آخر نماز کا حکم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک آپ کے سینے میں تھی اور وہ یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں، نماز کی اور جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہیں تھوڑی دیر ہی گزری کہ آپ نے ان دونوں چیزوں کے بارے وصیت فرمائی اور آپ کی روح مبارک پرواز کرگئی۔ یہاں تک کہ آپ کا کلام منقطع ہوگیا۔

امت کی یاد:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے آخری سانس مبارک تھے تو آپ نے اپنے ہونٹ مبارک کو دومرتبہ حرکت دی۔ میں نے اپنے کان حضور کے منہ کے قریب کیے تو میں نے سنا۔ حضور آہستہ آہستہ فرمارہے تھے: ''میری امت میری امت۔''

رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ربیع الاول شریف کے مہینے میں سوموار کے دن ہوا۔

فلو کانت الانبیاء تدوم لواحد
لکان رسول اللہ ﷺ فیھا مخلداً

اگر دنیا کسی ایک کیلئے بھی ہمیشہ رہتی تو رسول اللہ ﷺ اس میں ہمیشہ رہتے۔

آخری غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا:

بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس کو تختہ پر رکھا تا کہ وہ آپ کو غسل دیں۔ اچانک ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ محمد ﷺ کو غسل نہ دو کیونکہ آپ طاہر اور مطہر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میرے دل میں خیال آیا۔ (کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تو ہمیں غسل دینے کے بارے میں حکم دیا ہے۔) چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آواز دینے والے تو کون ہے؟ بے شک نبی کریم ﷺ نے ہمیں غسل دینے کے بارے میں حکم دیا ہے۔

اچانک ایک اور آواز دینے والے نے آواز دی: اے علی رضی اللہ عنہ! آپ نبی کریم ﷺ کو غسل دیں۔ پہلا آواز دینے والا شیطان لعین تھا۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پر حسد کرتے ہوئے اور اس بات کا ارادہ کرتے ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ اس حال میں قبر میں داخل ہوں کہ آپ کو غسل نہ دیا ہوا ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے مجھے خبر دی کہ وہ پہلا آواز دینے والا لعنتی شیطان تھا۔ لیکن آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت خضر علیہ السلام ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت حاضر ہوا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پانی گرایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے خوشبو لے کر حاضر ہوئے۔

چنانچہ صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کو کفن دیا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں بدھ کی رات نصف شب کے وقت دفن کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ منگل کی رات تدفین ہوئی۔

قبر انور پر کھڑے ہو کر ام المومنین کا ارشاد فرمانا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور کی قبر انور پر کھڑی تھیں اور یہ ارشاد فرما رہی تھیں:

اے وہ ذات کہ جس نے ریشم نہیں پہنا اور نرم بستر پر نیند نہیں فرمائی۔ اے وہ ذات کہ جو اس دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی بھی جو کی روٹی کے ساتھ اپنے پیٹ کو نہیں بھرا۔ اے وہ ذات کہ جس نے تخت کی بجائے چٹائی کو اختیار کیا۔ اے وہ ذات کہ جو جہنم کے خوف کی وجہ سے رات کو زیادہ دیر تک سوتے نہ تھے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۷

حرمت شراب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ○

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قمار کے جو تیر ہیں ۔ یہ شیطان کے ناپاک کام ہیں ۔تم ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

جو چیز مدہوش کر دے وہ چیز شراب کے زمرے میں آتی ہے اگرچہ وہ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو اور جوا لگانا یہ بھی حرام کاموں میں شمار ہوتا ہے۔

اگر کوئی کام یا کھیل بغیر شرط کے کیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور ازلام سے مراد یہ ہے کہ جہالت کے زمانے میں سات آدمی مل کر سات حصے اکٹھے کرتے تھے اور سات تیروں پر کچھ علامات لگا کر ایک تیر نکالتے تھے جو تیر جس کے نام نکلتا تھا تو اتنے حصے اس تیر والے کے متعین ہو جاتے تھے تو اس فعل کو بھی اللہ نے حرام کاموں میں شامل کر دیا۔

ایمان سے خالی شخص:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے اور چور چوری کرتا ہے اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے تو ان کاموں کے دوران یہ ایمان کی دولت سے خالی ہو جاتے ہیں۔

نیک اعمال ایمان کا جزو ہے:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل ایمان کا جزو ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل ایمان کا جزو نہیں ہے اور ان کے نزدیک عمل کو ترک کرنے والا بھی مومن ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک کافر ہے اور حضرت امام شافع کی دلیل یہ ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا آیا شراب پینے والا شراب کی حالت میں مومن رہے گا تو آپ ﷺ نے ایک بڑا دائرہ کھینچا اور اس کے درمیان ایک اور دائرہ کھینچا پھر فرمایا پہلا دائرہ اسلام کا ہے جبکہ دوسرا ایمان کا ہے اگر کسی نے شراب پی لی یا زنا کیا تو دائرہ ایمان سے دائرہ اسلام کی طرف نکل جائے گا اور دائرہ اسلام سے اس وقت خارج ہوگا جب وہ شرک کرے گا۔

نعوذ باللہ تعالیٰ اے بھائیوں جان لو کہ اسلام اور ایمان ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک چیز ہے اور وہ دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش کرتے ہیں:

وَمَنْ یَبتغ غیرالاسلام دیناً فَلَنْ یُقْبَل منه وَهُوَ فی الاخرة مِن الخسرین

ترجمہ: جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کیا تو وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا کیونکہ اس نے جنت کو ٹھکانہ بنانے کی بجائے دوزخ کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔

ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب ہو:

رُوِی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انه قال قال رسول الله ﷺ من کا یومن باللهِ والیومِ الاخرِ فلا یجلس مائدة یشرب علیها الخمر

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور روز قیامت کو برحق تسلیم کرتا ہو تو وہ اس

دستر خوان پر نہ بیٹھے جہاں پر شراب پی جاتی ہے۔ (طبرانی)

شرابی اور زانی ایمان سے محروم:

روی عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ انه قال قال رسول الله ﷺ اِذا زنی العبد اوشَرِبَ الخمر نزَعَ اللهُ عنه الایمان کما یخلع الانسانُ القمیص مِن راسِه

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب بندہ زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان اپنی قمیص کو اپنے سر سے اتار لیتا ہے۔ (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ ایمان اس کے سر پر چھتری کی مثل رہتا ہے۔ پس جب وہ برے کام سے روگردانی کر لیتا ہے اور نیکی اختیار کر لیتا ہے تو اس کا ایمان بھی اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

شراب کی بری خصلتیں:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شراب پینے سے بچو کیونکہ شراب پینے کی وجہ سے بندہ دس بری عادات کا شکار ہو جاتا ہے: (۱) جب بندہ شراب پیتا ہے تو وہ پاگلوں کی طرح ہو جاتا ہے اور لڑکے اس پر ہنستے ہیں اور عقل مندوں کے نزدیک یہ بات بری ہے۔ (۲) شراب عقل کو ختم کر دیتی ہے اور مال میں کمی کا باعث ہوتی ہے۔ (۳) شراب کی وجہ سے بھائیوں اور دوستوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور یہ بات ظاہری ہے کہ شرابی لوگ بری گالیاں نکالتے ہیں اور لڑائی جھگڑا بھی کرتے ہیں اور اسی وجہ سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ (۴) شراب نماز سے روکتی ہے اور ذکر خدا سے محروم کرتی ہے۔ (۵) شراب انسان کو زنا پر ابھارتی ہے کیونکہ جب انسان شراب پیتا ہے تو وہ عقل سے فارغ ہو جاتا ہے ممکن ہے اسی دوران اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور نہ جاننے کے باوجود وہ

اپنی بیوی سے زنا کر لے۔ (۶) یہ تمام برائیوں کی چابی ہے کیونکہ جب انسان شراب پی لیتا ہے تو اس کیلئے تمام گناہ کرنا آسان ہو جاتے ہیں۔ (۷) شراب انسان کو فسق یعنی گناہوں والی مجلس میں جانے پر برانگیختہ کرتی ہے۔ (۸) اس پر حد شرعی جاری کی جاتی ہے اگر دنیا میں اس کو سزا نہ دی گئی تو آخرت میں اس کو آگ کے دروں سے سزا دی جائے گی، اس کے والدین دوست احباب بھی اس سزا کو دیکھنے والے ہوں گے۔ (۹) اس کیلئے آسمان کا دروازہ بند کیا جاتا ہے اور اس کی نیکیاں اور دعائیں دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اوپر نہیں جاتیں اور یہ سلسلہ چالیس (۴۰) دن تک لگا رہتا ہے۔ (۱۰) شرابی انسان کو ہر وقت اس بات کا خوف کھاتا ہے کہ موت کے وقت وہ ایمان کی دولت سے محروم نہ ہو جائے۔

تو یہ تمام سزائیں مرنے سے پہلے شرابی انسان کو دنیا میں ملتی ہیں اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے اس لیے عقل مند کو چاہیے کہ وہ دنیا کی تھوڑی سی لذت کی خاطر آخرت کی لذت کو ترک نہ کرے۔

تین شخص جنت سے محروم:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: ہمیشہ شراب پینے والا، قاطع الرحم یعنی رحم کو چھوڑنے والا، جادو کا اعتقاد رکھنے والا اور جس شخص کا شراب پینے کی حالت میں انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نسر غوطہ سے پلائے گا جو کہ زانی عورتوں کی فرجوں سے نکلتی ہے اور اس کی بدبو سے اہل دوزخ کو تکلیف دی جاتی ہے۔

شرابی سے قطع تعلق کرو:

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ شرابی کے نکاح میں اپنی لڑکیاں مت دو اور اگر شرابی بیمار ہو تو اس کی عیادت مت کرو اور شرابی کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ قسم ہے اس رب ذوالجلال کی جس

نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا کہ شراب پینے والے شخص پر تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے اور جس نے شرابی کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک سانپ اور بچھو کو مسلط کرے گا اور جس نے اس کی ضرورت کو پورا کیا تو گویا اس نے اسلام مٹانے پر اس کی مدد کی اور جس شخص نے اس کو قرض دیا تو گویا اس نے مومن کے قتل پر اس کی مدد کی اور جس شخص نے اس کی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو اندھا اٹھائے گا اور اس کیلئے کوئی چیز دلیل نہیں ہوگی۔

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم شراب سے بچو وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے کیونکہ کافی عرصہ پہلے ایک شخص علیحدگی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتا تھا اور اس پر ایک بدکردار عورت عاشق ہوگئی اور اس کی طرف ایک خادمہ بھیجی کہ میں آپ کو گواہی کیلئے تکلیف دینا چاہتی ہوں تو وہ عابد اٹھ کر اس کے مکان کی طرف روانہ ہوگیا تو جونہی وہ مکان میں داخل ہوا تو اس نے ایک دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کرا دیئے۔ یہاں تک وہ اس عورت کے پاس پہنچا وہ بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا اور شراب کی بوتل پڑی ہوئی تھی تو وہ عورت کہنے لگی میں نے آپ کو گواہی کیلئے نہیں بلایا بلکہ اس لیے بلایا ہے یا تو اس لڑکے کو قتل کردے یا مجھ سے زنا کر یا تو ایک شراب کا پیالہ پی لے اگر تو اس کام سے انکار کرے گا تو میں شوروغل کروں گی اور تجھے ذلیل کردوں گی جب اس عابد نے دیکھا کہ بدکردار عورت سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں تو وہ کہنے لگا مجھے شراب کا پیالہ پلا جب اس نے شراب پی لی تو وہ عقل سے فارغ ہوگیا یہاں تک کہ اس نے عورت سے زنا کرلیا اور لڑکے کو قتل کردیا۔

اے ایمان والو! تم شراب سے بچو کیونکہ شراب اور ایمان مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ان میں ایک چیز نکل جاتی ہے۔

(ابن حبان)

برصیصا عابد کا واقعہ:

برصیصا ایک پرہیزگار انسان تھا۔ اس نے دو سو بیس برس تک اللہ کی عبادت کی اور ایک لمحہ خدا کی نافرمانی نہ کی اور اس کی عبادت کی برکت سے ساٹھ ہزار شاگرد ہوا میں اس کے ساتھ چلتے تھے یہاں تک کہ فرشتے اس کی عبادت سے حیران ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو) میرے علم کے مطابق برصیصا کافر ہوگا شراب پینے کی وجہ سے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جب شیطان نے اس بات کو سنا تو اس کے ہاتھ میں اس کو گمراہ کرنے کا راستہ مل گیا اور وہ برصیصا کے پاس ایک عبادت گزار کی صورت میں آیا اور اس کے جسم پر ٹاٹ کا لباس تھا تو برصیصا نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ایک عبادت کرنے والا انسان ہوں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ اللہ کی عبادت میں میں تمہاری مدد کروں۔ بس برصیصا نے کہا جو شخص اللہ کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے تو وہی اس کا ساتھی کافی ہے پھر شیطان کھڑا ہوگیا اور اس نے تین دن تک بغیر سوئے، بغیر کھائے اور بغیر پانی پیئے اللہ کی عبادت کی تو برصیصا نے کہا کہ میں نے اللہ کی عبادت دو بیس برس تک کی ہے تو اس کے باوجود کھاتا بھی ہوں سوتا بھی ہوں، پیتا بھی ہوں تو ابلیس نے اسے کہا کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا اور جب وہ گناہ مجھے یاد آتا ہے تو نیند اور کھانا پینا بھول جاتا ہے تو برصیصا نے کہا کہ مجھے بھی کوئی ایسا ذریعہ بتاؤ جس سے میں بھی تمہاری طرح ہو جاؤں تو ابلیس نے کہا کہ تو خدا کی نافرمانی کر پھر توبہ کر اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ معاف کر دے گا پھر تم کو اللہ کی عبادت میں زیادہ مزہ آئے گا تو برصیصا نے کہا کہ میں کون سا گناہ کروں تو ابلیس نے کہا کہ زنا کرو تو اس نے یہ کام کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر کہا کہ کسی مومن کو قتل کر دو، اس نے ایسا کرنے سے بھی انکار کر دیا تو پھر ابلیس نے شراب پینے کو کہا کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سا گناہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں شراب کہاں سے لاؤں گا؟ تو شیطان نے کہا فلاں

جگہ آپ کو شراب ملے گی تو وہ اس جگہ پر چلا گیا تو وہاں ایک عورت شراب بیچ رہی تھی تو اس نے وہاں سے شراب خریدی اور اس وقت شراب پی لی اور اس عورت سے زنا کر لیا جس وقت اس کا شوہر آیا تو اس نے اپنی بیوی کو مارنا شروع کر دیا تو برصیصا نے اس کو بھی قتل کر دیا، اس کے بعد شیطان نے انسانی شکل میں جا کر بادشاہ کو اس کارنامے کی خبر دیدی تو اس بادشاہ نے اس کو گرفتار کرا دیا اور شراب نوشی کی وجہ سے اسے اسی (۸۰) کوڑے لگوائے اور سو (۱۰۰) زنا کے جرم میں پھر بادشاہ نے اسے پھانسی دینے کا حکم دیا۔ اسی دوران شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ جس شخص نے برے دوست کے کہنے پر عمل کیا تو اس کی یہ ہی سزا ہے۔ شیطان نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے دو سو بیس برس تک مصیبت میں تھا اور آج میں نے تم کو پھانسی پر چڑھایا اور اب بھی میں تم کو بچا سکتا ہوں تو برصیصا نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے بچنے کی کوئی صورت نکل آئے تو ابلیس نے کہا کہ تم مجھے سجدہ کرو تو تمہیں نجات مل جائے گی تو برصیصا نے کہا کہ میں کس طرح سجدہ کروں تو ابلیس نے کہا کہ اشارہ سے سجدہ کرو۔ بس اس نے اشارہ سے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا۔

حرمت شراب کا حکم:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی اور اس دعوت میں شراب بھی شامل تھی۔ (اس زمانے میں شراب کا پینا جائز تھا) تو ان لوگوں نے کھانا کھایا اور شراب پی لی جب وہ لوگ نشے میں مبتلا ہوئے تو وہ وقت مغرب کی نماز کا تھا تو انہوں نے ایک آدمی کو نماز پڑھانے کیلئے آگے کھڑا کر دیا اس نے یہ سورۃ پڑھی:

قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاأَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا أَنْتُمْ عٰابِدُوْن مَاأَعْبُدُ

بغیر حرف ''لا'' کے اس نے پڑھی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی لَا تَقْرَبُو الصَّلٰوۃ وَ انتم سُکٰارٰی

ترجمہ: حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ اس آیت مبارکہ کے بعد لوگ نماز کے وقت شراب نہیں پیتے تھے بلکہ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد شراب پیتے تھے اور صبح سے پہلے شراب کا نشہ ختم ہو جاتا تھا اور جو گفتگو کرتے تھے وہ سوچ سمجھ کر کرتے ہیں پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اِنَّمَا الخمر والمیسر الخ،

لا تقربو الصلوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ نماز کیلئے نہ تو اکٹھے ہو نہ ہی کھڑے اور نشے کی حالت میں اس سے کنارہ کشی کرو جس طرح کے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں سے بچوں اور دیوانوں کو دور رکھو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۱۸

حسد کی برائی

ہابیل اور قابیل کا واقعہ:

واتل عَلیھم نبا بُنیٰ اٰدم بالحقِ اِذْ قربا قُرباناً فتُقُبلَ مِنْ اَحدِھما ولم یُتقبلُ مِنَ الاٰخرِ قالَ لاَقتُلنک قال اِنّما یتقبلُ اللہُ مِنَ المتقین O

ترجمہ: ''اور تو ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے بارے میں خبر دے۔ جب ان دو نے خدا کی بارگاہ میں قربانی کی۔ پس ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی۔ تو قابیل سے کہنے لگا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ تو ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی ہی قبول کرتا ہے جو قربانی خلوص دل سے کرتے ہیں۔''

جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے تو جدائی کے بعد ملے اور اکٹھے رہنے لگے تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔ ایک حمل سے ایک بیٹا پیدا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور ان کی شریعت میں بیٹے اور بیٹی کا نکاح جائز تھا مگر اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اس میں احتیاط فرماتے تھے۔ یعنی ایک حمل کے بہن بھائی کا نکاح آپس میں نہیں کرتے تھے۔

قربانی کرنے کا حکم:

حضرت آدم علیہ السلام جب ایک بیٹی ہابیل کو دینے لگے تو اس کے بارے میں

قابیل نے بھی اپنی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دونوں کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ پس ہابیل جو بکریوں کا ریوڑ رکھتا تھا، اس نے بکری کی قربانی کی اور ایک موٹی بکری کو پہاڑ پر رکھا اور یہ نیت کی کہ اگر میری قربانی قبول نہ ہوئی تو میں اپنی بہن عقلیمہ کو چھوڑ دوں گا اور قابیل کھیتی کرتا تھا، اس نے ایک دستہ گیہوں کا اسی جگہ پر رکھا اور کہا اگر میری قربانی قبول ہوئی تو بہتر ورنہ میں ہرگز اپنی بہن کو نہیں چھوڑوں گا۔

اس طرح کہ ایک سپید آگ آسمان سے اتری اور بکری کو کھا گئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی کیونکہ آگ قابیل کے قربانی کے پاس سے ہو کر گزر گئی۔ پس قابیل حسد کی وجہ سے غضبناک ہو گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی پیدائش:

تفسیر خازن میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام ہر حمل سے ایک بیٹا اور بیٹی کو جنم دیتی تھیں۔ اس طرح ان کے بیس حملوں سے چالیس بیٹے تھے۔ سب سے پہلے قابیل اور اقلیما پیدا ہوئے اور آخر میں عبدالمغیث اور امۃ المغیث پیدا ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں برکت دی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اس وقت ان کی اولاد میں سے چالیس ہزار لڑکے اور پوتے موجود تھے۔

علماء نے قابیل اور ہابیل کے پیدائش میں اختلاف فرمایا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو اتارے جانے کے سو سال بعد قابیل اور اقلیما پیدا ہوئے جبکہ دوسرے حمل سے ہابیل اور لیوذا پیدا ہوئے۔

قتل کا طریقہ شیطان نے سکھایا:

ابن جریج لکھتے ہیں کہ جب قابیل نے ہابیل کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ قتل کرنے کا طریقہ نہیں جانتا تھا۔ شیطان نے اس کے سامنے ایک مثال پیش کی۔ شیطان نے ایک سانپ کو پکڑا اور اس کے سر کو پتھر پہ رکھا اور اوپر سے دوسرا پتھر اس کے سر پر مار دیا

تو قابیل شیطان کا یہ کارنامہ دیکھ رہا تھا تو اس نے ہابیل کو اس طرح قتل کیا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے یہ کارنامہ اس وقت سرانجام دیا جب ہابیل سو رہا تھا۔

ہابیل کہاں قتل ہوا:

علماء نے قتل والی جگہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہابیل کو جبل ثور پر قتل کیا گیا تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبل حرا کے پاس قتل کیا گیا تھا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اسے بصرہ میں مسجد اعظم میں قتل کیا گیا تھا۔

قابیل کا جسم سیاہ ہو گیا:

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اس پر ایسے شرمندگی ہوئی اور وہ اس برے کام پر متعجب ہوا اور اس کی لاش کو اپنی گردن پر اٹھایا اور ایک برس تک اس کو اپنے اوپر اٹھائے رکھا کیونکہ اسے دفن کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا اور اس نے یہ طریقہ کوّے سے سیکھا اور کوّے سے یہ طریقہ دیکھ کر اس کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا اور اس کا باپ اس سے ناراض ہو گیا تھا۔

روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو قابیل کا سارا جسم کالا ہو گیا تھا۔ اسے حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگا میں اس کے بارے میں نہیں جانتا ہوں اور نہ ہی اس کا ذمہ دار ہوں تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس کے قتل کی وجہ سے تیرا جسم سیاہ ہو گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس سے ناراض ہو گئے اور سو سال تک اس واقعہ سے نہیں مسکرائے۔

قابیل سب سے پہلا مشرک ہے:

اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قابیل اس حادثے کے بعد عدن کی سرزمین یمن کی طرف آ گیا تھا اور اس کے بعد شیطان مردود آیا اور اس سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے کیوں کھایا اور تمہاری قربانی کو نہیں کھایا پھر شیطان نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ وہ آگ کی عبادت کرتا ہے۔ اب تم بھی آگ کی پوجا کرو۔ بس قابیل نے یہ برا

کام کیا اور یہ وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے کھیل کود کے راستے بنائے اور شراب نوشی، بت پرستی اور زنا کاری میں مبتلا ہوا لہذا کہ ساری برائیوں میں مبتلا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان کی وجہ سے غرق کر دیا اور جو شخص بھی ایسے گناہ کرتا ہے وہ روز قیامت قابیل اور اس کی اولاد کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

گناہوں کی جڑ تین چیزیں ہیں:

بعض حکما فرماتے ہیں کہ گناہوں کی جڑ تین چیزیں ہیں: حسد، حرص اور تکبر۔

تکبر اس کی بنیاد ابلیس ملعون نے رکھی کیونکہ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حرص کا آغاز بھی شیطان نے کیا تھا کیونکہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسے میں مبتلا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا تھا تمہارے لیے جنت کی تمام چیزیں مباح ہیں مگر اس درخت کے قریب نہ جانا تو حرص نے ان کو اس کام پر ابھارا اور جنت میں نکلنے کی وجہ بن گئی اور قابیل نے حسد کا آغاز کیا اور اس نے بھائی کو قتل کیا اور حسد کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ حرام کھانے والے، حسد کرنے والے اور غیبت کرنے والے لوگوں کی۔

از حسد اول تو دل را پاک دار — خویشتن را بعد ازاں مومن شمار
پاک دار از کذب و از غیبت زبان — تا کہ ایمانت نبخند دار زبان
ہر کہ باطن از حرامش پاک نیست — روح او را رہ سوا افلاک نیست

ترجمہ: سب سے پہلے اپنے دل کو حسد سے پاک کر اس کے بعد اپنے آپ کو مومن شمار کر، جھوٹ اور لوگوں کی غیبت سے اپنی زبان کو پاک رکھ تا کہ تیرا ایمان خسارے میں نہ پڑے، جس کا پیٹ حرام سے پاک نہیں ہے اس کے روح کیلئے آسمانوں کی طرف جانے کیلئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

غصہ شیطان کا کام ہے:

عیطہ بن عوزۃ السعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ غصہ اور غضب شیطانی کام ہیں اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہی ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے

جب کسی شخص کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

سرکار مدینہ علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو غصہ بہت جلدی آتا ہے اور ان کا غصہ بڑی جلدی ختم ہوتا ہے اور بہت سارے لوگوں کا غصہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان کا غصہ دیر سے ختم ہوتا ہے۔ پس تم میں سے نیک وہ ہیں جن کو غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور تم سے برا آدمی وہ ہے جس کو غصہ جلدی آئے اور ان کا غصہ دیر سے ختم ہو جائے۔

حاسد کیلئے آٹھ مصیبتیں:

حاسد کیلئے آٹھ مصیبتیں ہیں:

(۱) اس کی عبادتیں ضائع ہو جاتی ہیں، جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ تم حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے اور حسد انسان کو کفر کی طرف پہنچا دیتا ہے اور اس سے حاسد نیکی کرنے کی بجائے برائی کی طرف راغب ہو جاتا ہے، اسی لیے حسد کرنے والے میں غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ اور دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہونا یہ بری عادت ہوتی ہے۔

حضرت حمزہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ہمیشہ بھلائی کرنے والے ہوتے ہیں جب تک حسد نہ کرے۔

(۳) حسد کرنے والا شفاعت سے محروم رہتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن بشر سرکار دو عالم علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ حاسد، چغل خور کاہن (غیب کی خبر دینے والا) مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں پھر سرکار دو عالم علیہ السلام نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

والذین یوذون المومنین والمومنات

(۴) حاسد انسان دوزخ میں داخل ہوگا جیسے کہ دیلمی نے حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ آدمی ایسے ہیں جو دوزخ میں داخل ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ

ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) ظلم کی وجہ سے امراء ہونا، (۲) اور عرب عصبیت کی وجہ سے۔ (عصبیت کہتے ہیں کسی کی طرف داری کیے بغیر حق کو طلب کیے لڑائی کرنا)، (۳) تکبر کی وجہ سے دہقانی ہونا، (۴) اور خیانت کرنے والا تاجر ہونا (۵) اور جہالت کی وجہ سے روستانی والا ہونا، (۶) حسد کرنے والا عالم ہونا اور غیر تکلیف دینے کی طرف مائل ہونا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم شیطان مردود کی برائی سے پناہ مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ومن شرِّ حاسد اِذا حسد میں حسد کرنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی ضرورت کیلئے مدد مانگو کیونکہ جس کو نعمت عطا کی جاتی ہے اس کے ساتھ لوگ حسد کرتے ہیں۔

ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا ظالم نہیں دیکھا جو مظلوم کے ساتھ حسد کی وجہ سے مشابہ ہو حالانکہ اس کا دل اس کو سلامت کرے اور اس کی عقل غمگین ہو اور ساتویں چیز دل کا اندھا ہونا یہاں تک کہ خدا کے احکام کی کوئی بات نہ سمجھے۔

سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حسد نہ کرنے بلکہ بات کو سمجھنے والا ہو جا اور آٹھویں چیز محروم اور ترک یاری سے ہو سکتا ہے حاسد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور اپنے دشمن پر فتح حاصل کرے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ حاسد سردار اور پیشوا نہیں ہو سکتا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے کھانا اترنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ O اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّکَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ O قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ O قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ O

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ یاد کرو جب میں نے حواریوں کو حکم دیا تھا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ۔ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور تو گواہ ہو جا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے محمد ﷺ یاد کرو جب حواریوں نے کہا تھا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کیا تیرے رب کیلئے ممکن ہے کہ وہ ہم پر کھانے کا دستر خوان اتارے (خوان اس کو کہتے ہیں جس میں مختلف قسم کے کھانے ہوں۔) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم خدا سے ڈرو اگر تم مومن ہو تو انہوں نے کہا لیکن ہم اس میں سے

کھانا چاہتے ہیں (تا کہ ہمارا عقیدہ پختہ ہو جائے) ہمارے دل اطمینان و سکون حاصل کریں، دلیل کے ساتھ ہمارا ایمان مضبوط و مستحکم ہو جائے۔ اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ تو نے سچ کہا ہے، خدا سے تو جو کچھ بھی مانگتا ہے وہ تجھے عطا کر دیتا ہے۔ اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں۔ تا کہ وہ ہمارے پہلے والوں کیلئے اور بعد میں آنے والوں کیلئے عید بن جائے۔ اور وہ دسترخوان تیری کمال قدرت کی ایک نشانی ہوگی اور تو ہمیں رزق عطا فرما اور تو سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں اس دسترخوان کو تم پر اتارنے والا ہوں۔ تو جس نے دسترخوان اترنے کے بعد تم میں سے ناشکری کی تو اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ وہ عذاب جہانوں میں سے کسی کو نہیں دوں گا۔"

دسترخوان کا نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حواریوں نے دسترخوان طلب کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے مانگو۔ پس حواریوں نے تیس (۳۰) روزے رکھے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دسترخوان طلب فرمائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک اون کا لباس پہنا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے:

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابو رجا عطاردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللّٰھم ستر ناموں پر مشتمل ہے۔ نضر بن شمیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اللّٰھم کہے

گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے بلایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دسترخوان کے حصول کیلئے اللّٰھم کہہ کر پکارا اور کہا اے میرے پروردگار تو ہم پر آسمان سے بھرا ہوا ایک دسترخوان نازل فرما۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دو بادل کے ٹکڑے بھیجے اور ان کے درمیان مختلف کھانوں کا دسترخوان تھا جو سرخ رنگ کا تھا۔ وہ بادل کے ٹکڑے زمین پر آئے اور کھانوں کا دسترخوان حواریوں کے آگے آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عرض کرنے لگے **اللّٰھُمَ اجعلنی مِن الشاکرین**.

پھر کہا اس دسترخوان کو دسترخوان رحمت بنا اور اس کو دسترخوان عذاب مت بنا پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور رو کر کہا بسم اللہ خیر الرزاقین اور دسترخوان کے اوپر سے رومال اٹھایا تو دیکھا ایک دسترخوان ہے اس پر مچھلی تلی ہوئی ہے، اس میں نہ پوست تھا اور نہ اس میں کوئی کانٹا تھا اور اس سے روغن ٹپک رہا تھا۔ اس کے سرہانے نمک اور اس کی دم کے نزدیک سرکہ تھا اور اس کے اردگرد مختلف قسم کی ترکاریاں اور ساگ سبزی وغیرہ تھیں۔ اس کے اوپر پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک پر زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر خشک گوشت موجود تھا۔

یہ خاص کھانا ہے:

شمعون کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے یا روح اللہ یہ کھانا دنیا سے آیا ہے یا یہ طعام آخرت ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ان دونوں میں سے کسی میں سے بھی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا ہے اور یہ خاص قسم کا کھانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

مچھلی زندہ ہوگئی:

پھر اس نے عرض کیا۔ یا روح اللہ اگر آپ ہمیں اس معجزے میں سے کوئی دوسرا معجزہ دکھا دیں تو ہمارا خدا کی قدرت کاملہ پر یقین کامل ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے مچھلی کو فوراً زندہ ہونے کا حکم دیا تو وہ فوراً زندہ ہوگئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو پہلی حالت میں منتقل ہونے کا حکم دیا تو مچھلی اپنی پہلی حالت میں آگئی تو حواری لوگوں نے اس دسترخوان سے کچھ نہ کھایا۔

کھانے کی برکت:

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیر بیماروں کو بلایا اور انہیں کھانے کا حکم دیا اور کہا یہ تمہارے لیے شفا ہے اور دوسروں کیلئے تکلیف ہے۔ غرضیکہ ایک ہزار تین آدمیوں نے اس میں سے تناول کیا لیکن اس کھانے میں کمی واقع نہ ہوئی جن فقیروں نے کھانا کھایا تھا وہ مالدار ہوگئے اور جن بیماروں نے وہ کھایا وہ صحت یاب ہوگئے پھر وہ دسترخوان اوپر کی طرف چلا گیا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت پھر وہ دسترخوان آیا تو اس میں تمام مالداروں اور فقیر لوگوں نے کھانا کھایا پھر چالیس دن کے بعد وہ دسترخوان غائب ہوگیا۔ اس کے بعد وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی طرح ایک دن کے بعد آتا تھا۔

چہرے مسخ اور سور بن کر واصل جہنم:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ہمارا دسترخوان میں سے فقیروں کو کھلاؤ اور مالداروں کو نہ کھلاؤ۔ پس مالدار لوگ ناراض ہوگئے اور انہیں دسترخوان میں شک گزرا کہ اس میں ضرور کوئی جادو ہے تو اس شک کی بناء پر تراسی آدمی اور صاحب معالم التنزیل کے بقول تین سو بیس آدمیوں کے چہرے مسخ ہوگئے۔

ان کی صورتیں سور کی طرح ہوگئیں اور تین دنوں کے بعد وہ مر گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۰

ماہ شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

ترجمہ: ''جس نے ایک نیکی تو اس کیلئے دس نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور جس شخص نے ایک برائی کی تو اس کو ایک برائی کا بدلہ ملے گا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ نہ تو نیک لوگوں کے ثواب میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی بدکاروں کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔''

امام ترمذی فرماتے ہیں اس سے مراد تعین عدد نہیں ہے بلکہ فضل کا اظہار ہے۔

شوال کے چھ روزوں کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ متصل روزے رکھے تو گویا اس نے تمام سال کے روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کے قول من جاء بالحسنہ کا یہی مطلب ہے۔ ایک سال کے ۳۶۰ (تین سو ساٹھ) دن ہوتے ہیں۔ رمضان شریف کے روزوں کا ثواب ۳۰۰ (تین سو) روزوں کے برابر ہے اور شوال کے چھ روزوں کا ثواب ۶۰ (ساٹھ) روزے ہیں تو اس طرح پورے سال کے روزے ہو گئے۔

حضور نور مجسم ﷺ کے قول کا یہی مفہوم ہے کہ جس نے رمضان شریف کے روزے رکھے اور چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا اس کیلئے سارے سال کے روزوں کا ثواب ہے۔

موت کی تکلیف آسان:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ انسان کے چھ سو عضو ہیں اور ہر عضو ہزار غموں میں مبتلا ہے لیکن دل غم سے پاک ہے کیونکہ وہ خدا کی معرفت کا گھر ہے جو شخص شوال کے چھ روزے رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر موت کی تکلیف کو آسان فرما دیتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی پیاسے کیلئے پینا بڑا آسان ہوتا ہے۔

شوال کے روزوں کی برکت:

حضرت ابوسفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تین سال سے مکے میں تھا۔ ایک شخص اہل مکہ سے ہر روز ظہر کے وقت مسجد حرام میں آتا تھا طواف کرتا تھا اور نماز ادا کرتا تھا اس کے بعد مجھے سلام کر کے چلا جاتا تھا حتی کہ مجھے اس سے محبت ہوگئی۔ پس وہ ایک دن بیمار ہوگیا اور اس نے مجھے بلایا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا اور میری نماز جنازہ پڑھنا اور مجھے اپنے ہاتھوں کے ساتھ دفن کر دینا اور ایک رات میری قبر پر ٹھہرنا اور مجھے کلمہ توحید کی تلقین کرنا جب منکر نکیر مجھ سے سوال کریں۔ الغرض میں نے اس کی وصیتوں پر عمل کیا جس طرح اس نے کہا تھا اور میں رات کو اس کی قبر کے پاس نیم خوابی کی حالت میں تھا کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی۔ اے سفیان اسے تیری حفاظت اور تیری تلقین کی ضرورت نہیں ہے میں نے پوچھا کس لیے اس کو ضرورت نہیں ہے تو جواب ملا کہ اس نے رمضان اور شوال کے چھ روزے رکھے تھے۔ پھر میں بیدار ہوگیا اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھی اس کے بعد پھر میں سو گیا اور میں نے اس کو خواب میں تین مرتبہ دیکھا۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان

کی طرف سے ہے پس میں وہاں سے لوٹا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ! مجھے رمضان شریف اور شوال کے چھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کی توفیق دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایثار:

سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا بیماری میں مبتلا ہوئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا اے فاطمہ کہ کون سی میٹھی چیز کھانے کے قابل ہے تو حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ انار کھانے کے قابل ہے تو ایک لمحہ کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پریشان ہوئے کہ اس کے خریدنے کیلئے آپ کے پاس کوئی درہم نہ تھا لیکن کسی سے ایک درہم قرض لے کر بازار کی طرف چلے گئے اور ابھی انار خرید کر واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک بیمار شخص پر نظر پڑی تو حضرت علی نے پوچھا کہ کیا چیز کھانے کو تمہارا دل کرتا ہے؟ اس شخص نے کہا میں پانچ دن سے یہاں پر ہوں اور کوئی شخص میری طرف توجہ نہیں کرتا اور میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے تو حضرت علی یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ میں ایک ہی انار حضرت بی بی فاطمہ کیلئے لایا ہوں اگر میں یہ انار اس سائل کو دوں تو حضرت بی بی فاطمہ محروم رہ جائیں گی اگر نہ دوں تو قرآن مجید سے روح گردانی ہوتی ہے یعنی جس طرح قرآن پاک میں رب نے فرمایا ہے:

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

یعنی سائل کو مت جھڑکو اور مت روکو اور حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے اگر سوال کرنے والا گھوڑے پر سوار ہو کر بھی آئے اس کو خالی مت واپس بھیجو۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انار کو توڑا اور اس شخص کو کھلا دیا اور وہ شخص بیماری سے صحت یاب ہوا اور سیدہ فاطمۃ الزہرا بھی صحت یاب ہوگئیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر میں شرماتے ہوئے آئے۔ گھر میں داخل ہوئے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا نے اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا اے علی! تم کیوں پریشان ہو۔ اللہ کی قسم جس

وقت تم نے اس بیمار شخص کو انار کھلایا تھا تو میرا جی دل انار سے بھر گیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کی بات سے خوش ہوئے۔ اتنے میں ایک شخص نے دروازے پر دستک دی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا کون ہے؟ تو دستک دینے والے نے جواب دیا میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہوں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دروازہ کھولا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک تھال تھا اور رومال سے اس کو ڈھانپا گیا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے وہ تھال ان کے پاس رکھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تھال آپ کیلئے بھجوائی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو کھول کر دیکھا تو اس میں ۹ (نو) انار تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہنے لگے اگر یہ میرے لیے ہوتے تو اس میں دس انار ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے اور ایک سیب اپنی آستین سے نکال کر اس تھال میں رکھا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔

نیکیوں کو بڑھانے کی تین حکمتیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خصوصیت ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ملتا ہے۔ اس کی تین حکمتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ اس اعتبار سے ان کی عبادتیں زیادہ ہوتیں تھیں جبکہ اس امت کی عمر کم ہے لیکن تھوڑی عبادت کا ثواب دگنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اوقات کی فضیلت اور نیکیوں کی زیادتی پر دوسری امتوں پر فضیلت دی ہے اور لیلۃ القدر کی وجہ سے دوسری امتوں پر ترجیح دی ہے تاکہ ان کی عبادت گزشتہ امتوں کی عبادت سے بڑھ جائے جس طرح حضرت موسیٰ

السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! تورات کے اندر یہ بات موجود ہے کہ تو کچھ لوگوں کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور ان کی ایک برائی کے بدلہ ایک برائی لکھے گا۔ اے اللہ! تو ان لوگوں کو میرا امتی بنا تو اللہ نے جواب دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت ہے جو آخر میں تشریف لائیں گے۔

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ خلوص والی عبادت کی وجہ سے جنت کے درجات انہیں عطا کیے جائیں گے اور اس امت کی عبادت کے ساتھ ساتھ کوتاہیاں بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے اپنا فضل زیادہ کیا ہے تاکہ عبادت میں جو کمی واقع ہوگی تو زیادہ اجر کی وجہ سے وہ کمی پوری ہوگی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے انہوں نے جنت کے درجات نیکیوں کے دگنے ثواب کی وجہ سے حاصل کیے ہیں۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب کو دگنا اس لیے کیا ہے کہ قیامت کے دن دشمن لوگ آپس میں جھگڑیں گے اور ایک دوسرے کے اعمال لے جائیں گے۔ اس لیے ان اعمال کے ثواب کو دگنا کیا گیا تو دشمن کہے گا: اے میرے رب! مجھے ان کے اعمال کی زیادتی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ زیادتی ان کی نیکیوں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ میرا فضل و کرم ہے اور میں اپنی رحمت ان سے نہیں چھینوں گا بلکہ اس کی نیکی میں تجھے عطا کروں گا۔ اے اللہ تو ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی عطا فرما۔

(روضۃ العلماء)

بہرام مجوسی کی سخاوت اور اس کا مسلمان ہونا:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج ادا کرنے کیلئے گیا۔ پس میں حجر اسماعیل کے پاس سو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم بغداد جاؤ تو وہاں کے فلاں محلے میں جا کر بہرام مجوسی کو میرا اسلام کہنا اور ساتھ یہ بھی کہنا کہ اللہ کریم تجھ سے خوش ہے تو یہ سن کر میں چونک پڑا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا کہ ہو سکتا ہے یہ خواب شیطان کی طرف سے ہو۔ پھر میں نے وضو کیا اور

خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر مجھے نیند آ گئی پھر میں وہی خواب دیکھا بلکہ تین مرتبہ میں نے یہی خواب دیکھا جب میں حج سے فارغ ہوا تو بغداد میں پہنچ کر اسی محلے میں گیا اور بہرام مجوسی کا مکان تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اسی دوران میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا اور میں نے اس سے پوچھا کیا تو بہرام مجوسی ہے؟ تو اس نے ہاں میں جواب دیا پھر میں نے پوچھا کیا کہ تو نے اللہ کیلئے کوئی اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے لوگوں سے جدید بیع سلف کی ہے اور یہی میرے نزدیک کار خیر ہے تو میں نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک حرام ہے۔ پھر میں نے پوچھا کیا تو نے کوئی اور نیکی ہے؟ تو اس نے کہا میری چار لڑکیاں اور لڑکے تھے تو میں ان کی آپس میں شادی کر دی۔ میں نے کہا کہ یہ بھی تو حرام ہے تو پھر میں نے کہا کوئی اور اچھا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے شادی کے بعد مجوسیوں کی دعوت ولیمہ کی تھی۔ تو میں نے کہا یہ بھی حرام ہے پھر میں اس سے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور نیکی کی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میری ایک خوبصورت لڑکی تھی اس کی برابری کا آدمی مجھے نہیں ملا تو میں نے اس سے شادی کر لی اور اس ولیمے میں، میں نے ہزار مجوسیوں سے بڑھ کر کھانا کھلایا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی حرام ہے۔ کیا تیرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی نیکی ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک رات میں اپنی بیٹی کے ساتھ سو رہا تھا کہ ایک مسلمان عورت آئی اور اپنا چراغ میرے چراغ سے جلا کر چلی گئی پھر چراغ بجھا دیا پھر دوسری مرتبہ اس نے یہی کام کیا پھر میرے دل میں یہ خیال آیا ہو سکتا ہے یہ عورت چوروں کی جاسوس ہو تو میں نے اس کا پیچھا کیا جب میں اس کے پیچھے اس کے گھر گیا تو اس کی چار لڑکیاں تھیں تو ان لڑکیوں نے اس سے پوچھا ہمارے لیے کچھ لائی ہو اب ہم میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس نے کہا کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے سوال کروں اور اللہ کے دشمن سے کچھ مانگوں کیونکہ وہ مجوسی ہے تو بہرام نے کہا جب میں

نے یہ سارا ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا تو میں اپنے گھر لوٹ آیا اور ہر چیز کے ساتھ ایک تھال بھر کر اس کے گھر گیا تو وہ مسلمان عورت بھرے ہوئے تھال کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ وہی نیکی ہے جس کی وجہ سے تیرے لیے خوشخبری ہے۔ پھر میں نے اس کے سامنے خواب کا سارا واقعہ بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا۔ یہ سن کر بہرام مجوسی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اس کے بعد وہ غش کھا کر گر پڑا اور خالق حقیقی سے جا ملا۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندوں! اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرو کیونکہ یہ دشمنوں کو بھی دوست کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۲۱

اللہ کو خشوع وخضوع سے پکارو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ادعو ربکم تضرّعا وخفیه انه لایحب المفسیدین

ترجمہ: ''اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی میں پکارو، (آہ وزاری یہ انسان کی محتاجی پر دلالت کرتی ہے جبکہ پوشیدگی یہ خلوص کی علامت ہے۔ مخلص اور محتاج انسان ناامید نہیں ہوتا۔) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، وہ لوگ جو اونچی آواز سے خدا کو پکارتے ہیں۔

حتی کہ ان میں ریاکاری اور دکھلاوا ہوتا ہے۔ یا وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزیں مانگتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہوتیں جیسے مقام انبیاء علیہم السلام کا سوال کرنا یا آسمان پر چڑھنے کا سوال کرنا۔

﴿تفسیر حسینی﴾

مہاجرین فقراء کے وسیلہ سے دعا کرنا:

امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار پر فتح کا سوال کرتے تھے اور فقراء مہاجرین کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دعا یہ کرتے تھے:

اللّٰهم الصرنا علی الاعدأ بحرمة عبادک الفقراء المهاجرین

ترجمہ: اے اللہ! ہماری فقراء ومہاجرین کی برکت سے مدد فرما۔

یہ جس پر فقراء کی عظمت اور دعا میں ان کی رغبت اور ان کے وجود کے تبرک پر دلالت کرتی ہے۔

دنیا کی پائیداری:

ترغیبات ابرار میں یہ بات موجود ہے کہ دنیا کی پائیدار چار چیزوں سے ہے: (۱) علماء کے علم سے، (۲) امراء کے عدل سے، (۳) مالداروں کی سخاوت سے، (۴) فقروں کی دعا سے۔ کیونکہ اگر علماء نہ ہوتے تو جاہل لوگ ہلاک ہو جاتے اور حاکم لوگ انصاف کرنے والے نہ ہوتے تو لوگ دوسروں کو کھا جاتے جس طرح بھیڑیا بکری کو کھا جاتا ہے اگر مالداروں کی سخاوت نہ ہوتی تو فقیر وغریب بھوکے مر جاتے اور اگر فقروں کی دعا نہ ہوتی تو زمین وآسمان تباہ وبرباد ہو جاتے۔

دعا کی فضیلت:

دعا کی فضیلت میں یہ بات نقل کی گئی ہے کہ منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے سامنے واعظ کرتے تھے تو ایک دن ایک سائل کھڑا ہوا تو اس نے چار درہم کا سوال کیا۔ یعنی چار درہم طلب کیے تو منصور نے کہا کہ جو شخص اس کی ضرورت پوری کرے تو میں اس کیلئے چار دعائیں فرماؤں گا تو وہاں پر ایک حبشی غلام مسجد کے کونے میں موجود تھا اور ایک یہودی کا غلام تھا اور اس کے پاس چار درہم موجود تھے جو اس نے خود کمائے تھے۔ اس نے وہ چار درہم دینے کا وعدہ کیا۔ بشرطیکہ آپ ہمارے لیے چار دعائیں کریں جس طرح میں کہوں۔ تو اس نے وہ چار درہم دیدیئے تو منصور نے اس سے چار درہم لے کر اس سائل کو دے دیئے تو اس نے کہا کہ (۱) اے شیخ میں غلام ہوں میری آزادی کی دعا کریں۔ (۲) اور میرا مالک یہودی ہے وہ اسلام قبول کرے۔ (۳) اور میں محتاج ہوں اللہ تعالیٰ مجھے غنی کرے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے گناہوں کو معاف کردے، تو اس کے بعد وہ اپنے گھر کی طرف لوٹا اور اپنے مالک کو اس واقعہ کی خبر دی اور مالک کہنے لگا میں نے تمہیں اپنے مال سے آزاد کیا۔ کل

تک تو میرا غلام تھا آج کے بعد میں تیرا غلام ہوں، اور یہودی نے کہا:

اشهد الا له الا الله و اشهد ان محمدً عبدُهٗ و رسولُهٗ

حصول مقصد کا قوی سبب:

علماء فرماتے ہیں کہ تکالیف کو دوا کرنے، مقصد کو حاصل کرنے کا قوی ترین سبب دعا ہے لیکن کبھی اس دعا کا اثر محقق نہیں ہوتا۔ دعا کرنے والے کی طبیعت کے ضعف کی وجہ سے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کی دعا قبول نہیں فرماتا، کیونکہ اس میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے۔ یا اس کے دل کی کمزوری کی وجہ سے کہ اس میں حضور قلب نہیں ہوتا حالانکہ دعا کرتے وقت اطمینان قلب اور حضور قلب ضروری ہے۔ اسی طرح وہ دعا اس وجہ سے بھی درجہ قبولیت حاصل نہیں کرتی کہ دعا کرنے والا حرام مال کھاتا ہے، ظلم کرتا ہے، اس کے دل پر گناہوں کا زنگ ہوتا ہے۔ نیز اس کے دل پر غفلت سہو اور خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

واعلموا ان الله تعالىٰ یا یقبل الدعا من قلب غافل

جان لو! کہ بیشک اللہ تعالیٰ غافل دل سے کی ہوئی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

﴿من المواهب﴾

زندگی بڑھانے کا نسخہ:

بزرگان دین سے منقول ہے کہ چار باتیں انسان کی زندگی میں اضافہ کرتی ہیں:

(۱) آدمی کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔

(۲) بائیں پہلو پر سونا۔

(۳) جاری پانی کے ساتھ غسل کرنا۔

(۴) سحری کے وقت سیب کھانا۔

دعا کی اثر آفرینی:

منقول ہے کہ صالحین میں سے ایک نیک آدمی تھا جو روزی اور رزق کے حوالے سے تنگ دست ہوگیا۔ ایک دن ان بزرگوں کی بیوی نے ان سے کہا کہ آپ

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں رزق کے معاملے میں وسعت عطا فرمائے، اس اللہ کے نیک بندے نے دعا کی۔ بعد از نماز دعا جب ان کی بیوی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے گھر کے ایک کونے میں سونے کی ایک اینٹ دیکھی۔ وہ خوش ہوئی اور اس اینٹ کو اٹھا لیا، اس نیک بزرگ نے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا کہ تو جس طرح بھی اس کو خرچ کرنا چاہتی ہے خرچ کر لے۔

اس آدمی نے نیند کی حالت میں خواب دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا، ایک محل دیکھا کہ جس میں ایک اینٹ کی کمی ہے، اس نے سوال کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ محل آپ کا ہے۔

فقال این هذا البنة؟

نیک بزرگ نے کہا کہ یہ اینٹ کہاں ہے؟

قبل بعثنا ها الیک

جواب ملا کہ وہ اینٹ ہم نے آپ کی طرف بھیج دی ہے۔

وہ آدمی نیند سے بیدار ہوا، اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اینٹ لاؤ۔ اس کو لے کر اپنے سر کے پاس رکھا اور دعا کی کہ یا اللہ! میں نے اسے آپ کی طرف واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ اینٹ واپس اپنی جگہ پر پہنچ گئی، اس مضمون کی تائید فرمان رسول سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اخذ احد لقمة من الدنيا الا وقد نقص الله تعالىٰ حصته من الاخرة

کوئی شخص بھی جب دنیا سے ایک لقمہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں سے اس کا حصہ کم کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

من كان يريد حرث الاخرة نزدله فى حرثه و من كان يريد حرث الدنيا نوته منها وما له فى الآخرة من نصيب

ترجمہ: ”جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے کھیتی بڑھا

دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس میں سے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کیلئے کوئی حصہ نہیں۔''

آخرت کی آسائش کو ترجیح دینا:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت رسول الله ﷺ فاذا هوا مضطجع على حصير وقد اثرا الحصير في جنبيه

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس چٹائی کے نشان آپ کے دونوں پہلو مبارک پر ظاہر تھے۔

قلت يا رسول الله ﷺ ادع الله فليوسع الدنيا عليك فان ملوك فارس و الروم قدوسع عليهم وهم لا يعبدون الله.

(حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کیلئے دنیا کے مال و دولت کو بڑھا دے، فارس و روم کے بادشاہ ہیں کہ ان کیلئے دنیا کے مال و دولت کو وسیع کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔

فقال رسول الله ﷺ قد ادخر هذا لنا يا ابن الخطاب وهولاء قوم عجلت طيبعا تهم في الدنيا.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ! یہ ہمارے لیے ذخیرہ کی جا رہی ہے اور کفار قوم کہ ان کی طبیعتوں نے اس دنیا میں ہی اس بارے جلدی کی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اما ترضى ان تكون لهم الدنيا و لنا الا خرة

(اے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ کافروں کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔

دو اہم اصول:

حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خصلتان من کا نتا فیه کتبه اللہ تعالٰی شاکراً صابراً من نظر فی دینه الی من هو فوقه فاقتدی به و من نظر فی دیناه الی من هو دونه فحمد اللہ تعالٰی علی ما تفضل به علیه.

جس شخص میں دو خصلتیں ہوں۔ اللہ تعالٰی اسے اپنی بارگاہ میں صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا لکھ لیتا ہے۔

ایک وہ شخص کہ جو دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھے، پس وہ اس کی اقتداء کرے اور ایک وہ شخص کہ جو دنیا کے معاملے میں اپنے سے کم مالیت والے شخص کو دیکھے تو اللہ تعالٰی نے اس پر جو فضل و کرم فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کرے۔

جیسا کہ رب ذوالجلال نے فرمایا:

ولا تتمنوا ما فضل اللہ به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسئلو اللہ من فضله ان اللہ کان بکل شئی علیما

”تم اس چیز کی آرزو نہ کرو کہ جو اللہ تعالٰی نے تمہارے بعض میں سے بعض پر فضل فرمایا، مردوں کیلئے ان کا حصہ ہے جو کچھ انہوں نے کمایا عورتوں کیلئے ان کا حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور تم اللہ تعالٰی سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ تبارک و تعالٰی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

پسند اپنی اپنی:

حضرت شقیق زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اختارا الفقراء ثلا ثه اشیاء والا غنیاء ثلا ثه اشیاء اختصار الفقراء راحة النفس و فراغ القلب و خفة الحساب

واختار الاغنياء تعب النفس القلب و شدة الحساب

﴿زبدۃ الواعظین﴾

فقراء نے تین چیز پسند کیں اور مالداروں نے بھی تین چیزوں کو پسند کیا۔

فقراء کی پسندیدہ تین چیزیں یہ ہیں:

(۱) دل کی راحت، (۲) فارغ البالی، (۳) حساب کی آسانی۔

مالداروں کی پسندیدہ تین چیزیں درج ذیل ہیں:

(۱) جان کی تھاوٹ، (۲) دل کی مصروفیت، (۳) حساب کی سختی۔

اور میں نے تمہیں اپنے مال میں شریک کیا، اور تمہارے گناہوں کو بخشنا میرا کام نہیں ہے ورنہ میں تیرے سارے گناہ معاف کر دیتا، تو غائب سے آواز آئی کہ میں نے تم دونوں اور منصور کو معاف کر دیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۲

تقویٰ اور ایمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا المؤمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَاللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡ بُھُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡھِمۡ اٰ یٰتُہٗ زَادَتۡھُمۡ اِیۡمَاناً وعلی ربھم یتوکلون الّذین یقیمون الصلٰوۃ و مما رزقنھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقاً لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریمO

ترجمہ: ''کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ جب ان پر قرآن کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، (جو شخص بحر عرفان میں غوطہ زن ہوتا ہے تو وہ خدا پر ہی بھروسہ رکھتا ہے۔) جو نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ مال سے میں سے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت وہی لوگ ایمان والے ہیں۔ (کیونکہ خدا پر توکل رکھتے ہیں اور خلوص اور یقین کے ساتھ اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔) اللہ کے نزدیک ان کے بلند درجے ہیں۔ (یعنی وہ جنت کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہیں۔) ان کیلئے مغفرت ہے اور پاکیزہ روزی ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا مقام:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور

تمام امت کے ایمان کے درمیان موازنہ کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان زیادہ ہوگا۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک بوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی ہوگا وہ روز قیامت دوزخ سے نکل آئے گا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ ایمان زیادہ یا کم ہوتا ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ایمان سے مراد تصدیق ہے اور وہ زیادتی اور نقصان قبول نہیں کرتی لیکن اللہ کا قول سورۃ فتح میں موجود ہے ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے کیونکہ قرآن جب بھی نازل ہوتا تھا تو اس پر ایمان لاتے تھے اور دل سے تصدیق کرتے تھے لیکن ہمارے حق میں یہ بات نہیں ہے کیونکہ وحی اور آیۃ کریمہ ختم یعنی موقوف ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول

اِنَّمَا المؤمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ

تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ مومنوں کی صفت ہے مومن عبادت کے اعتبار سے ہم سے جدا ہیں نہ کہ ایمان میں جدا ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول زَادَتْھُمْ اِیمَاناً اس سے مراد یقین ہے نہ کہ نفس ایمان ہے اور اس لیے ثواب کے اعتبار سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی گئی کہ وہ سب سے پہلے مومن ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک کام پر رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے آزاد ہوگا۔ اسے اس چیز پر محمول کرنا ضروری ہے جس کو ہم نے اپنے دلائل سے ذکر کیا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۳

احکام خداوندی کے ترک کا وبال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یاایھا الذین امنو الا تخونوا اللہ والرّسولو تخونوا امنتکم وانتم تعلمون و اعلمو انما اموالکم واولاد کم فتنۃ وان اللہ عندہ اجر عظیم O

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ اور اپنی امانتوں میں خیانت مت کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔ تم جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان میں آزماتا ہے۔) بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر عظیم ہے، مال اور اولاد کی محبت کو چھوڑو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو اپنالو۔''

شان نزول:

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے اکیس (۲۱) راتوں کا یہود بنوقریظہ کا محاصرہ کیا۔ انہوں نے صلح کرنے کا ارادہ کیا جس طرح کے ان کے بھائی بنونضیر نے صلح کی۔ اس بات پر کہ وہ ملک شام سے مقام اریحاء اور ازرعات کی طرف چلے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے انکار فرمایا مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم

کرلیں مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ابولبابہ مروان ابن المنذر کو بھیج دیں وہ ان کے خیر خواہ تھے، کیونکہ ان کے اہل و عیال اور مال ان کے پاس تھے۔ آپ نے ابولبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا۔

لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا حکم ماننے کے بارے میں کیا رائے ہے؟

تو انہوں نے حلقوم کی طرف اشارہ کیا اور اس سے مراد ''ذبح کرنا'' لیا یعنی اگر تم نے اس کا حکم مان لیا تو تمہیں ذبح کر دیا جائے گا۔

ابولبابہ کہتے ہیں کہ ابھی وہاں سے میرے قدم نہیں ہٹے تھے کہ میں نے جان لیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا:

واللہ لا اذوق طعاماً شراباً ختی اموت اویتوب اللہ علی

قسم بخدا! میں نہ کھانا کھاؤں، نہ پانی پیوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے۔

سات دن وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ غش کھا کر گر پڑے پھر ان کی توبہ قبول ہوئی، ان کو کہا گیا کہ آپ کی توبہ قبول کی جا چکی ہے اور آپ اپنے آپ کو ستون سے آزاد کرلیں تو ابولبابہ نے کہا نہیں۔

واللہ لا احل ھاحتی یکون رسول اللہ ھو الذی یحلنی فجاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فحلہ بیدہ

اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو اس ستون سے نہیں کھولوں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ کھولیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے اپنے دست شفقت سے ان کو رہا فرمایا۔ ابولبابہ نے کہا:

ان من تمام توبتی ان اھجر دار قومی التی اصبت فیھا الذنب

وان انخلع من مالی

میری تکمیل تو یہ اس وقت ہوگی کہ جب میں اپنی قوم کے اس علاقہ کو چھوڑ دوں جہاں پر میں گنہگار ہوا اور یہ کہ میں اپنے مال واسباب کو چھوڑ دوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تجھے صرف ایک تہائی کافی ہے۔ یعنی تو اتنے مال کو صدقہ کردے۔

امانت الٰہی کو قبول کرنا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے یہ امانت آسمانوں میں اور زمینوں کو پیش کی لیکن وہ اسے نہیں اٹھا سکے کیا تجھ میں اس امانت کو اٹھانے کی طاقت ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی وہ کیا چیز ہے؟ ارشاد ہوا اگر تو نیکی کرے گا تجھے اس کا اجر ملے گا اگر تو برائی کرے گا تو تجھے اس کے بدلے میں عذاب دیا جائے گا تو پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھالیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیری آنکھوں کیلئے ایک پردہ بناتا ہوں اگر تجھے ڈر محسوس ہو اس چیز کی طرف دیکھنے کا جو تیرے لیے حلال نہیں ہے تو پھر اپنی آنکھوں پر میرے عذاب کے خوف کا پردہ ڈال لینا اور میں تیری زبان کیلئے دو کواڑوں کا ایک دروازہ بناتا ہوں اگر تجھے فحش بات کرنے کا خطرہ ہو تو میرے عذاب کے ڈر سے زبان کے دروازے کو بند کر دینا اور میں نے تجھے دو کان عطا کیے ہیں اگر تجھے اپنے کانوں سے حرام گفتگو سننے کا خطرہ ہو تو اپنے کانوں کو اس کلام کے سننے سے محفوظ کر لینا اور میں نے تیری شرم گاہ کو تیرا لباس بنایا ہے اگر اس لباس کے کھلنے کا خوف ہو تو پھر میرے عذاب کا خوب رکھتے ہوئے اس کو چھپالینا اور اپنے ہاتھوں کو حرام سے محفوظ کرنا اور اپنے پاؤں کو بھی حرام راستوں سے بچانا۔ اے آدم میرے عذاب کو یاد کر اور یہ تمام کی تمام جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔

ہلاکت کا سبب:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب درہم اور دینار کو بنایا گیا تو

لعنتی شیطان نے ان دونوں کو اٹھا کر چوما اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لیا اور شیطان نے کہا:

الویل لمن احبکما من حلال والویل ثم الویل لمن احبکما من حرام

ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں سے محبت کرے تم کو حلال طریقہ سے حاصل کر کے اور ہلاک ہو، پھر ہلاک ہو وہ شخص جو تم دونوں کو حرام طریقہ سے حاصل کرنے کے بعد تم سے محبت کرے۔

دنیا کی مثال:

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک علاقہ سے حاضر ہوا۔ اس نے آ کر اپنی زمین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس زمین کی وسعت اور اس میں نعمتوں کی کثرت کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: **کیف تفعلون؟** تم کیسے کرتے ہو؟ اس نے کہا:

انا نتخذ الوانا من الطعام ونا کلھا

ہم قسم قسم کے کھانے بناتے اور پھر ان کو کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ وہ کیا ہو جاتا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ وہی ہو جاتا ہے جو آپ جانتے ہیں۔ یعنی وہ بول و براز بن جاتا ہے۔

فقال علیہ الصلوٰۃ کذلک مثل الدنیا

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی مثال جو روایت کیا گیا اور جو کچھ آپ نے فرمایا سچ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اسرار الوحی میں فرمایا:

یا احمد ﷺ لو صلی العبد صلوٰۃ اھل السموات والارض وصام صیام اھل السموات والارض ثم اری فی قلبہ مقدار ذرۃ من حب الدنیا من ریاستھا و زینتھا لا یجاورنی فی داری.

اے حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ اگر بندہ زمین و آسمان والوں جتنی نمازیں پڑھے اور زمین و آسمان والوں جتنے روزے رکھے پھر زیب و زینت کے حوالے سے ایک ذرہ کے برابر بھی دنیا کی محبت کو اپنے دل میں وہ جگہ دے تو میرے گھر میں اسے میرا قرب نصیب نہیں ہوگا۔ (موعظہ)

قبول کرنے سے انکار:

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی شرمگاہ کو پیدا فرمایا اور فرمایا کہ اے انسان! یہ امانت ہے اور میں اس امانت کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔

شرمگاہ، پاؤں، ہاتھ، زبان، آنکھ اور کان یہ سب امانتیں ہیں۔

ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ

جس شخص کو امانت کا پاس نہیں؛ اس کا کامل ایمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب امانتوں کو پہاڑوں اور زمین و آسمان کی مخلوق پر پیش کیا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض الجبال

"بے شک ہم نے پہاڑوں، زمین اور آسمان پر امانت کو پیش کیا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان سب مخلوق سے فرمایا کہ جو کچھ ان میں ہے کیا تم ان سب کو اٹھاؤ گی؟

مخلوق کی ہر چیز نے عرض کیا کہ ان میں کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اچھے اعمال کرو گے تو تمہیں اجر ملے گا اور اگر نافرمانی کرو گے تو تمہیں عذاب دیا جائے گا۔

سب مخلوق نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہم تیرے حکم کے پابند ہیں، ہمیں ثواب اور عذاب سے غرض نہیں، تو یہ ہم نے خوف و خشیت اور اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کی وجہ سے کہا ہے کہ ہم اسے قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ یہ ہم نے اللہ

تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے نہیں کیا۔

فا بین ان یحملنها واشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوماً جهولا

''پس انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس امانت کو اٹھائیں اور وہ اس سے ڈرے اور اس امانت کو انسان نے اٹھالیا وہ نادان اور حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔

کس کو ترجیح دیں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من احب دنیاه اضربها خرته و من احب آخرته اضر بدنیا فآثرو اما یبقی علی مایغنی

جس شخص نے دنیا کو محبوب سمجھا تو اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا اور جس نے آخرت سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا۔ پس تم ترجیح دو اس چیز کو جو باقی رہے اس چیز پر جو فنا ہو جائے گی۔

سب برائیوں کی جڑ:

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باتیں کر رہے تھے، تو وہ سارے کے سارے سوائے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے رونے لگے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ان کے سینے پر رکھا پھر فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن! تو نکل جا۔ پس حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جمود العین من قوة القلب و قوة القلب من کثرة الذنوب من نسیان الموت و نسیان الموت من طول الامل و طول

الامل من حب الدنیا و حب الدنیا راس کل خطیئة.

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھولنے کی وجہ سے اور موت کا بھولنا لمبی امید کی وجہ سے ہے اور لمبی امید دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

بلندیٔ درجات کا حصول:

فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ساری برائی ایک ہی گھر میں موجود ہے اور اس کی کنجی دنیا کی محبت ہے اور تمام بھلائی ایک گھر میں جمع ہے اور اس کی کنجی پرہیزگاری ہے۔ اے مومن! دنیا کی محبت کو چھوڑ دے تاکہ تو بلند درجات پا لے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۴

سونا چاندی جمع کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا تنفقونھا فی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لا نفسکم فذ و قواما کنتم تکنزونO

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (یعنی اس مال سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اس پر عذاب ہے۔) پس خزانہ رکھنے والوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو، (خزانہ رکھنے والوں سے مراد زکوٰۃ سے منہ موڑنے والے لوگ ہیں۔) جس دن دوزخ کی آگ میں ان خزانوں کو جمع کیا جائے گا۔ تو ان گرم درہموں سے ان کی پیشانیوں کو ان کی رانوں کو اور پٹھوں کو داغا جائے گا (کیونکہ جب کسی غریب کو دیکھتے تھے تو اپنا چہرہ اور اپنی پشت اور اپنے پہلوان سے موڑ لیتے تھے۔) یہ وہی مال ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا (کیونکہ وہ اپنے مالوں کو اپنے فائدے کیلئے جمع کرتے ہیں لیکن وہ فائدہ دینے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوگا۔) پس اس مال کا عذاب چکھو جو مال تم جمع کرتے تھے۔“

نماز اورزکوٰۃ کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کو قرآن پاک میں اکٹھا ذکر کیا ہے کہ تم نماز قائم کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ ان کو اکٹھا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز اللہ کا حق ہے اور زکوٰۃ اللہ کے بندوں کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور دونوں چیزیں ساری عبادتوں کا سرچشمہ ہیں کیونکہ نماز جسمانی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور یہ دونوں چیزیں ساری عبادات کا محور ہے اور تین آیات مبارکہ ایسی ہیں کہ ان کو اکٹھے ذکر کیا گیا اور ان میں سے ہر ایک عبادت ایسی ہے جو دوسری کے بغیر قبول نہیں ہوسکتی۔ (۱) نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۲) اسی طرح اللہ کی اطاعت اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو ایک ہی آیت میں ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

واطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول

ترجمہ: جس نے اللہ کی اطاعت کی اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی تو اللہ کی اطاعت قابل قبول نہیں ہوگی، تیری عبادت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ان الشکرلی والوالدیک

کہ جس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر قابل قبول نہیں ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین)

پانچ چیزوں سے رکنا:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جس شخص نے پانچ چیزوں سے اپنے آپ کو دور رکھا اللہ تعالیٰ اس کو پانچ چیزوں سے دور کر دے گا۔ (۱) جس شخص نے اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی مال کی حفاظت نہیں فرمائے گا۔ (۲) اور جس شخص نے اپنی فصل سے عشر ادا نہ کیا، اللہ تعالیٰ اس سے برکت اٹھالیتا

ہے۔(۳) جو شخص صدقہ نہ دے گا اللہ تعالیٰ اس سے صحت اور تندرستی کو دور کر دے گا۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ صدقہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔(۴) چیز یہ ہے کہ جس نے اپنی ذات کیلئے دعا نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس سے قبولیت کو دور کر دے گا۔ (۵) اور پانچویں چیز یہ ہے کہ جو شخص جماعت میں حاضر نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کو کمال ایمان سے محروم کر دے گا۔

زکوٰۃ دے کر مال کی حفاظت کرو:

روی عن النبی لفه قال حضور اقوالکم بالزکوة ودائوو مدفکو بالصذقه وستقلو انواع البلایا یالدعآ والنفوع صدق رسول الله فیما قال

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ سے حفاظت کرو اور صدقہ خیرات سے اپنے بیماروں کا علاج کراؤ اور دعا کے ساتھ اور آہ زاری کے ساتھ مختلف مصیبتوں کا استقبال کرو جو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے وہ سچ فرمایا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حدیث مبارکہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کر رہے تھے اس دوران ایک عیسائی کا گزر ہوا تو اس نے یہ حدیث سن کر اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کی اور اس کا ایک کاروباری ساتھی تجارت کیلئے کسی شہر میں گیا ہوا تھا۔ عیسائی نے اپنے دل میں یہ ہی خیال کیا کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ اپنے قول میں سچے ہوں گے تو ان کی صداقت ظاہر ہو جائے گی اور میرا مال ساتھی کے ساتھ محفوظ رہے گا اگر ایسا ہو گیا تو میں اسلام قبول کر لوں گا اگر ایسا نہ ہوا تو میں تلوار کے ذریعے سے ان سے لڑوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک خط ملا جو اس کے کاروباری ساتھی کی طرف سے آیا تھا کہ چوروں نے ہمارے سارے مال کو لوٹ لیا ہے۔ عیسائی یہ سن کر پریشان ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کو یہ خط ملا جس میں ساتھی نے یہ خبر دی تھی کہ تم پریشان مت ہونا کیونکہ میں اور میرا مال

محفوظ ہیں جب عیسائی نے یہ خبر پڑھی تو اس کو حضور نبی کریم ﷺ کی صداقت اور سچے نبی ہونے کا یقین ہوگیا۔ پھر آپؐ کے پاس آ کر عرض کی کہ مجھے اسلام کی دولت سے مالا مال کریں تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (روضۃ العلما)

مالداروں کی ہلاکت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت فقراء کی وجہ سے مالدار لوگوں کو تکلیف ہوگی اور فقیر لوگ اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے اللہ انہوں نے ہمارے حقوق پورے نہیں کیے جو تیری طرف سے ان پر فرض تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری عزت اور میری بزرگی کی قسم کہ میں ان کو دور کر دوں گا اور تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

و فی اموا لهم حق معلوم للسائل والمحروم

یعنی امیر لوگوں کے مالوں میں سے سوال کرنے والوں کا اور غریب لوگوں کا حق ہے۔

عارف لوگوں کی زکوٰۃ:

کسی نے کسی عارف سے پوچھا کہ دو سو درہم پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے تو اس نے جواب دیا کہ شرعی طور پر دو سو میں سے پانچ درہم زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن عارف لوگوں پر سارا مال ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ تم اپنا وہ مال خرچ کرو جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے۔

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال اور جواب:

کسی نے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا چیز فرض ہے تو اس نے جواب دیا کہ اللہ کی محبت فرض ہے پھر شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سنت کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ دنیا کو ترک کرنا یہ سنت ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ زکوٰۃ کی کتنی مقدار ہے؟ تو شیخ شبلی نے جواب دیا کہ سارا مال ادا کرنا یہ زکوٰۃ کی مقدار ہے تو

سوال کرنے والے نے (متعجب ہوکر) پوچھا کہ دوسو درہم میں سے تو پانچ درہم زکوٰۃ ہے جبکہ آپ زکوٰۃ کی مقدار سارا مال کہہ رہے ہیں تو پھر سائل نے پوچھا کہ اس مذہب میں آپ کا امام کون ہے؟ تو جواب دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام ہیں کیونکہ انہوں نے اپنا تمام مال صدقہ کیا اور ایک چادر اوڑھ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ جبرائیل انہی کی مثل ایک چادر لے کر آئے تو سوال کرنے والے نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس اس بارے میں دلیل ہے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا:

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو خرید لیا ہے۔''

تو جس نے اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو اس کیلئے کل مال کو خرچ کرنا ضروری ہے کیونکہ مال اسم عام ہے۔

قارون مال سمیت غرق:

قارون بن یصھر ابن قاہت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ تورات کو دل سے پڑھتا تھا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا تھا جس طرح کہ سامری نے آپ سے منافقت کی، قارون فرعون کا عامل تھا۔ وہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہر وقت اذیت دیتا تھا جبکہ آپ قرابت داری کی وجہ سے اس کا خیال رکھتے تھے۔

جب زکوٰۃ کے حکم والی آیت نازل ہوئی کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اور ہر ہزار درہم پر ایک درہم۔

ان کیلئے حکم یہ تھا کہ وہ اپنے مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔

قارون نے اپنے سب مال کو اکٹھا کیا تو وہ ایک ٹیلہ کی شکل اختیار کر گیا، جب اس کو مال زیادہ دکھائی دیا تو بخل کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا کرنے سے رک گیا۔

قارون کے خزانے کی چابیاں ساٹھ اونٹ اٹھاتے تھے، ہر خزانہ کی ایک چابی

تھی اور چابی ایک انگلی کی مقدار کے برابر تھی۔ (اس سے اندازہ کریں کہ اس کے پاس کتنا مال تھا؟)

قارون نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں۔ بنی اسرائیل نے قارون سے کہا کہ تو ہم میں سے بڑا مالدار ہے جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے ہمیں بھی اس چیز کا حکم دے۔

قارون نے کہا کہ تم میرے پاس فلاں زنا کار عورت کو لے آؤ کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائے، اس زانیہ عورت کو لے آؤ۔

قارون نے ایک ہزار دینار اس فاحشہ عورت کو دیتے ہوئے یہ کہا کہ تو نے یہ کہنا ہے کہ:

ان موسیٰ وطئنی وانا حامل منه

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ وطی کی ہے کہ اور میں اس کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔

قارون نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور وہ دن بنی اسرائیل کیلئے عید کا دن تھا۔

قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

آپ ہمیں وعظ ونصیحت اور ڈر کی باتیں سنائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے وعظ فرمایا۔ آپ نے دوران گفتگو یہ کلمات ارشاد فرمائے:

من سرق قطعنا یده و من قذف جلدناه و من زنا و هو محصن رجمناه

ترجمہ: ''جو شخص چوری کرے گا ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو شخص جھوٹی تہمت لگائے گا ہم اسے کوڑے لگائیں گے اور جو شادی شدہ ہو کر زنا کا مرتکب ہوگا ہم اسے رجم کریں گے۔''

قارون نے یہ بات سن کر کہا کہ اگرچہ وہ آپ ہی کیوں نہ ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگرچہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔

قارون کھڑا ہو کر کہنے لگا:

ان بنی اسرائیل یزعمون انک زنیت بفلانۃ

ترجمہ: ''بے شک بنی اسرائیل کا گمان یہ ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے بلاؤ۔

جب وہ زانیہ عورت حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے پیدا کیا، سمندروں کو پیدا کیا، تورات کو نازل کیا تو اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو سمجھ اور توفیق عطا فرمائی۔

اس نے عرض کیا:

یا موسیٰ علیہ السلام انت بریئ مما یقول ان قارون جعل لی الف دینار علی ان اقذفک بنفسی واخاف من اللہ تعالیٰ ان اقذف رسولہ

ترجمہ: ''اے موسیٰ علیہ السلام! جو کچھ قارون کہتا ہے آپ اس سے بری ہیں، قارون نے مجھے ایک ہزار دینار اس غرض سے دیئے کہ اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ پر جھوٹی تہمت لگاؤں، میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں کہ میں اس کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگاؤں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس بدکارہ عورت کی یہ بات سن کر سجدہ میں گر گئے اور روتے ہوئے عرض کیا: اے میرے رب! اگر میں تیرا سچا نبی ہوں تو تو مجھ پر کرم فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا موسیٰ انی جعلت الارض مسخرۃ فی امرک فمرھا ماشئت

''اے حضرت موسیٰ میں نے زمین کو تیرے فرمان کے تابع کر دیا ہے تو اس کو حکم دے جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

من کان مع قارون فیثبت معہ و من کان معی فلیعتزل عنہ

''تم میں سے جو قارون کے ساتھ ہے وہ اس کے ساتھ رہے اور جو شخص میرے ساتھ ہے وہ اس سے الگ ہو جائے۔''

فاعتزل الناس کلھم الا رجلین.

''سارے لوگ قارون سے سوائے دو آدمیوں کے جدا ہو گئے۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا کہ تو ان کو پکڑ لے، زمین نے ان کو پکڑا۔ یہاں تک کہ وہ درمیان تک دھنس گئے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آہ وزاری کر رہے تھے پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ تو ان تینوں کو پکڑ لے، زمین کے اندر وہ مزید دھنسنا شروع ہوئے اور گردن تک دھنس گئے، ساتھ ہی وہ تینوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے عاجزی کرنے میں مصروف تھے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شدت غضب کی وجہ سے اُن کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔

آپ نے پھر زمین کو حکم دیا کہ تُو ان کو مزید اپنے اندر لے جا، وہ تینوں زمین کے اندر چلے گئے اور زمین ان پر مل گئی۔

بنی اسرائیل آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے، انہوں نے یہ بات کہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے بارے میں اس لیے بددعا کی ہے تاکہ اس کے گھر اور اس کے مال کے وارث بن جائیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی یہ بات سنی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی، یہاں تک کہ قارون کا گھر اور اس کا تمام خزانہ زمین میں دھنس گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فخسفنا بہ و بدارہ الارض

''ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔''

قارون کا گھر حرکت کرتا اور ہر دن وہ ایک آدمی کے قد کے برابر زمین میں دھنس جاتا۔ یہاں تک کہ وہ دھنستے دھنستے زمین کے بالکل نچلے درجے تک پہنچ گیا اور

وہ اس جگہ پر اس دن تک باقی رہے گا جس دن صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوۃ)

قارون کا انجام:

بیان کیا جاتا ہے کہ قارون سفید رنگ کے خچر پر زیب و زینت کے ساتھ نکلتا تھا، اس کے خچر کے منہ میں سونے کی لگام ہوتی تھی۔

اس کے گھوڑوں پر سرخ رنگ کا ریشم ہوتا تھا۔

قارون کے دائیں جانب تین سو لڑکے اور بائیں جانب تین سو خوبصورت لونڈیاں ہوتی تھیں، ان پر زیورات اور ریشم ہوتا تھا۔ قارون نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کر کے ان کے حکم کی مخالفت کر کے ان کے سامنے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے خزانے سے بھرے گھر سمیت زمین میں غرق فرما دیا۔ (موعظہ)

کالی کملی والے سرکار کے کیا کہنے:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج والی رات جبل قاف کے پیچھے ایک شہر دیکھا، جو انسانوں سے بھرا ہوا تھا، جب ان لوگوں نے میری زیارت کی تو انہوں نے کہا:

الحمد للہ الذی ارانا وجھک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چہرے کی زیارت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ مجھ پر ایمان لائے اور میں نے ان کو احکام شرع کی تعلیم دی، اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

انہوں نے عرض کیا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قوم بنی اسرائیل میں سے ہیں جب ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال ہوا تو بنی اسرائیل کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا، ان میں فتنہ و فساد واقع ہوا تو ان ظالموں نے ایک ہی گھڑی میں تینتالیس (۴۳) انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کر دیا۔

انبیاء کرام کے شہید ہو جانے کے بعد دو سو عابد زاہد لوگ ظاہر ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم اور برائیوں سے منع کیا۔ اسی دن بنی اسرائیل نے ان سب کو شہید کر دیا۔ ایسا کرنے سے ان کے درمیان مزید فتنہ وفساد کو فروغ ملا، ہم ان کے درمیان میں سے نکل گئے اور ہم سمندر کے ایک کنارے پر آگئے اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ہمیں ان ظالموں کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھے۔

جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی بارگاہ میں عاجزی سے گڑگڑائے تو اچانک زمین پھٹ گئی اور ہم اس میں چلے گئے، ہم ڈیڑھ سال تک زمین کے نیچے رہے۔ اس کے بعد ہم اس جگہ پر آگئے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا تھا:

اذا رای احدکم وجه محمد ﷺ نبی آخر الزمان فسلموا علیه من فقالوا الحمد لله الذی ارانا وجهک

جب تم میں سے کوئی ایک نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رخ انور کی زیارت کرے تو تم میری طرف سے ان کو سلام پیش کرنا اور یہ کہنا کہ تمام تعریفیں خاص ہیں اس اللہ کیلئے جس نے ہمیں آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرائی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں تعلیم دیں۔

فعلمهم علیه الصلوٰة والسلام القرآن والصلوٰة والصوم واداء صلوٰة والجمعة رسائر الاحکام

ترجمہ: ''پس نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ان کو قرآن مجید، نماز، روزہ، نماز جمعہ کی ادائیگی اور تمام احکام کی تعلیم کی۔''

﴿حمامیہ من لیس شریف﴾

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۵

رجب کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض منھا اربعۃ حرم ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم و قاتلوا المشرکین کآفۃ کما یقاتلونکم کآفۃً و اعلموا ان اللہ مع المتقین○

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے جو کہ اللہ کے کلام میں محفوظ ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کو پیدا کیا۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں۔ (ذیقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب ہے۔) یہی حساب پختہ ہے۔ ان چار مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سے اکٹھے ہو کر لڑتے ہیں اور تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔"

اگرچہ ہر مہینے میں گناہ ترک کرنا ضروری ہے لیکن ان چار مہینوں کی خصوصیت ان کے شرف کی وجہ سے ہے کیونکہ ان مہینوں میں گناہ کرنا حالت احرام میں گناہ کرنے کے برابر ہے۔ (تفسیر حسینی)

موت کے وقت راحت کا حصول:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے دل میں موت کے وقت پیاس کی

راحت کا شوق ہو اور وقت موت ایمان کی خواہش ہو اور مرنے کے وقت شیطان سے چھٹکارہ مل جائے تو روزے زیادہ رکھنے کے سبب ان مہینوں کی عزت کیا کرو اور گزشتہ گناہوں پر شرمندگی اٹھاتے ہوئے ان مہینوں کا احترام کیا کرو اور تمام کائنات کے رب کو یاد کیا کرو تاکہ تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

رجب میں روزہ رکھنے والا جنت میں داخل:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے پوچھا معاذ کہاں سے آ رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آ رہا ہوں تو میں نے کہا کہ آپ نے ان سے کیا سنا ہے؟ تو معاذ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مخلص ہو کر اللہ کی توحید کا اقرار کر دے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے رجب کے مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھا حالانکہ اس روزے سے خدا کی رضامندی چاہنے والا ہو تو وہ شخص بھی جنت میں داخل ہوگا۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس تمام واقعے کی خبر دے دی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کی بات کی تصدیق کر دی۔

مسلمانوں کیلئے عید کے دن:

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ہی تم کسی مہینے کو نہ ہی کسی دن کو عید بناؤ اور مسلمانوں کیلئے کسی وقت کو عید بنانا جائز نہیں۔ سوائے ان اوقات کے کہ جنہیں شریعت نے عید قرار دیا ہے۔ مثلاً جمعہ کا دن، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا دن۔ ان کے علاوہ کسی دن کو عید بنانا اور حج کی طرح اجتماع کرنا ان کا ثبوت شریعت محمدی میں نہیں ملتا بلکہ وہ عید مشرکوں کی تھی اور اسلام سے پہلے تھی جب اسلام آیا تو اسلام نے تمام چیزوں کو ختم کر دیا تو عید زمانی کے بدلے میں عید الفطر عطا کی اور عید قربانی اور اس کے علاوہ ایام تشریق بھی عطا کیے۔

عید مکانی کے بدلے کعبہ، عرفات، منا اور مزدلفہ عطا کیا اور اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ان کی زیارت کو آسان بنا دے۔ ان موسموں اور ان مقامات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس کی اطاعت کر کے اس کا قرب حاصل کیا جائے اور اس کی نعمتوں سے لطف اٹھایا جائے جو نعمتیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے عطا کرتا ہے۔ پس بندہ وہی ہے کہ جو ان موسموں ان جگہوں کو غنیمت جانے اور ان میں اپنے مولا کا قرب حاصل کرے۔ اس چیز کے ذریعے جو جائز قرار دی گئی ہیں یعنی اطاعتوں کے وظیفے وغیرہ تاکہ اسے خوشبو پہنچے اور وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہو جائے۔

فرشتوں کا مغفرت کی دعا کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کے مہینے پہلے جمعہ صبح کی تہائی رات گزرتی ہے تو تمام آسمان اور زمین کے فرشتے کعبہ شریف میں جمع ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان سے کہتا ہے اے میرے فرشتو! جو مجھ سے مانگنا ہے مانگو اور وہ خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: کہ اے اللہ! اس شخص کو معاف فرما جس نے رجب کے روزے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو معاف فرما دیا۔

یوم قیامت پیاس سے محفوظ لوگ:

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب لوگ بھوکے اور پیاسے ہوں گے مگر اللہ کے نبی اور ان کے گھر والے، رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھنے والے، ان لوگوں کو نہ بھوک محسوس ہوگی اور نہ ہی پیاس محسوس ہوگی۔

عجیب حکایت:

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پرہیزگار عورت بیت المقدس میں آتی تھی جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو تعظیم سے ہر روز گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھتی تھی اور

اپنے عمدہ لباس کو اتارتی تھی اور پرانے کپڑے پہن لیتی تھی اس طرح وہ رجب کے مہینے میں بیمار ہوگئی اور اپنے بیٹے کو پرانے کپڑوں میں دفن کرنے کی نصیحت کی مگر اس کے بیٹے نے اس وصیت پر عمل نہ کیا اور لوگوں کو دکھانے کیلئے عمدہ کپڑوں میں دفن کیا۔ اس کی ماں اس کے خواب میں آئی اور کہنے لگے کہ میرے بیٹے تو نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا میں تم سے ناراض ہوں۔ پس وہ نوجوان جاگا اور اس کی قبر کو کھودا مگر اس کو قبر میں نہ پا کر حیران ہوا اور رونا شروع ہوگیا اور اس نے ایک آواز سنی کہ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ جو شخص بھی رجب کی تعظیم کرتا ہے میں اسے قبر میں تنہا نہیں چھوڑتا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۶

سخاوت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين O فلماء اتهم من فضله بخلوا به وتولوا و هم معرضون O

ترجمہ: ”(منافقوں میں سے) وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کیا کہ اگر اللہ ہم کو اپنے فضل وکرم سے عطا کرے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ تو جس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے کرم وفضل سے انہیں مال عطا کیا تو انہوں نے اس کے ساتھ بخل سے کام کیا لیکن حق کے راستے میں نہ خرچ کیا اور انہوں نے اپنے وعدے سے منہ پھیر لیا اور وہی لوگ روگردانی کرتے ہیں۔“

سونے سے پہلے چار کام:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تو اس وقت تک نہ سو جب تک تو چار کام نہ کرے: (۱) قرآن شریف کا ختم، (۲) حتی کہ تو تمام انبیا علیہم السلام کو اپنے لیے روز قیامت سفارشی بنا لے، (۳) اور تمام مسلمانوں کو (اپنی ذات سے) خوش کر لے، اور چوتھی بات یہ ہے کہ تو ایک حج اور عمرہ ادا کر کے سوئی کر۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنی نماز میں مصروف ہو گئے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اپنے بستر میں لیٹی رہیں جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ چاروں کام میرے لیے کرنا مشکل ہیں کیونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ تو تین مرتبہ ''قل شریف'' پڑھ لے تو تجھے ایک ختم قرآن شریف کا ثواب ملے گا اگر مجھ پر اور دوسرے انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجے گی تو ہم سب تیرے لیے روز قیامت سفارشی بنیں گے اور اگر تمام ایمان والوں کیلئے مغفرت طلب کرے گی تو تمام مومن تجھ سے راضی ہو جائیں گے اور جب تو نے

سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر

پڑھا تو تجھے حج وعمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔ (تفسیر حسینی)

سخاوت اور بخل:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ سخاوت ایک درخت ہے اور اس کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی ٹہنیاں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہیں تو جس نے اس کی ٹہنی کو پکڑ لیا تو وہ اس کو جنت میں پہنچا دے گی اور اس طرح بخل بھی ایک درخت ہے جس کی جڑ دوزخ میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں پہنچی ہوئی ہیں اور جس نے اس کی شاخ کو پکڑ لیا تو وہ اس کی دوزخ میں ڈالنے کا سبب بنے گی۔

مردوں کیلئے صدقہ اور دعا کرنا:

پھر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اپنی طرف سے اور اپنے مردوں کی طرف سے دیا کرو اگرچہ وہ صدقہ پانی کا ایک چلو ہی کیوں نہ ہو اگر اس پر قادر نہ ہو تو قرآن کریم کی آیت سے صدقہ کرو اگر آیت قرآنی پڑھنا نہیں جانتے تو مغفرت اور رحمت کی دعا اپنے مردوں کیلئے کیا کروں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبولیت کا وعدہ کیا ہے۔

حلال کی کمائی سے صدقہ کرنا:

سرکار دو عالم ﷺ سے روایت ہے کہ جس شخص نے حلال کمائی سے ایک کھجور

صدقہ میں دی کیونکہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو اس کو اپنے قدرت کے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر اس کو اس کے مالک کیلئے پالتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور اس میں برکت دیتا ہے اور اس کو اپنے فضل و کرم سے زیادہ فرماتا ہے اور صدقہ میزان پر بھاری ہو جاتا ہے اور اس حدیث کی مراد قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔ یعنی اس کی برکت کو ختم کر دیتا ہے اور اس تمام مال کو تباہ کرتا ہے جو اس میں شامل ہوتا ہے اور اس مال سے کوئی اچھا کام قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ صدقہ و خیرات کو زیادہ فرماتا ہے اور دنیا میں اس میں برکت نازل فرماتا ہے اور جبکہ آخرت میں اس کا اس کے ثواب میں دگنا فرمائے گا۔

صدقہ برائی کے دروازے بند کرتا ہے:

سرور کائنات ﷺ سے مروی ہے کہ صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کرتا ہے اور صدقے کے چار قسمیں ہیں۔ ایک کے بدلے دس ہیں اور ایک کے بدلے میں ستر (۷۰) ہیں اور ایک کے مقابلے میں سات سو (۷۰۰) ہیں اور ایک کے مقابلے میں سات ہزار (۷۰۰۰) ہیں: (۱) صدقہ سے فقراء کی امداد کرنا ہے، (۲) ذی رحم کو دینا، (۳) بھائیوں کو عطا کرنا، (۴) طالب علم کو دینا۔ یہ صدقہ ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا قول کرتا ہے:

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنا بل فی کل سنبلة مائة حبه واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم

اپنے علم، مال اور طاقت کو بطور صدقہ استعمال کرو:

الحدیث وعن انس رضی اللہ عنہ انه قال عم من کان له مال فلیتصدق بماله ومن کال له علم فلیتصدق لعلمه ومن کان

له قوة فليصدق بقوته (جامع الازهار)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس مال ہو وہ اپنے مال سے صدقہ دے اور جو علم والا ہو وہ اپنے علم سے صدقہ دے اور جو شخص طاقت ور ہو وہ اپنی طاقت کو بطور صدقہ استعمال کرے۔

پوشیدہ صدقہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو زمین کانپنے لگی اور تھرتھرانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور ان کو زمین پر رکھ دیا تو زمین کو قرار حاصل ہوا تو فرشتے پہاڑوں کی سختی اور قوت سے حیران ہوئے پھر پوچھا اے اللہ کیا تیری مخلوق پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا لوہا۔ پھر انہوں نے پوچھا لوہے سے زیادہ سخت کوئی مخلوق بھی ہے؟ فرمایا آگ ہے۔ پھر انہوں نے سوال دہرایا تو جواب دیا پانی ہے۔ پھر انہوں نے یہ سوال کیا تو جواب ملا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے یہی سوال کیا تو جواب ملا کہ ہوا سے بڑھ کر سخت صدقہ ہے جب انسان دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور یہ سخت اس لیے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وان تحفوها وتوتوها الفقراء فهو خير لكم

اس لیے بزرگ لوگ صدقہ چھپا کر دیتے تھے اور وہ اندھے فقیروں کو تلاش کرتے تھے تاکہ انہیں معلوم نہ ہو کہ صدقہ خیرات کس نے دیا ہے اور بعض لوگ سوئے فقیروں کے ساتھ صدقہ باندھ دیتے تھے اور بعض سوئے ہوئے فقیروں کے کپڑوں میں ڈال دیتے تھے اور بعض صدقہ کرنے والے صدقے کا مال فقیروں کے راستے میں ڈال دیتے تھے تاکہ فقیر لوگ انہیں اپنے راستے سے اٹھالیں۔

حکایت:

ایک سال بنی اسرائیل میں قحط پڑا۔ ایک فقیر ایک امیر کے دروازے پر آیا اور

کہا خدا کیلئے ایک روٹی کا ٹکڑا دو۔ امیر کی لڑکی نے ایک گرم روٹی نکال کر دے دی۔ اتنے میں وہ کنجوس امیر گھر میں آیا اور اپنی بیٹی کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس امیر کی حالت بدل گئی اور وہ غریب ہوگیا اور اسی ذلت میں اس کا انتقال ہوگیا اور اس کی بیٹی دربدر پھرتی تھی اور مانگ کر کھاتی تھی اور وہ نہایت خوبصورت لڑکی تھی۔ اتفاقاً ایک دن امیر کے دروازے پر آئی تو امیر کی ماں نکل آئی اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اسے اپنے گھر لے گئی اور اپنے لڑکے سے اس کی شادی کا ارادہ کیا اور کچھ دنوں کے بعد اس کی اپنے بیٹے سے شادی کر دی اور کھانا اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے بایاں ہاتھ کھانے کیلئے نکالا تاکہ اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھائے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں اپنا دایاں ہاتھ نکال لیکن لڑکی نے اپنا بایاں ہاتھ نہ نکالا پھر دوبارہ اسے یہی حکم دیا تو وہ بڑی پریشانی میں مبتلا ہوگئی کیونکہ اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا تو اسی لمحے غیب سے آواز آئی کہ اے میری بندی اپنا دایاں ہاتھ نکال کیونکہ تو نے میرے راستے میں روٹی دی تھی اور میں تجھے اس کے بدلے میں ہاتھ عطا کرتا ہوں۔ تب اس نے اپنا دایاں ہاتھ نکالا اور اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھایا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۷

ظالم کی مدد کرنے کی مذمت

ظالم کے ساتھ دوستی نہ کرو:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا وما لکم من دون اللہ من اولیاء ثم لا تنصرون O

ترجمہ: "ظالموں کے ساتھ دوستی مت رکھو اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں کہ تمہیں عذاب سے بچائے۔ پھر اللہ تمہاری مدد نہیں کرے گا۔"

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص نے ظالموں کیلئے قلم تراشا یا ان کی دوات میں روشنائی ڈالی یا ان کو لکھنے کیلئے کاغذ دیا تو وہ بھی ان کے ظلم میں شریک ہے۔ لوگوں نے پوچھا اگر جنگل میں کوئی ظالم پیاسا ہو اور اس کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو تو کیا اسے پانی پلانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز نہیں۔ پھر پوچھا اگر پانی نہ دینے سے وہ مر جائے تو فرمایا اس کا مرنا ہی بہتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے غایت رحمت سے فرمایا کہ ظلم کی خواہش نہ کر۔ وفَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ترجمہ: پس تم کو آگ لگے گی۔

ظالم کی عزت کرنا جائز نہیں:

روایت ہے کہ ایک ظالم نے ایک عالم زاہد سے ملنے کا ارادہ کیا اور جب ظالم زاہد کے پاس پہنچا تو زاہد نے اپنا منہ چھپا لیا اور اس کے بیٹے نے معذرت کی کہ میرا باپ بیمار ہے۔ اس لیے اس نے اپنا منہ چھپا لیا ہے لیکن عالم زاہد نے کہا کہ میں بیمار نہیں ہوں لیکن تیرا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس ظالم اس جگہ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوا لوٹا۔ پس اللہ

تعالیٰ غفور رحیم نے ان دونوں کو معاف کر دیا۔ شیخ زاہد کو اس لیے کہ اس نے ظالم کے چہرہ کی طرف نظر نہ کی اور ظالم کو اس لیے معاف کر دیا کہ اس نے ظلم سے توبہ کر لی۔

ظالم کی زندگی کیلئے دعا نہ کرنا:

وقال رسول الله ﷺ من دعا للظالم یابسقآء فقدا حبّ ان یعصی الله فی ارضہ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ظالم کی زندگی کیلئے دعا کی گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر نافرمانی کرنے پر راضی ہوا۔

اچھا کام جاری کرنے کا فائدہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دین اسلام میں ایک اچھا طریقہ نکالا اور وہ اس طریقہ کا امام ہے تو اس کیلئے اس کا اجر موجود ہے اور اس شخص کا اجر بھی جس نے اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کیا اور جس شخص نے ایک برا طریقہ نکالا تو اس کا گناہ اسے ملے گا اور اس شخص کا گناہ بھی جس نے بعد میں اس طریقے پر عمل کیا۔

اللہ کے نزدیک عزت والا شخص:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا شخص زیادہ عزت والا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا، پھر سوال کیا کہ کونسا عمل بہترین ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: مومن کے دل کو خوش کرنا بہترین عمل ہے۔ فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کیلئے اس کے ساتھ گیا تو اس کو ایک مہینے کے روزوں اور اعتکاف کا ثواب ملے گا اور جو شخص کسی مظلوم کے ساتھ اس کی مدد کیلئے گیا تو اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کے قدموں کو ثابت رکھے گا جس کے پاؤں پھسلیں گے اور جس شخص نے اپنے غصے کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ستر کو چھپائے گا اور تحقیق کہ بداخلاق

ایمان کو خراب کرتے ہیں جیسا کہ سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔

مسلمان کی تکلیف دور کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کہ جس شخص نے دنیا میں کسی ایک مسلمان کی کسی تکلیف کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے قیامت کے دن ایک تکلیف دور کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

مظلوم کی مدد کرنے کا اجر:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من اعان مظلوما حزینا مطروحاً کتب اللہ لہ ثلاثا و سبعون مغفرۃ واحدۃ منھا اصلاح امرہ فی الدنیا و اثنتان و سبعون درجۃ فی العقبیٰ

جو شخص ایک غم زدہ عاجز مظلوم کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تہتر (۷۳) مرتبہ بخشش لکھ دیتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا میں اس کے معاملات کی اصلاح فرما دیتا ہے اور آخرت میں اس کو بہتر (۷۲) درجے عطا فرمائے گا۔

مقبول حج کا ثواب:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ **من اصبح لاینوی الظلم علی احد غفرلہ ماجنی ومن اصبح ینوی نصرۃ المظلوم و قضاء حاجۃ المسلم کانت لہ کاجر حجۃ مبرورۃ**

جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اس کی کسی پر ظلم کرنے کی نیت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی (دن بھر) کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور جس شخ نے یہ ارادہ کر کے صبح کی کہ وہ مظلوم کی مدد کرے گا۔ اور مسلمان کی ضرورت کو پورا کرے گا تو

اس کی نیت کرنے سے اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

مظلوم کی مدد نہ کرنے کا عذاب:

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جس شخص نے کسی مظلوم کی مدد کی اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور قیامت کے دن پل صراط سے گزرنے میں اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جس شخص نے کسی مظلوم کو دیکھا اور اس مظلوم کے مدد طلب کرنے کے باوجود اس کی مدد نہ کی تو قبر میں اس شخص کو آگ کے سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

یوم قیامت عذاب میں گرفتار بد بخت لوگ:

قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا کہ میرے پاس فرعون کو لاؤ۔ پس فرعون کو لایا جائے گا اور اس کے سر پر آگ کی ٹوپی ہوگی اور قطران کی قمیض پہنے گا اور خنزیر پر سوار ہوگا پھر وہ پکارے گا کہ جبار اور متکبر لوگ کہاں ہیں؟ ان کو لایا جائے اور ان کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور فرعون ان کا پیشوا ہوگا وہ پھر آواز دے گا کہ قابیل کہاں ہے؟ پس اسے لایا جائے گا۔ پھر آواز آئے گی کہ کہاں ہیں حاسد لوگ؟ پس وہ دوزخ میں اس کے ساتھ ملائے جائیں گے اور قابیل ان کا پیشوا ہوگا پھر ندا ہوگی کعب بن اشرف یہودیوں کا عالم اعلیٰ کہاں ہے؟ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ اگر کعب ایمان لے آتا تو سارے یہودی ایمان لے آتے۔ پس کعب لایا جائے گا وہ پھر اسی طرح پکارے گا کہ حق وعلم کو چھپانے والے لوگ کہاں ہیں؟ پس پھر ان کو کعب کے ساتھ دوزخ میں ہانکا جائے گا اور کعب ان کا پیشوا ہوگا۔ پھر وہ پکارے گا کہ ابوجہل کہاں ہے؟ اس کو لایا جائے گا پھر اسی طرح پکارے گا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے تھے پس جہنم میں ابوجہل ان کا پیشوا ہوگا پھر ندا ہوگی کہ ولید بن مغیرہ کہاں ہے؟ اس کو لایا جائے گا۔ پھر ندا کی جائے گی کہ فقرائے مسلمین پر تمسخر کرنے والے کہاں ہیں؟ پس دوزخ میں ولید بن مغیرہ ان کا پیشوا ہوگا۔ پھر ندا ہوگی کہ قوم لوط کا اجدع (کان کٹا) کہاں ہے کہ وہ لواطت کرتا

تھا۔ پس اسے لایا جائے گا وہ پھر پکارے گا کہ لواطت کرنے والے کہاں ہیں؟ پس وہ لائے جائیں گے پس دوزخ میں اجدع ان کا پیشوا ہوگا۔ پھر آواز دی جائے گی کہ امرؤ القیس کہاں ہے؟ اس کو بھی خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اس کے بعد تمام شاعر جو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے تھے تو ان سب کا امام اس دن امرؤ القیس ہوگا۔ اس کے بعد مسیلمہ کذاب کے بارے میں آواز دی جائے گی اور اس کو بھی پیش کیا جائے گا پھر آواز دینے والا آواز دے گا کہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کہاں ہیں؟ تو دوزخ میں مسیلمہ کذاب ان کا سردار ہوگا۔ (غلام قادیانی لعنتی اور اس کے پیروکار بھی جہنم میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوں گے۔) اس کے بعد آواز دی جائے گی شیطان مردود کہاں ہے؟ شیطان مردود پیش ہوگا اور کہے گا: اے عدل کرنے والے بادشاہ مجھ کو میری فوج، میرے مؤذن، میرے قاری، میرے ساتھی، میرے وزیر، میرے فقیہ، میرے خزانچی، میرے تاجر، میرے طبلہ بجانے والے اور میرے حورشی میرے حوالے کر دے۔

تو آواز آئے گی اے مردود! تیرا لشکر کون سا ہے؟ وہ عرض کرے گا وہ لالچی لوگ ہیں اور میرے مؤذن گانے والے میرے قاری گویئے ہیں اور مصاحب میرے گودنے اور گدوانے والیاں ہیں اور میرے فقیہ وہ لوگ ہیں جو مصیبت زدہ پر مذاق کرتے تھے اور اچھا کھانا کھاتے تھے اور میرے خزانچی وہ لوگ ہیں جو نشے والا کھانا لاتے تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے اور میرے تاجر وہ لوگ ہیں جو سارنگی بیچتے تھے اور طبال وہ لوگ ہیں جو طبلہ اور دف بجاتے تھے اور حورشی وہ لوگ ہیں جو نشے کی خاطر انگور کاشت کرتے تھے۔ پس اس وقت ایک سانپ نکلے گا جس کی گردن ستر (۷۰) سال کے برابر لمبی ہوگی۔ وہ تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور اس کے بعد دوزخ کی طرف ہانک کر جائے گا پھر انہیں حساب کیلئے بلایا جائے گا۔

جنت میں داخل ہونے والوں کی شان:

پھر اللہ تعالیٰ جبرئیل سے کہے گا جنت میں سب سے پہلے میرے محبوب ﷺ

داخل ہوں گے اور ان کے سر مبارک پر ایک نور کا تاج ہوگا اور ریشمی سبز رنگ کا لباس ان کے جسم پر ہوگا اور ان کے آگے ستر ہزار نشانات ہوں گے اس کے بعد لواء حمد اٹھایا جائے گا پھر ندا دینے والا ندا دے گا وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو فقر اختیار کرتے تھے اور فقیر لوگوں کو صدقہ خیرات دیتے تھے اور وہ سنت محمدی (ﷺ) پر عمل کرنے والے تھے ان لوگوں سے کہا جائے گا تم جنت میں اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جاؤ پھر آدم علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا اور ان کے سامنے اسی (۸۰) ہزار نشان ہوں گے۔ پس پکار دی جائے گی وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے حج وعمرہ ادا کیا تھا۔ آدم علیہ السلام ان کے پیشوا ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے جائیں گے ان کے سامنے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نشانات ہوں گے پھر آواز دی جائے گی وہ لوگ کہاں ہیں جو مہمانوں کو دوست سمجھتے تھے اور غریبوں کو عطا کرتے تھے۔ پس ان کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام لائے جائیں گے ان کے سامنے دس (۱۰) ہزار نشان ہوں گے۔ پھر پوچھا جائے گا وہ لوگ کہاں ہیں؟ طاقت کے باوجود جنہوں نے خواہشات نفسانی کو چھوڑا تو حضرت یوسف علیہ السلام ان کے پیشوا ہیں ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کو جنت کی طرف لایا جائے گا پھر آواز دی جائے گی وہ لوگ کہاں ہیں جو پڑوسیوں پر احسان کرتے تھے ان کے پیشوا حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا جائے گا اور آواز دی جائے گی وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ کیلئے حق بات کہتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پیشوا ہیں پھر حضرت ہارون علیہ السلام کو جنت میں لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا اپنی حکومت میں انصاف کرنے والے کہاں ہیں؟ جنت میں ان کے سردار حضرت ہارون علیہ السلام ہیں پھر جنت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو لایا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اپنی بیماریوں اور تکلیفوں میں صبر کرنے والے لوگ کہاں ہیں؟ اب جنت میں ان کے امام حضرت ایوب علیہ السلام ہوں گے پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت میں لایا جائے گا۔ ان کے سر پر نور کا تاج اور ان کا

لباس اطلس اور دیبا کا ہوگا پھر آواز دی جائے گی صدیق لوگ کہاں ہیں؟ کیونکہ جنت میں ان کے سردار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیش کیے جائیں گے اور آواز دی جائے گی وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو نیکیوں کا حکم دیتے تھے اور برائیوں سے روکتے تھے جنت میں ان کے پیشوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جائے گا ان کے جسم پر حیا کا لباس ہوگا۔ پس کہا جائے گا وہ لوگ کہاں ہیں؟ جنہوں نے خدا کے شرم کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے امام ہوں گے پھر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا اور ساتھ ہی نمازیوں کو ندا دی جائے گی کہ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہے اور کامیاب ہو کر لوٹتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے سردار ہوں گے۔ پھر حسنین کریمین کو جنت میں لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کو خدا کی فرمانبرداری پر قتل کیا گیا اور ان پر ظلم کیا گیا، پس یہ دونوں ان کے سردار ہیں۔ پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جنت میں لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا فقیر لوگ کہاں ہیں کیونکہ ان کے سردار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا اذان دینے والے کہاں ہیں؟ پس ان کے جنت میں سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

﴿تفسیر تیسیر﴾

مسلمان کو ایذا دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کو تکلیف دی گویا اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی تو اس کا جنت والا ٹھکانہ دوزخی ٹھکانے میں تبدیل کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن مظلوم ظالم کو اور دشمن دشمن کو پکڑے گا اور اس سے کہے گا تیرے اور میرے درمیان ایک انصاف کرنے والا ہے۔ اس فیصلے میں جن کو ظالم لوگ اس دن پہچانیں گے جو فیصلہ ان کے ساتھ کیا جائے گا اور نیکیاں ان کی لی جائیں

گی اور مظلوموں کو عطا کر دی جائیں گی۔ (اسی طرح زبدۃ الواعظین میں ہے۔)

ایک نصرانی کا دربار رسالت میں حاضر ہونا:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: کہ ہم مکہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اسی دوران کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں باہر نکلا تو تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نصرانی دروازے پر موجود ہے۔ اس نے پوچھا کیا یہاں حضرت محمد بن عبداللہ موجود ہیں چنانچہ میں نے اسے اندر بلا لیا۔ اس نے آ کر عرض کیا: اے محمد ﷺ! آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں تو آپ میری مدد فرمائیں۔ اس شخص کے خلاف جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا؟ اس نصرانی نے کہا کہ ابوجہل بن ہشام نے میرا مال ظلماً لے لیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ ہجرت کے زمانے کی بات ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ ابوجہل کے قیلولہ کرنے کا وقت ہے تو آپ اس وقت آپ کا جانا اس پر کہیں شاق نہ گزرے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ غضبناک نہ ہو جائے اور کہیں وہ آپ کو اذیت نہ پہنچائے لیکن حضور اکرم ﷺ نے ہماری گزارش کو نہ سنا اور ابوجہل کی طرف تشریف لے گئے اور ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ابوجہل غضبناک ہو کر باہر نکلا تو اچانک دروازے پر کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔

ابوجہل نے کہا: اندر تشریف لائیں (اور ساتھ ہی کہنے لگا) کہ آپ میری طرف پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تو نے اس نصرانی کا جو مال لیا ہے تو اس کا وہ مال فوراً واپس کرو۔

ابوجہل نے کہا کہ کیا آپ اس کام کیلئے تشریف فرما ہوئے؟ اگر آپ اس بارے کسی شخص کے ہاتھ پیغام بھیج دیتے تب بھی میں مال واپس کر دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بات کو طویل نہ کرو اور تم اس نصرانی کا مال اس کو واپس کرو۔ ابوجہل نے اپنے غلام سے کہا کہ اس نصرانی کا جتنا مال تو نے لیا ہے فوراً اس کو نکال کر اس کے حوالے کرو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمی کیا تیرا مال تجھ تک پہنچ گیا ہے؟ نصرانی نے عرض کیا: ہاں! سوائے ایک کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ٹوکری کے۔

نبی کریم ﷺ نے ابوجہل سے کہا کہ وہ ٹوکری فوراً نکالو چنانچہ ابوجہل نے اسے اپنے گھر کے اندر تلاش کیا لیکن وہ ٹوکری نہ ملی۔ آخرکار ابوجہل نے اس ٹوکری کے بدلے میں اس سے بہتر ایک اور ٹوکری دی۔

ابوجہل کی بیوی نے ابوجہل سے کہا کہ قسم بخدا تو نے انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ ابوطالب کے یتیم کی تواضع کی ہے۔ ابوجہل نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر تو دیکھ لیتی تو ایسی باتیں نہ کرتی، اس نے کہا کہ تو نے کیا دیکھا؟ ابوجہل نے کہا کہ میری قوت کے باوجود جو کچھ ہوا تو اس پر مجھے رسوا نہ کر۔

کہنے لگا کہ میں نے ان کے دونوں کندھوں پر دو شیر بیٹھے ہوئے دیکھے جب بھی میں یہ ارادہ کرتا کہ کہوں کہ میں مال واپس نہیں کرتا تو قریب تھا کہ وہ دونوں مجھے پھاڑ کھاتے، اس ڈر کے مارے میں نے ان کی عزت کی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نصرانی نے وہ سارا منظر دیکھا جو منظر ابوجہل دیکھ چکا تھا۔ اس نے زبان حال سے کہا یا محمد انک رسول اللہ و دینک حق کہ اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلام کو قبول کرنا ایک مظلوم کی مدد کرنے کی برکت سے تھا۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۲۸

یوم قیامت لوگوں کے حالات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وانذر الناس یوم یا تیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الیٰ اجل قریب نجب دعوتک و نتبع الرسل. اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال. و سکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسھم و تبین لکم کیف فعلنا بھم وضربنا لکم الامثال○

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جس دن عذاب آئے گا تو ظلم کرنے والے لوگ کہیں گے: اے اللہ! ہمیں تھوڑی مدت کیلئے مہلت دے دے۔ تا کہ تیرے بلانے پر لبیک کہیں اور رسولوں کی پیروی کریں۔ (فرشتے انہیں جواب میں کہیں گے) کہ کیا تم یہ قسم نہیں اٹھاتے تھے کہ تم تمہیں زوال نہیں ہوگا اور تم ان لوگوں کے گھروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے اور تمہارے لیے وہ حالات واضح ہوئے تھے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اور ہم نے تمہارے لیے مثالیں بیان کی ہیں۔''

یوم قیامت تین قسم کے لوگ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تین قسم کے لوگ اٹھائے جائیں گے: (۱) پیدل، (۲) سوار، (۳) منہ کے بل چلنے والے۔ لوگوں نے پوچھا وہ لوگ منہ کے بل کیوں چلیں گے تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جو انہیں پاؤں کے بل چلا سکتا ہے۔ وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔ منہ کے بل چلنے والے لوگ دوڑیں گے اور ان کے منہ پر کنکریاں اور کانٹے مارے جائیں گے۔

پیدل چلنے والے گناہگار مومن ہوں گے جبکہ سواری پر پرہیزگار لوگ ہوں گے اور منہ کے بل چلنے والے کافر لوگ ہیں۔ پیدل چلنے والے وہ ہوں گے جو گناہگار ایماندار تھے اور جو سوار ہوں گے۔ ان میں وہ حضرات شامل ہوں گے جو متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور کافر وہ اپنے چہرے کے بل چل رہے ہوں گے اور ان کے اندر یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تین قسم کے لوگ ہوں۔

ایک قسم مسلمان لوگوں کی ہو اور وہ سوار ہوں گے اور کفار کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ کافر جو متکبر اور سرکش قسم کے لوگ تھے کہ جو کسی قسم کے وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کو ان کے چہروں کے بل بلایا جائے گا اور دوسری قسم ان کے پیروکاروں کی ہوگی کہ وہ پیدل چل کر آئیں گے۔ (الحدیث)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

راغبین راھبین رغبت رکھنے والے ڈرنے والے ہیں۔

قیامت کے دن وہ ایماندار جن کے گناہ اور نیکیاں خلط ملط ہوں گی تو پہلی قسم انہی اہل معصیت کی ہے۔ دوسری قسم ان سواروں کی ہے کہ جو اپنے لیے تیار شدہ جنت میں موجود نعمتوں کی طرف تیزی سے جائیں گے اور اس سے وہ لوگ بھی مراد ہیں جو مشتبہ امور سے اجتناب کرتے تھے اور یہی سبقت کرنے والے لوگ ہیں۔ (ابن مالک)

سب نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر اتفاق کیا جس میں یہ ذکر ہے کہ "قیامت کے دن لوگوں کو تین طریقوں سے جمع کیا جائے گا۔ اس حال

میں کہ وہ رغبت کرنے اور خوف رکھنے والے ہوں گے۔

ایک اونٹ پر دو آدمی، ایک اونٹ پر تین سوار، ایک اونٹ پر چار سوار اور ایک اونٹ پر دس سوار، اعداد کی یہ تعداد کنایہ اور تمثیل کے طور پر ان کے مراتب کی تفصیل ہے اور جو سب سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگا تو وہ ایک ہی اونٹ پر سوار ہوگا تو اس کے ساتھ ساتھیوں کی تعداد کی شرکت کم ہوگی۔ رفتار کی تیزی زیادہ ہوگی اور سبقت کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہوگا۔

سواروں کے بیٹھنے کی کیفیت:

اگر مخاطب یہ سوال کرے کہ اونٹ پر سوار ہونے والے علی سبیل الاجتماع سوار ہوں گے۔ یا علی سبیل الاعتقاب

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہوں گے لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ علی سبیل الاجتماع اونٹوں پر سوار ہوں کیونکہ ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھنے میں صرف دو آدمی یا تین آدمی حقیقتاً سوار نہیں ہو سکتے۔

فائدہ:

حدیث پاک میں صرف دس تک سواروں کی تعداد کا ذکر ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ اتنے لوگ ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔

اگر ایک اونٹ پر دس آدمی سوار ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کہ جتنی وہ طاقت رکھتی تھی۔ اونٹنیوں میں سے کوئی اونٹنی اس کی مثل طاقتور نہیں تھی۔ تعداد میں جن اعداد کا ذکر کیا ان میں دو، تین، چار اور دس کا ذکر ہے جبکہ پانچ اور چھ کا عدد ذکر نہیں کیا اور ان کے علاوہ دس تک جو عدد ہیں ان کا ذکر بھی اختصار کے پیش نظر چھوڑ دیا اور سابقین اولین کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ وہ تنہا تنہا ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ اس لیے کہ اس مقام پر ''الناس'' لوگوں سے مراد خواص کے علاوہ ہیں۔ اس میں یہ بھی

احتمال ہے کہ اس سے انبیاء اور اولیاء کا مرتبہ مراد ہو۔

ان کے علاوہ باقی ماندہ جو لوگ ہوں گے ان کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور یہ تیسرا گروہ ہوگا۔ تیسرا گروہ کفار کے ساتھ قیلولہ کرے گا۔ ظہر کے وقت انہی کے ساتھ صبح وشام کریں گے جیسے ان کے ساتھ صبح وشام رہتے تھے۔ یعنی تمام احوال میں دوزخ ان کے لیے ضروری ہے اور یہ کفار کا گروہ ہوگا۔

بعض حضرات نے کہا کہ ان کا یہ اٹھایا جانا قیامت سے پہلے ہوگا۔ ان کے قیلولہ اور ان کے رات کے گزارنے کے قرینہ کی وجہ سے، ان کو شام کی طرف زندہ کیا جائے گا کیونکہ یہ سارے کے سارے احوال دنیا میں ہوں گے۔ اس لیے کہ لوگوں کو جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو وہ ننگے پاؤں ہوں گے۔ ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف نہیں ہوں گے اور یہ قیامت کی آخری نشانی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"و آخر ذلک نار تخرج من قعر عدن تطرد الناس الی محشرھم"

ترجمہ: قیامت کی آخری نشانی وہ آگ ہے جو عدن کے گڑھے سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے اکٹھے ہونے کی جگہ کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

امام تور بشتی نے کہا کہ لوگوں کو قبروں سے اٹھنے کے بعد میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا کیونکہ جب حشر کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے بعد از موت اٹھنا مراد ہوتا ہے۔ اس کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یحشر الناس یوم القیامۃ علیٰ ثلاثۃ صناف"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین طرح سے اکٹھا کیا جائے گا جو ظلم کرنے والا ہے۔ اس کے بارے حدیث قدسی میں اس طرح ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ تعالیٰ انہ قال یا عبادی انی حرمت اظلم علیٰ نفسی و علیٰ عبادی الا فلا تظلموا

﴿رواہ مسلم والترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اس حدیث قدسی کو روایت کیا جس میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے کو حرام کر دیا ہے۔ خبردار! تم ظلم نہ کرو۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ میری ذات ظلم کرنے سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

ظلم کرنا تاریکی ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا:

"اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ الشح فان الشح اھلک من کان فلکم حملھم علیٰ ان سفکوا دماء ھم واستحلوا محارمھم"

تم ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیوں میں سے ایک تاریکی ہے اور تم بخل سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کیا نیز ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنوں کا خون بہائیں اور محارم کو حلال جانیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کیونکہ ظلم ظالم کیلئے تاریکی کا باعث بنے گا اور وہ قیامت کے دن راستہ نہیں پا سکے گا جس طرح کہ ایماندار لوگوں کے سامنے اور ان کے دائیں جانب نور چلتا ہوا ان کی رہنمائی فرمائے گا۔

اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ یہاں ظلمات (تاریکیوں) سے مراد سختیاں ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرمان:

"فان الشح اھلک من کان قبلکم"

کہ بخل نے تم سے پہلے والے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہلاکت سے مراد وہ ہلاکت ہے جس کی خبر دنیا اور آخرت میں دی گئی ہے۔

لفظ الشح کی لغوی تحقیق:

ایک جماعت نے کہا کہ اس کا معنی بخل ہے۔ بعض نے کہا الشح کا معنی حرص ہے۔ یعنی اس چیز پر کہ جو اس کے پاس نہ ہو اور بخل حرس کرنا ایسی چیز پر کہ جو اس کے پاس ہو۔

قیامت کے دن مظلوم کا گناہ ظالم کے ذمہ ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من كانت عنده مظلمة لاخيه من عوض اومن شئ آخر فليستحلله اليوم قبل ان لايكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذمنه بقدر رالمظلمة وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه و حملت عليه"

﴿رواہ البخاری والترمذی﴾

سوال: یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولا تنزر وازرة وزرا خرىٰ) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کے منافی ہے۔

جواب: ظالم حقیقتاً اپنے ظلم کے برابر سزا پائے گا اور مظلوم کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ مظلوم کے بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے اور انصاف کے تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تیرا بوجھ اٹھاؤں گا تو اس بات سے آخرت میں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

ظلم سب سے بڑا گناہ:

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے کہا کہ ظلم سے بڑھ کر کوئی بڑا گناہ نہیں ہے، اس لیے گناہ جب انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو تو وہ بڑا ہی رحیم و کریم رب ہے جس وجہ سے امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کردے۔

اگر اس گناہ کا تعلق ایک انسان اور دوسرے انسان کے درمیان ہو تو مظلوم کو راضی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ظالم کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ ظلم سے توبہ کرے اور دنیا میں مظلوم کو راضی کرے اگر ظالم اس بات پر قادر نہیں ہے تو اس کیلئے پھر مناسب ہے کہ وہ مظلوم کیلئے بخشش طلب کرے اور اس کیلئے دعا کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا چھٹکارا ہو جائے۔

مظلوم کیلئے دعا کرنا:

میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص ظلم کرنے کے بعد معافی کا طالب ہو لیکن معاف کرنے والے شخص کا انتقال ہو گیا اور ظالم معافی نہ مانگ سکا تو اس کو چاہیے ہر نماز کے بعد اس کیلئے مغفرت طلب کرے، تب کہیں جا کر وہ ظلم والے گناہ سے پاک ہو گا۔

ظلم کی تین قسمیں:

اہل معرفت کے نزدیک ظلم کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا ہے۔ دوسرا وہ ظلم کہ جس کو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا نہیں۔ تیسرا وہ ظلم ہے جس میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تو جس ظلم کو اللہ ہی معاف فرمانے والا ہے وہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے جس طرح نماز کا چھوڑنا، روزے کا ترک کرنا، زکوٰۃ نہ ادا کرنا، حج نہ کرنا اور حرام چیزوں کا اپنانا۔ دوسرا وہ ظلم جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ سورہ ''نساء'' میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا مگر اس کے کم گناہ کو معاف فرما دیتا ہے جب تک وہ اس گناہ سے توبہ نہ کرے۔ تو یہ اس بات پر واضح دلیل ہے اگر گناہ کبیرہ کرنے والا بغیر توبہ کیے مر جائے پس وہ انسان مشیت کے خطرے میں ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو معاف فرما دے اور اپنے فضل وکرم سے اس کو جنت میں داخل کر دے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب میں مبتلا کر دے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دے اس کے بعد اپنی رحمت اور احسان کی وجہ سے اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرک کے بغیر تمام گناہوں کو معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے اگر کسی شخص کا شرک کی حالت میں انتقال ہو گیا تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جو ظلم بندوں پر کیا جائے مثلاً کسی کی غیبت کی جائے یا کسی پر تہمت لگائی جائے کسی کی چغلی کھائی جائے یا کسی کو قتل کر دیا جائے یا

حرام مال کھایا جائے اور کسی کو گالی دی جائے ان سب کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

یتیم بچے کی بددعا سے شداد واصل جہنم:

کہا جاتا ہے عاد کے دو بیٹے تھے۔ایک کا نام شداد اور دوسرے کا نام شدید تھا۔دونوں ظالم بادشاہ تھے جب شدید کا انتقال ہوا تو شداد بادشاہ بنا اس نے بہت سی آسمانی کتابیں پڑھی تھیں اور جنت کی تعریف میں بہت کچھ جانتا تھا تو اس نے بھی جنت کی طرح زمین پر جنت بنانے کا ارادہ کر لیا اور اس کام کے بارے میں بہت سے بادشاہوں سے مشورہ کیا کہ میں زمین پر ایک ایسی جنت بنانا چاہتا ہوں جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں بیان کی ہے۔دوسرے بادشاہوں نے اس سے کہا کہ تمام اختیارات تیرے پاس ہیں اور تمام دنیا تیرے اختیار میں ہے تو اس نے اہل مشرق اور اہل مغرب کو سونا چاندی اکٹھا کرنے کا مشورہ دیا پھر معماروں کو اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور ان میں تین سو معماروں کو منتخب کرنے کا حکم دیا اور ہر ایک معمار کے تابع ایک ایک ہزار آدمی ہوں تو وہ دس سال تک زمین پر گھومتے رہے آخرکار انہوں نے ایک اچھی زمین ڈھونڈ لی کہ اس زمین پر مختلف قسموں کے درخت موجود تھے اور اس میں نہریں جاری تھیں۔پس انہوں نے فرسخ در فرسخ جنت کو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنانے کا کام شروع کیا جب اس کی بنیاد مکمل ہوگئی اس میں نہروں کو جاری کر دیا گیا اور اس میں مختلف قسموں کے درختوں کو بویا گیا، ان درختوں کا تنا چاندی کا تھا اور ٹہنیاں سونے کی تھیں اور اس میں سرخ یاقوت اور سفید بلور سے بلند و بالا محلات بنائے۔درختوں کی ٹہنیوں کو موتی اور یاقوتوں سے سجا دیا۔نہروں میں جواہرات اور موتیوں کو شامل کیا، اس کے علاوہ مشک اور عنبر کو درختوں اور نہروں میں ڈال دیا جب اس جنت کی عمارتیں مکمل ہوگئیں تو اس کے بارے میں شداد کو خبر دی گئی تو وہ اپنے درباریوں کے ساتھ اس کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوا تو بادشاہ اور اس کے امراء ظلم کے طور پر لوگوں سے سونا اور چاندی لیتے تھے حتی کہ سونا ختم

ہو گیا صرف دو درہم جو ایک یتیم کے گلے میں موجود تھا لیکن اس کے بادشاہ نے وہ دو درہم بھی لے لیے تو اس بچے نے اپنے چہرے کا رخ آسمان کی طرف کر لیا اور کہنے لگا اے اللہ تو بہتر جانتا ہے ان لوگوں کو جو تیرے بندوں اور لونڈیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ اے کمزوروں کی مدد فرمانے والے! ہماری مدد فرما تو آسمان کے فرشتوں نے بچے کی دعا پر آمین کہی جب ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ باقی تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو بھیجا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے ان پر آسمان سے چیخ ماری اور جنت میں داخل ہونے سے پہلے تمام کو تباہ کر دیا۔ اس بچے کی دعا سے فقیر مالدار اور تمام بادشاہوں کا نام ونشان مٹ گیا۔

عبرتے گیراز زمانہ اے جوان
تانباشی از شمار مدبران

ترجمہ: اے جوان زمانے سے عبرت حاصل کرتا کہ تیرا شمار ظالموں میں نہ ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۲۹

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

نبّئی عبادی انی انا الغفور الرحیم وان عذابی ھوا العذاب الالیمO

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ! تو میرے بندوں کو خبردار کردو، بے شک میں بخشنے والا بہت زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور بے شک میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔''

شان نزول:

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لے گئے تو وہ ہنس رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کیوں ہنستے ہو حالانکہ دوزخ تمہارے سامنے ہے تو اسی دوران حضرت جبرئیل امین اللہ کا یہ پیغام لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے کہ میرے بندوں کو مت مایوس کرو، بے شک میں ان کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہوں۔

مومن اگر اللہ کے عذاب کو جانتا:

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کے عذابوں کے بارے میں علم ہوتا تو کوئی شخص بھی جنت میں نہ جانے کی لالچ کرتا۔

اس حدیث مبارکہ میں اس چیز کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سزاؤں کو اس

لیے بیان کیا گیا تا کہ مومن اس کی رحمت کی وجہ سے مغرور نہ ہو اور نہ ہی اس کے عذاب سے بے خوف ہو اور اس میں رحمت کو اس لیے بیان کیا گیا تا کہ وہ انسان جو زیادہ کفر کے گناہ میں مبتلا رہا اور ایمان لانے کے بعد وہ خوف زدہ نہ ہو تو بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کا خوف بھی رکھے اور اللہ کی رحمت کی امید بھی رکھے کیونکہ خوف اور امید مومن کیلئے دو بازو ہیں کیونکہ ان دو چیزوں کی وجہ سے وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گا۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا بیٹے کو نصیحت کرنا:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دو چیزوں کی تلقین کی اے چھوٹے بیٹے تو اللہ سے ایسی امید رکھ کہ تو بالکل اس سے بے خوف نہ ہو جائے اور ایسا خوف اختیار نہ کر کہ تو اس کی رحمت سے بالکل نا امید ہو جائے۔

خوف کی آٹھ علامتیں:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، آٹھ چیزوں سے علامات خوف ظاہر ہوتی ہیں:

(۱) بندے کی زبان سے خوف ظاہر ہوتا ہے، جب بندہ اپنی زبان کو جھوٹ غیبت اور فضول کلام سے روکتا ہے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی زبان میں مشغول رکھتا ہے۔ مثلاً تلاوت قرآن کرتا ہے اور علم کی بحث میں اپنی زبان کو مصروف رکھتا ہے۔

(۲) پیٹ کے معاملے میں بھی خوف خدا اختیار کرے اور حلال لقمہ کھائے اور حلال مال میں سے بقدر ضرورت کھائے۔

(۳) آنکھوں کے معاملے میں بھی اللہ سے ڈرے اپنی آنکھوں سے حرام کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی دنیا کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے بلکہ ان تمام چیزوں سے عبرت حاصل کرے۔

(۴) ہاتھوں کے معاملے میں بھی اللہ کا خوف اختیار کرے، اپنے ہاتھوں کو حرام کی طرف نہ بڑھائے بلکہ نیکی کی طرف بڑھائے۔

(۵) پانچویں چیز یہ ہے کہ پاؤں کے معاملے میں بھی خوف خدا رکھے گناہوں

کی طرف چلنے کی بجائے نیکی کی طرف قدم بڑھائے۔

(۶) دلی طور پر بھی خدا سے ڈرے، اپنے دل سے بغض حسد اور دشمنی کو نکالے اور دل میں نصیحت اور شفقت کو جگہ دے۔

(۷) اطاعت کے معاملے میں بھی اللہ سے ڈرے، صرف اللہ کی فرمانبرداری کرے، دکھلاوے اور منافقت کو اپنے آپ سے دور کرے۔

(۸) آٹھویں چیز: کان کے بارے خوف خدا رکھے، اپنے کانوں سے صرف حق بات سنے۔

پرہیزگار اور بلند مراتب:

حضرت امام قشیری سرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مذکور پرہیزگاروں کی بات کا ذکر ہوا جیسا کہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے:

ان المتقین فی جنات وعیون ؕ

ترجمہ: بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہیں۔

جس سے پرہیزگاروں کے درجات رفیعہ کا پتہ چلتا ہے تو اس کے ساتھ ہی گنہگار لوگوں کے دلوں کی انکساری بھی معلوم ہوتی ہے۔

خداوند قدوس نے اپنے پیارے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ اے میرے حبیب (ﷺ)! میرے گنہگار بندوں کو خوشخبری سناؤ۔ ''انی انا الغفور الرحیم'' ترجمہ: ''بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔'' یعنی اگر آپ فرمانبرداری کرنے والوں کیلئے شاکر اور کریم ہیں تو یقیناً میں بخشنے والا اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والا ہوں۔

معافی مانگنے کا انوکھا انداز:

حدیث مرفوع میں ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک آدمی کے بارے حکم ہوگا

کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے جب وہ ایک تہائی فاصلہ طے کر لے گا تو پیچھے کی طرف دیکھے گا اور جب آدھا راستہ طے ہو جائے گا تو پھر وہ متوجہ ہوگا اور جب دوزخ تک کا فاصلہ صرف ایک تہائی رہ جائے گا تو پھر وہ گناہگار متوجہ ہوگا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا۔ اے میرے فرشتو! اسے دوبارہ واپس لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال فرمائے گا کہ تو بار بار کیوں متوجہ ہوا؟

تو وہ گناہگار عرض کرے گا کہ اے میرے رب جب صرف ایک تہائی تک پہنچا ابھی دو تہائی فاصلہ باقی تھا تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (و ربک الغفور ذوالرحمتہ) ''اور تیرا رب بخشنے والا، رحمت والا ہے'' میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا اللہ شاید تو مجھے بخش دے۔

جب میں آدھے فاصلے تک پہنچ گیا تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (ومن یغفر الذنوب الا اللہ) ''کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہ بخش دے'' تو میں نے سوچا شاید کہ یا اللہ تو مجھے بخش دے۔

جب میں نے دو حصے فاصلہ طے کر لیا اور صرف ایک تہائی تو مجھے تیرا یہ فرمان یاد آیا (قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ)

''اے میرے حبیب ﷺ میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنے آپ سے زیادتی کی کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔''

تو اس گناہگار نے عرض کیا: یا اللہ! تیرا یہ فرمان یاد کر کے بخشش کے بارے میری لالچ اور بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوگا۔ اذھب فقد غفرت لک

اے میرے گناہگار بندے! تو جا۔ پس تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔

ایک عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرے۔ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ بے شک رب ذوالجلال توبہ قبول فرمانے والا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کو اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتا۔

مغفرت کی دعا پر بخشش:

کسی شخص نے ایک نیک بندے کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور مرنے کے بعد کے حالات اس سے پوچھے تو بزرگ کہنے لگے میں نے بڑی تکلیف اور مشقت سے عذاب سے نجات پائی ہے خواب دیکھنے والے نے پوچھا کس عمل کی وجہ سے آپ بخشے گئے ہیں تو بزرگ نے جواب دیا بہت زیادہ رونے اور زیادہ مغفرت مانگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔

جنت کس قدر نزدیک ہے:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے یعنی اس میں بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہنم بھی ایک تسمہ کے قریب کی طرح نزدیک ہے یعنی جنت و دوزخ اسی طرح ہیں کہ قرب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں کیونکہ ان دونوں میں داخل ہونے کا سبب انسان کا عمل ہے اور وہ عمل صالح (جنت میں داخل ہونے کیلئے) اور برا عمل (جہنم میں داخل ہونے کیلئے) ہے اور وہ انسان کے نزدیک اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

﴿شرح المصابیح﴾

رحمت خداوندی کے بغیر عمل کام نہیں آئیں گے:

سبب سے مراد ظاہری سبب ہے اس لیے کہ

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: **لایدخل احدا منکم عمله الجنة الایجیره من النار ولا انا ادخل الجنة بعملی الا برحمة الله**

یعنی تم میں سے کسی ایک کو اس کا عمل نہ تو جنت میں داخل کرے گا اور نہ ہی جہنم سے اسے بچائے گا۔

اور خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بھی جب تک رب ذوالجلال کی رحمت نہ ہو اپنے عمل سے جنت میں داخل نہیں ہوں گا یعنی اللہ کی رحمت جنت

میں داخل کرے گی۔

اس سے کوئی عمل کی توہین مقصود نہیں بلکہ عمل کر کے غرور کرنے کی نفی ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

رحمت خداوندی سے جنت میں داخلہ ہوگا:

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے: ابھی ابھی جبرئیل میری طرف سے آسمان پر گئے ہیں اور انہوں نے مجھے یہ کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے آپ ﷺ کو برحق نبی بنا کر بھیجا، بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پانچ سو سال تک عبادت کی جو کہ دریا کے درمیان میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پہاڑ سے ایک میٹھا چشمہ پیدا کیا اور انار کا ایک درخت پیدا کیا اور ہر روز اس سے ایک انار پیدا ہوتا جب شام کا وقت ہوتا تو وہ نیچے اترتا اس چشمے سے وضو کرتا اور اس درخت سے انار کھاتا پھر نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا اور خدا سے یہی سوال کرتا تھا کہ اے اللہ! میری روح سجدے کی حالت میں قبض فرما، اس کے جسم پر زمین اور کسی چیز کو مسلط نہ کرے، یہاں تک کہ وہ قیامت تک سجدے میں رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: کہ جب بھی ہم اس کے پاس سے گزرتے ہیں یا اترتے ہیں یا چڑھتے ہیں تو وہ سجدے کی حالت میں ہوتا ہے اور ہمیں معلوم ہے قیامت کے دن اسے سجدے کی حالت میں اٹھایا جائے گا اور قیامت کے دن اس کو اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے بندے کو میری رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دو لیکن وہ کہے گا کہ مجھے میرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل کرو تو اللہ تعالیٰ کا فرمان جاری ہوگا کہ اس بندے کی عبادت کو میری نعمتوں کے مقابلہ میں لاؤ، صرف آنکھ والی نعمت اس کی تمام عبادت پر بڑھ جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حکم نازل ہوگا اس کو دوزخ میں لے جاؤ پھر وہ عابد پکارے گا کہ اے اللہ! مجھے اپنی رحمت کے سبب جنت میں داخل فرما پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو میرے سامنے کھڑا کرو تو وہ

خدا کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تجھے کس نے پیدا کیا حالانکہ پیدا ہونے سے پہلے تو کوئی چیز نہیں تھا تو وہ بندہ عرض کرے گا: اے اللہ! تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور مجھے یہ مقام عطا کیا پھر رب پوچھے گا تیرا یہ مقام میرے فضل کی وجہ سے ہے یا تیرے عمل کی وجہ سے ہے؟ تو بندہ جواب دے گا: مولا تیرے فضل و رحمت کی وجہ سے ہے پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تجھے پانچ سو سال عبادت کرنے کی طاقت کس نے عطا کی ہے اور کس نے تجھے سمندر کے درمیان پہاڑ پر اتارا تھا اور کس نے نمکین پانی سے میٹھا پانی نکالا تھا اور کس نے ہر رات انار پیدا کیا حالانکہ وہ سال میں ایک مرتبہ پھل لاتا ہے اور کس نے تیری روح کو سجدے کی حالت میں قبض کیا تو وہ بندہ عرض کرے گا: تیری رحمت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ سب کچھ میری رحمت کی وجہ سے ہے اور تو میری رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا ہے۔

فقراء کیلئے تسلی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ فقراء نے اپنے ایک قاصد کو رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ وہ قاصد حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آ کر عرض کیا: یا رسول ﷺ میں فقراء کی طرف سے قاصد ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مرحبا کہا اور ارشاد فرمایا کہ تم فقراء سے کس کلام کی غرض سے حاضر ہوئے ہو پھر فرمایا کہ تو ایسی قوم سے آیا ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فقراء عرض کرتے ہیں کہ بے شک اغنیاء سب کی سب خیر سمیٹ کر لے گئے۔ وہ حج کرتے ہیں جبکہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ وہ صدقات دیتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، ہمیں قدرت نہیں اور جب اغنیاء بیمار ہوتے ہیں تو وہ اپنے مال کے ذخائر میں سے زائد اللہ کے راستے پر خرچ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے فقراء کے بارے یہ بات پہنچی ہے کہ فقراء میں سے جو شخص صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ اس کیلئے تین اجرا ایسے ہیں جن

میں سے اغنیاء کیلئے کچھ بھی نہیں ہے:

(۱) جنت میں یاقوت احمر سے بنا ہوا ایک گھر ہے جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھتے ہیں جیسے دنیا والے ستاروں کو دیکھتے ہیں اس گھر میں نبی، شہید اور مومن فقیر داخل ہوں گے۔

(۲) فقراء آدھا دن پہلے اغنیاء سے جنت میں داخل ہوں گے۔ نصف یوم پانچ سو سال کی مقدار ہے۔ حضرت سیدنا سلیمان ابن داؤد علیہما السلام انبیاء کے داخل ہو جانے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اس بادشاہت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی۔

(۳) جب کوئی فقیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے تو اسے ایسی چیز ملتی ہے جو مالدار آدمی کو دس ہزار درہم خرچ کرنے کے باوجود نہیں مل سکتی اور اس طرح سب نیکی کے کاموں کا حال ہے۔

فقراء کی طرف سے بھیجا گیا قاصد واپس ان کی طرف آیا اور ان سب باتوں کی خبر دی تو سب فقراء نے بیک زبان کہا: رضینا یارب ''اے رب! ہم راضی ہیں۔''

﴿تنبیہ الغافلین﴾

باش دائم اے پسر دریاد حق — گر خبر داری زعدل و داد حق
زندہ دار از ذکر صبح و شام را — در تغافل مگذر ان ایام را
لومناذ کر خدا بسیار گوشے — تابیا بے ذرود عالم ابروئے

ترجمہ: اے بیٹے ہمیشہ اللہ کو یاد کر، اگر تو اسکے عدل وانصاف کے متعلق جانتا ہے صبح وشام کو اس کے ذکر سے زندہ رکھ، ان دنوں کو غفلت وسستی میں نہ گزار اے مومن اللہ کا بہت زیادہ ذکر کر، تاکہ دونوں جہانوں میں تو عزت پالے۔

توبہ کی طرف رغبت دلانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ طلب کرو، بے شک میں دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اس حدیث مبارکہ کے ذریعے توبہ کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ عظیم اور معصوم ہونے کی وجہ سے بھی خدا کی بارگاہ میں دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتے ہیں تو جو شخص گناہوں سے آلودہ ہو اور بار بار گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہو تو وہ انسان کامل ایمان والا نہیں بلکہ ناقص ایمان رکھتا ہے، اس لیے صبر کی وجہ سے وہ گناہوں کو چھوڑتا ہے اور صبر خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے اور خوف خدا کے جذبات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انسان گناہوں کی وجہ سے عذاب کو جان لیتا ہے اور یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق سے حاصل ہوئی ہے تو جو شخص گناہوں کو چھوڑنے والا نہیں، تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے والا نہیں تو موت کے وقت اس پر بہت بڑا خوف جاری ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے اس کی صورت ایمان کے زوال کی وجہ سے گناہوں کے اصرار کی بنا پر ہو تو اس طرح اس کا خاتمہ برا بھی ہوسکتا ہے اور وہ جہنم میں بھی ہمیشہ رہے اگر مرتے وقت اس کو ایمان نصیب ہو جائے تو ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دے اور اس کے گناہوں کی مقدار اس کو دوزخ میں ڈالے، اس کے بعد اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے اور ہوسکتا ہے اس کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے کیونکہ ہوسکتا ہے اس کو کسی ایسے چھوٹے کام کی وجہ سے معافی مل جائے جس کے بارے میں صرف رب ہی کو علم ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۳۰

عدل واحسان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان اللہ یا مر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء و المنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرونO

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور اپنے قریبی رشتے داروں کو وہ چیز عطا کرنے کا حکم دیتا ہے جس کے وہ محتاج ہوں اور برے اعمال سے روکتا ہے۔ اور بے حیائی سے اور سرکشی سے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

ترجمہ: ''احسان وخلوص یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، اگر تو اس کو نہیں دیکھتا ہے تو یہ گمان کر کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

بخیل شخص:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: بخل کے اعتبار سے کامل وہ ہے جس کے سامنے ذکر کیا جائے اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھے، اس لیے کہ اس نے اپنی ذات پر میرا بخل کیا ہے کیونکہ اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھ کر اپنی ذات کو دس نیکیوں سے محروم کیا ہے کیونکہ جو بندہ ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس

مرتبہ درود بھیجتا ہے۔

جنت اور جہنم کے مستحق لوگ:

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے: جنتی تین شخص ہیں: (۱) عدل کرنے والا بادشاہ اور فقراء پر اپنی طاقت کے مطابق صدقہ کرنے والا، (۲) وہ شخص جو لوگوں پر رحم کرنے والا ہو اور (۳) وہ شخص جنت کا حق دار ہے جو اپنے نفس کو حرام اور بے ہودہ کاموں سے روکتا ہے اور مالداری کے باوجود اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔

اور دوزخی پانچ شخص ہیں: (۱) وہ انسان جو شہوت کے وقت کمزوری کا اظہار کرتا ہے اور حرام کاموں سے نہیں بچتا، (۲) وہ لوگ جو نکاح کرنے کی طاقت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود حرامکاری کا ارتکاب کرتے ہیں اور حلال کی بجائے حرام مال کماتے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امیر لوگوں کے ساتھ گھومتے ہیں اور ان کی بات مانتے اور حلال وحرام کو جانے بغیر کھاتے پیتے اور کپڑے پہنتے ہیں اور (۳) وہ خیانت کرنے والا شخص ہے کہ وہ تھوڑی سی چیز میں بھی خیانت کرتا ہے، (۴) وہ شخص جو صبح وشام لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے پانچواں بخیل جھوٹے بد خلق غلط کہنے والے کو شمار کیا ہے۔

ہر چیز میں عدل کرنے کا حکم:

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو بہت زیادہ مقامات پر عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً بندہ اپنے درمیان اور خدا کے درمیان عدل کرے، دوسرا اپنے اور اپنے نفس کے درمیان انصاف سے کام لے، تیسرا اپنے اور لوگوں کے درمیان عدل کرے اپنے اور رب کے درمیان کے عدل اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے بندہ اللہ کے حقوق کو اپنے اوپر فوقیت دے اور اس کی رضامندی کو خواہشات نفسانی پر مقدم کرے اور تمام برائیوں سے بچا رہے، اپنے اور اپنے نفس کے درمیان عدل کرنے

سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس چیز سے روکے جس میں اس کیلئے ہلاکت ہے اپنے اور مخلوق کے درمیان انصاف کرنے سے مراد یہ ہے مخلوق کو نصیحت کرے اور خیانت کو ترک کرے خواہ وہ چھوٹی سی چیز میں ہی کیوں نہ ہو اور ہر معاملے میں ان کے ساتھ انصاف سے پیش آئے، اپنے بات وعمل سے ان کے ساتھ برائی نہ کرے۔

تین کاموں کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین کاموں کا حکم دیا ہے جو تمام اللہ کے احکام کو شامل ہیں جن کا اللہ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین چیزوں سے روکا ہے جو ان تمام چیزوں کو شامل ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

وعظ کی جامع آیت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وعظ کی جامع ترین آیت مقدسہ قرآن میں یہی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ تمام تقویٰ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہے۔

نیکی کی طرف مائل ہونا:

حضرت حسن بصریؒ ایک مرتبہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک امیر زادہ اپنے نوکروں اور چاکروں کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا تو شیخ صاحب راستے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اس امیر زادے سے کہا: اے امیر زادے! میں ایک بات بیچتا ہوں کیا آپ اس کو درہموں کے بدلے لیں گے تو امیر زادہ کہنے لگا کتنے درہموں کے بدلے میں بیچو گے تو حسن بصریؒ کہنے لگے میں اپنی بات کو ایک یا دو درہم سے بیچوں گا اور ایک بات کو دو درہم سے بیچوں گا تو اس امیر زادے نے کہا جس بات کو ایک درہم میں بیچتے ہو وہ بات مجھے بتاؤ تو حسن بصریؒ نے پوچھا کیا تیرا کوئی گھر ہے اس نے کہا ہاں میرا گھر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا وہ تم نے خود بنوایا ہے یا وراثت میں تمہیں ملا ہے تو وہ امیر زادہ کہنے لگا میں نے خود بنوایا

ہے پھر شیخ نے پوچھا کتنے دنوں میں بنوایا ہے تو وہ کہنے لگا میں نے اس کو اتنے دنوں میں بنوایا ہے تو شیخ کہنے لگے اس کو تھوڑے دنوں میں کیوں نہیں بنوایا تو وہ امیر زادہ کہنے لگا میں اس لیے اس کو تھوڑے دنوں میں نہیں بنوایا کیونکہ میرے پاس ایک گدھا تھا جو پتھر وغیرہ اٹھا کر لاتا تھا اور میں نے گدھے پر رحم کیا آپ نے فرمایا لیکن تو نے اپنے نفس کے گدھے پر رحم نہیں کیا جو بہت زیادہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور جو گناہوں کا بوجھ پہاڑ کی طرح ہے۔ اس بات نے اس امیر زادے پر اثر کیا، اور اپنے گھوڑے سے اتر کر شیخ صاحب کے ہاتھوں کو چوم لیا پھر کہنے لگا شیخ صاحب! مجھے وہ بات بتائیں جس کی قیمت دو درہم ہے۔ شیخ نے کہا کہ تو کہاں جا رہا ہے تو امیر زادہ کہنے لگا میں بادشاہ کے دربار میں بھائیوں کیلئے امارت طلب کرنے کیلئے جا رہا ہوں تو شیخ صاحب کہنے لگا تو نے عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اور اپنے آپ کو عمدہ خوشبوؤں سے معطر کیا ہوا ہے تاکہ تو ان کے درمیان میں شرمندہ نہ ہو حالانکہ وہ بھی تیری طرح انسان ہیں تو کیا کل تجھے انبیاء علیہم السلام صالحین رحمہم اللہ کے درمیان شرمندگی نہیں ہوگی جب تو گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا تو شیخ صاحب کی بات کا اس امیر زادے پر بہت زیادہ اثر ہوا اپنا گھوڑا اپنے نوکر کے حوالے کیا اور حسن بصریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

یوم قیامت دیدار الٰہی سے محروم لوگ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گفتگو نہیں کرے گا نہ کہ انہیں معاف کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے اور ان کیلئے سخت عذاب ہوگا وہ بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا اہل وعیال رکھنے والا مغرور انسان۔

غصہ برداشت کرنے کا اجر:

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص نے طاقت کے باوجود

غصے کو برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اس سے کہے گا حوروں میں سے جو حور تو پسند کرنا چاہے پسند کرے۔

عذاب سے محفوظ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جو شخص بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود وہ معاف کر دے تو میں اپنی قدرت کی نگاہوں سے اس کی طرف ستر (۷۰) مرتبہ دیکھتا ہوں اور جس کو میں ایک مرتبہ دیکھ لوں اس کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔

عقل مند کیلئے ضروری کام:

عقل مند کیلئے ضروری ہے کہ لوگوں کو معاف کرے اور ان کے ساتھ بھلائی کرے۔ غصے اور غضب سے بچے کیونکہ یہی چیزیں دوزخ کی طرف پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ سے بچالے اور نیکوں کی صحبت عطا فرمائے۔

اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے:

میمون بن مہرانؒ سے روایت ہے ایک مرتبہ ان کی لونڈی ان کے پاس شوربہ لے کر آئی اور اسی دوران وہ پھسل گئی اور سارا شوربہ ان پر گرادیا۔ پس میمونؒ نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا۔ تو وہ لونڈی کہنے لگی تو میری کوتاہی کو معاف فرما پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت کی والکاظمین الغیظ وہ لوگ جو غصے کو پی جانے والے ہیں۔ میمون نے فرمایا میں نے خدا کے قول پر عمل کیا تو وہ پھر عرض کرنے لگی اس کے بعد الفاظ پر بھی عمل کرو والعافین عن الناس اور وہ لوگوں کو معاف فرمانے والے ہیں۔ میمونؒ نے کہا میں نے معاف کیا تو لونڈی کہنے لگی واللہ یحب المحسنین ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' تو حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے میری خادمہ میں نے تجھ پر احسان کیا۔ آج کے بعد تو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔

دوستی:

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے۔ پس تم میں سے ہر اس شخص کو خیال رکھنا چاہیے جو دوست رکھتا ہے تو تمہیں دوست سے دینی معاملات سیکھنے میں مدد لینی چاہیے اور دنیاوی معاملات میں اپنے دوست سے سیکھنا چاہیے۔ کیونکہ دوست سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسے علم عمل اور دعا اسی طرح آخرت میں دوست اپنے دوست کی شفاعت کا حق دار بھی ہوتا ہے اور دنیاوی فائدہ یہ ہیں: عزت دوستی، اور باہمی ملاقات ہے اور اس کے علاوہ بھی فوائد ہیں تو اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا انسان برے اخلاق والے سے دوستی نہ رکھے کیونکہ غصے کے وقت وہ انسان بے اختیار ہو جاتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کر لیتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۱

معراج مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصاء الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتناO

ترجمہ: ''پاک اور بے عیب ذات نے اپنے بندے کو ایک رات میں سیر کرائی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ تاکہ ہم انہیں اپنی دلیلیں اور علامات دکھائیں۔''

مسجد اقصیٰ کی طرف، یعنی بیت المقدس کی طرف وہ مسجد جس کے اردگرد کو ہم نے برکت والا بنا دیا۔ دو وجوہات کی بنا پر ایک یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی عبادت گاہ ہے اور دوسرا اس علاقے کو درختوں و نہروں اور مختلف میووں سے خوبصورتی عطا کی۔

سرکار دو عالم ﷺ تھوڑے سے وقت میں مکے سے شام میں گئے اور بیت المقدس کا مشاہدہ کیا اور اکثر علماء متفق ہیں۔ یہ واقعہ معراج نبوت کے بارہویں سال میں ہوا ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کا عرش پر جانا قرآن سے ثابت ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو سوار کر کے عرش پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ادنی مِنّی میرے قریب ہو جا اور ہر مرتبہ آپ ﷺ کو دوسرا مرتبہ عطا کیا حتی کہ آپ ﷺ ثم دنا فتدلیٰ پر فائز ہوئے اور اس کے بعد

بلندترین درجہ مکان، قاب قوسین اوادنیٰ نصیب ہوا، اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی۔ **التحیات للہ و الصلوٰت و الطیبات** تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ** اور آپ ﷺ نے اس سلام میں اپنی امت کو بھی شامل فرمایا **السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین** اس کے بعد جنت و دوزخ کے مقامات پر آپ ﷺ کو دکھائے گئے اور تحفہ نماز عطا ہوا پھر بیت المقدس میں پہنچے اور مکہ معظّمہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

ایک قول کے مطابق اس سفر کی مدت ایک لمحہ تھی اور ایک قول کے مطابق چار لمحے تھی۔ صبح جب آپ ﷺ نے واقعہ معراج لوگوں کو سنایا تو تمام مسلمانوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور کفار نے انکار کر دیا اور کفار آپ ﷺ سے بیت المقدس کی علامات پوچھیں تو اللہ تعالیٰ نے وہ مسجد آپ ﷺ کے سامنے کر دی اور کافر جس چیز کے بارے میں سوال کرتے تھے حضور نبی کریم ﷺ خدا کی عطا سے فوراً بتا دیتے تھے۔

المختصر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس مقام پر پہنچایا کہ تمام نشانیوں کا مشاہدہ کر لیا اور اس کی خبریں تمام دنیا والوں کو بتا دیں۔

انہ ھو السمیع العیم

بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔

مسجد حرام:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد حرام سے مراد مسجد مکہ معظّمہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے زمین پر سب سے پہلی مسجد جو تعمیر کی گئی وہ مسجد حرام ہے اور اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً و ھدی للعالمین

اور صحیحین میں یہ روایت موجود ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پہلی مسجد، مسجد حرام ہے اس کے بعد مسجد اقصیٰ کو بنایا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معراج کی تصدیق کرنا:

حضرت زہری اور عروہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جس رات نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی، اس کی صبح آپ ﷺ نے لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کیا تو کچھ لوگوں نے انکار کر دیا اور ایک عظیم فتنہ برپا کیا۔ اور مشرکین مکہ کے چند آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور واقعہ معراج کے بارے میں آپ کو آگاہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے اگر حضور نبی کریم ﷺ نے کہا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اس لیے آپ کو صدیق کا لقب ملا۔

اسی دوران ایک کافر سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا ایک پاؤں اٹھائیے پھر دوسرا پاؤں اٹھائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو گر جاؤں گا تو وہ کافر کہنے لگا اگر آپ ایک بالشت زمین سے نہیں اٹھ سکتے تو آپ آسمان سدرۃ المنتہیٰ پر کیسے پہنچ سکتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو مسجد سے نکال دیا اور کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا جواب پوچھنا تو وہ شخص مسجد سے باہر نکل کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملا اور یہی سوال کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال کر اس کا سر جسم سے جدا کر دیا تو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو نے اس شخص کو قتل کیوں کیا حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے تمہیں جواب دینے کا حکم دیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ سرکار دو عالم ﷺ اس کا جواب دے سکتے تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے جواب کو قبول نہ کرتا، پس آپ ﷺ نے اسے میرے پاس بھیجا تاکہ میں اس کو قتل کروں اور یہی اس کا جواب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ بذات خود ایک بالشت بھی چل سکتے ہیں لیکن تمام قدرتوں اور طاقتوں کے مالک نے آپ ﷺ کو یہ طاقت عطا کی ہے جس کے نزدیک تمام طاقتیں ایک ذرے کی طرح ہیں، سورج کے سامنے اور ایک دریا کے سامنے ایک قطرے کی طرح ہیں۔

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے:

پھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سرکار دو عالم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور بیت المقدس میں پائی جانے والی چیزوں کے بارے میں پوچھا: تو ان کافروں نے پوچھا ہمارا قافلہ جو شام اور یمن میں تجارت کیلئے گیا ہے کیا آپ ﷺ نے اسے دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا قافلہ روحا کے مقام پر فلاں کے قبیلے کے نزدیک تھا اور ان کا اونٹ گم ہو چکا تھا اور وہ اپنے اونٹ کو تلاش کر رہے تھے اور ان کے قافلے میں ایک پانی کا پیالہ تھا میں نے اس پیالے سے پانی پیا اور اس کے بعد نیچے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب وہ قافلہ لوٹ کر آئے تو اس سے پوچھنا پھر وہ لوگ کہنے لگے ہمارے قافلے کے بارے میں بتاؤ وہ کب آئے گا؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا میں نے اس قافلے کو نعیم علاقے میں دیکھا ہے اور وہ علاقہ حرم کے آگے ہے پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کی تعداد اور ان کے سامان اور ان کی صورتوں کے بارے میں پوچھا: تو حضور نبی کریم ﷺ نے تمام چیزوں کے بارے میں ان کو آگاہ کر دیا پھر فرمایا: ان کے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہے اور اس پر دو جوان ہیں اور وہ قافلہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔

ان لوگوں نے اس نشانی تک پہنچنے کیلئے رات کے آخری حصے کو نکلے جونہی سورج نکلا تو انہوں نے اپنے قافلے کو دیکھ لیا اور اس قافلے کے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ تھا اور اس قافلے میں وہی سامان وہی افراد تھے جن کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ نے خبر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہ لائے اور کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

براق کا پیش کیا جانا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے شب معراج کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اتیت بدابة وھی اشبه الدواب بالبغل وھوالبراق الذی کان یرکبه الانبیاء قال فانطلق بی یضع یده عند منتھیٰ بصره

مجھے ایک سواری پیش کی گئی جو خچر جیسے جانوروں کے مشابہ تھی اور وہ ''براق'' ہے کہ جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سواری فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے لے کر چلا۔ (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا) کہ وہ تا حد نگاہ اپنا قدم رکھتا تھا۔ یعنی جہاں اس کی نگاہ جاتی وہاں اس کا قدم ہوتا۔

سفر کے دوران آوازوں کا سننا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں طرف سے آواز سنی۔ کہنے والے نے کہا: یا محمد علی رسلک۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں یہ آواز سننے کے باوجود چلتا رہا۔ میں نے بلند ہونا ابھی شروع نہ کیا تھا کہ بائیں جانب سے اس طرح کی میں نے ندا سنی۔ وہ آواز سننے کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ میں چلتا رہا اور آواز کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ پھر میرے سامنے ایک عورت نمودار ہوئی۔ اس پر ہر طرح کی زینت تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا علیٰ رسلک آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہ کی اور مسلسل چلتا رہا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیت المقدس یا فرمایا کہ مسجد اقصیٰ میں تشریف فرما ہوا۔ سواری سے اتر کر میں نے اس حلقہ کے ساتھ اپنی سواری کو باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھتے تھے۔

بعدازاں مسجد میں داخل ہو کر میں نے نماز پڑھائی۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر | عیاں ہو معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے | جو سلطنت آگے کر گئے تھے حاضر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو بتایا کہ میں (نے سفر کے دوران) اپنے دائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ یہ سن کر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ یہودیت کی طرف بلانے کی آواز تھی۔ اگر آپ اس ندا کو سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی بن جاتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بائیں طرف سے اس طرح کی آواز سنی۔ اس پر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے گزارش کی کہ وہ عیسائیت کی آواز تھی اگر وہ آواز سن کر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت عیسائی بن جاتی اور جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سامنے اس زینت والی عورت کا ذکر کیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ دنیا تھی جو آپ کیلئے مزین ہو کر آئی اگر آپ اس کی آواز سن کر ٹھہر جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے سامنے دو برتن پیش کیے گئے جن میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا کہ آپ ان میں سے جس کو چاہیں پیئں تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے شراب والے پیالے چھوڑ کر دودھ والے پیالے کو اختیار کیا اور اس میں سے نوش فرمایا۔

(میرے اس عمل کو دیکھ) حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پیارے حبیب ﷺ! آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ یعنی آپ کی امت کو اسلام عطا کیا جائے گا اگر آپ شراب کے پیالے کو اختیار فرما کر اس میں سے شراب کو پی لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔

معراج کا تفصیلی ذکر:

نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں مکہ مکرمہ بیداری اور نیند کی حالت میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آئے اور آ کر عرض کیا اے محمد ﷺ اٹھیے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں اٹھا (تو کیا دیکھتا ہوں) حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک برتن میں آب زمزم لائیں تاکہ آپ کے دل مبارک کو غسل دوں اور ان کے لیے انشراح صدر کروں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے میرے پیٹ کو چاک کیا اور اس کو تین مرتبہ دھویا۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پاس تین طشت زمزم کا پانی لائے۔ انہوں نے میرے سینے کو کھولا اور سینے مبارک کے اندر جو چیز نہ رہنے کے قابل تھی اس کو نکال کر۔ اس دل کو حکمت' علم اور ایمان سے بھر دیا اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگائی۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر زمزم کے کنوئیں پر لے گئے! اور ایک فرشتے سے کہا کہ ایک لوٹا زمزم کے پانی کا یا آب کوثر کا لاؤ اور مجھے کہنے لگے کہ آپ اس سے وضو فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے وضو کیا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چلیں۔ میں نے فرمایا کہ کہاں چلیں؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اپنے اور سب چیزوں کے رب کی بارگاہ میں چلیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم مسجد سے باہر آ گئے۔

عظیم الشان سواری:

فرمایا: کہ ہم مسجد سے باہر آئے تو ایک انتہائی خوبصورت سواری موجود تھی اور وہ ''براق'' ہے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ براق کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح، اس کی دم اونٹ کی دم کی طرح، اس کی کلغی گھوڑے کی کلغی جیسی اس کے پاؤں اونٹ کی مثل، براق کے کھر گائے کے کھر جیسے اور براق کی پیٹھ (یوں لگتی تھی) جیسے سفید موتی' اس پر جنت کے کجادوں میں سے ایک کجادہ تھا۔ اس کی دونوں رانوں میں دو پر تھے اور وہ بجلی کی طرح گزرتا تھا اور اس کا قدم منتہائے نظر تک جاتا تھا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس سواری پر

سوار ہوں اور یہی وہ سواری ہے کہ جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سوار ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے کیلئے آتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس براق پر سوار ہوا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ سواری کے چلنے کا منظر کچھ اسی طرح تھا۔

باغ عالم میں باد بہاری چلی ۔۔۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی ۔۔۔ ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے
عطر رحمت فرشتے چھڑکتے چلے ۔۔۔ جس کی خوشبو سے رستے مہکتے چلے
چاند تارے جلو میں چھکتے چلے ۔۔۔ کہکشا زیر پا آج کی رات ہے
جذب حسن طلب ہر قدم ساتھ ہے ۔۔۔ دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پہ نورانی سہرے کی کیا بات ہے ۔۔۔ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے

ایک مقام پر پہنچ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اتر کر یہاں نماز پڑھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی اور یہ وہ مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔

وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک اور مقام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس مقام پر اتر کر نماز پڑھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اتر کر نماز پڑھی پھر انہوں نے عرض کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کونسا مقام ہے؟ میں نے فرمایا کہ نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت لحم ہے کہ اس جگہ پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی پھر ہم مسلسل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے جب میں وہاں پہنچا تو آسمان سے فرشتے اترے اور انہوں نے ان کلمات کے ساتھ مجھے

بشارتیں دینا شروع کر دیں اور میرا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ و مقام ہے۔ فرشتے اس کا اظہار کرنے لگے اور ساتھ ساتھ ان کلمات کے ساتھ سلام کرتے تھے:

السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر

اے اول، اے آخر، اے حاشر آپ پر سلام ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ فرشتے مجھے خاص طور پر ان کلمات کے ساتھ کیوں سلام کر رہے ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ اول اس لحاظ سے ہیں کہ سب سے پہلے زمین آپ کیلئے اور آپ کی امت کیلئے شق ہوگی۔ آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور حضور نبی کریم ﷺ کو آخر اس لیے فرمایا گیا کہ آپ تمام انبیاء سے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور آپ حاشر اس لحاظ سے ہیں کہ سب کا حشر آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ ہوگا۔

ہم چلتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے مجھے نیچے اترنے کیلئے عرض کیا اور سواری کو جنت کے ریشم سے بنی ہوئی ایک رسی کے ساتھ باندھ دیا جب میں مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو وہاں تمام انبیاء اور رسول موجود تھے۔

ابوالعالیہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے حضرت سیدنا ادریس اور حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر سب انبیاء کی ازواج موجود تھیں۔

ان سب کو اللہ تعالیٰ نے وہاں جمع فرمایا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور انہی کلمات کے ساتھ تحسین کی جو فرشتوں نے تعریفی کلمات کہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے فرمایا اے حضرت جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے پیارے حبیب ﷺ! یہ

آپ کے انبیاء بھائی ہیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ایک چٹان کی طرف چلنے کیلئے عرض کیا۔ میں اس چٹان پر چڑھا۔ وہاں جا کر کیا دیکھا کہ اس چٹان سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے جو انتہائی حسین وجمیل تھی اور اس جیسی خوبصورت سیڑھی نہ ہی آج تک دیکھنے والوں نے دیکھی ہوگی۔

فرشتوں کے آنے جانے کیلئے سیڑھی:

فرشتوں کیلئے جو سیڑھی ہے اس کا نچلا حصہ بیت المقدس کی ایک چٹان پر ہے اور اس کا اوپر والا حصہ آسمان سے ملا ہوا ہے۔ اس کا ایک کنارہ یاقوت کا اور دوسرا زبرجد کا ہے۔ اس کا ایک درجہ چاندی کا اور دوسرا زمرد کا ہے جس میں موتیوں اور یاقوت کے کیل لگائے گئے ہیں۔ اسی سیڑھی سے حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام ارواح کو قبض کرنے کیلئے نیچے اترتے ہیں۔ جب تم اپنے سے کسی انسان کو دیکھو کہ اس کی آنکھیں پتھرا جائیں۔ اسی کی پہچان ختم ہو جائے جب وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دیکھ لے تو ان کو ہی سمجھے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر آئے چلے اور اس سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھنا شروع کیا چنانچہ ہم سیڑھی پر چڑھ کر آسمان دنیا تک پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پس کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ پھر سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دربان نے درورازہ کھولا۔ ہم دروازے کے اندر داخل ہوئے۔

عجیب وغریب مرغ:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم آسمان دنیا پر چل رہے تھے کہ اچانک میں نے ایک مرغ دیکھا جس کے پر انتہائی سفید تھے۔ اس طرح کے خوبصورت پر

ں نے اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ اس کے پروں کے نیچے انتہائی سبز رنگ کی تھی
س کی مثل میں نے کبھی نہ دیکھی۔ اس کے دونوں پاؤں نچلی زمین کی تہہ میں تھے
وراس کی چوٹی عرش کے نیچے تھی۔ اس کے دونوں کندھوں سے پر دو پر لگے ہوئے
تھے جب ان پروں کو وہ پھیلاتا تو وہ مشرق ومغرب سے تجاوز کر جاتے تھے جب
ات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اپنے پروں کو پھیلا دیتا اوران کو جھاڑتا اور بلند آواز
کے ساتھ ان کلمات سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا۔

سبحان الملک القدوس الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم

بلند وبالا بڑے پاک بادشاہ کیلئے پاکی ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ جو
یشہ زندہ اورقائم رہنے والا ہے جب وہ مرغ ان کلمات کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے
زمین کے سارے مرغ رب ذوالجلال کی تسبیح کرتے ہیں۔ (یعنی اذان دیتے
ں) اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے ہیں اور آواز نکالنے لگتے ہیں۔

جب وہ مرغ آسمان میں پرسکون ہو جاتا ہے تو زمین کے مرغ بھی پرسکون ہو
جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے میں نے اس مرغ کو دیکھا ہے تو میں
اس کو دوسری مرتبہ دیکھنے کا مشتاق ہوں۔

آسمانوں کا سفر

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم دوسرے آسمان پر پہنچے تو اسی طرح
دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ دربان نے سوال کیا۔ جواب ملنے پر اس نے دروازہ کھولا تو ہم
دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں کے عجائبات ملاحظہ فرمایا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ اس کے بعد چوتھے آسمان پر پہنچے اور سوال و
جواب کا سلسلہ ہر آسمان پر جاری رہا۔ پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر ہم اسی
طرح تشریف فرما ہوئے۔

جب ہم ساتویں آسمان پر داخل ہوئے تو دیکھا کہ انتہائی سیاہ گھنگھریالے بالوں والا شخص جنت کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس کچھ سفید چہروں والے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرماتے ہیں۔ میں نے فرمایا: کہ اے جبرئیل علیہ السلام! اس طرح کہ کالے بالوں والا یہ شخص اور اس کے اردگرد جو لوگ ہیں۔ یہ کون ہیں؟ اور یہ نہریں کیسی ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ سیاہ زلفوں والے آپ کے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سفید چہروں والی قوم کے بارے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم سے اپنے ایمان کو خلط ملط نہیں کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے (تو میں نے فرمایا کہ اے جبرئیل یہ کونسی بیت ہے؟) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ بیت المعمور ہے جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ جب وہ وہاں سے ہو کر چلے جاتے ہیں تو دوبارہ ان کو حاضری کا موقع نہیں ملتا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔

سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے۔ اس درخت پر کافی پتے ہیں کہ ان میں سے ایک پتہ کی کیفیت ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کو ڈھانپ لے اور اس درخت کے پھل یعنی بیر ایسے ہیں جیسے پتھر کے مٹکے ہوں۔ اس کی جڑوں سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ دو ظاہری نہریں ہیں اور دو باطنی نہریں ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان نہروں کے بارے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ باطنی نہریں جنت میں ہیں لیکن ظاہری نہریں اس سے مراد دریائے نیل اور دریائے فرات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں کہ پھر ہم سدرۃ المنتہیٰ کی انتہا تک پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پتوں اور اس کے پھلوں کو جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے جو کچھ ڈھانپا ہوا ہے یعنی ظاہر ہے اور فرشتوں نے بھی اسے ڈھانپا ہوا ہے۔ گویا کہ وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے زرد رنگ کی ٹڈیاں ہیں جب وہ اس کو ڈھانپ لے تو ہر چیز کو وہ ڈھانپ لیتی ہے۔ کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کی تعریف توصیف بیان کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتے ہیں اور ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام اس کے درمیان میں ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے روانگی:

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول ﷺ! آپ آگے بڑھیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میں نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام آپ بھی آگے بڑھیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ! بلکہ آپ اس سے آگے تشریف لے چلیں کیونکہ آپ میری نسبت اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ زیادہ معزز ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں آگے بڑھا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے قدموں کے نشانات پر چل رہے تھے یہاں تک کہ ہم سونے سے بنے ہوئے حجاب تک پہنچے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس حجاب کو حرکت دی (تو اس دوران) کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جبرئیل علیہ السلام ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اس حجاب پر مامور فرشتے نے کہا ''اللہ اکبر'' اس فرشتے نے پردے کے نیچے سے اپنے ہاتھ نکالے اور مجھے اٹھا لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مقام پر پیچھے رہ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے فرمایا: کہ کہاں تک؟ اس فرشتے نے عرض کیا کہ اے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کیلئے ایک جگہ متعین ہے۔ یہاں مخلوق کی انتہا کی جگہ ہے۔ مجھے تو اس حجاب کے قریب آنے کی اجازت صرف آپ کی بزرگی اور آپ کے احترام کی وجہ سے عطا فرمائی گئی ہے۔

وہ فرشتہ مجھے اپنے ساتھ لے کر انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چلتا رہا اور وہ آنکھ جھپکنے سے بھی زیادہ جلدی مجھے موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کے قریب لے گیا۔
اس فرشتہ نے وہاں پہنچ کر موتیوں سے بنے ہوئے حجاب کو حرکت دی تو حجاب کے دوسری طرف سے آواز دی گئی کہ یہ کون ہیں؟ میرے ساتھ جانے والے فرشتے نے کہا کہ فراش ذھب والا ہوں اور میرے ساتھ رسول عربی ﷺ ہیں۔ فرشتے نے کہا ''اللہ اکبر'' اس نے حجاب کے نیچے سے اپنے ہاتھ کو نکالا یہاں تک کہ اس فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا۔

اس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچتا رہا اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک درمیانی راستہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

رفرف کا حاضر ہونا:

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سبز رفرف پیش کی گئی جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح تھی جس سے میری نظر چمک اٹھی، پھر میں اس رفرف پر سوار ہوا۔ جب عرش پر پہنچا تو اسے میں نے ہر چیز سے وسیع پایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسند عرش کے قریب کیا اور عرش سے قطرہ نازل ہوا اور میری زبان پر پڑا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: چکھنے والوں نے اس سے زیادہ میٹھی کوئی چیز نہیں چکھی ہوگی۔

رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضری:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اولین و آخرین کی خبریں دیں اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے جب میری زبان کلام کرنے سے رک گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کھول دیا تو حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا:

التحیات للہ والصلوات والطیبات

''بدنی عبادتیں، مالی اور قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔''

رب ذوالجلال نے فرمایا:

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ و برکاتہ

اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

آقا نبی کریم ﷺ نے عرض کیا:

السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین.

ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی نازل ہو۔

رب ذوالجلال نے مجھ سے فرمایا:

یا محمد اتخزتک جبیاً کما اتخزت ابراھیم خلیلاً و کلمتک کما کلمت موسیٰ تکلیماً و جعلت امتک خیر امۃ اخرجت للناس و جعلتھم امۃ و سطا و جعلتھم الاولین والآخرین فخذما اتیتک و کن من الشاکرین

اے محمد ﷺ میں نے آپ کو اپنا حبیب (ﷺ) بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میں نے اپنا خلیل بنایا۔

میں نے آپ کے ساتھ کلام کیا جس طرح کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میں نے کلام کیا جس نے آپ کی امت کو بہترین امت بنایا جن کو (لوگوں کی اصلاح کیلئے) نکالا گیا اور میں نے ان کو اولین و آخرین بنایا۔ آپ لے لیں جو کچھ میں آپ کو عطا کروں اور آپ شکر کرنے والے بن جائیں۔

نہ بتانے والی باتیں:

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

ثم اقصیٰ الیٰ اموراً لم یوذن لی ان اخبر کم

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کچھ ایسے امور میرے سپرد فرمائے جن کے بارے میں مجھے اجازت نہیں کہ میں تمہیں ان کے بارے میں خبر دوں۔

نماز کی فرضیت:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر ہر دن میں پچاس نماز فرض فرمائیں۔

اس کے بعد توجہ فرمائی اور جن چیزوں کو ترک فرمانا چاہا ان کو چھوڑ دیا۔

امت کی طرف واپسی:

سرورِ کائنات نبی مجسم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا:

ارجع الی امتک و بلغ هم عنی

کہ آپ اپنی امت کی طرف لوٹ جائیں اور میری طرف سے ان کو یہ باتیں پہنچا دیں۔

جب حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف فرما ہونے لگے تو آپ پر رفرف پر سوار ہوئے وہ آپ کو اٹھاتے ہوئے نیچے اترتا رہا یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہٰی پر پہنچ گیا۔

اچانک میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنے دل سے دیکھا جس طرح کہ میں نے اس کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں نازل ہوں جس طرح کی برکتیں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل نہیں فرمائیں نہ تو مقرب فرشتے پر اور نہ ہی کسی نبی و رسول پر۔ اور آپ ایسے مقام پر پہنچے جس مقام پر زمین و آسمان میں سے کوئی ایک بھی فائز نہیں ہوا۔

آپ کو اس بلند و بالا مقام کے ملنے پر مبارکباد ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ رفیعہ اور کرامت فائقہ عطا فرمائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ انعام فرمانے والا ہے اور وہ شکر ادا کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرماتے ہیں: کہ میں رب ذوالجلال کی اس کرم نوازی پر اس کی حمد بیان کی۔

جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمانا:

رب ذوالجلال کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام مجھ سے عرض گزار ہوئے:

انطلق یا محمد ﷺ الیٰ الجنة حتیٰ اریک مالک فیها حتیٰ بذلک فی الدنیا زهادة الیٰ زهادتک و فی الاخرة رغبة الیٰ رغبتک

اے محمد ﷺ آپ جنت کی طرف تشریف لے چلیں تا کہ میں آپ کو وہ سب کچھ دکھاؤں جو آپ کیلئے جنت میں ہے تا کہ دنیا میں آپ کیلئے اس کے بارے میں زہد میں اضافہ ہو اور آخرت کے بارے میں رغبت میں بھی اضافہ ہو۔

فرمایا کہ ہم وہاں سے جنت کی طرف چلے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے جنت میں پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے جنت کے سارے مقامات مجھے دکھائے اور ان کے بارے میں مجھے خبر بھی دی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زبرجد کے محل دیکھے۔ سرخ سونے کے درخت دیکھے اور میں نے جنت میں ایسی ایسی چیزیں ملاحظہ فرمائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کے بارے میں کسی کان نے سنا اور نہ ہی ان کے بارے کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ ان کے بنانے سے فراغت ہو چکی اور وہ تیار کیے جا چکے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے جو ان نعمتوں کا مستحق ہے وہ اسے ملاحظہ فرمالیتا ہے جو کچھ میں نے جنت میں ملاحظہ فرمایا: ان میں سے ہر چیز نے مجھے نصیحت کی اور میں نے اس کی مثل کیلئے فرمایا: **فلیعمل العاملون** پس چاہیے کہ عمل کرنے والے کریں، پھر مجھ پر دوزخ کو پیش کیا گیا یہاں تک اس کی بیڑیوں اور نچلے طبقوں کو دیکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات اور نمازوں کی تخفیف:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جنت و دوزخ کے مناظر دیکھنے کے بعد ہم آسمان پر تشریف لائے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف ہم اترتے رہے یہاں تک کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچ گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے پیارے حبیب ﷺ! آپ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض ہوا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دن میں پچاس نمازیں فرض ہوئی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم

بے شک آپ کی امت ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرا لوگوں کے بارے میں تجربہ ہے اور بنی اسرائیل کے بارے سخت کوشش کر کے دیکھی تھی۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا:

فارجع الی ربک فاسئله التخفیف

آپ اپنے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پہلے کی طرح کہا۔ (ان کے مشورہ پر)

میں پھر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نمازوں میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو مزید دس نمازوں کی تخفیف ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس پہلے کی طرح کہا اور واپسی کا مشورہ دیا۔ میں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازیں معاف کر دی گئی پھر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنا ہوا تو انہوں نے اپنی سابقہ بات دہرائی اور میں تخفیف کرانے کیلئے حاضر ہوا تو دس نمازیں اور معاف کر دی گئیں۔

واپسی پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے نمازوں میں مزید تخفیف کرانے کیلئے عرض کیا تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا جب میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے عرض کیا: اے پیارے حبیب ﷺ! آپ کی امت ہر دن میں پانچ

نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل میں اس بارے سخت کوشش کر چکا ہوں۔

پینتالیس نمازیں معاف ہونے کے باوجود حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!

ارجع الی ربک فاسئله التخفیف

آپ اپنے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں واپس تشریف لے جا کر نمازوں میں کمی کا سوال کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے جواباً فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں اس پر راضی ہوں اور میں نے اسے قبول کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فلما جاوزت نادی منادی امضیت فریضتی و خففت عن عبادی، و فی روایة اخری و اجزی بالحسنة عشرا مثلها

جب میں وہاں سے آگے چل پڑا تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ میں نے اپنے فرض کو پورا کیا اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

ایک دوسری روایت میں ہے: میں نیکی کا بدلہ دس گناہ زیادہ عطا فرماتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بھائی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ واپس پلٹا، ہمیشہ ہم ساتھ رہے یہاں تک کہ ہم اپنے بستر ناز پر تشریف فرما ہوئے اور یہ ساری رات ایک ہی رات کے تھوڑے سے حصہ میں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انا سید ولد آدم ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر"

میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں اور میرے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

معراج کا اعلان اور کفار کا انکار:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی اور میں مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہوا تو مجھے معلوم تھا کہ کافر لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے۔ (یہ بات سوچ کر) آپ غمگین ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران دشمن خدا ابوجہل کا گزر ہوا وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور استہزاء کرتے ہوئے کہنے لگا:

ھل استفدت من شیٔ کیا کوئی نئی بات ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

ابوجہل نے کہا کہاں تک؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس تک۔

ابوجہل نے کہا (رات کو سیر کرنے کے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس موجود تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

(ابوجہل نے کہا) اے کعب بن لوی کے قبیلہ والو آؤ، وہ سارے آ کر ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔

ابوجہل نے کہا کہ اے محمد (ﷺ)! کیا یہ بات اپنی قوم کو بتائیں گے جو آپ نے مجھے بتائی ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

اور آپ نے کہا کہ مجھے رات کو سیر کرائی گئی۔

مشرکین نے کہا: کہاں تک؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس تک مشرکین نے کہا کہ (اتنی سیر کے بعد) کیا صبح کو آپ ہمارے پاس تشریف فرما تھے؟

مشرکین میں سے کچھ لوگ بھاگے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آ کر کہا: کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا تجھے اپنے صاحب (حضرت محمد ﷺ) کی طرف سے کوئی خبر پہنچی ہے۔

آپ کے صاحب (محمد ﷺ) کا خیال یہ ہے کہ ان کو رات کے وقت اس قدر

سیر کرائی گئی ہے۔ **قال او قد قال؟**

مشرکین نے کہا کہ (ہاں) انہوں نے یہ بات کہی ہے۔

قال نعم لقد صدق

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (تصدیق کرتے ہوئے) فرمایا کہ تحقیق آپ نے سچ فرمایا ہے۔

قال اتصدقه؟

مشرکین نے کہا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

قال اصدقه ابعد من ذلک

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ بعید از عقل بات کی تصدیق کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کا دیدار کیسے کیا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے سلف صالحین کے مختلف اقوال ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس بارے میں جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا انکار کیا چنانچہ عامر بن مسروق نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اے ام المومنین! کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کی حالت میں معراج والی رات اپنے رب کا دیدار کیا؟

حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ عامر تیری یہ بات سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے یعنی جس چیز کا تو نے مجھ سے جواب طلب کیا اس کو سن کر میرے جسم کے بالوں پر کپکپی طاری ہوگئی اور آپ نے فرمایا:

"ثلاث من حدثک بهن فقد کذب من حدثک ان محمداً رائی ربه فقد کذب ثم قرأت (لا تدرکه ابصار وهو یدرک الابصار) الایة و ذکر الحدیث"

تین چیزیں ہیں: ان میں کسی کا ذکر تیرے سامنے کیا جائے (تو ان کی تصدیق نہ کرنا) کیونکہ کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ

جو شخص تیرے سامنے بیان کرے کہ بے شک حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ''فقد کذب'' تحقیق اس نے جھوٹ بالا۔ پھر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار'' کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک رکھتا ہے۔ آپ نے آیت کا ذکر کر کے حدیث کو ذکر فرمایا۔

ایک اور جماعت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے قول کو اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا: انما رای جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد ﷺ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔

محدثین، فقہا اور متکلمین کی جماعت نے دنیا میں اس روایت کا انکار کیا یعنی انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور اس انکار کا قول کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ان آنکھوں کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔

حضرت عطار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دل کے ساتھ رب ذوالجلال کا دیدار کیا۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو مرتبہ دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنے کیلئے پیغام بھیجا۔

ھل راجی محمد ربہ؟ کیا حضرت محمد ﷺ نے رب کو دیکھا ہے؟

فقال نعم

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں مشہور قول جس کو کئی طرق سے روایت کیا گیا کہ

انہ رای ربہ بعینہ

بے شک نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے رب کا دیدار کیا۔

ان اللہ اختص موسیٰ بالکلام و ابراھیم بالخلۃ و محمداً صلی اللہ علیہ و سلام بالرؤیۃ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کیلئے اور حضرت محمد ﷺ کو دیدار کرنے کیلئے خاص فرمایا۔ اس بات پر بطور دلیل رب ذوالجلال کا یہ فرمان ہے:

ماکذب الفواد مارای افتما رونہ علیٰ مایریٰ و لقدراہ نزلۃ اخری

دل نے اس بات کو نہیں جھٹلایا جو کچھ انہوں نے دیکھا کیا تم شک کرتے ہو؟ اس بات کے بارے میں جو انہوں نے دیکھا؟ حالانکہ انہوں نے اس کو دوسری مرتبہ دیکھا۔

قال الماوردی قیل ان اللہ قسم کلامہ ورؤیتہ بین موسیٰ و محمد فراہ محمد ﷺ مرتین و کلمہ موسیٰ مرتین

ماوردی نے کہا: یہ کہا گیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام کرنے اور اپنا دیدار کرنے کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدالانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان تقسیم فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ نے دو مرتبہ رب ذوالجلال کا دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے پروردگار سے کلام کیا۔

سمرقندی نے محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس سے حکایت بیان کرتے ہوئے نقل کیا

ان اللنبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل ھل رایت ربک؟ قال رایتہ بفوادی ولم ارہ بعینی (شفاء شریف)

بے شک نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اے پیارے حبیب ﷺ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: کہ میں نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار نہیں کیا۔

معراج شریف کرانے کی حکمت:

معراج شریف کرانے کا سبب یہ بنا کہ ایک مرتبہ زمین نے آسمان کے سامنے فخر کا اظہار کیا۔ زمین نے کہا: (اے آسمان) میں تجھ سے بہتر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہروں، سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں اور ان کے علاوہ بے شمار چیزوں سے مزین فرمایا ہے۔

آسمان نے کہا: (اے زمین) میں تجھ سے بہتر ہوں اس لیے کہ سورج، چاند، ستارے، افلاک، بروج، عرش، کرسی اور جنت سب کچھ میرے اندر ہے۔

زمین نے کہا کہ میرے اندر بیت اللہ شریف جس کی انبیاء رسول، اولیاء اور عام مومن زیارت اور طواف کرتے ہیں۔

آسمان نے کہا کہ میرے اندر بیت المعمور ہے جس کا آسمانوں کے فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اور آسمان نے کہا کہ مجھ میں ہی جنت ہے جو انبیاء و مرسلین، اولیاء و صالحین کی ارواح مقدس کا ٹھکانہ ہے۔

زمین نے کہا کہ حضرت سید المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، افضل الموجودات آپ پر کامل سلامتی نازل ہو کا وطن میرے اندر ہے اور آپ کی شریعت مقدسہ کا اجرا مجھ پر ہوا جب آسمان نے زمین کا یہ جواب سنا تو وہ مزید جواب دینے سے عاجز آ گیا بلکہ جواب دینے سے خاموش ہو گیا۔

اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی!

انت تجیب المضطر اذا دعاک وانا عجزت عن جواب الارض فاسئلک ان تصعدا محمداً الیّ فا تشرف بہ کما تشرفت الارض بجمالہ و افتخرت بہ الارض فاجاب دعوتھا

یا اللہ! تو مجبور کی دعا کو سنتا ہے جب وہ تجھ سے دعا کرے۔ (آسمان نے کہا)

میں زمین کا جواب دینے سے عاجز آگیا۔ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ تو محمد کریم ﷺ کو میری طرف بلند فرما تا کہ میں ان کے سبب سے عزت حاصل کروں جس طرح کہ زمین نے آپ کے جمال جہاں آراء سے عزت پائی اور جس کے سبب سے اس نے فخر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی یہ دعا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم کا ملنا:

رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام کو یہ حکم ملا:

لاتسبح هذه الليلة آج رات تسبیح نہ کریں۔

اے عزرائیل علیہ السلام آج رات ارواح کو قبض نہ کریں۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا:

اجاء ت القيامة؟ قال لا

کیا قیامت آگئی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: نہیں! اے جبرئیل امین علیہ السلام

ولكن اذهب الى الجنة و كذ البراق واذهب به الٰى محمد ﷺ

اے جبرئیل علیہ السلام تم جنت کی طرف جاؤ ایک براق لو اور اس کو لے کر حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہو جاؤ۔

براق کا انتخاب:

حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام جنت میں پہنچے اور انہوں نے چالیس ہزار براق دیکھے جو جنت کے باغات میں چر رہے تھے اور ان کی پیشانیوں پر حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی مکتوب تھا۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے ان براقوں میں سے ایک ایسا براق دیکھا جو سر جھکائے کھڑا تھا، رو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا:

مالک یا براق؟ اے براق تجھے کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا کہ اے جبرئیل امین علیہ السلام! میں نے آج سے چالیس ہزار سال پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنا۔ اس مقدس نام والے کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کیا۔ اس کے بعد مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی اور میں عشق کی آگ میں مسلسل جلتا رہا۔

فقال جبرئیل علیہ السلام انا اوصلک بعمشوقک

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: کہ اے براق میں تجھے تیرے محبوب تک پہنچا دیتا ہوں۔

پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اس پر زین رکھی۔ اس کو لگام ڈالی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔ (آخر قصہ تک)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۳۲

انسان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولقد کرمنا بنی ادم و حملنا هم فی البر و البحر و رزقنهم من الطیبات و فضلنهم علٰی کثیر ممن خلقنا تفضیلاًO

ترجمہ: ''ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو عزت عطا کی۔ ہم نے انہیں خشکی اور تری میں سواری کرنے کی توفیق عطا کی اور ہم نے انہیں پاکیزہ کھانے عطا کیے اور ہم نے انہیں اکثر لوگوں پر فضیلت عطا کی جن کو ہم نے پیدا فرمایا۔''

عقل مند کا مقام:

حضرت عمر بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے کون سا آدمی زیادہ علم والا ہے؟ فرمایا: عاقل انسان پھر انہوں نے پوچھا لوگوں میں سے کون سا انسان زیادہ عابد ہے پھر فرمایا عاقل کیونکہ ہر چیز کیلئے ایک آلہ ہے اور انسان کیلئے آلہ عقل ہے اور ہر قوم کیلئے ایک چرواہا ہے اور مومن کا چرواہا عقل ہے اور ہر قوم کیلئے غایت ہے اور غایت انسان کیلئے عقل۔

عقل کے اجزاء:

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقل کے دس حصے ہیں،

پانچ حصے ظاہری ہیں: پہلا چپ رہنا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے خاموشی اختیار کی وہ نجات والا ہو گیا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کا کام زیادہ بولنا ہو تو اس سے غلط باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔

دوسرا حلم، تیسرا عاجزی، جس طرح سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اونچا مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے اور جو شخص غرور کرے اللہ تعالیٰ اس کو پستی میں گرا دیتا ہے۔

چوتھا حصہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے اور پانچواں حصہ نیک کام ہے۔
اور پانچ حصے باطنی ہیں: پہلا غور و فکر کرنا ہے، دوسری چیز عبرت، تیسرا حصہ گناہوں کو بہت بڑا بوجھ سمجھنا، چوتھی چیز اللہ سے ڈرنا، پانچویں چیز نفسی امارہ کو ذلیل کرنا۔

حسن کی قسمیں:

حدیث شریف موجود ہے، حسن کی سات قسمیں ہیں: (۱) لطافت، (۲) ملاحت، (۳) ضیاء، (۴) نور، (۵) ظلمت، (۶) رفت اور (۷) زینت۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان چیزوں میں سے ہر ایک کو حصہ عطا کیا تو لطافت جنات کو عطا کی، ملاحت سے حورعین کو نوازا، ضیاء سے سورج کو نوازا، نور چاند کو عطا کیا، تاریکی رات کو عطا کی۔ اس کے علاوہ رقت ہوا کو دی اور کائنات کو زینت عطا کی۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو پیدا کیا اور وہ عالم اصغر ہے اور اس عالم اصغر کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے زینت عطا کی۔ ان کی روح کو لطافت دی، (نرمی دی) اور زبان کو ملاحت فراہم کی۔ اس کے علاوہ چہرے کو چمک، آنکھوں کو نور، بالوں کو تاریکی، دل کو نرمی اور راز کو باریک بینی عطا کی، اس لیے انسان ہر چیز سے بڑھ کر حسین ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدائش کے بارے میں فرمایا:

فی ای صورۃ ماشاء رکبک

اس نے جس صورت میں چاہا انسان کو بنایا۔

انسان کی فرشتوں پر افضلیت:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ملائکہ سفلیہ سے افضل ہیں لیکن اختلاف آسمانی فرشتوں کے بارے میں ہے اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام افضل ہیں اور اس پر اہل تشیع اور تمام مذاہب متفق ہیں جبکہ معتزلہ کے نزدیک فرشتے افضل ہیں اور فلسفیوں کا بھی یہی نظریہ ہے۔ ان حالات کے پیش نظر ہمارے اصحاب نے چند دلائل پیش کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول

و اذقلنا للملئکة اسجد و الادم

اور تمام فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

اور یہ بات عقل کے مطابق ہے ادنی چیز اعلیٰ چیز کے سامنے جھکتی ہے اور دلیل کے طور پر وہ دوسرا قول یہ پیش کرتے ہیں:

وعلم آدم الاسماء کلھا الیٰ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

تمام علوم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے اور فرشتوں کو نہیں سکھائے اور اس قول سے یہ بات ثابت ہوئی عالم غیر عالم سے افضل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

تیسری دلیل یہ ہے نسان کو تین چیزیں عبادت سے روکتی ہیں۔ شہوت، غصہ اور کوئی کام وا س کو اس کے وقت میں مصروف رکھنے والا ہو اور فرشتوں کو کوئی چیز ان میں سے عبادت سے روکنے والی نہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عبادت ان تمام چیزوں کے باوجود اخلاص کو بہت زیادہ شامل ہے اور زیادہ سختی اور تکلیف کی وجہ سے انسان کا مقام ان سے افضل ہے اور اس کی وضاحت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح عقائد میں تحریر کی ہے سب سے افضل کام وہی ہے جو مشکل تر ہو اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ انسان فرشتے کے مزاج کے درمیان مرکب ہے جس کیلئے بغیر شہوت کے صرف عقل ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو مزاج بہیمی سے بنایا گیا ہے کیونکہ اس کیلئے بغیر عقل کے صرف شہوت ہے۔ پس عقل کی بناء پر اس کی طبیعت اس کی عقل پر غالب ہے اور وہ جانوروں سے زیادہ شریر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول

اولئک کالا نعام بل هم اضل واولئک هم الغافلون

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

ان شرالا واب عند الله الصم

اور یہ قول اس چیز کا تقاضہ کرتا ہے جس کی عقل طبیعت بھی پر فوقیت رکھتی ہے وہ فرشتوں سے بہتر ہے۔

انسان کی بزرگی:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور اس کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ وہ کھاتے، پیتے اور نکاح کرتے، سوار ہوتے، کپڑے پہنتے، سوتے اور آرام کرتے ہیں اور ہمارے لیے تو ان میں سے کوئی چیز نہیں بنائی تو تو انہیں دنیا دے دے اور ہمیں آخرت دے دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو اپنے قدرت سے ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس میں اپنی روح کو پھونکا جس طرح مین نے اس شخص کو کلمہ کن سے پیدا فرمایا یعنی صرف امر سے اور وہ فرشتہ ہے۔ فرشتے اور انسان بزرگی اور قربت میں برابر نہیں ہیں بلکہ انسان زیادہ بزرگی والا ہے اور اس کا مرتبہ بھی فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔

مخلوق چار حصوں میں تقسیم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے اس قول کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور ان کو چار حصوں میں تقسیم کیا: (۱) فرشتے، (۲) شیطان، (۳) جن اور انسان۔ پھر ان چار کو دس حصوں میں تقسیم کیا اور نو حصے ان میں سے فرشتوں کے ہیں اور ایک حصہ شیطان، انسان اور جنوں کا ہے پھر ان دونوں

کو دس حصوں میں تقسیم کیا ان میں سے نو حصے جن ہیں اور ایک حصہ انسان ہیں پھر انسان کو ایک سو پچیس حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک سو حصوں کو ہند کے ملک میں رکھا اور بارہ حصوں کو ملک روم میں رکھ دیا چھ حصوں کو مشرق اور چھ کو مغرب میں رکھ دیا۔ اس کے بعد صرف ایک جز باقی بچا پھر اس کو تہتر (۷۳) حصوں میں تقسیم کیا۔ بہتر (۷۲) حصے گمراہ اور بدعتی لوگوں کے ہیں اور ایک فرقہ ان میں سے نجات پانے والے ہیں اور وہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کا حساب و کتاب اللہ کے پاس ہے جسے چاہے عذاب دے جسے چاہے نجات دے۔

بادشاہ سے خیرات لینا:

شیخ ابو بکر بلخی سے اس فقیر کے بارے میں سوال کیا گیا جو بادشاہ سے خیرات لیتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بادشاہ نے یہ مال کسی سے چھینا ہے تو کیا اس کیلئے وہ خیرات لینا حلال ہوگا کہ نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ کچھ مال کو دوسرے مال کے ساتھ ملا دے تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر بادشاہ غصب شدہ مال میں سے اسے عطا کرے تو اس کیلئے اس مال سے خیرات لینا جائز نہیں۔

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ یہ جواب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ہے کیونکہ ان کے نزدیک بھی یہی بات ہے کہ جس نے چند درہم کو ایک قوم سے لوٹا اور ان درہموں کو دوسرے پیسوں کے ساتھ ملا دیا ہو تو وہ ان درہموں کا مالک ہوگا۔

بسان العارفین میں بھی یہ بات موجود ہے کہ لوگوں نے بادشاہ سے خیرات لینے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ جائز ہے بشرطیکہ لینے والے کو معلوم نہ ہو اور بعض کے نزدیک جائز نہیں ہے تو جس نے اس کو جائز قرار دیا ہے تو اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قول سے استدلال کیا ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ بادشاہ ایک دریا کی طرح ہے جس مین حلال اور حرام سب موجود ہوتا ہے اگر وہ کوئی چیز عطا کرے تو اس کو لے لیا کر کیونکہ وہ حلال چیز سے دینا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۳

نماز تہجد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن الیل فتھجد بہ نافلۃً لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

ترجمہ: ''رات کے تھوڑے سے حصے میں قرآن کے ساتھ جاگ کر، یہ چیز تجھ پر زائد ہے (یعنی یہ نماز فرض نمازوں سے زائد ہے۔) یقیناً تیرا رب تجھ کو مبعوث فرمائے گا مقام محمود پر، اور وہ مقام جو تمام مقام سے مشرف اور افضل ہے۔''

مصافحہ کرتے وقت درود شریف پڑھنے پر مغفرت:

حدیث: عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان و یصلیان علی الا وانھمالم ینصرفا حتی یغفر اللہ ذنوبھما ما تقدم وما تاخر من کرمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور اسی دوران مجھ پر درود شریف بھیجتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے اللہ اپنے فضل و کرم سے ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

بارگاہ نبوت میں درود شریف پڑھنے والے کی عزت:

سرکار دو عالم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان مسجد میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی عزت کی اور اس کو اپنے پاس بٹھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے تجھ سے بھی پہلے اس نوجوان کو اس لیے بیٹھایا ہے کیونکہ دنیا میں مجھ پر کوئی شخص اس شخص سے بڑھ کر درود پاک بھیجنے والا نہیں ہے کیونکہ صبح و شام کہتا ہے:

اللّٰهم صل علىٰ سيدنا محمد بعدد من صلى عليه و صل علىٰ سيدنا محمد بعدد من لم يصل عليه و صل على محمد صلى الله عليه وسلم كما تحب ان يصلى عليه و صل على محمد صلى الله عليه وسلم كما امرت ان يصلى عليه

یہی وجہ تھی کہ میں نے اسے تجھ سے اوپر بٹھایا ہے۔

تہجد پڑھنے پر بزرگی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نو چیزوں کے ساتھ بزرگی عطا کرتا ہے۔ پانچ چیزیں دنیا میں اسے ملیں گی اور چار چیزیں اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا کرے گا۔ اور دنیا میں عطا کی جانے والی پانچ چیزیں یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ اس کو تمام تکلیفوں سے محفوظ رکھے گا۔ (۲) اپنی فرمانبرداری کا اثر اس کے چہرہ سے ظاہر کرے گا۔ (۳) اس کی محبت اپنے نیک بندوں کے دل میں اور تمام بندوں کے دل میں ڈال دے گا۔ (۴) اس کی زبان حکمت والی گفتگو کرے گی۔ (۵) اور اللہ تعالیٰ اس کو حکیم یعنی فقہ عطا کرے گا۔

اور آخرت میں عطا کی جانے والی چار چیزیں یہ ہیں:

(۱) جب وہ قبر سے نکلے گا اس کا چہرہ روشن ہوگا، (۲) اس کا حساب آسان ہوگا، (۳) وہ پل صراط سے چمکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا، (۴) اور قیامت

کے دن اس کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

شب معراج پانچ چیزوں کا حکم:

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پانچ چیزوں کی وصیت کی، میرے رب نے حکم دیا: (۱) اپنا دل دنیا میں مت لگانا، کیونکہ میں نے دنیا کو تیرے لیے نہیں پیدا کیا صرف محبت مجھ سے کرو کیونکہ آخرکار میری طرف لوٹنا ہے۔ (۲) جنت کے حصول کیلئے کوشش کرو۔ (۳) مخلوق سے ناامید ہو جاؤ کیونکہ مخلوق کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ (۴) اور نماز تہجد کو ہمیشگی سے ادا کیا کرو کیونکہ کامیابی اسی سے ہے۔ (۵) اور جنت کو طلب کرنے کی کوشش کرو۔

گناہوں کی مغفرت کا وظیفہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے بیدار ہو تو یہ کلمات پڑھے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ شئی قدیر سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین والمومنات.

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

ابدالوں کی حضرت ابراہیم بن ادھم کو نصیحت:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے مکان پر کچھ مہمان آئے تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ابدال ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم مجھے کوئی وصیت کرو تا کہ میں تمہاری طرح اللہ سے ڈروں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم تجھے سات چیزوں کی وصیت کرتے ہیں:

(۱) پہلی چیز جو شخص زیادہ گفتگو کرے تو تو اس شخص کے بارے میں یہ لالچ مت رکھ کہ یہ زندہ دل رکھتا ہے۔ (۲) دوسری چیز جو شخص زیادہ کھائے تو تو اس کو

حکیم مت خیال کر، (۳) تیسری چیز جو شخص لوگوں سے میل جول زیادہ رکھے تو تو اس شخص میں عبادت کی مٹھاس کی امید مت رکھ، (۴) چوتھی چیز جو شخص دنیا والوں کو دوست رکھتا ہو تو اس کے اچھے خاتمے کی امید مت رکھ، (۵) پانچویں چیز جو شخص جاہل ہو اسے زندہ دل نہ سمجھو، (۶) چھٹی چیز جو شخص ظالموں کا ساتھی بن جائے تو تو اس کے بارے میں یہ خیال مت رکھ کہ وہ شخص مضبوط دین رکھنے والا ہے، (۷) ساتویں چیز جس شخص نے لوگوں کی رضامندی چاہی اس کے بارے میں یہ خیال مت رکھ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتا ہوگا۔

شب بیداری انبیاء کا طریقہ ہے:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارے لیے رات کا قیام ضروری ہے۔ پس یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جو انبیاء اور اولیاء میں سے تم سے پہلے گزرے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آل داؤد رات کو نماز پڑھتے تھے اور اس میں اس بات سے خبردار کیا گیا ہے کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو اور تم ان سے بہترین امت ہو جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس لیے جو شخص رات کو نماز ادا نہیں کرتا وہ نیک لوگوں میں سے نہیں ہیں اور راتوں کا قیام تم کو اپنے رب کے قریب کرنے والا ہے۔ یعنی جس چیز کے ذریعے تم اپنے رب کی محبت کو چاہتے ہو وہ یہی چیز ہے اور اس میں اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ میرا قرب نوافل کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور یہی چیز گناہوں کو چھپانے اور عیبوں کو مٹانے والی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں اور انسان کو گناہوں سے روکتی ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ یہ بھی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روز قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے پوچھے گا کہ اے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا تو مجھ سے راضی ہے تو میں عرض کروں گا کہ میں راضی ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک نیک اور عبادت گزار خلیفہ تھے۔ ایک دن ان کی لونڈی نے ان سے عرض کیا کہ میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے تو آپ نے اس خواب کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ قبروں سے اٹھائے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میزان اور پل صراط کو قائم کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے عبدالملک بن مروان کو اس کے قریب لائے اور اس پر اترنے کا حکم دیا جب اس نے اپنے دونوں قدموں کو پل صراط پر رکھا تو دو قدم ہی نہیں چلا تھا کہ دوزخ میں گر پڑا، اس کے بعد ولید بن عبدالملک کو لائے تو اس کو بھی اترنے کا حکم دیا اس کے پل صراط پر پاؤں رکھنے کی دیر تھی کہ وہ بھی دوزخ میں گر گیا تو تمام خلیفوں کا یہی حال ہوا اس کے بعد امیر المومنین آپ کو لایا گیا. جب نوکرانی نے یہ کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز پریشان ہو گئے جس طرح مچھلی جال میں پھنس کر پریشان ہوتی ہے۔ تو امیر المومنین نے اپنا سر زمین اور دیوار پر مارنا شروع کر دیا حالانکہ وہ لونڈی چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ اللہ کی قسم! میں نے آپ کو جنت میں دیکھا ہے اور آپ پل صراط سے بے خوف ہو کر گزرے ہیں مگر آپ اس کی بات کو پریشانی اور خوف آخرت کی وجہ سے نہیں سنتے تھے۔

عرش سے پکار:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے تو ایک آواز دینے والا عرش مجید کے نیچے سے پکارتا ہے خبردار عبادت گزاروں کو اٹھنا چاہیے۔ عبادت گزار نیند سے بیدار ہوتے ہیں اور نماز ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر ندا دیتے والا رات کو ندا دیتا ہے کہ خبردار خوف خدا رکھنے والوں کو اٹھنا چاہیے جو لوگ صبح تک نماز میں مصروف رہنا چاہتے ہیں پھر ندا دینے والا ندا دیتا ہے استغفار کرنے والوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ پس وہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں جب فجر کا

وقت ہوتا ہے تو ندا کرنے والا ندا یہ کرتا ہے کہ خبردار اب غافل لوگوں کو اٹھنا چاہیے اور غافل لوگ بیدار ہو جاتے ہیں جس طرح کہ مردے اپنی قبروں سے بیدار ہوتے ہیں، اٹھتے ہیں اور پھیل جاتے ہیں۔ اسی لیے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ تو سونے والا مت بننا جب کہ مرغ صبح کے وقت اذان دے رہا ہو اور تو سو رہا ہو۔

قیامِ شب:

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے راتوں کو جاگنا ضروری ہے تاکہ تم سے غفلت دور ہو جائے اور اس کی کم از کم مقدار نماز میں دس آیتیں ہیں۔ اسی طرح عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے راتوں کے وقت دس آیتوں کی تلاوت فرمائی، اس کا نام غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے سو آیتیں پڑھی اس کا نام فرمانبردار لوگوں میں لکھ دیا جائے گا اور جو شخص ایک ہزار آیتیں نماز میں پڑھے وہ زیادہ ثواب لینے کا حق دار ہے گویا اس نے ستر ہزار دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کیے۔

دنیا کی محبت کا نقصان:

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے کہ وہ بڑی خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس کی نماز یا اللہ کتنی اچھی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر یہ دن رات میں ہزار رکعتیں ادا کرے، ہزار نوکر آزاد کرے، ہزار نماز جنازہ ادا کرے اور ہزار حج کرے تو پھر بھی اس کی یہ نماز اس کو فائدہ نہ دے گی جب تک یہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے کیونکہ دنیا کی محبت ایک یہ کل برائیوں کی جڑ ہے اور یہ دنیا کی محبتیں زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۴

فقراء صحابہ کا مقام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھه ولا تعد عینک عنھم ترید زینة الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا وا تبع ھواہ وکان امرہ فرطاO

ترجمہ: ''اپنے آپ کو روک لے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح اور شام، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی چاہتے ہیں۔ اور تو ان سے آنکھیں نہ پھیر اور غیروں کی طرف توجہ نہ کر کہ تو دنیاوی زندگی کی خوبصورتی چاہتا ہے۔ اور جس شخص کے دل کو ہم نے غافل کر دیا ہے اس کی پیروی نہ کر، ذکر سے۔ (وہ لوگ امیہ بن حلف کی پیروی کرنے والے مراد ہیں۔) حالانکہ اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اب اس کا کام تباہی اور بربادی والا ہے۔''

درود پڑھنا درجات کی بلندی کا سبب ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر درود پاک بھیجا اور اس طرح درود پاک پڑھا:

اللّٰھم صلی علیٰ محمد صلی اللہ علیه وسلم

تو اللہ تعالیٰ دس مرتبہ اپنے بندے پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے گناہوں کو مٹاتا ہے اور اس کے علاوہ اس کی دس نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے۔

آیت کا شان نزول:

یہ آیت کریمہ اس موقع پر نازل ہوئی جب کفار کے رؤساء نے مسلمان فقراء کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے دور کرنے کا کہا جیسا کہ حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت سلمان اور ان کے علاوہ دیگر (فقراء صحابہ کو نکالنے کا کہا۔

کفار نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ ان کو اپنی مجلس سے نکال باہر کریں تاکہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں، اس لیے کہ یہ گھٹیا قوم کے لوگ ہیں، ان سے ہمیں بدبو محسوس ہوتی ہے ہم قوم کے سردار ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے گھن آتی ہے اگر آپ ان فقراء صحابہ کو یہاں سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے کا ارادہ کرلیا کیونکہ آپ ان لوگوں کے ایمان لانے پر حریص تھے۔ اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر حاضر ہوئے:

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدۃ والعشی یریدون وجھہ

''اے پیارے حبیب ﷺ! آپ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے کفار سے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ایسا کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

کفار نے کہا کہ آپ ایک دن ہمارے لیے اور ایک دن ان کیلئے مقرر فرمادیں لیکن آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔

کفار نے پھر کہا کہ آپ ایک مجلس میں ہی ہمیں موقع دیں کہ آپ ہماری طرف اپنا چہرہ اقدس اور ان (فقراء صحابہ) کی طرف اپنی پیٹھ کرلیں، اس پر آیت کا حصہ نازل ہوا:

واصبر نفسک آپ صبر کریں۔ (معالم التنزیل)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے نازل ہوئی۔ سات سو فقراء تھے جو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں رہتے تھے نہ وہ تجارت کرتے نہ کھیتی باڑی کرتے اور نہ ہی دودھ دوہتے تھے۔ ایک نماز پڑھتے اور دوسری نماز کا انتظار کرتے تھے جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو

الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ بنائے جن کے ساتھ مجھے صبر کرنے کا حکم دیا گیا۔

﴿معالم التنزیل﴾

فقراء اللہ کے دوست ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقیر لوگوں نے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا تو وہ شخص آ کر کہنے لگا کہ میں فقیروں کا آپ کی طرف قاصد بن کر آیا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو ایسی قوم کی طرف سے آیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پھر وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ فقیر لوگ مالدار ہو چکے ہیں اور سب بھلائیوں میں بڑھ چکے ہیں۔ حج ادا کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں اور بیمار ہوتے ہیں تو اپنے عمدہ مالوں سے صدقہ کرتے ہیں اور ہم ان امور پر قادر نہیں ہیں۔

تو آپؐ نے جواب دیا کہ فقراء کو میری طرف سے سلام کہہ دینا اور یہ خبر پہنچا دینا کہ جو شخص صبر کرتا ہے اس کیلئے تین انعامات ہیں۔ جن سے مالدار لوگ محروم رہیں گے۔

(۱) جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو یاقوت سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اہل جنت اس کو ایسے دیکھیں گے جیسے اہل دنیا ستاروں کو دیکھتی ہے وہاں تک کوئی نہ پہنچے گا سوائے ولی، شہید اور فقیر۔

(۲) مومن فقیر جنت میں مالداروں سے پانچ سو (۵۰۰) برس پہلے داخل ہوں گے اور عیش و آرام کریں گے اور جنت میں جہاں چاہیں گے داخل ہوں گے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام جنت میں چالیس سال بعد داخل ہوں گے اور پیغمبروں کو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال دنیا میں دیا اور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن فقرائے مہاجرین مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

اگر کسی فقیر نے اخلوص دل سے یہ کلمہ کہا ہو: ''**سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**'' اور کسی غنی نے بھی خلوص دل سے یہ کلمہ کہا ہو تو فقیر اور غنی کا ثواب ایک جیسا نہیں ہے اگرچہ غنی نے اس کلمہ کے ساتھ دس ہزار درہم خرچ کیا ہو اور یہی معیار کل بھلائی کے کاموں میں ہے پھر ان کی طرف رسول آیا اور اس نے خبر دی ان باتوں کی تو وہ خوش ہوئے اور کہا کہ ہم راضی ہیں اپنے پروردگار پر۔

ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا میں فقرائے مہاجرین میں نہیں ہوں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو عورت رکھتا ہے تو اس نے کہا ہاں پھر پوچھا کہ کیا تو کوئی گھر بھی رکھتا ہے تو اس نے کہا ہاں اور پھر اس نے کہا کہ میں خادم بھی رکھتا ہوں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو تو بادشاہوں سے ہے۔

فقراء کیلئے پانچ کرامتیں:

ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقراء کیلئے پانچ کرامتیں ہیں:

(۱) ان کے نیک عمل کا ثواب مالداروں سے زیادہ ہے، نماز اور صدقے میں۔

(۲) کرامت کہ جب فقیر کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو اگر اس کو نہ پائے تو پھر بھی اس کیلئے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ (۳) کرامت یہ ہے کہ وہ جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور (۴) یہ کہ آخرت میں ان کا حساب بہت قلیل یعنی تھوڑا ہوگا۔

(۵) کرامت ان کو آخرت میں ندامت کم ہوگی، اسی لیے اغنیاء یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم بھی فقراء میں سے ہوتے۔

فقراء کا یوم قیامت کا مقام:

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے فقراء قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے کہ ان کا چہرہ چاند کی طرح ہوگا اور ان کے بال موتی اور یاقوت سے

گوندھے ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں نور کے پیالے ہوں گے اور وہ نور کے میزوں پر بیٹھیں گے اور تمام لوگ حساب میں ہوں گے اور اہل جنت ان کی طرف دیکھ کر کہیں گے کہ کیا یہ ملائکہ ہیں تو کہیں گے نہیں اور ملائکہ دیکھ کر کہیں گے کہ کیا یہ انبیاء ہیں تو کہیں گے نہیں ہم تو حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہیں پھر ملائکہ پوچھیں گے کہ آپ نے کس عمل سے یہ درجات پائے تو جواب دیں گے ہم نہ تو راتوں کو قیام کرتے تھے اور نہ ہی ہمارے کچھ اعمال ہیں۔ بس پنجگانہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے اور جب نام محمد (ﷺ) سنتے تو ہماری آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے تھے فقیری اور محتاجی پر۔

فقر میں تین حروف:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر کے تین حرف ہیں: ''فا''، ''قاف'' اور ''ر''۔ ''فا'' سے فنا اور فراغ دل مراد ہے، ''قاف'' سے قناعت اور ''ر'' سے ریاضت۔ اگر یہ صفات فقیر میں موجود نہ ہوں تو وہ فقیر نہیں ہے۔

نصیحت آموز حکایت:

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کی جگہ پر ایک شخص اس کا نام محمد حریری تھا اور وہ مکہ معظمہ میں ٹھہرا تھا اس نے ایک سال تک نہ روزہ افطار کیا تھا نہ سویا تھا اور اس نے اپنی پیٹھ کو دیوار کے ساتھ لگایا تھا اور نہ ہی اس نے اپنے پاؤں کو پھیلایا تھا جب اس کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی تو وہ قطب کی جگہ بیٹھ گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو نے کونسی چیز دیکھی تو اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک گوشے میں بیٹھا تھا تو میرے نزدیک ایک جوان آیا اور وہ ننگے سر، ننگے پاؤں اور پراگندہ لال زرد چہرے والا تھا، اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر وہ اپنے سر کو گریباں میں لے گیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ گیا پھر اس نے ہمارے ساتھ نماز مغرب پڑھی اور پھر اس نے اپنے سر کو نیچے کر دیا۔ اتفاق

سے اسی رات خلیفہ بغداد نے بلایا تو ہم نے جانے کا ارادہ کیا اور ہم نے اجابت دعوت کیلئے اس فقیر سے کہا کہ کیا تو بھی ہمارے ساتھ جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے خلیفہ کے پاس جانے کی حاجت نہیں پھر اس نے کہا کہ مجھے عصیدہ گرم (یہ ایک حلوے کی قسم ہے) بنا دے تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شخص نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا اور مجھ سے کوئی اور چیز لینا چاہتا ہے تو میں نے اس فقیر کو چھوڑ دیا اور خلیفہ کی مجلس میں چلا گیا پھر میں اپنے کمرے میں آیا تو میں نے اس میں نوجوان کو سوتا ہوا دیکھا تو میں بھی سو گیا تو میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ اور نورانی صورتوں والے بزرگوں کو آپ کے ساتھ دیکھا اور آپ کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت تھی اور ان کے چہروں سے نور نکل رہا تھا تو اسی دوران کسی نے مجھ سے کہا یہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دائیں طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بائیں طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیچھے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی جماعت تھی تو میں حضور نبی کریم ﷺ کا بوسہ لینے کیلئے آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے منہ موڑ لیا۔ میں نے دوبارہ پھر کوشش کی لیکن مجھے ناکامی ہوئی۔ الغرض میں نے تیسری مرتبہ کوشش کی لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے پھر مجھ سے منہ موڑ لیا تو میں نے ناراض ہونے کی وجہ پوچھی حالانکہ آپ کا چہرہ مبارک غصے کی وجہ سے سرخ (یاقوت) کی طرح تھا تو آپ نے فرمایا: میرے ایک فقیر نے تجھ سے عصیدہ کا حلوہ مانگا تھا لیکن تو نے کنجوسی کی اور آج رات تو نے اسے بھوک کے ساتھ رہنے پر مجبور کر دیا تو پس میں نیند سے پریشان ہو کر اٹھ بیٹھا اور اس نوجوان کو اس جگہ پر دیکھنے کیلئے گیا لیکن میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ آخر کار میں اپنے کمرے سے باہر نکلا اور اسے جاتا ہوا میں نے دیکھ لیا تو میں نے اس نوجوان کو آواز دی کہ اے نوجوان! جس اللہ نے تجھے پیدا کیا اس اللہ کیلئے تم ٹھہر جاؤ، میں تمہارے لیے وہ عصیدہ کا حلوہ لاتا ہوں تو اس نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور

کہنے لگا کہ تجھ سے ایک لقمہ کون مانگے جس کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر سفارش کرنے کیلئے آئیں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔

مہمان کی تعظیم:

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مہمان اللہ کی طرف سے برکت اور نعمت ہے جس نے مہمان کی تعظیم نہ کی وہ مجھ سے نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور مجھے اپنا دوست رکھتا ہے تو اسے مہمان کے ساتھ کھانا تناول کرنا چاہیے اور حضور نبی کریم ﷺ نے صدقہ اور اس کے فضائل کے بارے میں یوں فرمایا کہ صدقہ دوزخ کیلئے ایک رکاوٹ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ صدقے کے سائے میں پناہ لیں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۵

دنیا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واضرب لهم مثل الحیوة الدنیا کماءٍ انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض فا صبح هشیماً تذروه الریاح و کان الله علیٰ کل شی مقتدراً المال والبنون زینة الحیوة الدنیا والباقیات الصلحات خیر عند ربک ثواباً و خیرا ملاًO

ترجمہ: ''اور ان کے سامنے زندگی کی مثال بیان کر۔ وہ دنیاوی زندگی اس پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس سے زمین کا سبزہ نکلا، اس کے بعد وہ ذرات بن گئے ان کو ہوائیں ادھر ادھر اڑاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ تیرے رب کے نزدیک ثواب اور امید کے اعتبار سے باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں۔''

درود پہنچانے کیلئے فرشتے کی ڈیوٹی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (یہی حدیث حضرت عمار بن یاسر سے بھی روایت ہے۔) اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو پیدا کیا ہے اور اس سے ساری مخلوق کو سننے کی طاقت عطا کی ہے اور وہ قیامت تک میری قبر پر کھڑا ہے تو جو بھی میرا امتی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے اور میرا نام لیتا ہے تو وہ فرشتہ اس کا نام اس کے باپ کا نام لیتا ہے

اور یوں کہتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

دنیا صرف تین دن ہے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا تین دنوں پر مشتمل ہے۔ ایک دن گزر گیا ہے اور تیرے ہاتھ میں کوئی چیز بھی نہیں۔ دوسرا وہ دن جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ تو اس دن کو حاصل کرے گا یا نہیں۔ تیسرا وہ دن جو ابھی تیرے پاس موجود ہے تو اسی دن کو غنیمت سمجھو کیونکہ حقیقت میں تیرے پاس ایک ہی لمحہ ہے اور دنیا تین سانسوں پر مشتمل ہے ایک سانس جو گزر گیا دوسرا سانس جس کے حاصل کرنے کے بارے میں تو نہیں جانتا اور تیسرا وہ سانس تیرے پاس موجود ہی ہے تو صرف ایک سانس کا مالک ہے۔ ایک دن کا اور ایک گھڑی کا مالک ہے تو اسی ایک لمحے میں فوت ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور مرنے سے پہلے توبہ کر لے کیونکہ ممکن ہے دوسرے سانس میں تجھے موت آجائے اور اکثر عمل اوقات کو یاد کرتا ہے کیونکہ جس بندے نے وقت کو ضائع کر دیا اس نے اپنی ساری عمر کو ضائع کر دیا۔

زندگی کا ایک لمحہ پر بھی بھروسہ نہیں:

روایات میں آتا ہے کہ ابن عمر مکتب سے روتے ہوئے آئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے مدرسہ کے لڑکوں نے میری قمیض کے پیوند گنے اور کہنے لگے دیکھو یہ امیر المومنین کے لڑکے کے کرتے میں کتنے پیوند لگے ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کرتے میں چودہ جگہ سے پیوند لگے ہوئے تھے اور بعض جگہ پیوند چمڑے کا تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خزانچی کو کہلا بھیجا کہ مجھے بیت المال سے چار درہم قرض چاہیے جب میرا ایک مہینہ گزر جائے تو میری تنخواہ میں سے کچھ کاٹ لینا تو اس خزانچی نے جواب یہ بھیجا اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ تم ایک ماہ تک زندہ رہو گے؟ اگر قرض ادا کرنے سے پہلے تم مرجاؤ تو تم پر بیت المال کی طرف سے قرض رہے گا جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے

خزانچی کا جواب سنا تو بہت زیادہ روئے اور اپنے بیٹے سے کہنے لگے کہ اے بیٹا! مدرسہ میں چلے جاؤ کیونکہ ایک لمحہ بھی مجھے زندہ رہنے کی امید نہیں ہے۔

ترکہ صدقہ کر دیا:

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار، خچر اور تھوڑی سی زمین کے علاوہ سب کچھ صدقہ کر دیا تھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں وفات پائی کہ میرے گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی کہ جس کو کھایا جا سکتا مگر میری الماری میں تھوڑے جو موجود تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہ نے مجھ سے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے تیرے مکہ کی وادی سونا بنا دوں۔

پس میں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ میں بھوکا رہوں گا اور ایک دن کھانا کھاؤں گا جس دن بھوکا رہوں گا اس دن آہ وزاری کرتے ہوئے میں تجھ سے دعا کروں گا اور جس دن مجھے کھانا ملے گا اس دن میں تیری حمد بیان کروں گا۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا اگر تم چاہو میں تمہارے لیے ان تمام پہاڑوں کو سونا بنا دوں اور جہاں بھی تم رہو یہ پہاڑ تمہارے ساتھ رہیں تو ایک لمحہ کیلئے آپ نے اپنے سر کو جھکا دیا اور کہنے لگے کہ اے جبرئیل امین علیہ السلام کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں ہے اور دنیا اس آدمی کیلئے مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں اور جو آدمی دنیا کو جمع کرتا ہے وہ عقل سے محروم ہے تو جبرئیل امین علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت قول کے ساتھ ثابت قدم رکھے۔

فقری میں مر:

حدیث: عن سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال بلال رضی اللہ عنہ یا بلال مت فقیراً ولا تمت غنیاً

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یابلال! مت فقیر ولا تمت غنیا

اے بلال! تو فقیر ہو کر فوت ہو، مالدار ہو کر نہ مر۔

آپ کی پسندیدہ چیز:

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا اور نہ ہی کسی ایک کو شکایت کرتے ہوئے رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ کو مالداری سے فقیری زیادہ پسند تھی۔ آپ ہمیشہ بھوکے رہتے، بھوک کی وجہ سے لمبی راتوں میں خالی پیٹ رہتے لیکن یہ چیز آپ کو دن کو روزہ رکھنے سے منع نہ کرسکتی حالانکہ اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے تمام خزانوں میں اس کے پھلوں اور دنیا کی عیش وعشرت کا سوال کر سکتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کی وجہ سے روتی رہتی تھی اور بھوک کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک کی جو حالت ہوتی۔ اس پر میں اپنا ہاتھ مار کر اس کو محسوس کرتی اور میں حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کرتی کہ اے پیارے حبیب ﷺ! آپ پر میری جان قربان ہو۔ آپ دنیا سے اتنا ضرور حاصل کرتے جو قوت لا یموت ہو تو آقا نبی کریم ﷺ فرماتے: اے عائشہ رضی اللہ عنہ! دنیا اور اس کے مال پر میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے صبر سے کام لیا جو کہ اس سے بھی زیادہ سخت حالت تھی۔ وہ اپنے حال پر قائم رہے، اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عزت والا انجام کیا اور ان کے ثواب کو مزید بڑھا دیا۔ میں اپنے دل میں حیا محسوس کرتا ہوں کہ مالداری کے حساب سے میں ان سے بڑھ جاؤں اور کل مرتبہ کے لحاظ سے ان سے کم ہو جاؤں۔ مجھے اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ فرماتی ہیں: کہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ایک ماہ تک اس

ظاہری دنیا پر تشریف فرما رہے اس کے بعد آپ کا وصال با کمال ہو گیا۔

شفاء شریف

آخرت کی رغبت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خوبصورت کپڑوں میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ اور پوچھنے لگا دنیا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ سونے والے کے خواب کی طرح ہے پھر آخرت کے بارے میں پوچھا کہ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے کہ ایک گروہ جنتی ہوگا اور دوسرا دوزخی ہوگا پھر اس نے جنت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چھوڑنے والوں کیلئے دنیا کا بدلہ ہے کیونکہ جنت کی قیمت دنیا کو چھوڑنا ہے پھر اس نے دوزخ کے بارے میں پوچھا ہے کہ یہ دنیا کے طالب کیلئے بدلہ ہے پھر اس نے پوچھا اس امت میں سے بہترین شخص کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کی ہے پھر اس نے پوچھا کہ اس آدمی کی دنیا میں کیا حالت ہوگی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح ایک قافلے کا انتظار کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ وہ آدمی جو قافلے سے پیچھے رہ جائے پھر پوچھا کہ دنیا اور آخرت کے درمیان کتنا وقت ہے تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو بند کرنے کے برابر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص واپس چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تھا اور تجھ کو تقویٰ اور پرہیز گاری بتانے کیلئے آیا تھا تا کہ تم دنیا کو چھوڑ دو اور تمہاری رغبت آخرت کی ہو جائے۔

دنیا سب سے بدتر ہے:

شفاء شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو دنیا سے بدتر پیدا نہیں فرمایا اور جب سے مخلوق کو پیدا کیا ہے تو اس کی طرف نہیں دیکھا ہے۔

طالب دنیا کیلئے غم:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اس حالت میں صبح کی ہو کہ اس کا

بڑا غم دنیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے کوئی نعمت نہیں ہے اور اس کے دل میں چار عادتوں کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے: (۱) یہ کہ دنیا کا غم اس سے کبھی ختم نہیں ہوتا، (۲) یہ کہ وہ دنیاوی کاموں سے کبھی بھی فارغ نہیں ہوتا اور (۳) وہ چیز محتاجی ہے جس کی وجہ سے وہ ہرگز مالدار نہیں ہوگا اور (۴) چیز امید جس کی انتہا کو وہ نہیں پائے گا۔ ایک اور جگہ پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور تمہارا اس سے دور رہنا ضروری ہے۔

سخاوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم پوشیدہ اور چالیس ہزار درہم اعلانیہ خرچ کیے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہی اور نہ ہی آپ تین دن گھر سے باہر نکلے کیونکہ آپ کے پاس ستر ڈھانپنے کیلئے کپڑا نہ تھا اور نہ ہی آپ سرکار دو عالم ﷺ کی طرف جا سکے تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس گئے اور اس چیز کو تلاش کرنا شروع کر دیا جو چیز ان کی زندگی کی ضرورتوں سے زیادہ تھی لیکن آپ ﷺ زائد چیز نہ پا سکے۔ اس کے بعد آپ ﷺ بی بی فاطمہ کے گھر میں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بڑے پریشان تھے۔ فرمانے لگے کہ میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں ہے جو میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے دوں، اسی طرح بی بی فاطمہ بھی پریشان ہوگئیں کیونکہ ان کے پاس بھی دینے کیلئے کوئی چیز نہ تھی اور جب آقا کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کی تھی تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر اور عثمان اور اسامہ رضی اللہ عنہم کو بلایا تاکہ وہ سیدنا فاطمہ کا جہیز اٹھالیں تو اسی دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا فاطمہ کا جہیز یہی ہے؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں رہنا ہے اس کیلئے اتنا سامان کافی ہے جب بی بی فاطمہ الزہرا دلہن بن کر نکلیں جو چادر ان کے سر مبارک پر موجود تھی اس میں بارہ جگہ پر پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ ایک ہاتھ سے جو پیتی

تھیں اور زبان سے قرآن شریف پڑھتی تھیں اور دل سے تعبیر کرتی تھیں اور پاؤں سے جھولا ہلاتی تھیں اور آنکھوں سے روتی تھیں (خدا کے خوف سے)

اس زمانہ کی عورتیں ہاتھ سے ڈھولک بجاتی ہیں اور زبان سے غیبت کرتی ہیں اور دل سے دنیا کو دوست رکھتی ہیں اور آنکھوں سے اغماز کرتی ہیں۔ یہ جنت میں کیسے داخل ہوں گی؟

الغرض حضور نبی کریم ﷺ نے جب بی بی فاطمہ کے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت بی بی فاطمہ نے اپنے تکیے کی طرف اشارہ کیا جو آپ کو جہیز میں ملا تھا اور اس کو چادر بنا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا اور لونڈی کے ذریعے سے پیغام بھیجوایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ تو نے میرے باپ کے حق میں کیا۔ میں اس کو تسلیم کرتی ہوں اس وقت میرے پاس اس تکیے اور چادر کے سوا کوئی چیز نہیں تھی جو میں تمہاری طرف بھیجتی جب لونڈی دروازے پر پہنچی تو سلام پیش فرمایا اور بی بی فاطمہ کا پیغام سنایا پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو پہن لیا اور سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھنے کیلئے جلدی گھر سے باہر نکلے اور اس چادر کو کھجور کے کانٹوں اور پتوں سے بند کیا تاکہ چلتے وقت کھل نہ جائے، اسی دوران جبرئیل امین علیہ السلام بھی اسی لباس میں سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ فرمانے لگے کہ اے جبرئیل! اس سے پہلے میں نے تجھے اس لباس میں کبھی نہیں دیکھا تو جبرئیل امین علیہ السلام کہنے لگے کہ آج آسمان کے تمام فرشتوں نے یہی لباس پہنا ہوا ہے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طریقے پر عمل کر لیں اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اللہ کا یہ پیغام بھی دیا کہ اللہ نے صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سلام بھیجا ہے اور آپ (ﷺ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ مجھ سے راضی ہے حالانکہ میں اس سے راضی ہوں تو آپ (ﷺ) نے یہ خوشخبری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنائی تو آپ بہت زیادہ رونے لگے اور تین مرتبہ کہا کہ اے اللہ! میں تجھ سے راضی اور تو مجھ سے راضی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۶

شدت موت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذکر فی الکتاب ادریس وانہ کان صدیقاً نبیا ورفعناہ مکانا علیاO

ترجمہ: ''اے محمد ﷺ! تو کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات کو بیان کر۔ اور بے شک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو ایک اونچے مکان پر اٹھالیا۔''

انبیاء کرام پر درود بھیجنے کا حکم:

عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح تم مجھ پر درود شریف بھیجتے ہو اس طرح تمام انبیاء پر درود بھیجو کیونکہ جس طرح اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس طرح ان کو بھی بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تیری گفتگو تیری زبان کے قریب اور تیری روح تیرے جسم کے قریب ہے اور تیری آنکھوں کی روشنی تیری آنکھوں کے قریب ہے اور تیرا سننا تیرے کانوں کے قریب ہے اسی طرح میں بھی تیرے قریب ہو جاؤں۔ پس تم حضور نبی کریم ﷺ پر زیادہ درود بھیجا کر۔

مومن کی موت:

حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کی روح قبض کرنے کا ارادہ

فرماتا ہے تو موت کا فرشتہ اس کے چہرے کی طرف سے آتا ہے تا کہ اس کی روح کو قبض کرے تو اس وقت اس کی زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے اور اس فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ یہاں پر تیرے لیے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس کے بعد موت کا فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اس کی روح دوسری طرف سے قبض کر تو موت کا فرشتہ ہاتھ کی طرف سے آئے گا تو اس کے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں صدقہ کر رہے ہوں گے اور وہی ہاتھ یتیم کے سر پر اور علم کی کتابوں پر ہوں گے اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ وہ بندہ جہاد کر رہا ہوگا تو فرشتہ اسی طرح دوبارہ خدا کی بارگاہ میں کہے گا پھر اللہ اسے پاؤں کی طرف سے بھیجے گا اور اس وقت بھی یہی الفاظ کہے گا جو اس نے پہلے کہے تھے پھر وہ کان کی طرف آئے گا لیکن اس کان سے اس بندے نے قرآن مجید اور اچھے ذکر کو سنا ہوگا پھر آنکھ کی طرف آئے گا لیکن اس آنکھ نے قرآن مجید اور دینی کتابوں کی طرف دیکھا ہوگا۔ موت کا فرشتہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ تیرے بندے کے جسمانی اعضاء مجھ پر غالب آگئے میں کس طرح اس کی روح قبض کروں۔ ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔

میرے نام کو اپنی ہتھیلی پر لکھ اور مومن کو دکھا جب مومن کی روح اس نام کو دیکھے گی تو میرے نام کی برکت سے اس کی روح اس کے سینہ سے نکلے گی اور اسے جان کنی کی تکلیف بھی نہیں ہوگی۔ اس سے عذاب، رسوائی اور ذلت کو دور کر دیا جائے گا۔ اور اے مومنو! اسی طرح تمہارے دلوں پر بھی اللہ کا نام موجود ہے اور اس نے ان کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا ہے اور اس کے سینے کو اسلام کیلئے کھول دیا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہیں اور وہ کس لیے تم سے عذاب اور قیامت کے دن کی ہولناکی کو دور نہیں کرے گا۔

مرتے وقت مومن کو تکلیف نہیں ہوتی:

ایک ولی اللہ نے اس بات پر غور و فکر کیا کیا قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت

کریمہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو تقویت پہنچائے۔ نبی کریم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

یخرج روح المومن من جسدہٖ کما یخرج الشعر من العجین

مومن کی روح اس کے جسم سے اس طرح باہر نکلتی ہے جس طرح کہ بالوں کو آٹے سے نکال لیا جائے۔

اس اللہ کے نزدیک بندے نے مکمل قرآن مجید ختم کیا، اس میں غور وفکر بھی کیا لیکن اسے کوئی آیت سمجھ نہ آئی کہ جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جائے۔ اسی دوران خواب میں اسے مدنی تاجدار حبیب کبریا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ قرآن مجید کا فرمان ہے:

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین

''کوئی خشک وتر چیز نہیں مگر اس کا بیان روشن کتاب میں موجود ہے۔''

لیکن مجھے قرآن مجید میں اس حدیث پاک کا مفہوم نظر نہیں آتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب سورہ یوسف میں تلاش کرو جب وہ ولی اللہ پیدا ہوا، اس نے سورہ یوسف کو پڑھا تو اسے اپنا مسئلہ حل کرنے کیلئے یہ آیت کریمہ ملی:

وقالت اخرج علیھن فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن

''حضرت زلیخا نے حضرت یوسف سے عرض کیا کہ آپ ان عورتوں کی طرف تشریف لے چلیں جب ان عورتوں نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر آپ کی بڑائی بیان کرنے لگیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔''

جب مصر کی عورتوں نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھا تو وہ اسی میں مصروف ہوگئیں اور اس محویت کے عالم میں ان کو ہاتھوں کے کٹنے کی تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔

اسی طرح بندہ مومن جب موت کے وقت فرشتے کو دیکھتا ہے۔ جنت میں اپنا مقام ملاحظہ کرتا ہے۔ جنت میں موجود نعمتیں اور حور وقصور پر جب اس کی نظر پڑتی

ہے تو اس کا دل انہی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے موت کی سختی بالکل محسوس نہیں ہوگی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تنزل علیهم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون

ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، تم نہ خوف کرو، نہ غمگین ہو اور تم خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

حالت نزاع:

حدیث پاک میں موجود ہے کہ بندہ جب حالت نزاع میں پہنچتا ہے تو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اس بندے کو چھوڑ دو، بندہ آرام کر رہا ہے، اس طرح جب اس کی روح گھٹنوں اور اس کی ناف تک پہنچتی ہے اور جب اس کی روح اس کے سینے تک پہنچتی ہے تو آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ اس کو چھوڑ دو یہ آرام کرلے، اسی طرح جب اس کی روح حلق تک پہنچتی ہے تو پھر آواز آتی ہے اس کو چھوڑ دو تاکہ اس کے حصے الگ ہو جائیں۔ ایک آنکھ دوسری آنکھ کو سلام کرتی ہے اور کہتی ہے السلام علیکم الی یوم القیمۃ اسی طرح کان، ہاتھ اور پیر بھی ایک دوسرے سے رخصت ہو جاتے ہیں پھر روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ اے اللہ! ایمان کی زبان سے ہمیں رخصتی عطا فرما اور دل کی معرفت عطا فرما تو ہاتھ بغیر حرکت کے، آنکھیں بغیر نظر کے، کان بغیر سماعت کے اور بدن خالی روح کے ساتھ رہتے ہیں اگر زبان بغیر قرآن اور دل خدا کی معرفت اور تصدیق کے بغیر رہے تو قبر میں اس بندے کی کیا حالت ہوگی تو وہ اس میں کسی کو یعنی نہ باپ کو، نہ ماں کو، نہ بیٹے کو، نہ بھائی، نہ دوست، نہ بیوی، نہ فرش اور نہ ہی پردے کو دیکھے گا اگر وہ اس حالت میں بھی اپنے رب کو نہ پا سکا تو وہ نہایت نقصان میں رہے گا۔

حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں:

حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کیلئے ہر روز اور ہر رات کے عمل کو بھی اٹھایا جاتا تھا اور وہ عمل زمین والوں کے برابر ہوتا تھا۔ پس موت کا فرشتہ نے ان کی ملاقات کی خواہش کی اور اللہ سے ان کے دیدار کی اجازت مانگی تو وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس ایک آدمی کی شکل میں آئے اور انہیں سلام کہا اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام صائم الدھر تھے جب افطاری کا وقت آیا تو ان کے کیلئے ایک فرشتہ جنت سے کھانا لے کر آ گیا، حضرت ادریس علیہ السلام نے کھانا ناخود بھی کھایا اور موت کے فرشتے سے کہا تم بھی کھاؤ مگر انہوں نے کھانا نہ کھایا تو حضرت ادریس علیہ السلام اللہ کی عبادت کیلئے کھڑے ہو گئے اور اسی کام میں لگے رہے جبکہ موت کا فرشتہ ان کے پاس صبح صادق سے بیٹھا رہا، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام بڑے حیران ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ سیر کیلئے کہا اور تو موت کے فرشتے نے ان کی بات مان لی تو دونوں سیر کرتے کرتے ایک چھت میں پہنچ گئے تو موت کے فرشتے نے کہا کیا آپ مجھے اس کھیتی میں سے کھانے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کہنے لگے سبحان اللہ کل شام کو تو آپ نے حلال کھانا نہیں کھایا تھا۔ اب حرام کھانا کھانے لگے ہیں، اس طرح اس کے بعد چلتے چلتے چار روز نہیں گزرے تھے تو حضرت ادریس علیہ السلام ان کے کاموں کو آدمیوں کی طبیعتوں کے خلاف دیکھ رہے تھے۔ ان سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کہنے لگے تو تو روحیں قبض کرتا ہے اور تو چار روز سے میرے پاس موجود ہے۔ کیا تو نے کسی روح کو ابھی تک قبض کیا ہے؟ تو ملک الموت نے کہا میرے نزدیک اللہ کی مخلوق دسترخوان کی طرح ہے اور میں جہاں سے اٹھانا چاہوں لقمے کی طرح اٹھا سکتا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا تم میری ملاقات کرنے آئے ہو یا روح قبض کرنے آئے ہو تو وہ کہنے لگے میں اللہ کی اجازت سے آپ سے ملاقات کرنے آیا ہوں پھر حضرت

ادریس علیہ السلام نے فرمایا میرا تجھ سے ایک کام ہے تو موت کا فرشتہ کہنے لگا آپ کی مجھ سے کیا حاجت ہوسکتی ہے؟ تو آپ نے کہا تو میری روح قبض کر لے تو پھر میرا رب مجھے زندہ کرے گا تو میں مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں گا تو موت کا فرشتہ کہنے لگا میں کسی کی روح کو بھی اللہ کے حکم کے بغیر قبض نہیں کرتا، پس اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لے تو انہوں نے اللہ کے حکم کو مانا اور ان کی روح کو قبض کر لیا۔ اس کے بعد موت کا فرشتہ خوب رویا اور خدا کی بارگاہ میں آپ کی زندگی کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا پھر موت کے فرشتے نے حضرت ادریس علیہ السلام سے موت کی سختی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح زندہ جانور کی کھال اتاری جائے، اس سے بھی موت کی تکلیف زیادہ ہے۔ ملک الموت نے کہا جس طرح میں نے آپ کی روح کو آسانی سے قبض کیا ہے۔ اسی طرح کسی اور کی روح کو آسانی سے قبض نہیں کیا ہے پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی دوسری خواہش پیش یہ کی کہ میں دوزخ کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ طوق، بیڑیاں اور جو چیزیں دوزخ میں موجود ہیں ان کو دیکھ کر میں اللہ کی عبادت کروں تو موت کا فرشتہ کہنے لگا کہ میں اللہ کی اجازت کے بغیر آپ کو دوزخ کی طرف کس طرح لے جا سکتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے موت کے فرشتے کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے دوزخ میں دو چیزیں دیکھیں جو اللہ نے اپنے دشمنوں کیلئے تیار کر رکھی ہیں۔ مثلاً زنجیر، طوق، بیڑیاں، سانپ، بچھو، آگ، زقوم اور گرم پانی۔ اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ میری ایک اور خواہش ہے کہ میں جنت کو دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھ سکوں جو اس نے اپنے نیک بندوں کیلئے تیار کر رکھی ہیں تو ملک الموت نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر میں تجھ کو جنت میں کس طرح لے جاؤں۔ تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو ایسا کرنے کا حکم دیا تو دونوں جنت کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا جو میں نے جنت کی نعمتیں دیکھی ہیں اور بڑی

سلطنت اور بڑے میوے کے درخت بھی دیکھے اور میں نے موت کا ذائقہ بھی ایک دفعہ چکھ لیا ہے اور جہنم بھی دیکھ چکا ہوں تم اللہ سے جنت کے داخلے کی اجازت مانگو تو ملک الموت نے جنت میں داخلے کی اجازت مانگی اس کے بعد جب حضرت ادریس علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور اپنی جوتیاں جنت کے ایک درخت کے نیچے رکھ دیں اور جنت سے باہر نکل آئے۔ اس کے بعد ملک الموت سے کہتے ہیں کہ میں اپنی جوتیاں جنت میں چھوڑ آیا ہوں مجھے اپنی جوتیاں وہاں سے پہننے دو پھر دوبارہ جنت میں داخل ہوئے پھر ملک الموت نے حضرت ادریس علیہ السلام سے کہا کہ جنت سے باہر چلو تو حضرت ادریس علیہ السلام نے جنت سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کل نفسٍ ذائقة الموت اور میں نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من کم الا واردھا اور میں دوزخ میں بھی جا چکا ہوں اور یہ اللہ کا فرمان ہے: وما ھم منھا بمخرجین اور اب مجھے جنت سے کون نکال سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے کہا کہ میں نے بروز ازل ہی سے ان کو اہل جنت میں لکھ دیا تھا اور اس آیت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقع کی خبر دی۔

امت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا:

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں روتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی امت پر شرک کا خوف نہیں ہے کیونکہ وہ بتوں کی پوجا نہیں کریں گے مگر وہ اپنے اعمال میں ریاکاری کریں گے۔

اعمال کا منہ پر مارا جانا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے بندے کے عمل کے ساتھ اوپر چڑھتے ہیں: مثلاً وہ عمل نماز، روزہ وغیرہ ہیں اور ان کی آواز شہد کی مکھی کی طرح ہوتی ہے اور ان کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح اور ان کا چہرہ سورج کی روشنی کی طرح اور ان کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ پس عمل ان کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں لیکن

آسمانی فرشتہ دوسرے فرشتوں کو کہتا ہے کہ اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو اوراس کے منہ پر تالا لگا دو۔ میں اس کے اعمال کواوپر چڑھنے سے روکوں گا کیونکہ اس نے خدا کی رضامندی کیلئے نیکیاں نہیں کی تھی بلکہ غیر اللہ کیلئے ایسے کام کیے تھے۔ یعنی اس نے اپنے اعمال دکھلوانے کیلئے کیے تھے اور وہ چاہتا تھا کہ فقیر لوگوں کے نزدیک اس کا مقام اونچا ہو جائے اور علماء اس کا ذکر کریں اور وہ سارے شہروں میں مشہور ہو جائے اور لوگوں کے درمیان بھی مشہور ہو جائے اور میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو نہ چھوڑو، تاکہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلا جائے۔ اور فرشتے نیک عمل کے ساتھ اوپر چڑھے گے اور آسمان کے فرشتے آئیں گے یہاں تک کہ آسمان کے پردے پھٹ جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے گے اور سارے فرشتے اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر گواہی دیں گے کہ اس کا عمل خالص اللہ کیلئے ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ تم میرے بندے پر گواہ ہو جاؤ اور میں اس کے دل کا گواہ ہوں کہ اس نے صرف اور صرف میری رضامندی کیلئے عبادت کی ہے اور جس نے میرے علاوہ کسی اور کی رضامندی کیلئے عبادت کی ہے اس پر میری اور آسمانی فرشتوں کی لعنت ہے۔

سبق آموز مکالمہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت رسول اللہ و انا معاذ

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں معاذ ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تیرے عمل میں کمی ہے تو کامل عمل والے کی اقتداء کر۔

اے معاذ! مسلمان بھائیوں کی غیبت کرنے کی بجائے تو قرآن مجید کی تلاوت سے اپنی زبان کی حفاظت کر۔

اے معاذ! اپنے گناہوں کا بوجھ کسی پر رکھنے کی بجائے خود ہی ان کو برداشت کر۔

اے معاذ! تو لوگوں کی برائیاں بیان کر کے اپنے آپ کو کمزور نہ کر، دوسروں کے مقابلے میں اپنی ذات کو بہتر خیال نہ کر دنیا کے اعمال کو آخرت کے اعمال میں مت داخل کر۔

اے معاذ! تو اپنے بیٹھنے میں تکبر کا اظہار نہ کر کہ لوگ تیرے برے اخلاق کی وجہ سے تجھ سے دور ہو جائیں۔

اے معاذ! تو کسی آدمی سے نہ چلا جب کہ تیرے پاس ایک دوسرا آدمی موجود ہو لوگوں سے اپنے آپ کو عظیم خیال نہ کر۔

اے معاذ! تو اپنی زبان کے ساتھ لوگوں پر عیب نہ لگا (ورنہ جو ایسا کرے) اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخ سے پراگندا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والنا شطات نشطاً ''قسم ہے ان کی جو نرمی سے بند کھولیں۔''

اے معاذ! جانتے ہو یہ کیا ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قلت ماھی بابی وامی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں یہ کیا ہیں؟

قال ھی کلاب فی النار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنم میں آگ نکالنے کیلئے مڑے ہوئے سر کی سلاخیں ہیں۔

۔ جو شخص اپنی زبان کے ساتھ لوگوں کے گوشت کو پراگندا کرتا ہے، ان کے ذریعے قیامت کے دن اس کے گوشت کو پراگندا کیا جائے گا اور ان کی ہڈیاں اور

گوشت نکالا جائے گا۔

قال بابی و امی انت یا رسول اللہ ﷺ من یطیق ھذا الخصال و من ینجو منھا؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ان خصائل کو برداشت کرنے کی کون طاقت رکھتا ہے اور اس سے کون نجات حاصل کرسکتا ہے؟

قال رسول اللہ ﷺ یا معاذ انہ یسیر علی من یسرہ اللہ علیہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ یہ اس شخص کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

خالد بن مقداد نامی شخص نے کہا:

فما رایت احداً کثر تلاوۃ للقرآن من معاذ لھذا الحدیث

اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا۔

﴿ہدایۃ الہدایہ﴾

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۷

ترک نماز کا نقصان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیاً الا من تاب وامن و عمل صالحاً فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئاً

ترجمہ: ''ان کے بعد بعض ایسے نالائق لوگ آئیں گے جو نماز چھوڑ دیں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے۔ وہ عنقریب غی میں داخل ہوں گے اور وہ ایک دوزخ کا نالا ہے۔ مگر جن لوگوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی، ایمان لائے اور نیک عمل کیے، وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نمازوں کو ترک کرتے ہیں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز کو ترک کرتے ہین اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ عبادت گاہوں اور مساجد سے باہر نکل آتے ہیں اور نماز ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور بعض نے کہا کہ وہ ریاکاری کی وجہ سے اپنی نمازوں کو ضائع کردیتے ہیں اور کچھ علماء فرماتے ہیں کہ وہ نماز کو مکمل شرائط اور نماز کے ارکان کو درست

طریقے سے ادا نہیں کرتے اور کچھ علماء کے نزدیک اس کی مراد یہ ہے کہ وہ غفلت کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کی قضاء کو نہیں لوٹاتے ہیں۔

بے نمازی جہنم کی خوفناک وادی میں:

علماء نے غی کے معنی میں بھی اختلاف کیا ہے۔ وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک جہنم میں گہری غار ہے اور یہ غار بڑی بدبودار ہے اگر اس غار کا ایک قطرہ بھی گر جائے تو یہ دنیا والے تباہ ہو جائیں گے۔

غی میں گرمی کی شدت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غی ایک ایسا دوزخ کا نالا ہے کہ دوسرے نالے اللہ سے ہر روز اس کی زیادہ گرمی کی وجہ سے ہزار مرتبہ پناہ مانگتے ہیں اور یہ وادی نماز اور جماعت کو ترک کرنے والوں کیلئے ہے۔

غی کیا ہے؟

عطاء فرماتے ہیں کہ یہ ایک نالہ ہے اس میں خون پیپ ہوتا ہے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ایک دوزخ کا گہرا نالا ہے اور یہ سخت گرم ہے اور اس میں ایک کنواں ہے جس کو ہبہب کہتے ہیں جب دوزخ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو اللہ اس کنوئیں کے ذریعے دوزخ کو گرم کر دیتا ہے۔

شیطان کا بے نمازی سے بھاگنا:

ایک حکایت میں یہ بات موجود ہے کہ ایک شخص جنگل میں جاتا تھا تو ایک دن شیطان اس کا ساتھی بن گیا اور اس نے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا نہ کی جب اس نے سونے کا ارادہ کیا تو شیطان اس سے بھاگ پڑا تو اس شخص نے کہا کہ تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ شیطان نے کہا کہ میں نے خدا کی ایک نافرمانی کی اور میں ملعون ہو گیا اور تو نے آج پانچ مرتبہ خدا کی نافرمانی کی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے گناہ کی وجہ سے مجھ پر زیادہ غضب نہ ہو جائے۔

بے نمازی کیلئے عذاب:

ایک دن نماز کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نماز کی حفاظت کی تو وہ نماز اس کیلئے قیامت کے دن نور، برہان اور نجات واقع ہوگی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ قیامت کے دن قارون، حامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

تارک نماز مصائب میں گرفتار:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں سستی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر بارہ مصیبتوں کو نازل کرے گا۔ تین دنیا میں، تین موت کے وقت اور تین قبر میں اور تین قیامت میں ہوگی۔ دنیا کی مصیبتیں یہ ہیں: (۱) کہ اللہ تعالیٰ اس کی کمائی سے برکت اٹھائے لے گا، (۲) اس سے نیک بختوں کا نور دور ہو جائے گا، (۳) تیسرا یہ کہ وہ ایمان والوں کے دل میں دشمن ہوگا۔ جو مصیبتیں موت کے وقت آتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) اس کی روح کو پیاس کی حالت میں قبض کیا جائے گا، (۲) جان کنی کی تکلیف سختی ہوگی، (۳) اور اس کے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اور وہ مصیبتیں جو اس کو قبر میں پیش آئیں گی، وہ یہ ہیں کہ: (۱) منکر نکیر کے سوال سخت ہوں گے، (۲) قبر تاریک ہوگی، (۳) اور اس پر قبر تنگ ہوگی حتی کہ اس کی دونوں پسلیاں ایک دوسرے سے مل جائیں گی اور قیامت میں آنے والے عذاب یہ ہیں: (۱) اس پر حساب اور کتاب سخت ہوگا، (۲) اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، (۳) اور اس کو دوزخ کا عذاب دے گا۔

فائدہ: اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ جو آدمی اذان سنتا ہے اس کیلئے جماعت کو چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ جماعت سنت موکدہ ہے اگر ایک قوم جماعت چھوڑ دے تو ہتھیاروں کے ساتھ ان کے ساتھ لڑنا واجب ہے اگر ایک آدمی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرے تو اس پر حد لگائی جائے اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

صاحب خلاصۃ الفتاوٰی فرماتے ہیں کہ جو آدمی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرے اس سے حد کے بدلے میں پیسے لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وقت کا حاکم اس کو جائز قرار دے۔

بے نمازی پر زمین وآسمان کی لعنت:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی باجماعت نماز ادا نہیں کرتے، تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔ جب نماز ترک کرنے والا زمین پر چلتا ہے تو زمین اس پر لعنت کرتی ہے اور فرشتے اللہ تعالیٰ اور ساری جاندار چیزیں اس پر لعنت کرتے ہیں حتی کہ دریاؤں میں جو مچھلیاں موجود ہیں وہ بھی اس پر لعنت کرتیں ہے۔

پانچ چیزوں کا ترک کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور جگہ پر فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے آپ کو پانچ چیزوں سے روکا تو اللہ تعالیٰ اس سے پانچ چیزیں روک لیتا ہے (۱) جو آدمی دعا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس نے قبولیت کو روک لیتا ہے اور (۲) جو آدمی صدقہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک لیتا ہے اور (۳) جو آدمی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کی عبادت کو روک لیتا ہے، (۴) جو عشر ادا نہیں کرتا اس کے مال میں برکت کم ہو جاتی ہے اور (۵) جو نماز باجماعت ادا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے شہادت کو یعنی (لا الہ الا اللہ) کو دور رکھے گا۔

خوشبوئے جنت سے محروم:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس میکائیل علیہ السلام اور جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور پیغام دیا کہ تیری امت میں سے جماعت کو چھوڑنے والا جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اگرچہ اس کی نیکیاں ساری دنیا سے زیادہ ہوں جب یہ حالت باجماعت نماز ادا نہ کرنے والے کی

ہے تو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو نماز کو چھوڑنے والا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ اور مسلسل مسجد کی طرف جانے والا ہو تو اس کی ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے گھروں کو ایمان والے ہی آباد کرتے ہیں اور اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ تم میں سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے سے روکے اور وہ اللہ کے گھروں کے برباد ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کے گھروں میں اللہ سے ڈرنے والے ہی داخل ہوتے ہیں۔

ترک نماز و جمعہ کا وبال:

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور یہ سوال کیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ساری رات نماز پڑھے اور پورا دن روزہ رکھے اور جمعہ میں حاضر نہ ہو اور نماز باجماعت بھی نہ پڑھے اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے تو آخرت میں اس کا کیا حال ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔

نابینا شخص کو نماز باجماعت کا حکم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور یہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی شخص مجھے مسجد میں لانے والا نہیں ہے تو کیا میں گھر میں نماز ادا کر لیا کروں تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی لیکن جب وہ گھر کی طرف لوٹ رہے تھے تو آپ ﷺ نے واپس بلا لیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تو اذان کی آواز سنتا ہے تو اس نے کہا: جی ہاں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو باجماعت نماز ادا کیا کر کیونکہ جو مسجد کا پڑوسی ہوتا ہے اس کی کامل نماز مسجد میں ہوتی ہے گھر میں نہیں۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو لوگ تاریک راتوں میں مسجد کی طرف آتے ہیں تو قیامت میں انہیں نور کامل کی خوشخبری دے دو کیونکہ جب قیامت میں اندھیرا ہوگا تو اس کو تاریک راتوں میں مسجد میں نماز ادا کرنے کی وجہ سے روشنی اور نور ملے گا۔

دین کو گرانا:

و عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین و من ترکھا فقد ھدم الدین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا، پس اس نے دین کو قائم اور جس نے نماز کو ترک کیا اس نے دین کو گرا دیا۔

ایک نماز ترک کرنے کا عذاب:

ایک نماز چھوڑنے کی وجہ سے ستر آدمیوں کو عذاب پہنچتا ہے جو ستر آدمی اس کے گھر والے اور پڑوسیوں میں سے ہوتے ہیں بلکہ اس زمانے سے لے کر آدم علیہ السلام کے زمانہ تک تمام مومنوں کو تکلیف پہنچتی ہے کیونکہ جب آدمی تشہد میں بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** تو اس کا ثواب اس زمانے سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک تمام مومنوں کی روحوں کو پہنچتا ہے جب بے نماز آدمی کی وجہ سے اس چیز کی رکاوٹ بن جاتی ہے کیونکہ اس کی برائی سارے مسلمانوں کو پہنچ جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مناع الخیر معتد اثیم

عقیل ابن طالب سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو میں نے ایسی تین چیزوں کو دیکھا جس کی وجہ سے اسلام میرے دل میں مضبوط ہوگا، ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا اور مجھے حکم دیا کہ تم ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ تم میرے پاس آ کر میرے لیے پردہ بن جاؤ، ابھی میں نے اپنا پیغام مکمل نہ دیا تھا کہ وہ درخت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پردہ کر لیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حاجت سے فراغت پالی تو وہ درخت اپنی جگہ پر چلے گئے۔

دوسری یہ کہ جب مجھے پیاس محسوس ہوتی تو میں نے پانی تلاش کیا تو مجھے پانی نہ ملا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور اس کو میرا پیغام دو اور اس

کو کہو کہ اگر تمہارے پاس پانی ہے تو مجھے پانی دے دو۔

حضرت عقیل نے آپ کی بات پر عمل کیا اور پہاڑ پر چڑھنے کے بعد پہاڑ کو پانی پلانے کا حکم دیا تو آپ فرماتے ہیں کہ ابھی میری بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ وہ پہاڑ فصیح انداز میں گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پیغام دے دو کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے:

یایها الذین امنوا انفسکم و اهلیکم نار و قودها الناس و الحجارة

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ کے عذاب سے بچاؤ جس آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہے اس خوف خدا کی وجہ سے میں اتنا رویا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی مجھ میں باقی نہ رہا اور تیسری بات یہ کہ ہم جا رہے تھے ایک اونٹ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے امان طلب کی، تھوڑی دیر ہی گزر رہی تھی تو ایک اعرابی آپ ﷺ کے پیچھے آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تو اس سے کیا کرتا تھا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے اس اونٹ کو بڑی قیمت میں خریدا ہے مگر یہ میری فرمانبرداری نہیں کرتا، اب میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس کے گوشت سے فائدہ لوں تو آپ ﷺ نے اونٹ کی نافرمانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں۔

یہ ایک ایسی قوم میں رہتا ہے جو برے کاموں کی وجہ سے اتنا سوتے ہیں کہ عشاء کی نماز تک نہیں پڑھتے۔ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ کہیں اس عذاب میں میں بھی نہ مبتلا ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے اس اعرابی سے وعدہ کیا کہ وہ نماز کو نہ چھوڑے اور اونٹ کو اس کے حوالے کر دیا۔

بے نمازی کی نحوست سے بستی ویران:

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر کیا اور دیکھا کہ ایک قوم اللہ تعالیٰ کی بڑی کوشش سے عبادت کرتی ہے اور سب ایک اونچے مکان پر جمع ہیں۔ آپ نے ان کو سلام کیا اور ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس کھانے

اور خالص شراب اور ہر طرح کے میوے، لڑکے اور بیبیاں حسین وخوبصورت پائی
ہیں۔ آپ نے ان گانوں کو ملاحظہ کیا پھر وہاں سے چلے گئے پھر ایک مدت کے بعد
واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بیبیوں، لڑکوں سمیت سب مر گئے ہیں۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام متعجب ہوئے اور پکار کر کہا: اے اللہ! یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ اے اللہ!
کیا انہوں نے نماز اور عبادت چھوڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں ان کے پاس سے
ایک تارک نماز (یعنی نماز کو ترک کرنے والا) گزرا، اس نے ان کے پانی سے اپنا منہ
دھویا اور وہ پانی ان کی زمین اور ملک میں گرا اور سب کے سب مر گئے اور تباہ ہو گئے۔

بے نمازی یوم قیامت سور کی شکل میں اٹھے گا:

نبی کریم ﷺ ایک دن صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک نوجوان
روتا ہوا مسجد کے دروازے پر آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں رو رہا
ہے؟ اس نے کہا میرا والد فوت ہو گیا ہے اس کو کفن اور غسل دینے والا کوئی نہیں تو
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا
کہ جب یہ دونوں مردے کے پاس گئے تو دیکھتے ہیں کہ مردہ کالے سور کی طرح
ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس واپس
لوٹ آئے اور عرض کی کہ ہم نے مردے کو کالے سور کی مثل دیکھا ہے تو آپ ﷺ
نے جنازے کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی وہ مردہ ہو گیا۔ اپنی اصل صورت میں
آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، لوگوں نے اس کو دفن کرنا
چاہا اتنے میں پھر وہ کالے سور کی طرح دکھائی دینے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا
کہ اے نوجوان! تیرا باپ کیا کام کرتا تھا؟ نوجوان نے کہا: میرا باپ بے نمازی تھا
تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے میرے اصحاب! بے نمازی کا حال دیکھو لو اللہ
قیامت کے دن بے نمازی کو کالے سور کی طرح اٹھائے گا۔

گردن میں سانپ:

ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! کے زمانے میں وفات پائی تو سب لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھنے لگے تو یکا یک معلوم ہوا کہ کفن ہل رہا ہے۔ لوگوں نے جب غور کیا تو دیکھا کہ ایک سانپ اس کی گردن میں طوق بن کر لپٹا ہوا ہے اور گوشت کھا رہا ہے اور اس کا خون پی رہا ہے۔ لوگوں نے اسے مارنا چاہا تو سانپ نے کہا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

مجھے کیوں مارتے ہو؟ میرا کوئی گناہ اور کوئی خطا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے قیامت تک عذاب دیتا رہوں تو لوگوں نے پوچھا اس کی خطا کیا ہے؟ سانپ نے کہا: اس کی تین خطائیں ہیں: (۱) جب اذان سنتا تھا تو جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تھا، (۲) مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا، (۳) علماء کی بات نہیں سنتا تھا، اس لیے اس کی یہ سزا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۸

قرآن کریم سے روگردانی کی مذمت

ومن اعرض عن ذکری فان له معیشةً صنکاً و نحشره یوم القیمة اعمی قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیراً قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها و کذالک الیوم تنسی وکذلک نجزی من اسرف ولم یو منْ بایت ربه و لعذاب الاخرة اشد وابقیO

ترجمہ: ''جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا اور ہدایت اور عبادت کو چھوڑا دیا اور وہ تنگی میں زندگی گزارے گا اور وہ دنیا کی سختی اور برائی اور بے صبری میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اٹھائیں گے قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اور وہ دوزخ کے عذاب کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔ وہ شخص رب سے کہے گا تو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب پہنچی تجھ کو میری آیتیں تو نے ان کو بھلا دیا اور تو نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور چھوڑ دیا تھا۔ اور اسی طرح تجھ کو آج بھلا دیا جائے گا جس طرح تو اندھا بنا تھا اس روز اور چھوڑ دیا تھا ان آیتوں کو اسی طرح آج کے دن اندھا کیا گیا ہے تجھ کو اور تجھ کو عذاب میں چھوڑا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دے گے اس شخص کو جس نے زیادتی کی اور اپنے رب کی آیتوں پر یقین نہیں لایا، جس طرح ہم اعراض کرنے والوں اور منہ پھیرنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔''

جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن تم اپنے نبی کریم ﷺ پر درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ جمعہ کے دن وہ درود میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، تمہاری طرف سے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے جب وہ درود شریف پڑھنے کے بعد فارغ ہوتا ہے تو وہ درود مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔

قرآن شفاعت کرے گا:

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو حفظ کیا، اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام جانا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور وہ شخص اپنے خاندان والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت کرے گا جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔

تلاوت قرآن پر نیکیاں:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن مجید کو نماز میں پڑھا تو اس کو ایک حرف کے بدلے سو نیکیاں ملے گی اور جس شخص نے قرآن مجید کو نماز سے باہر پڑھا تو اس کو ہر ایک حرف۔ کے بدلے میں پچیس نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے قرآن مجید کو بغیر وضو کے پڑھا تو اس کو ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔

ذکر سے مراد کیا ہے؟

کچھ علماء فرماتے ہیں ذکر سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس وہ لوگ کافر ہوئے جس نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو قیامت کے دن پس وہ لوگ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

کچھ علماء نے فرمایا کہ ذکر سے مراد علم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پوچھو تم علم والوں سے اگر تم نہیں جانتے ہو اور بعض علماء نے فرمایا کہ ذکر سے مراد ذکر لسانی

ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کو اور بعض علماء نے فرمایا کہ ذکر سے مراد جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دوڑ و اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف یعنی (نماز کی طرف)

الضنک سے کیا مراد ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ضنک کے معنی بدبختی ہیں اور ان سے ہی مروی ہے کہ جب کسی بندے کو تھوڑا سا مال ملے یا بہت تو وہ اس پر ہی صبر کرے۔ پس جو قناعت نہ کرے اس کیلئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پس منہ پھیرنے والا اور اعراض کرنے والا وہی شخص ہے جس پر شیطان غالب ہو چکا ہو۔ پس وہ اس کی جان کا دشمن ہے اور چاہتا ہے اس کو تباہی اور گمراہی میں ڈالے اور گمراہ زیادہ ہوں گے جو منہ پھیرنے والے اور بدبخت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کریں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں یعنی ہمارے ذکر سے دور ہو جاتے ہیں۔ پس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اس واسطے ان لوگوں نے بیچا آخرت کو دنیا کے بدلے میں۔

بہترین عمل قرآن کی تلاوت ہے:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا۔ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کون سی بات ایسی ہے جس کو ہم سے فائدہ پہنچے تو سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر چاہتے ہو تم شہیدوں کی موت، یا قیامت کے دن سے جس دن گرمی والا دن ہوگا اس سے نجات اور ہدایت گمراہی سے تو ہمیشہ قرآن مجید پڑھا کرو۔ اس واسطے کہ وہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے جو مہربان ہے اور وہ شیطان کیلئے رکاوٹ ہے اور ترازو میں اس کی وجہ سے ثواب زیادہ ہوگا۔

افضل عبادت:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان میری امت کیلئے سب سے افضل عبادت قرآن مجید کا پڑھنا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان انسان کیلئے قرآن مجید کا پڑھنا لازمی ہے۔

تارک نماز وزکوٰۃ اور علماء کی بات نہ سننے کا انجام:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے لیکن اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ نے اسی کے کفن میں ایک سانپ دیکھا جو اس کا گوشت کھا رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو سانپ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے فصیح زبان کے ذریعے یہ کلمہ پڑھنا شروع کر دیا:

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدً عبدہٗ ورسولہ

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مارنے کی وجہ سے پوچھی کیونکہ اس سانپ کو اللہ تعالیٰ نے یہی کام کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس آدمی کے کیا گناہ ہیں تو اس سانپ نے اس شخص کے تین گناہوں کا ذکر کیا۔ یہ شخص بے نمازی تھا، زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا، اس کے علاوہ علماء کی باتوں کو نہیں سنتا تھا۔

دو خوف اور دو امن جمع نہیں ہو سکتے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

وقال النبی ﷺ بقول اللہ تعالیٰ و عزتی و جلالی لا اجمع علی عبدی خوفین ولا امنین اذا خفتہ فی الدنیا امنتہ یوم القیامۃ و اذا امنتہ فی الدنیا اخفۃ یوم القیامۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا اگر میں اس کو دنیا میں خوف میں مبتلا کرتا تو قیامت کے دن میں اس کو امن میں مبتلا کروں گا، میں اس کو دنیا میں امن دوں تو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔

حضرت دحیہ کلبی کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ کلبی عرب کا ایک کافر

بادشاہ تھا اور حضور نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ وہ اسلام قبول کر لے کیونکہ اس کے ساتھ اس کے خاندان کے سو آدمی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے اور اس کے اسلام قبول کرنے کیلئے دعا کیا کرتے تھے جب دحیہ کلبی نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فجر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی طرف وحی کی کہ اے محمدؐ میں نے دحیہ کلبی کے دل میں اسلام کو ڈال دیا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ آپ کے پاس آنے والا ہے جب تھوڑی دیر کے بعد دحیہ کلبی مسجد میں داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر کو اتار کر اس کے بیٹھنے کیلئے زمین پر بچھا دیا اور دحیہ کلبی کو بیٹھنے کیلئے کہا جب دحیہ کلبی نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس احترام کو دیکھا تو اس نے رونا شروع کر دیا اور اس چادر مبارک کو زمین سے اٹھا کر چوم لیا اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور پوچھنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اسلام قبول کرنے کیلئے کیا شرائط ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پھر وہ رونے لگا حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے رو رہا ہے یا کسی اور وجہ سے تو وہ کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں اور اپنے رب سے پوچھیئے کہ ان گناہوں کا کیا کفارہ ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے خیرات اور صدقہ دینے کا حکم کرے تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کیلئے خیرات کر دوں گا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کون سے گناہ ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں ایک عرب کا بادشاہ تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میری بیٹیاں ہوں اور ان کے خاوند ہوں، اس لیے میں نے ستر (۷۰) بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ یہ سن کر حیران ہوئے، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ دحیہ کلبی سے کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جس وقت تو نے کلمہ پڑھا تھا تو میں نے تیرے ساتھ

برس کے گناہوں کو بخش ڈالا تھا تو پھر میں تمہارے یہ گناہ کس طرح نہ بخشوں گا۔ یہ ماجرا سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ علیہ السلام رونے لگے اور آپ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے اللہ! تو نے دحیہ کلبی کے ان بڑے گناہوں کو کلمہ شہادت کی وجہ سے بخش دیا اور تو کیسے ان مومنوں کو نہیں بخشے گا جنہوں نے ساری زندگی تیری وحدانیت کی گواہی دی ہو۔

کلمہ طیبہ کی برکت:

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: کہ جو شخص کلمہ پڑھتا ہے اس کے منہ سے ایک سبز رنگ کے پرندے کی طرح فرشتہ نکلتا ہے جس کے دو پر ہوتے ہیں: ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے اور وہ یاقوت اور موتیوں سے بنا ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ اڑتے اڑتے عرش الٰہی کے قریب پہنچتا ہے اور شہد کی مکھی کی طرح آواز نکالتا ہے عرش مجید کے اٹھانے والے فرشتے اسے کہتے ہیں کہ اللہ کی بزرگی کی قسم! تو ٹھہو جا، وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں ٹھہروں گا جب تک اللہ اسے بخش نہ دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے اس کلمہ پڑھنے والے کو بخش دیا پھر اللہ تعالیٰ اس اڑنے والے کو ستر زبانیں عطا کرتا ہے اور ہر زبان اس کلمہ پڑھنے والے کیلئے بخشش کی دعا مانگتی ہے اور وہ اڑنے والا فرشتہ قیامت کے دن کلمہ پڑھنے والے کے دونوں ہاتھوں کو پکڑے گا اور اسے جنت میں لے جائے گا۔

افضل کلمہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ السلام سے سنا آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں نے فرشتوں کے سردار جبرئیل امین علیہ السلام سے سنا کوئی افضل اور بزرگی والا کلمہ دنیا والوں پر نازل نہیں ہوا، جس طرح کلمہ طیبہ ہے۔ زمین، آسمان، پہاڑ، درخت، سمندر اور خشکی تری اسی کلمہ کی برکت سے قائم ہے اور یہ قربت عطا کرنے والا کلمہ ہے یہ نجات اور بلندی عطا کرنے والا کلمہ ہے اگر اس کلمہ کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں زمین

و آسمان کو رکھ دیا جائے تو کلمہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

پتھروں کی گواہی جہنم کے دروازے بند:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص عرفات میں موجود تھا اور اس کے ہاتھ میں سات کنکریاں تھیں اس نے ان کنکریوں سے کہا تم گواہ رہو کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور ان سات کنکریوں کو سر کے نیچے رکھ کر سو گیا اور خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہو چکی ہے اور اس شخص سے تمام حساب و کتاب لیا جا چکا ہے اور دوزخ اس پر واجب ہو چکی ہے اور فرشتے اس کو اٹھا کر دوزخ کے دروازے پر لے گئے تو اس نے اچانک دیکھا کہ دوزخ کے دروازے پر ایک کنکری موجود تھی جس کی وجہ سے دروازہ کھولنا دشوار تھا یہاں تک کہ اس کو دوزخ کے ساتوں دروازے پر لے جایا گیا اور دوزخ کے ساتوں دروازوں پر کنکریاں موجود تھیں۔ دوزخ کے فرشتے اس کنکری کو نہ اٹھا سکے پھر اس بندہ کو عرش الٰہی کے قریب لے کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیونکہ ان کنکریوں نے تمہارے حق میں گواہی دی اور میں تیری گواہی پر شاہد ہوں اور اسی لیے میں تجھے جنت میں داخل کرتا ہوں جب وہ جنت کے قریب ہوا تو اس نے دیکھا کہ جنت کے تمام دروازے کلمہ طیبہ کی چابی سے کھولے ہوئے ہیں۔

جنت کے دروازے پر تین سطریں:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا اور میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں۔ پہلی سطر:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں۔

دوسری سطر:

وجدنا ماقدمنا

ترجمہ: جو کچھ دنیا میں ہم نے کہا اس کو پایا۔

وربحنا ما اکلنا

جو کچھ ہم نے کھایا اس سے نفع اٹھایا،

و خسرنا ما خلفنا

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا چھوڑ آئے ہم تو نقصان میں رہیں۔

یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تو دلو ان بینھا و بینہ امداً بعیداً

ترجمہ: یاد کرو اے محمد ﷺ! اس دن کو جب ہر شخص پائے جو کچھ کیا اس نے دنیا میں کیا بھلائی یا برائی۔

تیسری سطر:

امة مذنبة و رب غفور

امت عاصی اور گناہ گار ہے اور پروردگار بخشنے والا اور غفور و رحیم ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۳۹

موت کی سختی

منقول ہے کہ مخالفان بارگاہ رسول اللہ ﷺ نافرمانی اور تکبر کی وجہ سے کہتے تھے:

تحن نتربص بہ ریب المنون

ہم زمانے کی گردش کے منتظر ہیں کہ کب آئے اور موت محمد (ﷺ) فنا ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کیلئے فرمایا:

وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفائن مت فھم الخلدون کل نفس ذائقة الموت و نبلو کم بالشر و الخیر فتنة والینا ترجعون O

ترجمہ: ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کیلئے نہیں بنایا جینا۔ کیا تو مرے گا تو باقی لوگ زندہ رہیں گے۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہم تجھے آزمائیں گے برائی اور بھلائی سے، سختی اور آرام سے، مالداری اور تنگدستی سے اور پھر تم ہماری طرف لوٹو گے۔ اگر تم نے مصیبت میں صبر اور آرام میں اللہ کا شکر کیا تو اس کے بدلے جنت پاؤ گے اور اگر سختی میں بے صبری اور قیامت میں ناشکری کی تو اس کے سزا دوزخ میں پاؤں گے۔''

گناہوں کو ختم کرنے کا نسخہ کیمیا:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا جو مجھ پر سلام اور درود بھیجتا ہے اس کے گناہوں کو اس طرح مٹا دیا جاتا ہے جس طرح

ٹھنڈے پانی سے آگ کو۔ جو آپ (ﷺ) پر درود و سلام بھیجتا ہے غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔

مومن اور کافر کی روح:

منقول ہے کہ جب کسی مومن کی روح کو قبض کیا جاتا ہے تو حضرت عزرائیل کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار فرشتے رحمت کے اور ستر (۷۰) ہزار فرشتے عذاب کے ہوتے ہیں پھر مومن کی روح کو رحمت کے فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں اور پھر اس کو خوشخبری دیتے ہیں جنت کی۔ اور اس کو اعلیٰ علین کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ اعلیٰ علین ایک مقام ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ اس میں مومنین کی ارواح رہتی ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کسی کافر کی روح قبض کرتے ہیں تو وہ اس سجین اسفل السافلین کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ سجین ایک میدان ہے جو دوزخ کے ساتویں زمینوں کے نیچے واقع ہے۔

موت کی شدت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میت کی تکلیف اور سختی ایک بال کے برابر بھی آسمانوں اور زمینوں پر ڈالی جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام رہنے والے ہلاک ہو جائیں کیونکہ ہر بال میں موت ہے اور موت جسم کے ایک حصے میں واقع نہیں ہوتی بلکہ جسم کے تمام اعضاء موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ملک الموت کی شکل وصورت:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے چار منہ ہیں: (۱) ایک سر پر دوسرا آگے کی طرف، تیسرا پیٹھ کی طرف اور چوتھا دونوں پاؤں کے نیچے ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی روحیں سر کے منہ سے قبض کرتے ہیں اور مومنوں کی روحوں کو آگے والے منہ سے اور کافروں کی ارواح پیٹھ کے منہ سے قبض کرتے ہیں اسی طرح جنوں کی روحوں کو پاؤں کے منہ سے قبض

کرتے ہیں۔ ایک قدم ان کا پل صراط اور دوسرا قدم ان کا جنت کے تخت پر ہوتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا جسم اتنا بڑا ہے اگر تمام دریاؤں اور نہروں کا پانی ان کے جسم پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرے گا۔

سام بن نوح کا زندہ ہونا اور موت کی سختی کا بیان:

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ایسے مردوں کو زندہ کرتے ہیں جن کو مرے ہوئے چند سال گزرے ہوتے ہیں۔ ممکن ہے انہوں نے وفات بھی نہ پائی ہو، اب ایسے مردوں کو زندہ کریں جن کا انتقال پہلے زمانے میں ہوا ہو، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے کہا تم جس مردے کو متعین کر لو میں اس کو زندہ کر دوں گا تو لوگوں نے کہا آپ ہمارے لیے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو زندہ فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی قبر پر گئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ نے سام کو زندگی عطا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات دیکھی کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا آپ اپنے زمانے میں بوڑھے نہیں تھے لیکن اب آپ کے سر اور داڑھی کے بال سفید کیوں ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں سمجھا قیامت برپا ہو گئی ہے اور قیامت کے خوف کی وجہ سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تجھے فوت ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے۔ اس نے کہا چار ہزار سال ہوئے ہیں اور اب تک موت کی سختی اور تلخی ختم نہیں ہوئی۔

جنتی اور جہنمی کا اپنے مقام کا مشاہدہ کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کی روح اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے اور کافر کی روح اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک وہ اپنی جگہ دوزخ میں نہ دیکھ لے پھر لوگوں نے پوچھا: مومن اپنی جگہ جنت میں اور

کافر اپنی جگہ دوزخ میں کس طرح دیکھتا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہایت خوبصورت پیدا کیا ہے اور اس کے چھ سو پر ہیں اور مور کے سبز پروں کی طرح ان کے اندر دو پر ہیں تو جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان موجود ہے وہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے پروں میں آجاتا ہے اور ان کے دائیں بازو پر جنت کی تصویر ہے اور ان کی چیزوں کی تصویر ہے جو جنت میں موجود ہے جیسے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہیں اور نفیس قسم کے مکان ہیں، بڑے بڑے درجات، غلمان جنت خادم، لڑکے اور لونڈیاں موجود ہیں۔

بائیں ہاتھ پر دوزخ کی تصویر ہے۔ دوزخ میں موجود چیزوں کی تصویر ہے جیسے سانپ، بچھو، آگ کے شعلے اور دوزخ میں رہنے والے دریائی جن کی شکلیں ڈراؤنی ہیں اور جب انسان کو موت آتی ہے تو فرشتوں کا ایک ٹولہ آکر اس کی رگوں کو کاٹتا ہے اور اس کی روح کو دونوں پاؤں سے گھٹنوں تک نچوڑتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا فرشتوں کا گروہ آکر اس کی روح کو گھٹنوں سے ناف تک نچوڑتا ہے پھر دوسرا گروہ بھی واپس چلا جاتا ہے، اس کے بعد تیسرا گروہ آکر اس کی روح کو پیٹ سے سینے تک نچوڑتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں پھر فرشتوں کا چوتھا گروہ آتا ہے اور وہ اس کی روح کو سینے سے حلق تک نچوڑتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

فلو لا اذا بلغت الحلقوم و انتم حینئذ تنظرون

تکلیف کیوں نہ ہو جب جان حلق کو پہنچتی ہے اور تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔

اگر ایمان والا مومن ہو تو جبرئیل امین علیہ السلام اپنے دائیں پر کو پھیلاتے ہیں اور وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لیتا ہے اور اس کو اس جگہ سے محبت ہو جاتی ہے اور وہ اس جگہ کو دیکھتا رہتا ہے اور اس جنتی ٹھکانہ کے علاوہ ماں، باپ اور اپنی اولاد وغیرہ کی طرف نہیں دیکھتا نہ ہی اپنے مکان کو شوق کی وجہ سے دیکھتا ہے اگر مرنے والا مشرک ہو اور منافق

ہو تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بائیں پھر کو پھیلاتے ہیں اور وہ اپنی جگہ دوزخ میں دیکھ لیتا ہے اور خوف و ڈر کی وجہ سے اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ اس دوران اپنے والدین، لڑکی اور اپنے رشتے داروں کی طرف نہیں دیکھتا وہ خوش بخت جس کی قبر جنت کے باغوں میں ہو اور وہ بندہ بد بخت جس کی قبر جہنم کے گڑھے میں ہو۔

روح کی تین قسمیں:

روح کی تین قسمیں ہیں: (۱) سلطانیہ، (۲) روحانیہ اور (۳) جسمانیہ۔ سلطانیہ کا ٹھکانہ دل روحانیہ کی جگہ جگر اور جسمانیہ کی جگہ گوشت، خون، ہڈی، رگ اور پٹھے ہیں۔

اگر کوئی آدمی سوال کرے کہ سوتے وقت آدمی کی روح نکلتی ہے یا نہیں۔

اس کے جواب میں یہ کہا جائے نکل جاتی ہے۔ تو یہ کہنا غلط ہوگ اور کوئی یہ جواب دے کہ نہیں نکلتی تو یہ جواب بھی غلط ہوگا۔ درحقیقت اس کا جواب یہ ہے کہ جب آدمی سوتا ہے تو روح جسمانی اس کے ساتھ ہی خارج ہو جاتی ہے اور زمین و آسمان کے درمیان گھومتی رہتی ہے اگر عقل آدمی کے پاس ہو تو آدمی گمان کرتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ دیکھ رہا ہے وہ خواب میں دیکھ رہا ہے اگر عقل اس کے پاس نہ ہو تو وہ دیکھ تو سکتا ہے لیکن سمجھنے سے محروم رہتا ہے۔

روح اور روان میں کیا فرق ہے؟

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ روح اور روان میں کیا فرق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ روح آتی جاتی نہیں جبکہ روان آنے جانے کا کام کرتی ہے جس وقت روان چلی جاتی ہے تو آدمی سو جاتا ہے اور جس وقت روح نکلتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔

ایمان اور روح کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ ایمان روح اور بدن ایسے ہے جس طرح زمین و آسمان میں سورج ہے۔ جس وقت انسان کا انتقال ہوتا ہے تو کلمہ لا الہ الا اللہ اس کی روح کے ساتھ روانہ ہو جاتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے جسم کے ساتھ رہ جاتا ہے اور جب دونوں ملتے ہیں تو ان دونوں کے ملاپ سے ایمان بن جاتا ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی خدمت میں ملک الموت:

ایک دن حضرت الیاس علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام ان کی روح قبض کرنے کیلئے آئے تو حضرت الیاس علیہ السلام پریشان ہوئے اور بہت زیادہ روئے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ سے رونے اور گھبرانے کی وجہ پوچھی کیا آپ دنیا کیلئے یا موت کے ڈر سے گھبراتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں تو صرف اللہ کے ذکر سے محروم ہو جانے کی وجہ سے رو رہا ہوں میرے بعد تو لوگ اکٹھے ہو کر اللہ کا ذکر کریں گے جبکہ میں اللہ کے ذکر سے محروم ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کی روح کو مت قبض کرو کیونکہ وہ میرے ذکر کیلئے اپنی زندگی کا سوال کر رہا ہے نہ کہ اپنے ذاتی فائدے کیلئے اور اس کو زندہ رہنے دو تا کہ وہ ہمارا ذکر کرتے ہوئے زندہ رہیں اور ساری زندگی ہماری بارگاہ میں التجائیں کرتے رہیں۔

قبر کو دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رونا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جب کسی قبر پر گزرتے تھے تو قبر پر کھڑے ہو کر اس قدر روتے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی تو کسی شخص نے پوچھا آپ دوزخ اور قیامت کے ذکر سے اتنا نہیں روتے۔ اے امیر المومنین! جتنا آپ قبر کی یاد سے روتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اور دنیا کی منزلوں سے آخری منزل ہے تو جس شخص نے قبر سے نجات پالی تو اس کیلئے آگے آسانی ہے اور جس نے قبر سے نجات نہ پائی تو اس کیلئے آگے بھی بڑی مشکل ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ میرے ساتھ ہوں گے مگر قبر میں میرا کوئی ساتھی نہیں ہو گا اس لیے میں روتا ہوں۔

کوہ لبنان میں حضرت مریم کا وصال:

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ حضرت ادریس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کہ دنیا فنا ہونے والی اور زوال پذیر ہونے والی ہے اور آخرت کا مقام بقا اور سکون والا ہے۔ اے میری ماں! ہم علیحدگی اختیار کرلیں تو دونوں ماں بیٹا لبنان کے پہاڑ کی طرف چلے گئے اور لبنان کے پہاڑ میں اللہ کی عبادت کرنے لگ گئے۔ دن کو روزہ اور رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔ درختوں کے پتے کھا کر اور بارش کا پانی پی کر گزارہ کرتے تھے کافی عرصہ وہاں رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر کر میدان میں افطاری کیلئے گھاس کی تلاش میں گئے تاکہ اس سے روزہ افطار کریں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیچے اترے اسی وقت ملک الموت بی بی مریم علیہا السلام کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے! **السلام علیک یا مریم الصائمة القائمة** اے روزے رکھنے والی، اللہ کی بندگی کرنے والی مریم! تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، بی بی مریم نے پوچھا تو کون ہے؟ تیری آواز سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں، تیرے خوف سے میرے ہوش وحواس گم ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کرنے والا نہیں اور میں روحوں کو قبض کرتا ہوں۔ مریم علیہا السلام نے کہا تو یہاں ملاقات کیلئے آیا ہے یا جان لینے کیلئے۔ ملک الموت نے کہا تو موت کیلئے تیار ہو جا اور سامان اپنے ہاتھ میں لے لے تو مریم علیہا السلام نے اس سے کہا کیا تو مجھے اتنی اجازت نہیں دیتا تاکہ مجھ سے پیار کرنے والا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرا لخت جگر اور میرے دل کے باغ کا پھول آجائے تو موت کا فرشتہ کہنے لگا کہ مجھے ایسا حکم نہیں ملا کیونکہ میں ایک فرمانبردار بندہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کے حکم کے بغیر ایک مچھر کی جان بھی قبض نہیں کرسکتا اور اللہ نے مجھے آپ روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اللہ کے کم کو پورا کرنے کیلئے یہاں آیا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے واپس آنے سے دیر لگادی یہاں تک کہ عشاء کا

وقت آ گیا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھاس ترکاری لے کر پہاڑ پر آئے اور اپنی والدہ محترمہ کو دیکھا کہ وہ خواب میں سوئی ہوئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھے کہ وہ فرض نماز پڑھ چکی ہیں۔ گھاس ترکاری کو دیکھ کر محراب کے سامنے زیادہ رات گے تک کھڑے رہے اور اپنی ماں کی طرف دیکھا اور نہایت عاجزی اور دردناک آواز سے پکارا: السلام علیکم! تجھ پر خدا کی رحمت ہو، میری ماں رات زیادہ گزر چکی ہے اور روزہ دار سب افطار کر چکے ہیں اور نیک لوگ اللہ کی عبادت اور بندگی میں مشغول ہیں۔ آپ بھی نماز کیلئے اٹھیے کیا وجہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کیلئے آج نہیں اٹھے گی اور نماز نہیں پڑھے گی۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ کبھی کبھی نیند میٹھی اور اچھی معلوم ہوتی ہے۔ شاید آپ غلبہ نیند کی وجہ سے نہیں اٹھ رہیں۔ محراب کے سامنے آ کر کھڑے رہے اور آپ نے کچھ نہ کھایا اور نہ ہی پیا، یہاں تک کہ رات کے دو حصے گزر گئے۔ آپ کا مطلب یہ تھا آپ والدہ ماجدہ کے ساتھ مل کر ایک جگہ روزہ افطار کریں پھر کھڑے رہے اور آواز غمگین اور دل اندوہگین سے پکارا السلام علیک پھر لوٹ آئے اور محراب کے سامنے آ کر کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے اپنا منہ اپنی والدہ کے چہرے پر رکھ کر روئے اور پکارنے لگے: السلام علیک! یا اماں: رات گزر چکی ہے اور صبح ہوگئی ہے اور نماز کا وقت گزر گیا ہے۔ آسمان کے ملائکہ اور جن ان کا رونا سن کر رو پڑے اور پہاڑ کانپ گیا۔ پس اللہ نے وحی بھیجی ملائیکہ کی طرف کہ تم کیوں روتے ہو، ملائیکہ نے عرض کی: اے پروردگار عالم تو علام الغیوب ہے اور خوب جانتا ہے پھر خدا نے وحی بھیجی کہ ہاں میں خوب جانتا ہوں میں رحم الرحمین ہوں۔ اور ایک دم پکارنے والے نے پکارا: اے عیسیٰ! آپ اپنا سر مبارک اٹھائیں۔ آپ کی والدہ اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ ثواب عظیم اور اجر عظیم عطا فرمائے گا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا

سر مبارک اٹھالیا اور گریہ وزاری کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب کون ہوگا۔ میری وحشت کا رفع کرنے والا، اور راحت کے وقت سکون دینے والا اور کون میری غربت کا غمگسار ہوگا اور میری کون مدد کرے گا۔ اللہ نے عبادت کے وقت وحی بھیجی کوہ لبنان کی طرف اور روح اللہ کو نصیحت والی باتیں کہیں اور کوہ لبنان نے کہا یا روح اللہ آپ کیوں اس قدر بے قرار ہوتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور دوسرا انیس چاہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہ لبنان سے جب یہ بات سنی تو پہاڑ سے اتر کر ایک گاؤں میں بنی اسرائیل کی طرف گئے اور پکارا: السلام علیکم یا بنی اسرائیل اور انہوں نے کہا کہ اے خدا کے بندے تو کون ہے؟ تیرے حسن و مال سے ہمارے سب مکانات روشن اور منور ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں روح اللہ ہوں، میری ماں سفر میں مرگئی ہے۔ آپ لوگوں سے اتنی التجا ہے کہ آپ مجھ کو میری والدہ مرحومہ کے غسل اور کفن اور دفن میں میری مدد کیجئے تو انہوں نے کہا کہ اے روح اللہ! اس پہاڑ میں تو سانپ اور بچھو بھرے ہوئے ہیں۔ ہمارے باپ دادا میں سے عرصہ تین سو برس سے کوئی بھی اس پہاڑ پر گیا ہی نہیں۔ ہم کیسے جا سکتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات سن کر پہاڑ کی طرف لوٹ آئے اور وہاں دو خوبصورت جوانوں کو دیکھ کر سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے بھی اپنا ماجرا بیان کیا کہ میری ماں سفر کو آئی تھی اور اس پہاڑ پر انتقال کر گئیں ہیں۔ آپ دونوں صاحب اس کے کفن و دفن میں میرے شریک ہو جائیں، ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ تو غم مت کر یہ نوجوان میکائیل علیہ السلام تھا اور دوسرا اسرافیل علیہ السلام تھا اور یہ خوشبودار کفن تیرے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور تمہاری والدہ کو غسل اور کفن دینے کیلئے آسمان سے خوبصورت حوریں اتر رہی ہیں اور جبرئیل امین علیہ السلام نے ان کی والدہ کی قبر کھودی اور حسب دستور نماز جنازہ پڑھ کر میت کو اس قبر میں دفن کیا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ رب العالمین

تو میرا حال جانتا ہے اور میری بات کو سنتا ہے میرا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میری والدہ نے جس وقت انتقال کیا تھا اس وقت میں حاضر نہیں تھا۔ اب تو حکم فرما کہ وہ مجھ سے باتیں کرے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تیرے ساتھ باتیں کرنے کا حکم دے دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی قبر کے پاس آکر دردناک آواز سے پکارا: السلام علیک یا (اماں) یعنی تجھ پر سلام ہو اور انہوں نے قبر سے جواب دیا کہ اے میرے محبوب میری آنکھ کی ٹھنڈک کیا کہتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اماں! تو نے اپنی جگہ کیسی پائی اور اپنے رب کو کیسا پایا ہے اور فرمایا میرا لوٹنا اچھا لوٹنا ہے اور میری جگہ بہت اچھی ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کو نہایت مہربان اور راضی پایا ہے اور اللہ کی ناراضگی نہیں دیکھی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اماں! آپ نے موت کو کیسا پایا ہے؟

حضرت مریم علیہا السلام نے کہا: قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے تجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔

قالت و الذی بعثک باالحق نبیاً ماذھبت مدارۃ الموت من حلقی وھیبۃ ملک الموت بین عینی فعلیک السلام یا حبیبی الی یوم القیامۃ

کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کا نبی بنا کر بھیجا میرے حلق سے ابھی تک موت کی سختی نہیں کی گئی اور ملک الموت کی ہیبت ابھی تک میری نظروں کے سامنے ہے۔ اے میرے حبیب تجھ پر قیامت کے دن تک سلام ہو۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات:

حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا سلام علیہا بنت رسول ﷺ کا جب انتقال ہوا تو آپ کے جنازہ کو چار آدمیوں نے اٹھایا۔ آپ کے شوہر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے دونوں بیٹے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جب ان چاروں نے جنازہ کو قبر کے کنارے پر رکھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا:

یا قبر اتدری من التی جئنا بها الیک؟ هی فاطمة الزهراء بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و زوجة علی المرتضیٰ و ام الحسن و الحسین رضی اللہ عنہم

اے قبر کیا تو جانتی ہے کہ ہم کس کو لے کر تیرے پاس آئے ہیں؟ یہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زوجہ محترمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کی والدہ محترمہ ہیں۔

اس وقت جنازے میں شریک سب لوگوں نے قبر سے یہ ندا سنی:

ما انا موضع حسب و نسب و انما انا موضع العمل الصالح فلا ینجو فی الا من کثر خیره و سلم قلبه و خلص عمله

قبر نے یہ کہا کہ میں حسب ونسب کی جگہ نہیں ہوں بلکہ میں عمل صالح کی جگہ ہوں میرے اندر وہی نجات حاصل کرتا ہے جس کے پاس نیکیاں بہت زیادہ ہوں۔ دل اس کا پاک ہو ہر قسم کی برائی سے اور اس کا عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔

﴿مشکوٰۃ الانوار﴾

عذاب قبر سے بچانے والی چار چیزیں:

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

من اراد ان ینجو من عذاب القبر فعلیه ان یلازم اربعة اشیاء و یجتنب اربعة اشیاء

جو شخص عذاب قبر سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر چار چیزوں کو اختیار کرنا اور چار چیزوں سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔

فاما التی یلزم ان یلازمها فالمحا فظة علی الصلوٰة و الصدقة و قرآة القرآن و کثرة التسبیح فانها تضیئی القبر و توسعه

جن چار چیزوں کو اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) نماز کی پابندی کرنا، (۲) صدقہ دینا، (۳) قرآن کی تلاوت کرنا، (۴) تسبیح کثرت سے پڑھنا کیونکہ یہ قبر کو روشن اور کشادہ کرتی ہے۔

فاما التی یلزم الا جتناب عنها فالکذب و الخیانة و النمیمة و البول قائما .

اور چار چیزیں جن سے اجتناب کرنا لازمی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) جھوٹ بولنا، (۲) خیانت کرنا، (۳) چغل خوری سے بچنا، (۴) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ کیونکہ نبی کریم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

استز هوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه

کہ اپنے آپ کو پیشاب سے بچاؤ کیونکہ قبر کا عام عذاب اسی سے ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ الانوار)

عذاب کس کو ہوگا؟

بدن اور روح میں سے عذاب کس کو ہوتا ہے اس بارے میں چند اقوال ہیں:

(۱) بعض علماء نے کہا کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے، بدن کو نہیں ہوتا۔

(۲) بعض نے اس کے برعکس کہا کہ عذاب جسم کو ہوتا ہے نہ کہ روح کو۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

سوال: کسی نے کہا کہ جب جسم سے روح نکل گئی تو اس جسم کو عذاب دینے سے کیا ہوگا جب روح نہیں تو عذاب سے اس جسم کو کیا ہوگا لہٰذا اسے عذاب دینا بے سود ہے؟

اس سوال کے کئی جواب ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اس جسم میں ایک قسم کی زندگی پیدا فرما دے کہ جس کے ہوتے ہوئے مردے کو تکلیف دینا ممکن ہو اور روح کے واپس لوٹانے کے بغیر وہ نعمتوں کو محسوس کر سکے تاکہ دوبارہ روح کو نکالنے کی نوبت نہ آئے۔

(۲) بعض علماء نے کہا کہ مرنے کے بعد دوبارہ اس کی روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ وہ پہلے دنیا میں اس کے اندر موجود تھی، مردے کو بٹھا دیا جائے اور

سوال کرلیا جائے۔

(۳) بعض کا خیال یہ ہے کہ سوال وجواب صرف روح سے ہوں گے نا کہ جسم سے۔

(۴) بعض نے کہا کہ اس مرنے والے کے جسم میں روح داخل کی جاتی ہے لیکن صرف سینے تک۔

(۵) بعض نے فرمایا کہ روح مردے کے جسم اور کفن کے درمیان ہوتی ہے۔

ان سب اقوال کی تائید آثار سے ہوتی ہے۔ اہل علم کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مردہ قبر میں ثواب وعذاب کے قریب ہوتا ہے اور اس کی کیفیت میں مشغول نہیں ہوتا۔

﴿من شرح العقائد ملخصا﴾

روح جسم سے نکل کر کہاں جاتی ہے؟

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ارواح اپنے اپنے اجسام سے نکل کر کہاں جاتی ہیں تو آپ نے فرمایا: سات جگہوں میں۔

(۱) تمام انبیاء اور رسولوں کی ارواح کا ٹھکانہ جنت عدن ہے۔

(۲) علماء کی ارواح کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

(۳) جو سعادت مند لوگ ہیں، ان کی ارواح کا ٹھکانہ جنت علیین ہے۔

(۴) شہداء کی ارواح پرندوں کی طرح جنت میں جہاں چاہتی ہیں اڑتی رہتی ہیں۔

(۵) گنہگار ایمانداروں کی روحیں فضا میں معلق رہتی ہیں، قیامت کے دن تک وہ نہ زمین میں ہوں گی اور نہ آسمانوں میں۔

(۶) مومنین کی اولاد کی روحیں کستوری کے پہاڑ میں رہتی ہیں۔

(۷) کفار کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں، ان کی ارواح کو ان کے جسموں سمیت قیامت کے دن تک عذاب دیا جائے گا۔

(۸) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

کلا ان کتاب الفجار لفی سجین

''یعنی اعمال نامہ بدکاروں (کافروں) کا سجین میں ہے۔''

سچ یہ ہے کہ اصل حال کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہر حالت میں اس کی حمد ہے سوائے کفر اور گمراہی کے وہ بے مثل اور وحدہ لاشریک ہے۔

اے انسان! تجھ پر لازم ہے اس کے ہر حکم پر عمل کرنا وہ مثل سے پاک ہے۔ اے عزت وجلال والے رب! تو ہماری خطاؤں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔ (آمین)

قیامت کے دن مخلوق کی کیا حالت ہوگی:

مخلوق جب قبروں سے اٹھے گی، تو قیامت کے دن جن جگہوں سے مخلوق اٹھے گی تو وہ انہی جگہوں پر چالیس سال تک کھڑی رہے گی، نہ کھائے گی، نہ پئے گی، نہ وہ سارے کے سارے بیٹھیں گے اور نہ کلام کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی پہچان:

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان امتی یوم القیامة غیر محجلون من آثار الوضوء

بے شک میری امت قیامت کے دن پنج کلیانی ہوگی یعنی وضو کے آثار کی وجہ سے ان کے پانچ اعضاء (چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) چمکتے ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا مومنین کی قبروں کے سرہانے فرشتے آجائیں گے۔ ان کے سروں سے مٹی کو صاف کریں گے، ان کے جسموں سے مٹی کو جھاڑیں گے، سوائے سجدہ کی جگہ کے۔

جب فرشتے سجدہ کی جگہوں سے مٹی کو جھاڑیں گے تو وہ صاف نہیں ہوگی اس دوران ایک ندا دینے والا ندا دے گا:

یا ملائکتی لیس ذلک تراب قبور هم انما هو تراب محاریبهم دعوا ما علیهم حتی یعبروا الصراط و یدخلوا

الجنة حتی ان کل من ینظر الیهم یعلم انهم خدامی و عبادی

اے میرے فرشتو! یہ ان کی قبروں کی مٹی نہیں ہے بلکہ یہ ان محرابوں کی مٹی ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ پل صراط کو عبور کر لیں اور جنت میں داخل ہو جائیں یہاں تک کہ جو شخص بھی ان کو دیکھے وہ پہچان لے کہ یہ میرے خادم اور بندے ہیں۔

روزہ دار جب قبروں سے اٹھیں گے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا جو لوگ قبروں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ رضوان فرشتے کو حکم دے گا کہ

انی قد اخرجت الصائمین من قبور هم جائعین عطشی فا ستقبلهم بشهو اتهم فی الجنان

میں نے روزہ داروں کو ان کی قبروں سے بہشت کی طرف نکالا، بھوکے پیاسے ہیں تو ان کو بہشت کی طرف لے جا کیونکہ یہ لوگ دل و جان سے بہشت کی تمنا رکھتے تھے۔

فصیح رضوان ایها الغلمان و یا ایها الوالدان الذین لم یبلغوا الحلم تعالوا فیأتون بطباق من نور و یجتمعون عند رضوان اکثر من عدد التراب و اقطار الامطار و کواکب السماء وا وراق الاشجار بالفا کهة الکثیرة والا طعمة النفیسة والا شربة اللزیزة فیلقونهم و یعظمونهم من ذلک و یقال لهم (کلوا و اشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة) آلایة

رضوان بہشت کا دربان پکار اٹھے گا: اے غلمان، اے چھوٹے بچو! آؤ یہ آواز سن کر وہ لڑکے بکثرت جمع ہو جائیں گے اور مٹی کے ذروں بارش کے قطروں، آسمان کے ستاروں اور درخت کے پتوں کی تعداد کے مطابق نور کے طشت میں رکھ کر نہایت

عمدہ عمدہ میوے لطیف ونفیس کھانے اور خوشبودار شربت لے کر رضوان بہشت کے پاس حاضر ہو جائیں گے، تب ان کو کھول کر یہ لڑکے روزہ داروں کو ملیں گے اور سب چیزیں ان کو کھلائیں گے اور ان روزہ داروں کو کہا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یعنی تم کھاؤ اور پیو بدلہ اس کا جو تم گزشتہ دنوں میں تمام کر رکھتے تھے۔''

تین گروہ سے فرشتے مصافحہ کریں گے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثلا ثة نفرتصا فهم الملئكة يوم يخر جون من قبور هم:
الشهداء والقائمون شهر رمضان و الصائمون يوم عرفة

تین گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو فرشتے ان کے ساتھ مصافحہ کریں گے:

(۱) شہداء، (۲) رمضان کے مہینہ میں قیام کرنے والے، (۳) عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے۔

یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا ثواب:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

(يا عائشة ان في الجنة قصوراً من در و ياقوت و زبرجد و ذهب و فضة قلت يا رسول الله ﷺ لمن هذا؟ قال لمن صام يوم عرفة)

(يا عائشة ان احب الايام الى الله يوم الجمعة و يوم عرفة لما فيهما من الرحمة و ان ابغض الايام الى ابليس يوم الجمعة و يوم عرفة)

(يا عائشة من اصبح صائما يوم عرفة فتح الله له ثلا ثين بابا من الخير و اغلق عنه ثلا ثين باباً من الشر فاذا افطر و شرب الماء يستغفرله كل عرق في جسده و يقول اللهم ارحمه الى طلوع الفجر)

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! بے شک جنت میں موتی، یاقوت، زبرجد، سونا اور چاندی کے محلات ہیں: ام المومنین فرماتیں ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ محلات کس کیلئے ہیں؟ آقا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ محلات اس شخص کیلئے جو عرفہ کے دن روزہ رکھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دن جمعہ اور عرفہ کا دن ہے کیونکہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے جبکہ شیطان کے نزدیک تمام دنوں سے ناپسندہ دن جمعہ اور عرفہ کا دن ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جس شخص نے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی حالت میں صبح کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے بھلائی کے تیس دروازے کھول دیتا ہے جبکہ اس پر تیس شر کے دروازے بند کر دیتا ہے جب عرفہ کے دن روزہ رکھنے والا روزہ افطار کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس کے جسم کی ہر رگ اس کیلئے بخشش طلب کرتی ہے اور ساتھ ہی یہ کہتی ہے: یا اللہ طلوع فجر تک تو اس پر رحم فرما۔

روزہ رکھنے کا مقام:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ روزہ دار جب اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اپنے روزہ کی بو سے پہچانیں جائیں گے، ان کے سامنے قسم قسم کے کھانے اور آبخورے رکھے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کھاؤ کیونکہ تم اس وقت بھوکے رہے جب لوگ سیر ہو کر کھاتے تھے اور تم پیو تم اس وقت پیاسے رہے جب لوگ سیراب ہو کر پیتے تھے اور آرام اور چین میں تھے چنانچہ روزہ رکھنے والے کھائیں گے پیں گے اور آرام میں رہیں گے جب کہ لوگ حساب و کتاب میں ہوں گے۔

کون لوگ قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے؟

حدیث شریف میں ہے: کہ دس خوش نصیب لوگ اپنی اپنی قبروں میں بوسیدہ نہیں ہوں گے:

(۱) نبی، (۲) غازی، (۳) عالم، (۴) شہید، (۵) حافظ قرآن، (۶) مؤذن، (۷) عورت جب نفاس کی حالت میں مرجائے، (۸) جسے ظلماً قتل کیا جائے، (۹) جو شخص جمعہ کی رات کو مرجائے، (۱۰) اور جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے۔

قیامت کے دن سب ننگے ہوں گے:

حدیث پاک میں ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے ننگے بدن پیدا ہوئے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مرد اور عورتیں بھی ننگی ہوں گی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے افسوس ان میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوقحافہ کے بیٹے کی بیٹی! لوگوں کو اس دن دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا ان کی نظریں آسمان کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہوں گی، چالیس سال تک کھڑے رہیں گے، نہ کھائیں گے، نہ پئیں گے اور پسینے کے اندر شرابور ہوں گے، بعض لوگوں کے پاؤں تک پسینہ ہوگا کچھ کی پنڈلیوں تک پسینہ ہوگا، بعض کے پیٹ تک پسینہ ہوگا، بعض سینہ تک پسینہ میں غرق ہوں گے، اس قدر پسینہ لوگوں کے اس مقام پر ٹھہرنے کی وجہ سے ہوگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس دن کسی شخص کے جسم پر لباس ہوگا کہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان خوش نصیب لوگوں کے جسموں پر قیامت کے دن لباس ہوگا:

(۱)　انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت،

(۲)　رجب، شعبان اور رمضان کے مسلسل روزے رکھنے والے،

قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے، سوائے انبیاء کرام اور ان کے اہل بیت کے رجب اور شعبان کے روزے رکھنے والے لوگ سیر ہوں گے نہ ان کو بھوک ہوگی اور نہ پیاس، ان سب کو محشر کی طرف اکٹھا کرنے کیلئے بلایا جائے گا اور یہ محشر بیت المقدس کے قریب ساہرہ نام کی جگہ میں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهره

''کہ وہ ایک ہی توبیخ سے ساہرہ میں ہوں گے۔''

﴿الاحزاب﴾

قیامت کے دن صفوں کی تعداد اور طول وعرض:

میدان قیامت میں ایک سو بیس صفیں ہوں گی ہر صف کی طوالت چالیس ہزار برس کی مسافت کے برابر جبکہ ہر صف کی چوڑائی بیس ہزار برس کی مسافت کے برابر ہوگی، ان میں تین صفیں مومنوں کی ہوں گی اور باقی سب کافروں کی ہوں گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان امتي مائة و عشرون صفا و هذا هو الاصح

''بے شک میری امت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور یہی صحیح روایت ہے۔''

مومنوں اور کافروں کی علامت:

قیامت کے دن مومنوں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سفید ہوں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔

کافروں کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور شیطانوں کے ساتھ ملا کر جکڑے جائیں گے۔

﴿دقائق الاخبار، امام غزالی﴾

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۴۰

احوال قیامت

یا ایھا الناس اتقو ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شی عظیم

ترجمہ: ''اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑا عظیم ہے۔''

بغیر درود پڑھے مجلس سے چلے جانا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حدیث: **عن جاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما جلس قوم مجلسا ثم تفرقوا علی غیر صلوٰۃ علی الا تفرقوا علی انتن من ریح الجفۃ**

جب کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھی ہے اور مجھ پر درود بھیجنے کے اٹھ کر چلی جاتی ہے تو جب وہ جدا ہوتے ہیں تو ان کی بدبو مردار کی بدبو سے زیادہ ہوتی ہے۔

جنت کا راستہ بھول گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وعن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہ قال علیہ السلام من نسی الصلوٰۃ علی نسی طریق الجنۃ

جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا وہ شخص جنت کی راہ بھول گیا۔

قرب قیامت میں صرف اسلام نام رہ جائے گا:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں پر اس وقت اسلام نہ رہے گا۔ فقط اسلام کا نام رہ جائے گا۔ لیکن دین ختم ہو جائے گا اور اس کی علامتیں رہ جائیں گی۔ اسی طرح قرآن شریف کا مسجدوں میں درس دیا کریں گے اور اللہ کی مسجدیں اللہ کے ذکر سے خراب ہوں گی کیونکہ اس زمانے کے برے لوگ علماء ہی ہوں گے اور فتنہ برپا کرنے والے ہوں گے اور یہ علامتیں قیامت کی ہیں۔

قیامت کی علامات:

حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہماری گفتگو کے دوران سرکار مدینہ علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ہماری گفتگو کے بارے میں ہم سے پوچھا تو ہم نے جواب دیا کہ ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جب تک دس علامتیں ظاہر نہ ہو جائیں قیامت نہیں آئے گی: (۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، (۶) یاجوج و ماجوج کا نکلنا، (تین جگہوں سے زمین کا دھنس جانا)، (۷) ایک مشرق میں، (۸) ایک مغرب میں، (۹) اور تیسرا عرب کے جزیرے میں، (۱۰) اور آخر میں یمن کے ملک سے آگ نکلے گی جو تمام لوگوں کو میدان قیامت کی طرف لے جائے گی۔

قیامت کی نشانیاں:

(۱) دجال ایک بہت بڑی بلا ہے جس کی کوئی مثل نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ایسے کام دکھائے گا جس عقل کا ماننا محال ہے۔ وہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی پیشانی پر یہ حروف لکھیں ہوں گے: "ک ف ر"۔

یملا اله خان بین المشرق والمغرب و یبقیٰ مقداز اربعین یوماً یکون المؤمن ممسوس الذکامی والکافر کاالسکران یخرج من انومنهم واذا نهم وادبارهم

(۲) مشرق سے مغرب تک دھواں پھیل جائے گا، یہ دھواں چالیس دن تک رہے گا اور مومنین زکام والوں کی مثل معلوم ہوں گے اور کافر مست و بے ہوش کی طرح ہوں گے، دھواں کافروں کے ناک اور کان سے نکلے گا۔

(۳) دابۃ الارض مکہ معظمہ میں مقام صفا کے قریب سے ظاہر ہوگا اور فصیح زبان سے گفتگو کرے گا اور زمین پر نہایت عدل و انصاف کرے گا اور اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی جس وقت وہ عصا مومنوں کی پیشانی پر لگائے گا تو لکھا ہوا نظر آئے گا یہ مومن ہے اور جب انگوٹھی کافروں کی پیشانی پر لگائے گا تو لکھا ہوا نظر آئے گا یہ کافر ہے۔

(۴) ایک روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام کے منارۂ بیضاء پر اتریں گے۔ دجال آپ کے ہاتھ سے قتل ہوگا اگر آپ (علیہ السلام) اس کو قتل نہ بھی کریں تو وہ نمک کی طرح پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل فرمائیں گے۔

(۵) ایک روایت میں آتا ہے کہ یاجوج و ماجوج دو قسم کے ہیں۔ ایک چھوٹے دوسرے بڑے اور یہ دونوں قسمیں موجود ہیں۔ سکندر ذوالقرنین نے جو دیوار اژدہات کی بنوائی تھی جس کو سد سکندری کہتے ہیں۔ یاجوج ماجوج اس دیوار کے پیچھے بند ہیں۔ باہر نہیں نکل سکتے جب خندق خروج کا وقت قریب آئے گا دونوں کی اولاد بے حد اور بے شمار نکلے گی اور سب دریاؤں اور ندیوں کا پانی پہاڑوں اور میدانوں کے درخت کھا پی جائیں گے۔ یہاں تک کہ دریائے طبریہ میں ایک قطرہ پانی کا نہ چھوڑے گے۔

قیامت کی مزید نشانیاں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی کئی نشانیاں ہیں: بازاروں میں کھوئے پن کی وجہ سے خرید و فروخت نہ ہونا اور برسات کم ہوگی، غلہ کم پیدا ہوگا، لوگ ایک دوسرے کی بہت غیبت کریں گے اور سود خوری بہت ہوگی اور حرام کام زیادہ ہوں

گے۔ مالداروں کی بڑی تعظیم وتوقیر ہوگی اور مسجدوں میں فاسق و بدمعاش لوگ نمازی ہوں گے اور بے دین اور ناحق شناس اہل حق اور دینداروں پر غالب ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جس وقت لوگ مال غنیمت کو اپنی وراثت سمجھیں گے اور امانت کو مال غنیمت سمجھیں اور مال زکوٰۃ جس کا ادا کرنا فرض ہے اس کو ادا کرنا قرض سمجھیں گے اور ادا نہ کریں گے اور دین سیکھنے کی غرض سے علم نہ پڑھیں گے بلکہ محض دنیا اور دکھاوے کیلئے علم سیکھیں گے اور اپنی بیوی کی بات مانیں اور اپنی ماں کی نافرمانی کریں گے۔ دوستوں کو اپنا اور باپ کو بیگانہ سمجھیں گے۔ مسجدوں میں شور شرابہ کریں گے اور قوم کے بچے فاسق، سردار اور رئیس ہوں گے جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعظیم ہے اس کی تعظیم نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ ڈریں گے۔ یہ علامتیں قیامت کی ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم کے منتظر ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تو صور کو بھی پیدا کیا۔ صور کے گیارہ دائرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صور حضرت اسرائیل رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام صور کو اپنے منہ میں رکھ کر عرش معلیٰ کی طرف دیکھ رہے ہیں، خدا کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں کہ کس وقت اس کو پھونکنے کیلئے اللہ تعالیٰ حکم دے۔

صور کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صور کیا چیز ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہت بڑے بیل کے سینگ کی طرح کا ہے۔ اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنایا۔ صور کے ہر دائرے کی لمبائی چورائی زمین و آسمان کے برابر ہے اور صور تین بار پھونکا جائے گا۔ ایک بار گھبراہٹ اور ڈر کیلئے اور ایک دفعہ

بے ہوشی کیلئے پھونکا جائے گا اور ایک دفعہ بے ہوشی اور غشی سے اٹھنے کیلئے پھونکا جائے گا جب اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دے گا تو وہ صور پھونکیں گے اور جو چیز زمین وآسمان میں ہیں سب ڈر جائیں گے، گھبرا جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

و یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموت ومن فی الارض

ترجمہ: اور جس دن صور پھونکا جائے گا جو چیزیں زمین آسمان میں ہیں ڈر جائیں گی اور ہر دودھ پلانے والی جس کو دودھ پلاتی تھی، اس کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنے حمل کو پھینک دے گی۔

اور لڑکے ڈر کی وجہ سے بوڑھے ہو جائیں گے جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے سب مر جائیں گے۔

ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت، ملائکہ اور حاملان عرش معلیٰ باقی رہ جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت کو حکم دے گا کہ ان کی جان قبض کر لو پھر ملک الموت ان کی روح کو قبض کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری مخلوق میں اب کون باقی ہے؟ تو ملک الموت عرض کریں گے اب صرف بندہ ناتواں ملک الموت باقی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ملک الموت! تو نے میرا قول نہیں سنا: "کل نفس ذائقة الموت" یعنی ہر شے نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت کی بھی موت:

پھر اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ملک الموت اپنی روح کو قبض کر پھر ملک الموت دوزخ اور جنت کے درمیان ایک جگہ ہے اس پر آکر اپنی روح قبض کریں گے اور ایسا سخت چلائیں گے کہ اگر مخلوقات زندہ ہوتی تو ان کی چیخ سن کر مر جاتیں۔ اس وقت ملک الموت کہیں گے کہ اگر مجھ کو پہلے معلوم ہوتا کہ جان کنی کے وقت یا روح قبض کرتے وقت اس قدر تکلیف اور شدت ہوتی ہے تو مومنوں کی ارواح کو نہایت نرمی کے ساتھ

قبض کرتا پھر ملک الموت مرجائیں گے اور کوئی شے مخلوقات سے باقی نہیں رہے گی پھر چالیس سال تک زمین خراب اور ویران رہے گی۔

آج کس کی بادشاہی ہے:

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے دنیا ذلیل اب کہاں ہیں بادشاہ کہاں ہیں تیرے بیٹے اور کہاں ہیں سرکش متکبر اور نافرماں ظالم کہاں ہیں وہ لوگ جو رزق میرا کھاتے تھے اور پوجا پرتش غیروں کی کرتے تھے۔

لمن الملک الیوم فلم یوجد احد یجینه فجیب بنفیه ویقول

ترجمہ: آج کس کا ملک ہے اور کون بادشاہ ہے اس وقت کوئی نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو جواب دے پھر رب تعالیٰ خود بخود جواب دے گا۔

للہ الواحد القهار

ترجمہ: آج ملک خاص اللہ وحدہ لاشریک اور قہار اور جبار کیلئے ہے کوئی دوسرا اس کے ملک کا بادشاہ اور مالک نہیں ہے۔

ریح عقیم:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ریح عقیم کو جس نے قوم عاد کو ہلاک اور تباہ کیا تھا اس مقداد میں بھیجے گا ایک سوئی کے سوراخ سے نکل سکے وہ ہوا ساری زمین پر نہ کوئی پہاڑ چھوڑے گی نہ کوئی پہاڑ کو چھوڑنے دے گی، سب کو گرا کر صاف کرے گی، بالکل چمڑے کی طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا تری فیها عوجاً ولا امتا

ترجمہ: نہ نظر آئے گا تجھے اس میں کوئی موڑ اور نہ کوئی ٹیلا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمانوں کو حکم دے گا اور چالیس روز تک آسمان سے کوئی آدمی منی جیسا پانی برستا رہے گا۔ پانی کی اس طرح طغیانی ہوگی کہ بارہ بارہ گز کے مقدار ہر چیز پر پانی ہو جائے گا۔ پھر زمین سے اگے گی جیسا کہ سبزی ترکاری اگلتی ہے۔ یہاں تک کہ بدن آدمیوں کے کامل اور برابر ہو جائیں گے جیسے پہلے تھے۔

فرشتوں کا زندہ ہونا:

پھر اللہ تعالیٰ حاملان عرش معلیٰ کو زندہ کرے گا اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام کو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے جلوہ گری:

اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم دے کہ ان کو نشان دے براق تاج اور جوڑے عزت اور تعظیم کے پس ملائکہ کھڑے ہوں گے زمین و آسمان میں اور جبرئیل علیہ السلام کہیں گے: اے زمین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کہاں ہے؟ زمین کہے گی: قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس نے تجھ کو برحق بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اریح عقیم کو مجھ پر بھیجا تھا اور مجھے ریزہ ریزہ کر دیا اور میں نہیں جانتی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کہاں ہے؟ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے ایک نورانی ستون آسمان کے کنارے تک بلند ہوگا۔ اس نشانی کی وجہ سے جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو پہچان لیں گے، تمام لوگ قبر شریف پر جائیں گے۔ اچانک قبر انور حرکت کرے گی اور زمین پھٹ جائے گی تو شافع محشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے نکل کھڑے ہوں گے اور اپنے سر انور سے مٹی کو صاف کریں گے، دائیں بائیں آپ دیکھیں گے لیکن آپ کو کوئی چیز نظر نہیں آئے گی پھر اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل امین علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دیکھیں گے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس دن کے بارے میں پوچھیں گے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جواباً عرض کریں گے: یہ دن حسرت اور افسوس کا دن ہے یہ قیامت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا دن ہے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیں گے۔ شاید تم میری امت کو جہنم کے کنارے پر چھوڑ کر مجھے بتانے آئے ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے معاذ اللہ! اللہ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کسی کی قبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شق نہیں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر انور پر تاج سجا کر چادر

اوڑھ کر اور براق پر سوار ہو کر پوچھیں گے اے جبرئیل علیہ السلام! میرے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ تو اچانک یہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک فرشتہ کئی جوڑے اور بہت سے براق لے کر آئیں گے وہ ان تمام جوڑوں کو پہن کر اور براقوں پر سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں سر رکھ دیں گے اور امتی امتی پکاریں گے۔ اسی لمحے اللہ تعالیٰ کی طرف حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم پر عمل کریں گے تو تمام روحیں شہد کی مکھی کی طرح نمودار ہوں گی اور زمین آسمان ان سے بھر جائیں گے اور تمام کی تمام روحیں سارے اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی:

ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیام ینظرون

پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔

محشر میں امت محمدیہ کی بارہ قسمیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اللہ کے قول

یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاً

کے بارے میں آگاہ فرمائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے کپڑے تر ہو گئے اور فرمانے لگے اے معاذ! تو نے بہت بڑی چیز کے بارے میں پوچھا ہے، روز حشر میں میری امت کے بارہ میں گروہ ہوں گے ایک ٹولہ جب اپنی قبروں سے نکلے گا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکارنے والا یہ آواز دے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے ہمسائیوں اور پڑوسیوں کو تکلیف دیا کرتے تھے، ان کی یہی سزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اعلان فرماتا ہے:

والجار ذی القربی والجار الجنب

قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی۔

(الثانی) یحشرون من قبورھم علی صورۃ الجنازیر، فینادی المنادی من قبل الرحمٰن ھؤلاء الذین یتھاونون بالصلوٰۃ

اور دوسرے گروہ کی شکلیں صورجیسی ہوں گی اور پکارنے والا پکارے گا یہ نماز میں سستی اور غفلت کرنے والے لوگ ہیں جس طرح اللہ فرماتا ہے:

فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون

ترجمہ: ان نمازیوں کیلئے بربادی ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

تیسرے گروہ کے پیٹ پہاڑ کی طرح ہوں گے اور ان پیٹوں میں سانپ او بچھو وغیرہ ہوں گے۔ ایک طرف اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارے گا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادانہیں کرتے تھے یہی ان کی سزا ہے اور ان کی جگہ دوزخ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ

ترجمہ: وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے تھے اور (اپنے مالوں میں سے زکوٰہ ادانہیں کرتے تھے۔

چوتھا گروہ جب قبروں سے نکلے گا تو ان کے منہ سے خون بہہ رہا ہوں گا او ایک اللہ کی طرف سے پکارنے ذالا پکارے گا: کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو تھوڑی سی قیمت میں بیچ ڈالا کرتے تھے۔

پانچواں ٹولہ ان لوگوں کا ہوگا جب وہ قبروں سے نکلیں گے تو ان کے جسم پھولے ہوئے ہوں گے اور مردار سے بھی زیادہ ان کے جسم سے بدبو آئے گی پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا: یہ پوشیدہ گناہ کرنے والے لوگ ہیں اور ان کے دلوں میں خوف خدا نہیں ہوتا تھا ان کی یہی سزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ

ترجمہ: لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔

چھٹا گروہ جب قبروں سے اٹھے گا تو ان کے گلے کٹے ہوئے ہوں گے اور پکارنے والا آواز دے گا یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں یہی ان کی سزا ہے اور ان کے رہنے کی جگہ دوزخ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

والذین لا یشهدون الزور ترجمہ: اور یہ لوگ جھوٹی دیتے تھے۔

ساتواں گروہ جب اپنی قبروں سے اٹھے گا تو وہ اپنی زبانوں سے محروم ہوں گے ان کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا تو اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر سچی گواہی نہیں دیتے تھے۔ اور یہی ان کی سزا ہے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

و لا تکتموا الشهادة و من یکتمها فانه آثم قلبه

ترجمہ: اور گواہی مت چھپاؤ اور جو بھی گواہی چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے۔

آٹھواں گروہ جب قبروں سے نکلے گا ان کے سر اوندھے اور ان کے پاؤں سر پر ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی کرنے والا آواز دے گا: یہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور توبہ کیے بغیر اس دنیا سے چلے گئے یہی ان کی سزا ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربر الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا

ترجمہ: زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ یہ برائی ہے اور برا راستہ ہے۔

جب نواں گروہ اپنی قبروں سے نمودار ہوگا ان کا منہ کالا اور ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور ان کے پیٹ میں آگ بھری ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز دینے والا آواز دے گا: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھایا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیراً

ترجمہ: جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور آخرت میں ان کے پیٹ کو آگ سے بھر دیا جائے گا۔

دسواں ٹولہ جذام اور برص میں مبتلا لوگوں کا ہوگا۔ اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا: یہ لوگ اپنے ماں باپ کو ناراض اور پریشان رکھتے تھے اور ان کی نافرمانی کرتے تھے اور اللہ کے حکم پر عمل نہیں کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وبالوالدین احسانا ترجمہ: ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

گیارہواں طبقہ اپنی قبروں سے اندھا ہو کر اٹھے گا ان کے دانت بیل کے سینگ کی مانند ہوں گے ان کے ہونٹ سینے پر لٹکتے ہوں گے ان کی زبانیں پیٹ اور ان کی رانوں پر لٹک رہی ہوں گی اور اسی لمحے ان کے پیٹ سے پیشاب بھی نکل رہا ہوگا تو اسی دوران اللہ کی طرف سے پکارنے والا پکارے گا یہ کہ شرابی لوگ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما الخمر و المیسر والانصاب والا زلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ

ترجمہ: یہ شراب اور جوا، اور بت اور جوئے تیرے سب ناپاک ہیں۔ یہ شیطان کی کارستانیاں ہیں، بچو تم ان سے۔

بارہواں گروہ اپنی قبروں سے نکلے گا تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور پل صراط سے بجلی کی طرح عبور کر جائیں گے تو اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا: یہ نیک عمل کرنے والے لوگ ہیں اور گناہوں سے پرہیز کرنے والے لوگ ہیں اور پانچوں وقت کی نماز کی حفاظت کیا کرتے تھے اور ان کا خاتمہ توبہ پر ہوا، ان کی جزا جنت ہے اور ان کیلئے اللہ کی مغفرت رحمت اور خوشنودی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ان الا تخافوا والا تحزنوا

ترجمہ: مت ڈرو اور مت غم کرو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۴۱

عاجزی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وعبا الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هوناً و اذا خاطبهم الجاهلون قالو اسلماً

ترجمہ: اللہ کے بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کرتے ہیں۔

جہنمی کون:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ شخص آگ میں داخل ہوگا۔

درود شریف پڑھنے کا شرعی حکم:

جب نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے اور ہر وقت درود پاک پڑھنا واجب ہے اور یہ امام طحاوی کے نزدیک ہے اور کچھ علماء کے نزدیک ایک مجلس میں ایک مرتبہ درود بھیجنا کافی ہے اگرچہ بار بار نبی کریم ﷺ کا نام لیا جائے جس طرح سجدہ تلاوت والے کیلئے بھی یہی حکم ہے اور چھینک کے جواب دینے والے کا یہی حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور افضل یہی ہے جب بھی نام لیا جائے تو ہر مرتبہ درود پاک پڑھا جائے۔

عاجزی کی فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ہر

شخص کے سر میں دو زنجیریں ہیں، ایک ساتویں آسمان کی طرف اور دوسری ساتویں زمین کی طرف اگر انسان عاجزی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی زنجیر کے بدلے اٹھا لیتا ہے جو ساتویں آسمان کی طرف ہے اگر انسان غرور و تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس زنجیر کے ذریعے جھکا دیتا ہے جو ساتویں زمین کی طرف ہے۔

کبریائی اللہ کیلئے ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کبریائی میری چادر ہے عظمت و بزرگی میرا کرتہ ہے۔ تکبر اور بزرگی میری صفت ہے۔ کبریائی میری چادر ہے جو تکبر کرے اور عظمت اور بڑائی کا اظہار کرے جو شخص ان دو چیزوں کے بارے میں میرے ساتھ جھگڑا کرے میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

میدان حشر میں متکبر کا حال:

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متکبر لوگ قیامت کے روز چیونٹی کی شکل میں آئیں گے انہیں ذلیل کیا جائے گا اور اہل محشر ان کو اپنے پاؤں تلے کچلیں گے، ہر طرف سے انہیں ذلت ہوگی اور انہیں جہنم کے ایک قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا اور اس ٹھکانہ کا نام بوس اور ان پر آگ کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے اور خبال کا عرق ان کو پلا دیا جائے گا اور خبال ایک جگہ ہے جہاں پر دوزخ کے سردار جمع ہوتے ہیں۔

تین محروم شخص:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ گفتگو کرنے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی دوسرا جھوٹا بادشاہ تیسرا اہل و عیال والا متکبر انسان۔

تکبر اور عاجزی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

روی عن النبی ﷺ انه قال من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبیر

جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

کیونکہ غرور اور تکبر بندے اور جنت کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اسی طرح مومن لوگوں کے اخلاق کے درمیان بھی رکاوٹ بن جاتا ہے اور مومنوں کا اخلاق ہی جنت کا دروازہ ہے۔

مسلمان کے جھوٹے میں برکت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من التوا من ان یشرت الرجل من سور اخیه وما شرب اجل من سور اخیه الاکتب له سبعون حسنة و محیت عنه سبعون سیة ورفعت درجة فی اعلیٰ عیین.

یہ چیز بھی عاجزی میں شامل ہے۔ آدمی اپنے بھائی کا جھوٹا پیئے اور کھائے جو آدمی بھی اپنے بھائی کا جھوٹا کھاتا اور پیتا ہے اس کیلئے ستر (۷۰) نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور ستر (۷۰) برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اس کا مرتبہ اعلیٰ علیین میں بلند کیا جاتا ہے۔

تکبر سے پاک ہونے کا نسخہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا میں تمہیں وہ عادت سکھاتا ہوں وہ جس شخص میں بھی پائی جائیں وہ متکبر نہیں ہوتا۔ اپنے ہاتھ سے ایک بکری کا دودھ دوہنا گدھے پر سوار کھدر کے کپڑے پہننا، غریب ایمان والوں کے ساتھ بیٹھنا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھانا، ان تمام کاموں کے کرنے سے بندہ متکبر نہیں ہوتا ہے بلکہ عاجزی اور انکساری کا نمونہ بن جاتا ہے۔

عاجزی کی بنیاد:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: کہ عاجزی کی بنیاد تین

چیزیں ہیں، (۱) جو مسلمان تجھے ملے تو تو سلام کرنے میں پہل کرے خواہ تو اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، (۲) مجلس میں بیٹھنے والے لوگوں سے اچھی گفتگو کر خواہ وہ حقیر وغریب ہی کیوں نہ ہوں، (۳) اور اپنے سامنے تو اپنے تقویٰ اور نیکی کے ذکر کو برا خیال کر۔

تکبر سے پاک:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ

مروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من خصف نعله و رفع ثوبه و غیر وجهه لله فی السجود فقد بری من الکبر.

ترجمہ: جو شخص اپنے جوتے کو پیوند لگائے کپڑے کی سلائی کرے اور اس کی پیشانی مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے مٹی سے بھر جائے تو ایسا شخص تکبر اور برائی سے پاک وصاف ہے۔

فتح شام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاجزی:

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام کی فتح ہو جانے کے بعد ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اس کے درمیان سواری کی باری مقرر فرمائی، اس طرح کہ ایک مرتبہ سوار ہوتے تھے اور آپ کا غلام اونٹنی کی مہار پکڑتا تھا اور تین میل تک چلتا تھا پھر آپ اتر جاتے اور غلام سوار ہو جاتا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ لیتے تھے اور تین میل تک ہی کام سرانجام دیتے تھے سارا سفر اسی طرح جاری رہا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ لی اچانک راستے میں پانی آ گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی اور اپنے جوتے اپنی بغل میں لے لیے اور پانی میں سفر طے کرنا شروع کر دیا اتنے میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جو شام کے امیر تھے اور عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے آ پہنچے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! شام کے رئیس اور امیر آپ کے

استقبال اور ملاقات کیلئے آ رہے ہیں اور مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے بزرگی عطا فرمائی ہے لوگوں کی باتوں کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

انسان کی اصلیت:

روایات میں آتا ہے کہ مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مہلب کو اپنے مکان کے صحن میں فخر سے ٹہلتا ہوا دیکھا مطرف نے اس سے کہا اے خدا کے بندے! اللہ جل شانہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی چال ناپسند ہے تو مہلب نے اس سے کہا کیا تو مجھے نہیں جانتا میں کون ہوں تو حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں تیری ابتداء ایک منی کا غلیظ قطرہ ہے اور تیری انتہاء ایک ناپاک جسم ہے تو ان دونوں کے درمیان نجاست اٹھانے والے کی طرح ہے۔ مہلب نے آپ کی اس نصیحت کر سن کر تکبر و غرور سے چلنا چھوڑ دیا اور توبہ کر لی۔

اللہ کے نزدیک افضل ترین لوگ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجا تو اس وقت ایک گدھے پر سوار تھے تو کسی شخص نے کہا اتر جاؤ کیونکہ یہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کا خلق عاجزی ہے اور ساری مخلوق کے نزدیک ملائکہ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین لوگ ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ایوب انصاری کے گھر:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے جب مدینہ منورہ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں کے امیر و رئیس لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑنے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹنی کے چھوڑنے کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی کہا یہ وہاں ٹھہرے گی جہاں اسے ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا اور اونٹنی لشکر کے آگے چلتی تھی

جب اونٹنی کسی مکان کو چھوڑ کر آگے روانہ ہوتی تھی تو وہ مکان والا پریشان ہو جاتا تھا اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو سرکار دو عالم ﷺ میرے پاس ٹھہرتے جب اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے پہنچی تو وہ اس جگہ پر بیٹھ گئی اور لوگوں نے کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی جگہ سے بھی نہ ہلی اسی دوران جبرئیل امین علیہ السلام پیغام لے کر اترے اور کہنے لگے اسی جگہ قیام فرمایئے کیونکہ اس بندے نے اللہ کیلئے عاجزی کی ہے تب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے دروازہ پر پہنچے تھے تو لوگوں نے اپنے گھروں کو سجا لیا تھا اور کہا تھا سرکار دو عالم ﷺ ہمارے مکان میں قیام کریں گے لیکن حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں سوچا کہ میں ایک غریب انسان ہوں اور اللہ کے نزدک میری قدر و منزلت ایسی کہاں کہ سرکار دو عالم ﷺ میرے گھر تشریف لائیں اور میرے گھر کو منور فرمائیں تو اللہ جل شانہ اسکی عاجزی اور انکساری کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو اس کے گھر میں اتارا۔

دعا کی قبولیت کا راز:

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ اے موسیٰ! کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کلیم کیوں بنایا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! تو ہی بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف دیکھا ہے اور سب سے زیادہ تواضع اور عاجزی تیرے دل میں موجود ہے، اسی وجہ سے میں تجھ سے بغیر کسی واسطہ کے کلام کرتا ہوں۔

بلندی کے اسباب:

روایات میں آتا ہے کہ چھ چیزوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اور انکساری کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے زمانے کے لوگوں سے بلند کر دیا۔

(۱) اور پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پہاڑوں کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ کشتی پر بیٹھنے والے تمام مومن لوگوں کو تمہارے

اوپر اتارنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر تمام پہاڑوں نے تکبر کیا مگر جودی پہاڑ نے عاجزی اور انکساری سے یہ کہا کہ میری ایسی عزت اللہ کے نزدیک کہاں ہے کہ اللہ میرے اوپر نوح علیہ السلام کی کشتی کو اتار دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عاجزی کی وجہ سے اس کا مقام تمام پہاڑوں سے اونچا کر دیا اور وہ کشتی اسی پہاڑ پر ٹھہر گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ہود میں فرماتا ہے: ''واستوت علی الجودی'' اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔

جودی پہاڑ موصل شہر کے قریب ایک جزیرے میں واقع ہے۔ تمام پہاڑوں نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ تو نے جودی پہاڑ کو ہم پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم نے تکبر کیا تھا اور اس نے عاجزی کی تھی اور یہ مجھ پر لازم ہے کہ عاجزی کرنے والے کے حکام کو بڑھاؤ اور تکبر کرنے والے کے مقام کو گھٹاؤں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر وحی بھیجی کہ تم سے میں کسی بندے کے ذریعے بات کروں۔ پہاڑوں نے تکبر کیا اور اپنی بڑائی دکھائی مگر طور سینا نے عاجزی سے دل میں کہا کہ میں کون سی چیز ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسی حقیر چیز سے اپنے بندے کے ذریعے سے بات کی، اس عاجزی کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں تمہارے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک مچھلی نے دل میں عاجزی کرتے ہوئے کہا میں کس لائق ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز کے پیٹ میں اپنے نبی کو رکھنے کیلئے جگہ دے، اللہ تعالیٰ نے اس کی عاجزی کو پسند کیا اور اس کی عزت کو نوازا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے تمام پرندوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میں کسی کے پیٹ میں پینے کی چیز رکھوں۔ تمام پرندوں نے تکبر کیا مگر شہد کی مکھی نے انکساری کی اور اپنے دل میں یہ کہا: میں اس قابل کہاں ہو سکتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر ایسی عمدہ چیز رکھ دے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ عاجزی پسند آئی اور اس کو شہد جیسی نعمت عطا کی۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے

کہا: میں خلیل اللہ ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو کون ہو؟ وہ کہنے لگے: میں کلیم اللہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے: میں مدوح اللہ ہوں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے عرض کیا: میں یتیم ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس عاجزی کلمے کو پسند فرمایا اور آپ کا درجہ پیغمبروں سے بڑھا دیا جس طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولسوف یعطیک ربک فترضی

ترجمہ: تیرا رب تجھے ضرور اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

(۶) جو شخص سجدے اور توحید کے ساتھ اللہ کیلئے عاجزی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا فرماتا ہے اس طرح کہ اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے اور وہ اللہ کے نور نیت پر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصر تشریف لے جانا:

جب اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا۔ آپ نے صحیح سلامت آگ سے نکلنے کے بعد مصر جانے کا ارادہ کیا اور کہنے لگے: **انی ذاھب الی ربی سیھدین** کہ بے شک میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں کہ وہ مجھے ہدایت دے گا۔

حضرت بی بی سارہ علیہا السلام کو بھی اپنے ساتھ لے چلے لوگ آپ سے کہنے لگے کہ مصر میں ایک ظالم بادشاہ ہے اور لوگوں سے ان کی بیویوں کو چھین لیتا ہے اور اس نے اپنے ہر راستے میں اپنا تحصیل دار مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے غیرت والے تھے اور حضرت بی بی سارہ نہایت حسین و جمیل تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ایک صندوق میں بند کر دیا۔ صندوق کو تالا لگا کر اونٹ پر لاد لیا اور مصر کی طرف روانہ ہوئے جب آپ تحصیل داروں کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو ٹھہرنے کو کہا اور صندوق کو کھولنا چاہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکار کیا لیکن انہوں نے نہ چھوڑا اور اپنے مددگاروں کو بلا کر صندوق کھول لیا اور بی بی سارہ کو جو نہایت حسین و جمیل تھیں دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہاری بیوی ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میری بہن ہے۔ وہاں پر موجود لوگوں نے

یہ گمان کیا کہ یہ بادشاہ کے لائق ہوگی۔ بی بی سارہ کو بادشاہ کے پاس لے گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف خواہش سے اپنا ہاتھ بڑھایا خدا کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں دونوں سوکھ گئے۔ بادشاہ نے کہا: بی بی سارہ کو کہ تو جادوگرنی ہے۔ بی بی سارہ نے کہا: میں جادوگرنی نہیں ہوں بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بیوی ہوں۔ انہوں نے تیرے لیے بددعا مانگی ہے۔ اس لیے تیرے ہاتھ پاؤں سوکھ گئے ہیں۔ اب تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور توبہ کرتا کہ تیرے ہاتھ پاؤں ٹھیک ہو جائیں گے تو اس نے توبہ کی اور اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے، جب اس نے حضرت بی بی سارہ کی طرف پھر دیکھا اور صبر وتحمل جاتا رہا پھر اس نے چاہا کے ہاتھ بڑھائے اتنے میں اس کی بینائی جاتی رہی اور وہ اندھا ہو گیا۔ پھر توبہ کی تو خدا کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور بینائی لوٹ آئی پھر تیسری مرتبہ خواہش کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اعضاء خشک کر دیئے۔ یعنی شل ہو گئے۔ پھر صدق دل سے توبہ کی اور بی بی سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس بھیج دیا اور بہت معذرت کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اعضاء کو درست کر دیا اور اس کی صحت اچھی ہو گئی۔

عملی نکتہ:

حضرت بی بی سارہ ایک حسین وجمیل عورت تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ انہیں بہت چاہتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر کے شر سے محفوظ رکھا۔ کسی کو ان تک پہنچنے کی جرأت نہ تھی جس مومن کے دل میں کلمہ طیبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جس دشمن کی یہ جرأت نہیں کہ خلیل اللہ کے دوست کو چھینے تو شیطان کب جرأت کر سکتا ہے۔ اس کو چھین سکے جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ پس قصہ یوں ہے کہ جب بادشاہ اچھا ہوا تو وہ بی بی ہاجرہ کو لے کر آیا اور حضرت بی بی سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردے اٹھا دیئے ہیں، اس لیے میں مطمئن ہوں اور

تمہاری طرف سے مجھ کو تسکین ہے۔

عالم کی عزت کرنے کا اجر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

و عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عنه لمن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکرم عالما فقد اکرم سبعین نبیا و من اکرم متعلما فقد اکرم سبعین شهیدا۔ و من احب العالم الاتکتب علیه خطیئته ایام حیاته

حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عالم کی عزت کی گویا اس نے ستر (۷۰) آدمیوں کی عزت اور جس نے طالب علم کی عزت و توقیر کی اس نے ستر (۷۰) شہیدوں کی عزت کی۔ جس نے عالموں کو اور علم کو دوست رکھا اور عزیز جانا تو اس کے نامۂ اعمال میں زندگی بھر کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

یوم قیامت علماء کا مقام:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

و عن ابی موسیٰ الا تشعری رضی اللہ عنه انه قلل قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یبعث الله العباد یوم القیة ثم یمینر العلماء فیقول یا معشر العلماء. انی لم اضع فیکم علمی الالعلمی بکم، فلم اضع علمی فیکم لا عذبکم انطلقوا فقد غفرت لکم

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو قیامت کے دن اٹھائے گا اور علماء دین کو الگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ علماء سے فرمائے گا کہ میں نے تم کو عذاب میں مبتلا کرنے کیلئے علم نہیں دیا، اس لیے میں نے تمہیں عالم بنایا ہے کہ میں تم کو معاف کردوں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قراۃ الواعظین

ترجمہ

درۃ الناصحین

(مکمل)

مصنف:

علامہ عثمان بن حسن احمد الشاکر

مترجم

مولانا محمد عبدالاحد قادری

ناشر:

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر ۴۲

گناہ اور ظلم کی مذمت

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی علموا (سورۃ روم)

ترجمہ: ''چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ۔''

قحط سالی شروع ہوئی تو چارپائے گھانس نہ ملنے اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے۔ یہ سب کچھ لوگوں کی کرتوتوں کی وجہ سے ہوا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں کا کچھ عذاب دے دے۔

نماز میں درود پڑھنے کا حکم:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ایک شخص اپنی نماز میں دعا کرتا تھا مگر آپ (ﷺ) پر درود نہیں بھیجتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے نماز میں جلدی کی ہے پھر اس شخص کو بلایا اور اس سے اور دوسروں سے کہا کہ تم میں سے جو کوئی بھی جس وقت نماز پڑھے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے پھر آپ (ﷺ) پر درود شریف بھیجے اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

دعا اور نماز کا معلق ہونا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دعا اور نماز زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے اور ان میں سے کوئی بھی چیز اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتی جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ بھیجا جائے۔

جنت میں جاتے ہوئے پریشانی:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک گروہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میری امت میں سے ایک قوم ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت جنت میں جانے کا حکم دے گا لیکن وہ اس بات پر حیران و پریشان ہوں گے کہ جنت کی طرف جانے کا راستہ انہیں کون بتائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے دنیا میں میرا نام جن کے سامنے لیا گیا اور انہوں نے سستی اور بھول کی وجہ سے مجھ پر درود نہ بھیجا ہو حالانکہ یہ لوگ مجھ پر ہمیشہ درود پاک بھیجتے تھے۔

(سوچنے کا مقام ہے کہ بھول کر درود پاک نہ پڑھنا یہ روز قیامت کتنی بڑی پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔)

ظلم کا وبال:

ابتدائی دور میں زمین سرسبز و شاداب تھی جو انسان کسی بھی درخت کے نیچے جاتا تھا وہ کوئی نہ کوئی میوہ ضرور حاصل کرتا تھا۔ سمندر کا پانی میٹھا تھا۔ شیر گائے کا اور بھیڑیا مینڈھے کا شکار نہیں کرتا تھا جونہی قابیل اور ہابیل کو قتل کیا تو زمین ویران ہوگئی درختوں میں کانٹے پیدا ہو گئے اور زمین کا رنگ سیاہ ہو گیا اور سمندر کا پانی نمکین ہوگیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ظهر الفساد فی البر و البحر (ترجمہ: زمین میں فساد برپا ہو گیا۔) اس کا مفہوم یہ ہے کہ قابیل نے ہابیل کو ہلاک کر دیا۔

والبحر اور جلندی بادشاہ کی وجہ سے سمندر میں فتنہ برپا ہو گیا۔ یہ ایک بادشاہ تھا جو لوگوں سے زبردستی کشتیاں چھین لیتا تھا۔

بما کسبت ایدی الناس

یہ سب کچھ لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا۔

تارک نماز کا اہل محلّہ پر وبال:

روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جس محلے میں ایک بھی بے نمازی موجود ہوتو وہاں پر ہر روز ستر مرتبہ لعنت اترتی ہے اور تمام اہل محلّہ کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

اہل محلّہ پر لعنت کے اترنے میں کیا حکمت ہے جبکہ مجرم پر صرف لعنت ہونی چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل محلّہ اس بے نمازی دیکھ کر کیوں کچھ نہیں کہتے اور اس کو گناہ سے کیوں نہیں روتے۔ ان وجوہات کی بنا پر تمام اہل محلّہ کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں مبتلا کیا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے: حق بات کہنے سے رکنے والا گونگا شیطان ہے۔

مومن کو ستانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

قال نبی علیہ السلام یاایھا الناس اتقوا ربکم و لا یظلم احد منکم مومنا و ما ظلم احد مومنا الا انتقم اللہ منہ یوم القیامۃ

ترجمہ: ''اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو اور تم میں سے کوئی بھی کسی مومن پر ظلم وستم نہ ڈھائے اگر کوئی شخص کسی بھی مومن پر ظلم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن انتقام لے گا۔''

ایمان جانے کا اندیشہ:

بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ چند گناہوں کی وجہ سے ایمان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے۔ (۱) ایمان پر شکر ادا نہ کرنا، (۲) خاتمہ کا خوف نہ رکھنا، (۳) اللہ کے بندوں پر ظلم وستم کرنا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص میں یہ عادتیں پائی جائیں غالب گمان ہے وہ شخص کفر کی حالت میں انتقال کرے مگر وہ شخص جو سعادت حاصل کرے وہ اس بدبختی سے محفوظ رہے گا۔

کیا معلوم کس گناہ پر پکڑ ہو جائے:

حدیث قدسی میں یہ وعید آئی ہے: اے بنی آدم! موت تمہارے رازوں کو اور قیامت تمہاری خبروں کو فاش کردیں گے اور تمہارا اعمال نامہ تمہارے تمام پردوں کو پھاڑ دے گا۔ جو گناہ بھی کرو اس کو حقیر مت خیال کرو بلکہ سوچو تم نے کس ذات کی نافرمانی کی ہے اور جب تمہیں تھوڑا سا رزق حاصل ہو جائے تو اس رزق کی کمی کی طرف نہ دیکھو بلکہ اس رزق عطا کرنے والے کے بارے میں غور وفکر کرو اور صغیرہ گناہ کو حقیر مت خیال کرو کیونکہ تمہیں کیا معلوم ہم تمہیں کس گناہ کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کریں گے۔ اور میری خفیہ تدبیر سے مامون نہ رہو کیونکہ تاریک رات میں چیونٹی کے پتھر پر چلنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔

انسان سے اللہ کا خطاب:

اے بنی آدم! کیا تم گناہ کرتے وقت میرے قہر وغضب کو بھی یاد کیا اور گناہ کا ارتکاب کرنے سے محفوظ رہے؟ کیا تم نے امانت اس کے مالک کے حوالے کردی ہے کیا تم نے برائی کے بدلے نیکی کی ہے؟ کیا تم نے ظالم کے ظلم کو معاف کیا ہے؟ کیا تم نے اس شخص سے گفتگو کی جس نے تم سے قطع کلامی کی کیا تم نے اس شخص سے ملاقات کی جس نے تم سے ملنا چھوڑ دیا۔ کیا تم نے اس شخص کے حق میں انصاف کیا ہے جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی؟ کیا تم نے اپنے علماء سے دینی احکام کے بارے میں پوچھا؟ میں تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ میں تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہوں تمہاری نیتوں کی طرف دیکھتا ہوں اور تمہارے ان کاموں سے خوش ہوتا ہوں۔

عدل اور رعایا کی خبر گیری:

یہاں تک ظالم کے ظلم کا تذکرہ تھا اب عادل انسان کے عدل کے بارے میں کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گشت کرتے ہوئے ایک مکان کے قریب سے گزرے اور اس مکان سے رونے کی آواز آئی۔ آپ

رضی اللہ عنہ آواز سن کر اپنی جگہ پر ٹھہر گئے، اندر سے ایک عورت اپنے بچوں کو کہہ رہی تھی اللہ تعالیٰ میری طرف حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو سمجھائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی بات کو سن کر اس کو خوش کرنے کا ارادہ کیا اور اسی لمحے دروازے پر دستک دی اور اس عورت سے پوچھا عمر نے تمہیں کیا کیا ہے؟ جبکہ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ عورت نے جواب یا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میرے شوہر کو لڑائی میں بھیجا وہ چھوٹی چھوٹی بچیوں کو گھر میں چھوڑ گیا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں جس کے ذریعے میں ان کی بھوک ختم کروں۔ اب بچے روتے ہیں اور کہتے ہیں: امیر المومنین ہمارے حال سے بے خبر ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سب کچھ سن کر واپس آگئے اور ایک آٹے کی بوری اور بہت سا گوشت اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اس مکان کی طرف روانہ ہو گئے تو اسی دوران نوکر نے کہا: آپ اس کو رکھ دیں میں چھوڑ آتا ہوں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اب تو تو میرا یہ بوجھ اٹھالے گا لیکن قیامت کے دن میرا بوجھ کون اٹھائے گا اور روتے روتے اس مکان میں جان پہنچے اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی پھر گوشت پکا کر تیار کیا پھر ان بھوکے بچوں کو جگا کر اپنے ہاتھوں سے اس کو کھانا کھلاتے رہے۔

یہاں تک کہ انہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ قیامت کے روز میرا محاسبہ نہیں کرو گے تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آپ کا محاسبہ نہیں کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے چھ مہینے بعد کسی شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابھی حساب سے فارغ نہیں ہوا ہوں جو لوگ انصاف نہیں کرتے ان کا کیا حال ہوگا؟ اے بنی آدم! تم عدل و انصاف کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے کا حکم فرماتا ہے۔

اللہ کی فوج:

ٹڈی کے پر کے اوپر لکھا ہوا تھا ہم تمام فوجوں میں سے اللہ تعالیٰ کی ایک فوج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلوق پر غالب کیا ہے تاکہ ہر ایک کو ہلاک و برباد کر دیں جس وقت لوگ فساد کریں۔

برکت کہاں موجود ہے:

بزرگوں سے منقول ہے: ظلم اور علم شہر میں ہیں اور جہالت اور برکت دیہات میں ہے مگر علم برکت کو شہر میں کھینچ لیتا ہے کیونکہ ان کی آپس میں مناسبت ہے اور جہالت ظلم کو دیہات میں کھینچ لیتی ہے کیونکہ ان کی آپس میں مناسبت ہے۔ شہر والے شہر والوں سے شکایت کرتے ہیں اور اہل دیہات اہل دیہات سے شکایت کرتے ہیں اور شہر والوں سے انہیں کوئی شکایت نہیں اور مسافر لوگ دین اسلام سے شکایت کرتے ہیں اور تمام دین والوں سے انہیں کوئی شکایت نہیں۔

غلام کی دعا سے باران رحمت کا نزول:

ایک سال مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے تین روز تک نماز استقاء نہایت نماجزی کے ساتھ پڑھی اور دعا مانگی مگر بارش نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں علیحدہ اللہ کی عبات کروں اور اللہ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحمٰن ہے ہوسکتا ہے میری دعا قبول فرمائے پھر میں ایک نماز میں چلا گیا ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہاں ایک حبشی غلام آ گیا اور اس نے آ کر دو رکعت نماز پڑھی اور زمین پر سر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگا: اے اللہ! تیرے بندوں نے تین روز تک نماز پڑھی مگر پانی نہ برسا۔ مجھے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں اپنا سر اس وقت تک نہ اٹھاؤں گا جب تک تو باران رحمت سے سیراب نہ کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں اس غلام نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک خوب پانی نہ برسا پھر اس نے سر اس زمین سے اٹھایا اور چلا گیا۔ میں بھی اس

کے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ غلام شہر میں پہنچا اور ایک مکان میں داخل ہو گیا میں اس مکان کے دراوزے پر ٹھہر گیا تھوڑی دیر بعد ایک شخص اس مکان سے نکلا، میں نے اس سے پوچھا یہ مکان کس کا ہے؟ اس نے کہا: فلانے آدمی کا ہے پھر میں مکان کے اندر گیا اور مالک مکان سے کہا: میں ایک غلام خریدنا چاہتا ہوں۔ اس مالک نے ایک غلام مجھے دکھایا۔ میں نے کہا اگر کوئی اور غلام بھی ہے تو اس کو بھی دکھاؤ۔ مالک نے کہا ہاں! ایک غلام اور ہے مگر وہ سست ہے۔ میں نے کہا: خیر آپ لے تو آیئے۔ اس صاحب نے اس غلام کو بلایا۔ میں نے کہا صاحب یہی غلام مجھے چاہیے۔ آپ کتنی قیمت میں اس کو فروخت کریں گے؟ صاحب نے کہا: میں نے اسے بیس دینار میں خریدا تھا لیکن یہ دس دینار کے لائق بھی نہیں ہے میں اسے دس دینار میں بیچوں گا۔ میں نے کہا: آپ اس سے ناراض نہ ہوں میں اس کو بیس دینار میں خریدوں گا۔ میں نے رقم نکال کر دے دی اور غلام کو ان سے لے لیا۔ غلام نے مجھ سے کہا: اے ابن مبارک! تم نے مجھے کیوں خریدا؟ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ میں نے کہا: تو نے میرا نام کیسے جانا؟ اس نے کہا دوست دوست کو پہچانتا ہے۔ میں اسے اپنے مکان پر لے آیا اس نے اٹھ کر وضو کیا، نماز پڑھی اور سجدہ کیا۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب آیا تا کہ سنوں وہ کیا کہتا ہے میں نے سنا وہ یہ کہہ رہا تھا۔

اے اللہ! تیری ذات رازوں کو جاننے والی ہے جب میرے راز کے بارے میں اب کسی کو علم ہو چکا ہے اب میرے زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں تو مجھے زندگی سے نجات دے۔ پھر وہ چپ ہو گیا جب میں نے اسے ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا۔ پھر اس کی تکفین کے بعد اس کو دفن کر دیا۔ پھر اسی شب میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ ایک شیخ نورانی آپ کے دائیں تشریف فرما ہے اور وہ حبشی غلام آپ کے بائیں طرف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے کیونکہ تو نے میرے دوست کے حق میں اچھا کام کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ آپ کا حبیب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ میرا حبیب اور اللہ کا حبیب ہے۔

ظلم اندھیرا ہے:

وعن جابر رضی اللہ عنہ انه قال اتقو الظلم فان الظلم ظلمت یوم القیامة

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا کہ تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم ظلمتیں قیامت کے روز اندھیرے ہیں۔

جہنم میں جانے کے اسباب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ چھ گروہ ایسے ہیں جو چھ چیزوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے: (۱) امراء ظلم سے، (۲) محرابی تعصب سے، (۳) روستائی جہالت کی وجہ سے، (۴) دہقان تکبر کی وجہ سے، (۵) تاجر خیانت کی وجہ سے، (۶) اور علماء حسد کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔

امت محمدیہ کیلئے چار کرامتیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے چار کرامتیں عطا کی ہیں جو مجھ کو عطا نہ کی۔ پہلی کرامت اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ معظمہ میں قبول کی اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت جہاں توبہ کرے وہاں ہی توبہ قبول کرتا ہے۔ دوسری کرامت جب میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو کپڑے پہنے ہوئے تھا مگر مجھ سے کپڑے چھینے گئے اور مجھے برہنہ کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت اگر برہنہ گناہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں کپڑے پہناتا ہے۔ تیسری کرامت جب میں نے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری بیوی کو آپس میں جدا کر دیا گیا مگر جب حضور نبی کریم ﷺ کی امت گناہ کرتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کی امت اور ان کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈالی جاتی۔ چوتھی کرامت جب حضور نبی کریم ﷺ کی امت جنت کے باہر یعنی اس فانی دنیا میں گناہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرتا ہے۔ جب وہ سچی توبہ کرلیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۴۳

ذکر الٰہی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا ذکرو اللہ ذکراً کثیراً و سجوہٗ بکرۃ واصیلاً ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور و کان بالمؤمنین رحیماً۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھو اور اس کی پاکی بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو تمہارے اوپر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف ضلالت سے ہدایت کی طرف اور معصیت سے اطاعت کی طرف نکالے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر مہربان ہے۔''

محتاجی دور کرنے کا وظیفہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن النبی علیہ السلام انہٗ قال من صلی علی کل توم خمسمائۃ مرۃ لم یفتقر ابدا ابی کم یحتج الی آمداً آبداً

ترجمہ: جو شخص مجھ پر روز پانچ سو مرتبہ درود بھیجے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔

تم اللہ کا ذکر کرو اللہ تمہارا ذکر کرے گا:

قال اللہ تبارک و تعالیٰ. فاذکرونی اذکرکم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم دعا

مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، تم مجھے توکل کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں کفایت سے یاد کروں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے۔ تم مجھے میرے احسان کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں رحمت کے ساتھ یاد کروں گا۔

فضول کلام کرنا دل کو سخت کرتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال النبی ﷺ لا تکثرو الغیر ذکر اللہ فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ تورث متسوہ القلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاس

ترجمہ: زیارہ فضول کلام نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کیونکہ ذکر خدا کے بغیر زیارہ بولنا قساوت قلبی اور سنگدلی پیدا کرتا ہے۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہے جو کہ سخت دل ہے۔

اللہ کا بندہ:

ایک ولی انتقال فرما گئے تو کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اوران سے حال پوچھا؟ تو ولی نے فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے ان کے چہرے نہایت ہی خوبصورت تھے اوران کی خوشبو نہایت مرغوب تھی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میرا رب کون ہے؟ میں نے کہا اگر امتحان کے خیال سے پوچھتے ہو تو یہ سوال حرام ہے اگر استفہام کے لحاظ سے پوچھتے ہو تو میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ جانے لگے میں نے کہا: میرے رب کی خبر لائے بغیر نہ جاؤ۔ اس وقت آواز آئی وہ میرا بندہ ہے۔ پس دونوں چلے گئے۔

شب معراج ایک دریا کا دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب ایک دریا دیکھا۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں

جانتا۔ اس کے کنارے پر چڑیا کی شکل کا ایک فرشتہ ہے جس کے ستر (۷۰) پر ہیں جب کوئی بندہ سبحان اللہ کہتا ہے تو فرشتہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہے اور جس وقت کہتا ہے: ولا الہ الا اللہ وہ پرندہ اڑتا ہے اور جس وقت کہتا ہے: واللہ اکبر وہ اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیتا ہے جب وہ بندہ کہتا ہے: ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر وہ دریا سے نکلتا ہے اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہے اور ہر پر سے ستر (۷۰) ہزار قطرے گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحلیل کرتے ہیں، اور اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔

ذکر کرنے والے کیلئے عرش معلی کے ستون کی سفارش:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش معلی کے سامنے ایک ستون بنایا ہے جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلتا ہے تو رب تعالیٰ اس ستون کو کہتا ہے تو ساقط ہو جا (ثابت رہ) وہ ستون کہتا ہے، میں کس طرح ثابت رہوں تو نے اب تک لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو نہیں بخشا تو رب تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اس شخص کو بخش دیا پھر وہ ستون حرکت کرنا بند کر دیتا ہے۔

حکایت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک راستے سے گزر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا جس کی کمر بڑھاپے کی وجہ سے ٹیڑھی ہوگئی تھی۔ وہ کمر میں ایک تار باندھے آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بوڑھے سے پوچھا تو کتنے عرصے سے آگ کی پوجا کر رہا تھا۔ اس نے کہا: چورانوے (۹۴) برس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسا راستہ نہ بتا دوں کہ تو آگ کی پوجا سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کروں گا تو وہ مجھے قبول کرے گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیوں نہیں! قبول کرے گا تو اس بوڑھے شخص نے کہا کہ اے موسیٰ! اگر تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں کو بھی اپنے لطف و کرم سے قبول

کر لیتا ہے تو مجھ پر ایمان پیش کرو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ایمان پیش کیا اور وہ ایمان لایا اور کہا "لا الہ الا اللہ موسی رسول اللہ"۔ اور ایمان کی خوشی میں ایسا چلایا کہ وہ بے ہوش ہو کر مر گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ہلایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مر چکا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی تدفین کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا: اے میرے رب! میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے آگاہ کرے کہ تو نے اس بوڑھے شخص کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو جبرئیل امین علیہ السلام نے نازل ہو کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! تیرا رب یوں فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ساتھ صلح کرے اس کلمہ کے ساتھ "لا الہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ" تو میں اس کو اپنے قریب کر دیتا ہوں اور اس کو جنتی لباس پہناتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر وہاں سے لوٹ آئے اور اپنی قوم کو اس کی خبر دی تو انہوں نے اس کلمے کے الفاظ شمار کیے کہ اس کلمہ کے چوبیس (۲۴) حروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے چار چار برس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

ذکر کا ارادہ بخشش کا ذریعہ ہے:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن بندہ لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس سے حساب لیا جائے گا اور وہ شخص گناہوں کی کثرت اور قلت حسنات کی وجہ سے دوزخ کے لائق ہوگا پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے کہ اس کے نامہ اعمال کو دیکھو کوئی نیکی ہے۔ فرشتے اس کا نامہ اعمال دیکھیں گے اور کہیں گے اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس اس کی ایک نیکی ہے۔ وہ ایک رات کو سویا ہوا تھا اچانک اس کی آنکھ کھلی اور چاہا کہ میری یاد کرے لیکن نیند اس پر غالب آئی میرا ذکر نہ کر سکا۔ اس نیکی وجہ سے میں نے اسے بخش دیا۔

میں اپنے بندوں کو معاف کرتا رہوں گا:

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا: مجھے تیری عزت اور جلالت کی قسم ہے کہ میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا اور جب تک ان کے جسم میں روح ہے ان کو کفر گناہ کی طرف مائل کرتا رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ملعون! مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے جب تک وہ میرا ذکر کرتے رہیں گے اور استغفار کرتے رہیں گے میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔

لا الہ الا اللہ کی برکت:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص میزان کے قریب لایا جائے گا اور اس کے ننانوے (۹۹) دفتر گناہوں کے لائے جائیں گے۔ میزان کے ایک پلڑے پر اس کے تمام گناہ اور خطائیں رکھی جائیں گی اور دوسری جانب ایک کاغذ رکھا جائے گا جس پر یہ شہادت لکھی ہوگی: ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' اس کا یہ شہادت والا پلڑا گناہوں والے پلڑے کی نسبت جھک جائے گا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات دے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔

سات اہم کلمات:

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے فرمایا جس نے یہ سات کلمے حفظ کیے، وہ اللہ اور فرشتوں کے قریب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ چاہے اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کو عبادت میں مزا آتا ہے اور اس کا مرنا اور جینا اچھا ہوتا ہے۔ (۱) کہ وہ ہر چیز کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھے، (۲) وہ ہر کام سے فارغ ہونے کے بعد ''**الحمد للہ**'' کہے، (۳) جب اس کی زبان پر بے قائدہ کلام جاری ہو تو وہ کہے: ''**استغفر اللہ**''، (۴) جب وہ چاہے کہ میں یہ کام دوسرے دن کروں گا وہ کہے: ''**انشاء اللہ**''، (۵) جب سے کوئی برا کام پیش آئے تو کہے: ''**ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**''، (۶) جب اس کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہے: ''**انا للہ وانا الیہ راجعون**''، (۷) ہمیشہ دن رات میں اپنی زبان پر یہ کلمہ جاری رکھے: ''**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**''۔

تفسیر احمدی میں ہے صوفی اس پر عمل کر جو ہم نے بیان کیا ہے۔

قبر کو روشن کرنے والی سات چیزیں:

قیل سبة الاشیاء قبور البحر و کل واحد منها ثابت بکتاب اللہ تعالیٰ اد لما الاخلاص فی العباد القوله تعالیٰ.

منقول ہے قبر کو سات چیزیں روشن کرتی ہیں اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ثابت ہے۔ عبادت میں اخلاص جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما امر وا الا لیعبد اللہ مخلصین له الدین

ترجمہ: حکم نہیں کیے گئے وہ مگر واسطے عبادت اللہ تعالیٰ کی خلوص کے ساتھ،

والثانی برالوالدین لقوله تعالیٰ اور (۲) ماں باپ کی باتوں پر چلنا اور ان کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وبالوالدین احساناً** اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

والثالث: صلة الرحم لقوله تعالیٰ (۳) صلہ رحم کرنا یعنی قرابت دار اور رشتہ داروں سے موافقت رکھنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وآت ذالقربیٰ حقه** یعنی قرابت داروں کو ان کا حق دے۔

اپنی عمر کو گناہوں میں برباد نہ کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وا تقوا یوما ترجعون فیه الی اللہ** اس دن سے ڈرو جب تم اللہ کی طرف لوٹا دیے جاؤ گے یعنی قیامت کے دن سے۔ (۵) خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یاایها الذین آمنو قوا انفسکم واهلیکم نارا.** اے ایمان والو! اپنے نفسوں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کی کوشش کرو۔

"وسارعو الی مغفره من ربکم و جنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقین

ترجمہ: اپنے رب کی طرف معرفت میں جلدی کرو ایسے جنت کی طرف۔

جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی مانند ہے اور پرہیزگاروں کیلئے تیار رکھی گئی ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایھا الذین امنو اذکرو اللہ ذکراً کثیراً۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کا خوب ذکر کیا کرو۔''

افضل ذکر اور افضل دعا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال نبی علیہ السلام افضل ذکر لا الہ الا اللہ و افضل الدعاء الحمد اللہ

سب سے بہتر ذکر لا الہ الا اللہ اور بہتر دعا **الحمد اللہ** ہے۔ **الحمد اللہ** بہترین دعا اس لیے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد موجود ہے پس تمام چیزیں موجود ہیں جس طرح کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ الحمد اللہ شکر کی جڑ ہے اور جڑ اس چیز سے افضل ہوتی ہے اور شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لئن شکرتم لا زید نکم اگر تم شکرادا کرو گے تو میں اپنی نعمتیں تم پر زیادہ کروں گا۔ جو شخص بھی الحمد اللہ کہتا ہے تو گویا اس نے خدا کی حمد کے بعد خدا سے نعمتوں کی زیادتی کا سوال کیا اور لا الہ الا اللہ اس سے پہلے افضل ذکر ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو کسی اور میں موجود نہیں۔ اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گویا ایسا کہنے سے دوسرے معبودوں کی نفی ہو جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۴

درود شریف کے فضائل

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنو صلوٰ علیہ و سلمو تسلیما

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود شریف بھیجو۔'' اور خوب سلام بھیجو۔

اللھم صلی علی محمد ﷺ

اور بعض علماء کے نزدیک سلام بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی احکام کی پیروی کی جائے۔ الغرض یہ آیت مبارکہ درود وسلام کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ورغم انف رجل ذکرت عندہ قلم یصل علی

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

قرآن مجید کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنا فرض ہے اور اس حکم میں کسی تعداد اور کیفیت کو متعین نہیں کیا۔ اور اصول یہ ہے کہ جس امر کو بغیر کسی تعداد اور کیفیت کے ذکر کیا جائے تو اس بات کو دیکھا جائے گا اس فعل کی تمام کی تمام صفتیں انسانی طاقت میں ہیں یا نہیں اگر وہ کام انسانی طاقت کے

تمام امور کو شامل ہو تو اس فعل کی تمام اضاف اس مکلّف پر فرض ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ساری عمر مومن کیلئے ایک مرتبہ درود پاک پڑھنا فرض ہے اگر ایمان والے نے کسی ایک وقت میں درود پاک نہیں پڑھا تو گناہ کبیرہ مرتکب ہو گا جس طرح نماز ترک کرنے والا ہوتا ہے اور اسی طرح نعوذ باللہ درود پاک کا منکر کافر ہے۔

بارگاہ نبوت میں درود پہچانے کی فرشتے کی ڈیوٹی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو پیدا فرمایا ہے اور اس کو تمام مخلوق کی قوت سماعت عطا کی ہے اور قیامت تک فرشتہ وہ میری قبر پر موجود رہے گا میری امت میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود پاک بھیجے تو وہ فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام اس کے باپ کا نام یعنی فلاں بن فلاں کے بیٹے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجا ہے، پیش کر دیتا ہے۔

یصلون علی النبی کا مفہوم:

حاضرین محفل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اللہ ملائکۃ یصلون علی النبی کا مفہوم پوچھا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک مخفی علم ہے اگر تم مجھ سے اس بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تمہیں آگاہ نہ کرتا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دو فرشتوں کو وکیل مقرر کیا ہے جب کسی مسلمان کے سامنے میرا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور دوسرے فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب کسی مسلمان کے سامنے میرا ذکر ہو لیکن وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے تو وہ اس کیلئے مغفرت کی دعا نہیں کرتے ہیں اور دوسرے فرشتے ان کی اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا اور آسمان کے درمیان ایک پردہ ہے جب مجھ پر درود بھیجا جاتا ہے تو وہ پردہ جل جاتا ہے اور وہ دعا

اللہ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے اور اگر درود نہ بھیجا جائے تو دعا قبول نہیں ہوتی۔

درود کے بغیر عبادت رد کر دی جائے گی:

حکایت ہے کہ ایک نیک شخص تشہد کے لیے بیٹھا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا بھول گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں آ کر اس سے بھولنے کی وجہ پوچھی تو اس شخص نے جواب دیا میں اللہ کی حمد وثنا میں اس قدر مگن تھا کہ آپ ﷺ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تمام اعمال اس وقت تک اللہ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل نہیں کرتے جب تک میری ذات پر درود نہ بھیجا جائے پھر ارشاد فرمایا اگر کوئی انسان روز قیامت تمام دنیا والوں کی نیکیاں لے کر آ جائے اور ان میں درود نہ ہو تو اس کی تمام نیکیوں کو رد کر دیا جاتا ہے اور قبول نہیں کیا جاتا۔

قرب مصطفیٰ ﷺ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحدیث عن البنی ﷺ الله قال ران اولی الناس یوم القیامة اکثر هم علی صلٰوة

روز قیامت وہ شخص میرے قریب ہوگا، جس نے دنیا میں رہ کر مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ ہر امتی کو پہچانتے ہیں:

ایک عبادت گزار نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف نہ دیکھا تو اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں پھر اس نے دوبارہ یوں عرض کی: کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں فلاں عبادت گزار ہوں تو حضور ﷺ نے جواب دیا میں تمہیں نہیں جانتا پھر زاہد نے کہا یا رسول ﷺ! میں نے علماء سے سنا ہے آپ ﷺ امت کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح لوگ اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے جواب دیا ہاں ایسا ہی ہے لیکن یہ سب کچھ درود پاک پڑھنے کی وجہ سے ہے جو

شخص اپنے نبی پر جیسا درود بھیجے وہ ویسا ہی پہنچانا جائے گا۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صدق العلماء ان النبی و عرف منھما بامۃ ای با الذی یصلی علی نبیہ بقدر صلا تہ

علماء نے سچ فرمایا کہ ایک نبی اپنی امت کو ان کے والدین سے بھی زیادہ جانتا ہے لیکن اس کو جو اپنی طاقت کے مطابق مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔

قبر سے عذاب ختم:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی میری بچی انتقال کر گئی ہے اور مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جس کے ذریعے میں اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھ لوں تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درود پاک پڑھنے کو کہا۔ اس کے بعد اس عورت نے اپنی لڑکی کو خواب میں دیکھ لیا اور اس کے جسم پر قطران کا لباس تھا۔ (یہ سیاہ رنگ کی دوا ہے۔) اس کی گردن میں طوق اور اس کے پاؤں میں ایک زنجیر تھی یہ عذاب دیکھ کر وہ عورت پریشان ہوگئی پھر دوبارہ روتی روتی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلی آئی اور تمام واقعہ سنا دیا۔ یہ واقعہ سن کر حضرت حسن بصري اور ان کے تمام ساتھی رونے لگے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو خواب میں دیکھا حالانکہ وہ جنت کے تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر ایک ایسا تاج ہے جس کی وجہ سے مشرق ومغرب روشن ہے تو اس لڑکی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ تو اس نے لڑکی نے کہا میں اس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے درود پاک پڑھنا سکھایا تھا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے اس اونچے مقام کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگی: ہمارے قبرستان میں سے ایک شخص کا گزر ہوا اس نے ایک مرتبہ درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب ہم لوگوں کو بخش دیا اور ہمارے قبرستان میں پانچ سو (۵۰۰) مردے تھے جو عذاب میں

مبتلا تھے۔ اس شخص کے درود پاک پڑھنے کے بعد یہ آواز آئی ان لوگوں کے عذاب کو درود پاک کی برکت سے ختم کر دو۔

جنتی شخص:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام یہ پیغام لے کر آئے ہیں جو شخص بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو ستر (۷۰) فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور جس پر فرشتے درود بھیجیں وہ بندہ جنتی ہو جاتا ہے۔

اولوالعزم فرشتے خدمت پر مامور:

سرکار دو عالم ﷺ سے روایت ہے کہ میرے پاس جبرئیل امین، میکائیل، اسرائیل اور عزرائیل علیہم السلام آئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ جو شخص آپ پر ہر روز دس مرتبہ درود شریف بھیجے تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو پل صراط سے بجلی کی طرح گزار دوں گا۔ میکائیل علیہ السلام نے کہا: میں آپ کے حوض سے اس کو پانی پلاؤں گا۔ اسرائیل علیہ السلام نے کہا: میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا اور اس وقت تک اپنا سر سجدے سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو بخش نہ دے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا: میں نے اس کی روح اس طرح قبض کروں گا جس طرح میں انبیاء علیہم السلام کی ارواح قبض کرتا ہوں۔

کثرت سے درود پاک پڑھنے پر مغفرت:

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوکر تھا جو بادشاہ کی خدمت کرتا تھا لیکن ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتا تھا لیکن میں نے اس کو ایک رات سرکار مدینہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے دیکھا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ شخص تو گناہوں میں رہنے والا ہے کس طرح آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں اس کی شفاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے پھر میں نے آپ ﷺ سے اس کے بلند مرتبہ کے بارے میں پوچھا: کہ اس نے کس طرح حاصل کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: درود پاک کی برکت سے اسے یہ مقام ملا کیونکہ جس وقت وہ اپنے بستر پر سونے کیلئے آتا تھا تو مجھ پر ہزار مرتبہ درود پاک بھیجتا تھا۔

نجات کا پروانہ:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے ایک امتی کو دیکھیں گے جسے فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو حضرت آدم علیہ السلام پکاریں گے اور اپنے امتی کی اس تکلیف کے بارے میں آگاہ کریں گے تو حضور نبی کریم ﷺ دوڑ کر فرشتوں کے پیچھے جائیں گے اور فرشتوں کو ٹھہرنے کا حکم دیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھا: لایعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یومرون اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اسی دوران فرشتے یہ آواز سنیں گے: اطیعوا محمداً ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرو۔ تو حضور نبی کریم ﷺ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ میری امتی کو میزان پر لاؤ۔ دوبارہ اس کے اعمال کو تولا جائے گا اور اس کی نیکیاں کم ہوں گی اور اس کی خطائیں زیادہ ہوں گی تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی جیب سے ایک رقعہ نکال کر اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دیں گے جس رقعے پر درود پاک لکھا ہوا ہوگا تو درود پاک کے رقعے کی وجہ سے وہ نیکیاں زیادہ ہو جائیں گی اور وہ شخص خوش ہو کر کہے گا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ فرمائیں گے: میں محمد (ﷺ) ہوں تو وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک چومے گا اور اس رقعے کے بارے میں پوچھے گا تو سرکار مدینہ ﷺ جواب دیں یہ وہ رقعہ تھا جو تو نے دنیا میں مجھ پر بھیجا تھا اور میں نے اس رقعے کو تیری لیے حفاظت کے طور پر رکھا تھا پھر وہ بندہ عرض کرے گا افسوس ہے میں نے بہت گناہ کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ نافرمانی کی ہے۔

فرشتے درود لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

روی عن النبی ﷺ انه قال ان اللہ تعالیٰ خلق ملا ئکۃً بایدیهم اقلام من ذهب و قرا طیس من فضة لا یکتبون شیئاً الا الصلوٰۃ علی و علی اهل بیتی.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے، ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہیں وہ صرف مجھ پر اور میرے اہل بیت پر پڑھے جانے والے درود پاک کو لکھتے ہیں۔

اونٹ کا گواہی دینا:

ایک یہودی نے ایک مسلمان پر ایک اونٹ کی چوری کا الزام لگایا اور دو منافقوں نے اس مسلمان کے خلاف گواہی دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ یہودی کو دے دیا اور مسلمان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو مسلمان پریشان ہوکر خدا کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: میرے مولا! تجھے معلوم ہے میں نے اونٹ چوری نہیں کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسلمان حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کرنے لگا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میرے بارے میں اونٹ سے پوچھئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹ سے اس کے مالک کے بارے میں پوچھا: تو وہ اونٹ بول پڑا اور اس نے اپنا مالک مسلمان بتایا اور گواہوں کو جھوٹا قرار دے دیا اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس مسلمان سے پوچھا تو کون سا ایسا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اونٹ کو زبان عطا کر دی ہے تو وہ کہنے لگا: میں سونے سے پہلے دس مرتبہ (آپ پر) درود پاک بھیجتا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے درود پاک کی برکت سے اس مصیبت سے نجات پائی ہے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بھی نجات پائے گا۔

یوم قیامت عذاب سے محفوظ رہنے کا عمل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

روی عن النبی ﷺ انه قال من صلی علی عشراً اذا اصبح و عشرا اذا امسیٰ آمنه اللہ تعالیٰ الفزع لم الاکبر یوم القیامة و کان مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین.

ترجمہ: جو شخص مجھ پر صبح دس مرتبہ اور دس مرتبہ شام کو درود پاک بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ان بڑے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء اور صدیق ہیں۔ (یعنی نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن انبیاء اور صدیقین کی رفاقت نصیب ہوگی۔)

درود پاک کی برکت:

حضرت فضیل بن عیاض حضرت سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حج ادا کرنے کیلئے کعبہ شریف گیا اور میں نے ایک شخص کو حرم شریف میں زیادہ درود پاک پڑھتے ہوئے دیکھا یعنی طواف کرتے ہوئے عرفات میں جاتے ہوئے اسی طرح منیٰ میں بھی اس کو درود پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس بندے سے کہا ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ دعا ہے لیکن تم دعا کی بجائے درود پاک کیوں پڑھتے ہو؟ اس نے جواب دیا: میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے جس کی وجہ سے میں ایسا کر رہا ہوں اور وہ قصہ کچھ یوں ہے میں خراسان سے حج ادا کرنے کیلئے آ رہا تھا اور اس سفر میں میرے ساتھ میرے والد بھی تھے جونہی ہم کوفہ میں پہنچے تو میرے والد محترم بیمار ہو گئے اور میں نے ان کے چہرے کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیا لیکن بعد میں جب میں نے کپڑا ہٹایا تو ان کی شکل گدھے کی طرح ہو چکی تھی۔ میں یہ دیکھ کر بڑا پریشان ہوا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا اپنے والد کی اس بری حالت کو لوگوں کے سامنے کس طرح بیان کروں تو اتنے میں مجھے اونگھ آ گئی اور میں نے خواب میں ایک نورانی بزرگ کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اور چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہنے لگے تمہیں ایسا غم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے اپنی تکلیف ان کے سامنے بیان کر

دی تو وہ شخص میرے والد کی طرف گئے اور ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ ان کا چہرہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر میں نے قریب آ کر اپنے والد کے چہرے کو دیکھا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا پھر میں نے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت محمد ﷺ ہوں۔ پھر میں نے چادر کا کنارہ پکڑ کر گزارش کی مجھے حقیقت کے بارے میں آگاہ فرمائیں تو انہوں نے جواب دیا: تیرا والد سود خور تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے جو سود کھانے والا ہوتا ہے اس کی صورت کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے وگرنہ آخرت میں اس قسم کی سزا دی جاتی ہے اور تیرے باپ کو اللہ نے یہ عذاب دنیا ہی میں دے دیا چونکہ تیرا باپ سونے سے پہلے مجھ پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود پاک پڑھتا تھا اور جب تیرا باپ اس عذاب میں مبتلا ہوا تو ایک فرشتہ جو میرے پاس آ کر میری امت کے اعمال پیش کرتا تھا اسی نے آ کر اس واقعے کی مجھے خبر دی تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کی اور اس کے حق میں دعا فرمائی اور اللہ نے میری دعا اس کے حق میں قبول فرمائی۔

بخیل شخص:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الحدیث: البخیل و قال النبی ﷺ البخیل من ذکرت عندہٗ فلم یصل علی

ترجمہ: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پاک نہ پڑھے۔

گناہ ختم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الحدیث: وقال النبی علیہ السلام من صلی علی مرۃ لم تبق من ذنوبہ ذرۃ

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا تو اس کا ایک گناہ بھی

باقی نہیں رہے گا۔

درجات کی بلندی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اسکی دس برائیاں ختم کی جاتی ہیں اور دس نیکیوں کا اسکے نامہ اعمال میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ﴿نسائی﴾

حدیث پاک کی شرح:

شیخ مظہر فرماتے ہیں: بادشاہوں اور بزرگ لوگوں کا یہی طریقہ ہے جو ان کے دوستوں کی عزت وتکریم کرتا ہے وہ اس کی عزت بجالاتے ہیں اور جو ان کے دوستوں کی توقیر وتعظیم کرتا ہے تو وہ بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں کا مالک اور سب سے بڑا بزرگ ہے اور وہی اس کام کے زیادہ مناسب ہے جو شخص اس کے حبیب ﷺ کی تعظیم کرے اور ان پر درود پاک پڑھے تو اللہ کی طرف سے اس کے گناہ مٹائے جاتے ہیں اور ان کے مراتب میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ پر درود پاک پڑھنا واجب ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا واجب ہے اور جو شخص ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو سرکار مدینہ ﷺ کی پیروی کی وجہ سے عظیم رحمت پہنچے گی اور اس سے پردے کو اٹھالیا جائے گا اور اس کے دس مرتبوں میں اضافہ کیا جائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن جاء بالحسنة فله عشر امثالها (ترجمہ: جو ایک نیکی کرے اس کیلئے دس نیکیاں ہیں۔)

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا عمدہ طریقہ:

ابن شیخ فرماتے ہیں: سرکار دو عالم ﷺ پر درود پاک بھیجنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے: انسان وہ کرے جس کو جمہور علماء نے پسند فرمایا ہے جس وقت جس محفل میں سرکار دو عالم ﷺ کا نام لیا جائے تو درود پاک پڑھنا واجب ہے اگرچہ محفل میں

ہزار مرتبہ ہی کیوں نہ پڑھا جائے۔

ذکر مصطفیٰ ﷺ سن کر درود پڑھنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الحدیث: من ذکرت عندہ فلم یصل علی فدخل النار فابعدہ اللہ فلا یلومن الانفسہ

جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور وہ شخص اپنی ذات کو بھی برا بھلا کہے گا۔

(اس لیے مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھنا چاہیے۔)

دنیا و آخرت کی خواہشات پوری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے پاس ایسے فرشتے ہیں جو زمین کی سیر کرتے ہیں اور میری امتی کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں، اگر کوئی میرا امتی مجھ پر دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ درود پاک بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ تیس (۳۰) دنیا میں اور ستر (۷۰) آخرت میں پوری کرے گا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۵

امانت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا عرضنا الامانة علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنها و اشفقن منها و حملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً۔

ترجمہ: بے شک ہم نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر امانت رکھنا چاہی تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا، بے شک وہ ظالم سخت نادان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں سمجھ بوجھ عطا کی اور ان سے کہا: کہ میں نے ایک چیز کو فرض کیا ہے اور میں نے اس بندے کیلئے جنت بنائی ہے جو اس فرض کو مکمل کرے اور اس کیلئے دوزخ پیدا کی ہے جو اس کی نافرمانی کرے تو وہ بولے: ہم میں اس امانت کو اٹھانے کی طاقت نہیں ہے نہ ہم ثواب چاہتے ہیں اور نہ ہی عذاب کے طالب ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے سامنے اس امانت کو پیش کیا تو انہوں نے اس امانت کو اٹھا لیا اور انہوں نے اس امانت کو اٹھا کر اپنے آپ پر ظلم کیا ہے کیونکہ اس کا اٹھانا ایک مشکل کام تھا اور یہ کام ان سے نہ جاننے کی وجہ سے ہوا۔

امانت سے مراد توحید ہے:

بعض علماء کے نزدیک امانت سے مراد توحید کلمہ شہادت، کلمہ ایمان، کلمہ نور اور

کلمہ تقویٰ ہے اور انہیں امانت کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ اس بات کی تنبیہ کرنے کیلئے کہ یہ تمام حقوق مرعیہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مکلف لوگوں پر رکھا ہے اور انہیں اس کام پر امین بنایا ہے اور ان پر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب کیا ہے اور انہیں اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور بغیر کسی کمی کے اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

تمام گناہ معاف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کلمہ شریف چوبیس (۲۴) حروف پر مشتمل ہے اور دن رات میں چوبیس (۲۴) گھنٹے ہیں تو جو انسان تھوڑے سے وقت میں ان کلمات کو خلوص دل سے اور سچے دل سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے تیرے گناہوں کو بھی معاف فرمایا ہے اور جو جان بوجھ کر کیے اور بغیر سوچ سمجھ کے کیے ان کو بھی معاف فرما دیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور امانت:

جب یہی امانت حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے اللہ! زمین، آسمان اور پہاڑ اتنی وسعت طاقت کے مالک ہیں اس کے باوجود انہوں نے اس امانت کو نہیں اٹھایا اور یہ کام کرنے سے انکار کر دیا تو میں اتنا کمزور ہونے کے باوجود اس کو کیسے اٹھا سکتا ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اٹھانا تیرا کام ہے اور اس کام کی طاقت مہیا کرنا میرا کام ہے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو اٹھالیا۔

اے موسیٰ علیہ السلام عصا اٹھا لو:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا:

خذھا ولا تخف ترجمہ: تو عصا پکڑ لے اور مت ڈر۔

فرعون اور اس کی قوم کے آنکھوں نے عصا کو سانپ کی شکل میں دیکھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سانپ کو عصا ہی دیکھا۔ اس لیے فرعون اور اس کے ساتھی خوفزدہ ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کی وجہ سے نہ ڈرے۔

اسی طرح ہر امانت پہاڑ، آسمان اور زمین کو مشکل محسوس ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا لیکن یہی چیز انسان کو آسان محسوس ہوئی اور اس نے انکار نہ کیا۔

انسان نے امانت کیوں اٹھائی:

اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ زمین و آسمان نے اپنے اجسام اور شان کے عظیم ہونے کے باوجود اس امانت کو قبول نہ کیا اور انسان نے اپنے ضعف اور کمزوری کے ہوتے ہوئے بھی اس کو اٹھالیا؟

علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان بڑی بڑی اشیاء نے جنت کی لذت نہیں چکھی تھی اور انسان جنت کی نعمتوں کی لذت کو چکھ چکا تھا تو اس نے اس امانت کو اٹھالیا تاکہ وہ جنت تک پہنچ سکے۔

﴿تفسیر حنفی﴾

امانت سے کیا مراد ہے:

بعض علماء کے نزدیک اس امانت سے مراد پانچ نمازوں کی ادائیگی ہے: جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حفظو اعلی الصلوٰات والصلوٰۃ الوسطی و قومو اللہ قانتین

تمام نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً عصر کی نماز کی ضرور حفاظت کرو اور اللہ کی عبادت کرنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے: نماز دین کا ستون ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے، وہ دین کو قائم کرتا ہے اور جس نے نماز کو ترک کیا تو اس نے دین کو گرا دیا۔

روایت میں آتا ہے جب نماز کا وقت آتا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسی امانت کے اٹھانے کا وقت ہوتا ہے جس کو زمین، آسمان اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے اپنی کمزوری کے باوجود اس کو اٹھالیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو میں ادا بھی کر سکتا ہوں یا نہیں۔

امانت سے مراد آنکھ ہے:

بعض علماء نے امانت سے مراد ''آنکھ'' لی ہے اور اس کو حرام سے بچانا ضروری ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ولا تاکلوا الربا ترجمہ: اور تم سود مت کھاؤ۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیراً

ترجمہ: بے شک جو لوگ ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ کو داخل کرتے ہیں، عنقریب وہ لوگ دوزخ کے آگ میں جل جائیں گے۔

امانت سے مراد زبان ہے:

''زبان'' ایک امانت ہے اس کو غیبت اور بیہودہ باتوں سے روکنا ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا یغتب بعضکم بعضاً ترجمہ: تم ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

امانت سے مراد کان ہے:

''کان'' کا شمار بھی اللہ کی امانتوں میں ہوتا ہے اور اسے بھی بری اور ممنوع چیزوں سے روکنا ضروری ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو اسے برا نہ کہے جس کا تجھے علم نہیں، اس طرح ہاتھ، پاؤں، شرم گاہ۔ یہ تمام کی تمام چیزیں اللہ کی امانتیں ہیں اور ان تمام کو حرام سے روکنا لازمی ہے۔

امانت سے مراد قرآن ہے:

بعض علماء کے نزدیک امانت سے مراد ''قرآن مجید'' ہے۔ اور تیرے لیے قرآن مجید کو پڑھنا، سیکھنا اور سکھانا ضروری ہے۔

لوح محفوظ اور امانت:

حدیث مبارکہ میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ روز قیامت لوح محفوظ سے فرمائے گا:

اے لوح محفوظ! وہ امانت کہاں ہے؟ جو میں نے تیرے پاس رکھی تھی۔ اس امانت سے مراد ''قرآن مجید'' ہے۔ تو لوح جواب دے گا: اے میرے مولا! میں نے اسے اسرافیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا ہے۔ اسرافیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام کا نام، میکائیل علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام کا نام اور جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے: میں وہ امانت تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی۔ تو اللہ کریم حکم دے گا: میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نرمی اور پیار سے بلا لاؤ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف آوری کے بارے میں عرض کریں گے پھر اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے گا کہ کیا جبرئیل علیہ السلام نے میری امانت آپ کے حوالے کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا: آپ نے اس کا کیا کیا؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: میں نے تیری امانت تیری امت کے حوالے کر دی تھی پھر اللہ کریم فرشتوں کو امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حاضر کرنے کا حکم دے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے: میری امت کمزور ہے وہ تیری بارگاہ میں پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانے کی اجازت لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اجازت دے دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر فرمائیں گے: اے آدم! تو ساری دنیا کا باپ ہے اور میں ان کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچی تو ہم دونوں کو تکلیف ہوگی۔ میری امت کے آدھے گناہ آپ لے لیں اور آدھے گناہ میں لے لوں تاکہ میری امت اس تکلیف سے محفوظ ہو جائے اور حساب و کتاب سے نجات حاصل کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے: میں اپنی ذات کے بارے میں پریشان ہوں اور یہ کام کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر عرش مجید کے نیچے سر سجدے میں رکھ دیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کریں گے اور ساتھ ساتھ یہ التجاء بھی کریں گے اے اللہ! میں اپنے لیے فاطمہ اور حسنین کیلئے تجھ سے کچھ نہیں مانگتا بلکہ میں اپنی امت کیلئے سوال کرتا ہوں تو اللہ کریم کی طرف سے حکم ہوگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے سر کو اٹھا لیں۔ شفاعت کا سوال کریں میں شفاعت عطا کروں گا

اور میں تیری امت پر اس قدر نوازش کروں گا تو راضی ہو جائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: **ولسوف یعطیک ربک فترضٰی** (ترجمہ: تیرا رب عنقریب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔)

امانت سے مراد روزہ اور نماز ہے:

بعض علماء فرماتے ہیں: امانت سے مراد روزہ اور نماز ہیں کیونکہ یہ اسلام کے ارکان ہیں جس شخص نے ان کو قائم کیا، اس نے دین کو قائم کیا اور جس شخص نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس نے دین کو گرا دیا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

ترجمہ: ''تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے امتوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

الحدیث: قال النبی علیہ السلام فرض علیکم صوم رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ: تم پر رمضان کا روزہ فرض کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ایمان اور احتساب کے اعتبار سے رمضان کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دے گا۔

امانت سے مراد زکوٰۃ ہے:

بعض علماء کے نزدیک امانت سے مراد ''زکوٰۃ'' ہے۔ کیونکہ یہ مال اور جسم کیلئے پاکیزگی کا ذریعہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **خذمن اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم** تم ان سے صدقہ لے لو وہ انہیں پاک کر دے اور ان کے مرتبے میں اضافہ کر دے۔ اسی طرح ایک مقام پر اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

حکایت:

روایت میں ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے: یا اللہ! اس کی نماز کتنی پیاری ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر یہ شخص ہزار رکعت نماز نفل ادا کرے، ہزار غلام آزاد کرے، ہزار حج کرے اور ہزار مرتبہ نماز جنازہ میں شامل ہو تو اس کو ان تمام چیزوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

امانت سے مراد حج ہے:

بعض علماء کے نزدیک امانت سے مراد ''حج'' ہے کیونکہ یہ اسلام کے ارکان میں حج شامل ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ان لوگوں پر اللہ کیلئے حج ادا کرنا فرض ہے جو لوگ اس کو ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

وقال النبی ﷺ من ملک زادا وراحلۃ ولم یحج فلیمت علی ای حال شاء یھودیا او نصرانیًا

ترجمہ: جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہو اور ان کے باوجود حج ادا نہ کرے تو اس کو یہودی نصرانی ہو کر مرنا چاہیے۔

امانت سے مراد امانتیں ہیں:

کچھ علماء کے نزدیک امانت سے مراد تمام ''امانتیں'' ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

ان اللہ یامرکم ان تؤدو الامانات الیٰ اھلھا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں امانتیں انکے مالکوں تک پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

الحدیث: وقال النبی ﷺ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ

جو شخص امانتدار نہیں، اس کا ایمان نہیں۔

صفوان بن مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے بھائی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا: اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ پھر میں نے اس کے ماتھے پر سیاہ رنگ کا نقطہ دیکھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگا: میرے پاس ایک یہودی کی کچھ رقم امانت کے طور پر رکھی تھی لیکن میں وہ ادا نہیں کر سکا۔ یہ نقطہ امانت کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے میرے ماتھے پر لگا دیا گیا ہے۔ اے میرے بھائی! فلاں جگہ اس رقم کو اٹھا کر یہودی کے حوالے کر دے۔ صبح اٹھ کر میں نے ایسے ہی کیا پھر میں نے دوبارہ اسے خواب میں دیکھا تو اس کا سیاہ نقطہ ختم ہو چکا تھا تو مجھ سے کہنے لگا: میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے کیونکہ تو نے مجھے عذاب سے نجات دلا دی ہے۔

امانت سے مراد اہل وعیال ہیں:

کچھ علماء فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ''اہل وعیال'' ہیں تو انسان کو چاہیے کہ وہ گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وأمر اھلک بالصلوٰۃ ترجمہ: اپنی اولاد کو نماز ادا کرنے کا حکم دو۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور تمہیں انہیں حرام کاموں سے بچانا ضروری ہے اور دنیاوی کھیلوں سے ان کی حفاظت ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تم سب اپنی رعایا کے محافظ ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

حکایت:

ایک عبادت گزار شخص نے کافی عرصہ سے اللہ کی عبادت کی۔ ایک دن اس نے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ! مجھے قبول کر۔ (یعنی میری عبادت قبول کر۔) تو اللہ تعالیٰ کی طرف ایک آواز دینے والے نے آواز دی تم چپ ہو جاؤ۔ تمہاری عبادت میری بارگاہ میں قبول نہیں ہے تو وہ عبادت گزار پوچھتا ہے: یا اللہ! کیوں قبول نہیں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری بیوی نے میرے حکم کے خلاف کام کیا ہے۔ اور تو اس سے خوش ہے۔ اس نیک شخص نے اپنی بیوی سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی: میں ایک محفل میں گئی تھی وہاں پر گانا سنا تھا اور میری نماز قضا ہوگئی تھی تو زاہد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اس کے بعد دوبارہ وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ اپنے ہاتھوں اور سر کو اللہ کی بارگاہ مین اٹھا دیا اور اپنی عبادت کی قبولیت کے بارے میں التجاء کرنے لگا تو عرش سے آواز آئی: اب ہم نے تیری عبادت کو قبول فرمالیا ہے۔

منافق کی علامات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیث: روی البحاری عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایة المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذ اوعد اخلف واذا اوتمن خان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں: (۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ لے، (۲) جب وہ وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، (۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔

﴿بخاری﴾

جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ارواح کو پیدا فرمایا: تو لوگوں سے خطاب فرمایا: ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ''قالوا بلیٰ'' انہوں

نے کہا: کیوں نہیں! تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا اور انہوں نے بھی اپنے وعدے پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اگر بندہ اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے تو اس جہاں میں بھی جھوٹا ہوگا اور اپنے وعدہ کے خلاف عمل کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنی اطاعت اور بندگی کرنے کا حکم دیا اور بطور امانت یہ کام اپنے بندوں کے حوالے کیا تو جس نے اطاعت و بندگی کی، اس نے اس امانت کو ادا کر دیا اور جس شخص نے اس سے منہ موڑ لیا تو اس نے خیانت کی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۶

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوٰۃ و انفقوا مما رزقنٰھم سرا وعلانیہ یرجون تجارۃ لن تبور لیو فیھم اجورھم و یذیدھم من فضلہٖ انہ غفور شکور

ترجمہ: ''تحقیق جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ مال میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس سے ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو تباہ و برباد نہ ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں مکمل ثواب عطا کرے اور اپنے فضل و کرم ان پر بڑھا دے۔ بے شک وہ بخشنے قدردان ہے۔''

صحابی کو سارا وقت درود شریف پڑھنے کا حکم:

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بہت زیادہ درود پاک بھیجتا ہوں۔ آپ ﷺ یہ بتائیں میں آپ پر کتنا دوود بھیجوں؟ تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس طرح تمہاری مرضی ہو تو اس شخص چوتھائی حصہ مقرر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو زیادہ کرے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا تو اس شخص نے کہا: میں آدھا دن درود پاک پڑھوں گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تو چاہے لیکن اگر تو اس سے بھی زیادہ کر لے تو تیرے حق میں بہت بہتر ہوگا پھر اس شخص نے دو تہائی مقدار مقرر کی تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس

طرح تیری مرضی ہے اگر تو اس سے بڑھ کر پڑھے تو تیرے لیے بہت بہتر ہو گا تو پھر وہ شخص کہنے لگا میں اب مکمل دن آپ ﷺ پر درود پاک پڑھوں گا۔ (فرائض و واجبات کی ادائیگی کے بعد) تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: تیرا درود پاک تیری مشکلوں کو دور کرے گا اور اسی وجہ سے تیرے گناہ بھی بخشے جائیں گے۔

درود پاک کی برکت:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک بدکردار انسان تھا لیکن آپ ﷺ پر درود پاک محبت سے پڑھا کرتا تھا اور اس کام میں کبھی سستی اور غفلت نہیں کرتا تھا جب اسے موت آئی تو اس کی حالت پریشان کن ہوگئی اور اس کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ گیا جو شخص بھی اسے دیکھتا وہ ڈر جاتا تھا جب اس پر موت کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے سرکار دو عالم ﷺ کو بڑی محبت سے پکارا: یارسول اللہ ﷺ! میں دنیا میں آپ کو دوست سمجھتا تھا اور آپ ﷺ پر بہت زیادہ درود پاک پڑھتا تھا اس کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اسی دوران ایک آسمان سے چڑیا اتری اور اس کے چہرے پر اپنے پر کو پھیرا تو اس کا چہرہ نورانی ہو گیا اور اس شخص سے کستوری کی طرح خوشبو آنے لگی اور وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اس دنیا سے روانہ ہوا جب اس بندے کو قبر میں رکھا گیا تو لوگوں نے ایک غیب سے آواز سنی۔ قبر کے اندر اس کا کفن موجود ہے اور اس کا جسم جو سرکار دو عالم ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا اسے جنت میں لے جایا گیا ہے تو اس وقت جتنے لوگ حاضر تھے سارے حیران ہوئے اور واپس اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور رات کے وقت لوگوں نے اسے خواب میں جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ آیت مقدسہ پڑھ رہا تھا:

ان اللہ و ملا ئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما.

اہل اللہ کون:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص

اللہ سے ملاقات کرنا چاہے وہ اللہ کے اہل لوگوں کا احترام کرے تو میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اہل کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا: اہل اللہ سے مراد قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں تو جو ان کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا کرتا ہے اور جو ان کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ان کی توہین کرتا ہے اور انہیں دوزخ میں داخل کرتا ہے۔

حامل قرآن کا مقام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن مجید پر عمل کرنے والے سے زیادہ کوئی قابل احترام نہیں۔ بے شک حامل قرآن مجید کا مقام انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام لوگوں سے بڑھ کر ہے۔

امت محمدیہ میں افضل شخص:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا: روز قیامت میری امت میں سے افضل اور برگزیدہ بندہ کون ہوگا؟ سب نے جواب دیا: آپ فرمائیے! تو آپ ﷺ نے جواب دیا: وہ لوگ ہوں گے جو قرآن مجید کو پڑھنے والے ہیں جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دے گا ان لوگوں کو بلاؤ جو دنیا میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے تو تمام کے تمام کھڑے ہو جائیں گے۔ جبرئیل علیہ السلام دو تین مرتبہ اعلان کریں گے پھر تمام اللہ تعالیٰ کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اللہ کے سامنے گفتگو نہیں کرے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمام کو اونچی آواز سے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دے گا جو شخص بھی قرآن مجید کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ اونچا کرے گا اور اس کا درجہ اس کی خوش آوازی خشوع و خضوع کی وجہ سے بلند ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ اور فرمائے گا اے میرے اہل! کیا تم جانتے ہو، دنیا میں کس ذات نے تمہارے ساتھ بھلائی کی تھی تو وہ جواب میں کہیں گے: ہاں! ہم جانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ

فرمائے گا جاؤ تم بھی جنت میں جاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اس کو بھی جنت میں لے جاؤ۔

یوم قیامت نماز کے سایہ میں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اسی دوران ایک شخص جنگل سے آیا اور کہنے لگا: السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں اور دنیاوی اموراور ان کی تکلیفوں میں مبتلا ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رب کی قسم! ہم جو رکعت بھی ادا کرتے ہیں تو ہمارا دل دنیاوی سوچوں میں مگن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری ایسی نماز قبول کرے گا جو دنیاوی شغلوں کے ساتھ ملی ہوئی ہو تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایسی نماز کسی بھی حالت میں قبول نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس نماز کی طرف رحمت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! کیا تم دو رکعت نماز نفل ادا کر سکتے ہو جو صرف اللہ کیلئے ہو اور اس میں کسی قسم کا غم، شغل اور سوال نہ ہو تو میں تمہیں دو شامی چادریں عطا کروں گا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہاں میں ایسا کر سکتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس سے اٹھ کر وضو کیا اور خلوص دل کے ساتھ اللہ کیلئے نماز ادا کرنا شروع کی۔ پہلی رکعت پڑھی پھر دوسری رکعت شروع کی جب رکوع کرنے کے بعد تحمید کہنے کیلئے کھڑے ہوئے اور سمع اللہ لمن حمدہ دل میں کہا تو خیال آیا شامی چادروں کی بجائے قطرانی چادریں مجھ مل جائیں اس کے بعد سجدہ کیا پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے بغیر وسوسے کے نماز ادا کی ہے تو کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم! ایک رکعت کو بغیر کسی وسوسے کے ادا کی ہے اور دوسری رکعت میں مجھے قطرانی چادروں کا خیال آیا تھا یہ چادریں اگر مجھے عطا کر دی جائیں تو میرے حق میں بہت بہتر ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی قسم! ہم دو رکعت صرف اللہ کیلئے نہیں پڑھ سکتے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صلوا فرضکم ولا تکلموا فی صلاتکم فان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ مثوبۃ باشغال الدنیا ولکن صلوا واستغفر واربکم

تم فرض نماز ادا اور نماز میں گفتگو مت کرو کیونکہ جو نماز دنیاوی امور کے ساتھ متصل ہو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں فرماتا۔ نماز ادا کرو اور اس کے بعد اللہ سے مغفرت طلب کرو اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں پیدا کی ہیں۔ قیامت کے دن وہ رحمتیں میرے بندوں پر فرمائے گا تو جو انسان خواہ مرد یا عورت نماز ادا کرے اور ترک نہ کرے تو قیامت میں وہ اس نماز کے سائے میں رہے گا۔

جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ میں نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ (ﷺ) اپنی امت کو تین قسم کے لوگوں کا احترام کرنے کا حکم دیں۔ (۱) والد، (۲) عالم دین، (۳) حافظ قرآن۔ آپ (ﷺ) اپنی امت کو اس بات سے ڈرائیں جو بھی ان کی توہین کرے گا۔ میں اس پر ناراض ہوگا اس کے علاوہ حافظ قرآن میرے اہل میں شامل ہیں اور میں نے انہیں دنیا والوں کیلئے عزت واحترام کا ذریعہ بنایا ہے کیونکہ اگر قرآن ان کے سینوں میں محفوظ نہ ہوتا تو تمام دنیا والے تباہ وبرباد ہو جاتے۔

اے محبوب علیہ السلام! روز قیامت حافظ قرآن عذاب میں مبتلا ہوگا اور نہ ہی اس سے حساب لیا جائے گا جب حافظ قرآن کا انتقال ہوتا ہے تو زمین وآسمان والے اس پر آنسو بہاتے ہیں اور جنت تین آدمیوں کی بہت زیادہ مشتاق ہے۔ آپ ﷺ کیلئے آپ کے دو ساتھی حضرت عمر وصدیق رضی اللہ عنہم کیلئے اس کے علاوہ قرآن مجید کے حافظ کیلئے ہے۔

سب سے بہترین انسان:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال النبی ﷺ خیرکم من تعلیم القرآن و علمہ رواۃ عفان بن عفان رضی اللہ عنہا

ترجمہ: تم میں بہتر انسان وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

ہر حرف کے بدلے نیکیاں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو شخص قرآن مجید کا ایک لفظ پڑھے اس کیلئے دس نیکیاں ہیں۔ ''الم'' ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک ہے۔ لام ایک ہے اور میم ایک علیحدہ حرف ہے۔ اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بلندی اور پستی:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان اللہ یرفع لھذا القرآن اقواما و یضع بہ اخرین رواۃ مسلم و ابن ماجہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قرآن کے صدقے سے بہت سی قوموں کو بلند فرماتا ہے اور بعض قوموں کو اس کی وجہ سے مرتبے کے اعتبار سے گھٹا دیتا ہے۔

بن مانگے عطا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس شخص کو قرآن مجید میری یاد سے اور مجھ سے مانگنے کو روک دے تو میں سوال کرنے والوں سے اس کو بڑھ کر عطا کرتا ہوں۔

قرآن کی افضلیت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کلام تمام کلاموں سے افضل اور بڑھ کر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے۔ (اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور یہ حدیث مبارکہ حسن غریب ہے۔)

قرآن کی تلاوت کرنے والا مومن:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کے منہ کی خوشبو تربوز جیسی ہے اور اس کی

لذت بھی بڑھ کر ہے۔

اور جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا ہے۔ وہ چھوہارے کی طرح ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال اس پھول کی طرح ہے جو قرآن مجید میں پڑھتا اس کی خوشبو ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔

فائدہ:

مومن تلاوت کرنے والے کی دو صفتیں ہیں: ایک باطنی طور پر میٹھا ہوتا ہے اور ظاہری طور پر اس کی خوشبو کا اثر لوگوں کو محسوس ہوتا ہے اور جو مومن تلاوت قرآن نہیں کرتا، اس کا باطن ایمان کی وجہ سے بہتر ہے لیکن ایمان کے ظاہری اثرات اس پر مرتب نہیں ہوتے اور منافق تلاوت کرنے والا ظاہری اور باطنی اوصاف سے محروم ہوتا ہے۔

تلاوت کرنے والے مومن کی مثال:

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کی مثال نارنگی کی طرح ہے جس کی خوشبو اور ذائقہ دونوں اچھے اور وہ مومن جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا وہ خشک کھجور کی طرح ہے جو خوشبو سے محروم ہوتا ہے مگر اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اور گناہ گار انسان جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو وہ پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے اور جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور وہ فاجر انسان جو قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتا وہ اندرین کی طرح ہے جو خوشبو بھی نہیں رکھتا اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور نیک دوست مشک کی طرح ہوتا ہے تمہیں رس سے کچھ حاصل ہو یا نہ ہو اس کی خوشبو تمہیں ضرور ملے گی اور برا ساتھی لوہار کی طرح ہے اگرچہ اس کی چنگاریاں تم پر اثر انداز نہیں ہوں گی مگر اس کے دھوئیں گے تم کو تکلیف ضرور پہنچے گی۔ (اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔)

قرآن شفاعت کرے گا:

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ

عن ابی اماۃ رضی اللہ عنہا انہ قال سمعت النبی ﷺ یقول اقرؤا القرآن فانہ یابی یوم القیامۃ شفیعا لا صحابہ رواۃ مسلم.

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرمائے ہوئے سنا: قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

مومن کی تکلیف دور کرنے کا اجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مومن کی دنیاوی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختی کو دور کرتا ہے اور جو شخص کسی غریب پر مہربانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس پر مہربانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو پوشیدہ رکھے گا اور جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد فرماتا ہے اور جو علم کے راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان فرما دیتا ہے اور جو قوم بھی اللہ کے گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے اور اس کے مسائل بیان کرتی ہے تو ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں کے سامنے ذکر کرتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۷

یوم قیامت مجرموں کی سزا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وامتازوا الیوم ایها المجرمون الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشطین انه لکم عدو مبین و ان اعبدونی هذا صراط مستقسیم و لقد اضل منکم جبلا کثیرا افلم تکونوا تعقلون هذا جهنم التی کنتم توعدون اصلوها الیوم بما کنتم تکفرون.

ترجمہ: ''اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا دشمن ہے اور تم میری ہی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ بے شک شیطان نے تم میں سے اکثر لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ کیا تم شعور نہیں رکھتے؟ جہنم ایسا ٹھکانہ ہے جس کی وجہ سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا آج تم اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم نافرمانیاں کرتے تھے۔''

مفسرین فرماتے ہیں روز قیامت ایک پکارنے والا پکارے گا اے منافقین! آج تم علیحدہ ہو جاؤ مومن کامیاب ہو چکے ہیں۔ اے فاسق لوگو! آج تم جدا ہو جاؤ کیونکہ نیکی کرنے والے جنت حاصل کر چکے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظیما

جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہے وہ عظیم کامیابی حاصل کرلے گا۔

اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ان الشیطان لکم عدوا مبین.

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اس کو اپنا دشمن خیال کرو۔

شیطان مسجد کے دروازے پر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ مسجد سے نکلے تو آپ ﷺ کا شیطان سے سامنا ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا میری مسجد کے دروازے پر تمہیں کونسی چیز لائی ہے؟ تو وہ کہنے لگا مجھے یہاں تک خدا لایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیوں! شیطان نے کہا مجھے اس لیے لایا گیا ہے تاکہ جو آپ چاہیں مجھ سے سوال کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تو کیوں نماز باجماعت ادا کرنے سے روکتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا جس وقت آپ (ﷺ) کی امت نماز ادا کرنے کیلئے مسجد کی طرف روانہ ہوتی ہے تو مجھے شدید بخار ہو جاتا ہے اور اتنے وقت تک میں اس میں مبتلا رہتا ہوں جب تک لوگ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں پھر نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو میری امت کو قرآن مجید کی تلاوت سے کیوں روکتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا جب آپ کی امت قرآن کی تلاوت کرتی ہے اس وقت میں رانگ کی طرح پگھل جاتا ہوں پھر پوچھا تو میری امت کو جہاد کرنے سے کیوں روکتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا جب وہ جہاد کے لیے روانہ ہوتے ہیں تو میرے پاؤں کو جکڑا جاتا ہے اور ان کے لوٹنے تک میں اس مین مبتلا رہتا ہوں پھر آپ ﷺ نے پوچھا تو میری امت کو صبح کرنے کیوں روکتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا جب لوگ صبح کیلئے روانہ ہوتے ہیں تو میں زنجیر اور قید میں مبتلا ہو جاتا ہوں اور میری گردن میں طوق ڈالا جاتا ہے اور جب آپ کی امت صدقہ کرنے کا ارادہ

کرتی ہے تو میرے اوپر آرہ رکھ دیا جاتا ہے اور اس طرح مجھے چیرا جاتا ہے جس طرح لکڑی سے آرے کو چیرا جاتا ہے۔

یوم قیامت شیطان کا برا انجام:

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جب دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو شیطان کیلئے آگ کا منبر رکھ دیا جائے گا اس کو آگ کا لباس اور آگ کا تاج پہنایا جائے گا اور اس کے پاؤں میں ہتھکڑی لگادی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا: اے شیطان! اس منبر پر چڑھ اور دوزخیوں کے سامنے خطاب کر تو ابلیس منبر پر چڑھے گا اور دوزخ والوں سے گفتگو کرے گا۔ اے دوزخ والو! اس کی آواز تمام دوزخیوں تک پہنچ جائے گی اور سب اس کی طرف توجہ کریں گے پھر ابلیس مردود گفتگو کرے گا اے کافرو! اور منافقوں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ سچا وعدہ کیا تھا کہ تم سب نے مرنا ہے اور تم سب کو اکٹھا کیا جانا ہے اور اس کے علاوہ تم سے حساب و کتاب لیا جانا ہے اس کے بعد لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصہ جنت میں جبکہ دوسرا حصہ دوزخ میں جائے گا۔ اے گناہگارو! تمہارا یہ وہم وگمان تھا کہ تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے اور اس دنیا سے جدا نہیں ہو گے اور میں تمہارا حاکم نہیں تھا مگر تمہارے دلوں میں وسوسہ ڈالتا تھا تم لوگوں نے مجھے قبول کیا اور میری پیروی کی تو غلطی تمہاری ہے اور مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کو برا بھلا کہو کیونکہ وہی برا بھلا کہنے کا حقدار ہے تم لوگوں نے اللہ کی عبادت کیوں نہ کی حالانکہ وہ ساری مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے پھر شیطان کہے گا: میرے پاس اتنی طاقت نہیں کہ میں تمہیں خدا کے عذاب سے بچا لوں اور نہ ہی تم طاقت رکھتے ہو کہ تم مجھے دوزخ سے بچا لو آج میں تم سے بیزار ہوں ان تمام باتوں سے جو کچھ تمہیں کہا کرتا تھا اور میں اللہ کی بارگاہ میں مردود ہوں اور اس کی راندہ درگاہ ہوں جب دوزخی شیطان کی ان باتوں کو سنیں گے وہ تمام اس پر لعنت بھیجیں گے، اس کے بعد دوزخ کے فرشتے آگ کے نیزوں کے ذریعے اسے منبر سے گرا دیں گے اور اس کو اس کے ماننے والے دوزخ

کے سب سے نچلے طبقے میں دھکیل دیں گے اور دوزخ کے فرشتے ان سے کہیں گے نہ تمہیں موت آئے گی اور نہ ہی تمہیں سکون ملے گا اور تم ہمیشہ اسی میں رہو گے۔

بوقت موت شیطان کا حملہ:

حضرت ابوزکریا زاہد کی موت کا وقت جب قریب آیا تو ان کا ایک دوست موت کی اس سختی میں ان کے پاس آیا اور کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کی۔ زاہد نے ان سے منہ پھیر لیا اور کلمہ نہ پڑھا پھر دوسری مرتبہ کہا لیکن انہوں نے چہرہ پھیر لیا پھر تیسری مرتبہ انہوں نے کہا تو انہوں نے جواب دیا میں نہیں پڑھتا تو ان کا دوست خوفزدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب موت کی سختی میں کمی ہوئی تو انہوں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو وہ کہنے لگے کیا تم لوگوں نے مجھے کچھ کہا تھا؟

سب نے کہا: ہم نے آپ کو تین مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تھی۔ دو مرتبہ آپ نے منہ پھیر لیا اور تیسری مرتبہ کہا کہ میں نہیں پڑھتا۔

تو انہوں نے جواب دیا شیطان میرے پاس پانی کا پیالہ لے کر حاضر ہوا تھا اور میرے دائیں طرف کھڑے ہو کر پیالے کو حرکت دیتا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتا پانی پینا ہے تو میں نے کہا: میں پانی نہیں چاہتا، پھر اس نے مجھ سے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں تو میں نے منہ پھیر لیا اور پھر شیطان نے میرے قدموں کی طرف سے آ کر یہی کہا اور تیسری مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے کو کہا تو میں نے انکار کر دیا اور میں نے پیالے کو زمین پر پھینک دیا تو وہ بھاگ گیا میں نے ابلیس کی باتوں کا انکار کیا تھا نہ کہ تمہاری باتوں کو انکار کیا تھا، اب میں پڑھتا ہوں:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

نماز میں سستی کرنے والا شیطان کی طرح ہے:

پرانے زمانے میں کسی نے ابلیس لعین کو دیکھا اور اس سے کہنے لگا: میں بھی تمہاری طرح ہونا چاہتا ہوں اس نے کہا تجھ پر افسوس ہے جو کچھ تو مجھ سے مانگ رہا ہے مجھ سے کسی اور نے نہیں مانگا تو وہ کہنے لگا: میں اسی چیز کو پسند کرتا ہوں تو شیطان

نے کہا اگر تو میری طرح بننا چاہتا ہے تو نماز میں سستی کر اور قسم کھانا شروع کر دے۔ خواہ جھوٹی ہو یا سچی ہو تو وہ بندہ کہنے لگا: میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے میں نماز نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی قسم کھاؤں گا۔ تو شیطان نے اس سے کہا تجھ سے پہلے آج تک کسی نے حیلے کے ذریعے مجھ سے نصیحت نہیں سیکھی اور اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ میں کسی انسان کو نصیحت نہیں کروں گا۔

حکماء کی مفید باتیں:

حکماء فرماتے ہیں کہ جو شخص عارف بننا چاہے اور شیطان سے نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے اپنے اور معرفت کے درمیان چار چیزوں کو دور کر دینا چاہیے: ایک شیطان کو، دوسری چیز جس کام کو وہ چاہے نفس اور وہ چیز نفس جس کی خواہش کرے۔ خواہشات نفسانی کو اور جن چیزوں کی طرف دنیا اور دنیا جس کو چاہے۔ ابلیس لعین چاہتا ہے تیرا دین ختم ہو جائے تا کہ تو ہمیشہ اس کے ساتھ دوزخ میں رہے جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: کمثل الشیطان اذ قال للا نسان اکفر۔ شیطان کی طرح جب وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جاؤ اور دوسرے مقام پر اللہ کا فرمان ہے:

الشیطان یعد کم الغفر

شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں برائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انسان کا نفس گناہ کرنا چاہتا ہے اور اللہ کی عبادت سے روگردانی کرنا چاہتا ہے اور یہی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے نفس کے اس عیب کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان کے ذریعے بیان فرمایا ہے: (ان النفس لامارۃ بالسوء) بے شک نفس انسان کو بہت زیادہ برائی پر ابھارنے والا ہے۔ خواہشات نفسانی شہوت پرستی کو چاہتی ہے اور عدم کوشش مولیٰ کی خدمت کی طالب ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا:

واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی

لیکن جو شخص اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خوف رکھے اور اپنے نفس خواہشات نفسانی سے روک لے بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔

اگر ان تمام چیزوں کو ختم کر دیا جائے تو عارف معروف چیز تک پہنچ جاتا ہے اور معروف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے اور جو شخص شیطان کی فرمانبرداری کرے تو وہ اپنے دین کو ختم کرنے والا ہے اور اس انسان کو دائمی عذاب ہوگا جس طرح ابلیس مردود کو ہوگا جو شخص نفس کی فرمانبرداری کرے اور نفس کے مطابق عمل کر کے گناہوں کو چاہے تو اس شخص کو بھی بہت زیادہ عذاب ہوگا اور جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرے اور اس سے مراد شہوات ہیں تو اسے بھی سخت عذاب ہوگا اور جو دنیا کی پیروی کرے تو دنیا اور آخرت میں اس سے دونوں دور ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: (خسر الدنیا والاخرۃ) اور جو ابلیس کی آواز پر لبیک کہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے جیسے اللہ کریم کا فرمان ہے:

و من یعش عن ذکر الرحمٰن بقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین

جو انسان نفس کی بات مانے تو اس کا تقویٰ ختم ہو جاتا ہے اور جو خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے تو وہ اپنی عقل سے محروم ہو جاتا ہے اور جو دنیا کی پیروی کرتا ہے تو وہ آخرت کے حصے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

للظالمین بدلاً ظلم کرنے والوں کیلئے کتنا ہی برا بدلہ ہے۔

ایماندار لوگوں کا جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اہل ایمان کو دوزخ سے نکالا جائے گا اور وہ اس سے محفوظ ہوں گے تو جس طرح دنیا میں کچھ لوگ اپنے دوستوں کے حق کیلئے جھگڑا کرتے ہیں اسی طرح مومن لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بھائیوں کے حق کیلئے جھگڑا کریں گے۔ جو دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: یا اللہ! ہمارے مومن ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور روزہ رکھا کرتے تھے اور تو نے انہیں دوزخ میں ڈال دیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

تم جسے پہچانتے ہو اسے دوزخ میں سے نکال کر لے آؤ پھر مومن اہل دوزخ کے پاس آئیں گے اور ان کی شکلوں سے انہیں پہچانیں گے کیونکہ ان کی شکلیں دوزخ کی آگ سے محفوظ ہوں گی۔ ان میں سے کچھ لوگوں کی پنڈلی تک آگ گئی ہوگی اور کچھ کے کندھوں تک آگ گئی ہوگی تو مومن ان کی دوزخ سے نکالیں گے جنہیں وہ پہچانتے ہوں گے پھر وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: یا اللہ! تو نے حکم دیا ہے ہم ان لوگوں کو باہر نکالیں جنہیں ہم پہچانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان بھی ہے اسے بھی دوزخ سے نکال لو تو وہ عرض کریں گے ہم نے اہل دوزخ کو دوزخ سے نکال لیا ہے اب کوئی نیک آدمی اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: انبیاء علیہم السلام نے شفاعت کردی، ملائکہ نے شفاعت کردی اور مومن لوگوں نے شفاعت کردی ہے اب صرف میری ذات باقی ہے تو اللہ ایک مٹھی یا دو مٹھیاں (اپنی شان کے مطابق) دوزخ سے لوگوں کو نکالے گا حالانکہ انہوں نے نیکی کوئی نہیں کی ہوگی اور وہ مکمل جل چکے ہوں گے تو انہیں ایک نہر جسے ''عین الحیات'' کہا کے پاس لایا جائے گا اور وہ اس نہر میں غسل کریں گے جب وہ اس نہر سے نکلیں گے تو ان کا جسم موتی کی طرح ہوگا اور ان کی گردنوں میں ایک نہر ہوگی جس پر لکھا ہوا ہوگا یہ تمام۔ کے تمام آزاد ہیں پھر انہیں کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری مرضی ہو اسے لے لو۔ وہ تمہارا ہے پھر وہ عرض کریں گے یا اللہ! جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے وہ تو نے کسی کو عطا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہیں اس سے بہتر عطا کرنے والا ہوں تو وہ عرض کریں گے اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ میری رضا ہے، اب میں تم سے بالکل ناراض نہیں ہوں گا۔

مجرموں کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا:

اللہ تعالیٰ مجرموں کے جرم اور ان کی قباحت اور اہانت کے بارے میں قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ونسوق المجرمین الی جهنم وردا

اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف دھکیلیں گے۔

لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمٰن عهداً

ترجمہ: شفاعت کا اختیار انہی کے پاس ہوگا جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہوگا اور اس کلمہ سے مراد کلمہ شریف ہے۔

عذاب سے محفوظ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص روز قیامت پانچ وقت کی نماز لائے گا حالانکہ اس نے وضو نماز کے اوقات، نماز کے رکوع و سجود کی حفاظت کی ہوگی اور نماز میں کسی قسم کی کمی نہیں کی ہوگی تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا اور جس شخص نے نماز میں سستی کا اظہار کیا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو عہد نہیں ملتا تو رب کی مرضی ہے اس کو معاف فرمائے یا اس کو عذاب دے دے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۸

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وقال انی ذاهب الی ربی سیھدین رب هب لی من الصلحین فبشرنه بغلم حلیم فلما بلغ معه السعی قال بینی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ما ذا تری قال یابت افعل ماتؤ مرستجدنی ان شآء الله من الصابرین فلما اسلما و تله للجبین ـو نادینه ان یا ابرٰاهیم قد صدقت الرء یا انا کذالک نجزی الحسنین ان هذا لهو البلاء المبین و فدینه بذبح عظیمO

ترجمہ: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں تاکہ وہ مجھے ہدایت کے راستے پر گامزن کرے۔ اے اللہ! تو مجھے نیک بیٹا عطا کر، ہم نے اسے بردبار بچے کی خوشخبری سنائی۔ جب اس کا بچہ اس سے دوڑنے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو تیری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ تو بیٹے نے آپ سے عرض کی: جو حکم دیا گیا ہے آپ اسے پورا فرمائیں انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ دونوں نے اللہ کے حکم کو مان لیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیشانی کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پکارا: اے ابراہیم علیہ السلام! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ بے شک ہم نیکی کرنے

والوں کو جزا اس طرح عطا کرتے ہیں۔ بے شک یہ ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ اور ہم نے بڑے جانور کے ذبح کی وجہ سے چھڑوا دیا۔"

اور وہ دنبہ کی قربانی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا تھا اور وہ جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کیلئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ اسی دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام "**لا الہ الا اللہ واللہ اکبر**" کہنا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام "**اللہ اکبر وللہ الحمد**" کہا۔

ذبح کرنے کا مقصد:

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہزار بکریاں، تین سو گائیں اللہ کی راہ میں قربان کیے تھے۔ اس چیز سے تمام فرشتے اور لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میرا بیٹا ہوتا تو اسے بھی میں اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا اور اس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتا اور ان چیزوں کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات کہی تو کافی عرصہ گزر گیا تو آپ اپنی بات کو بھول چکے تھے لیکن جب آپ ارض مقدس کی طرف آئے اور آپ نے اللہ سے بیٹے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا اور بیٹے کی خوشخبری دی۔ بچے کی پیدائش کے بعد جب بچہ چلنے کے قابل ہوا تو اس کی عمر سات (۷) سال تھی اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت اس بچے کی عمر تیرا (۱۳) سال تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں نذر پوری کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

نذر پوری کرنے کا حکم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ کی آٹھ (۸) تاریخ تھی جب آپ نے خواب کے اندر ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے ابراہیم! اپنی نذر کو پورا کرو جب صبح ہوئی تو سوچنے لگے آیا یہ خواب اللہ کی طرف سے تھا یا شیطان کی

طرف سے تھا۔اس لیے اس دن کو''یوم ترویہ'' کہتے ہیں۔اوراس کا معنی ہے سوچ و بچار کرنا، دوسرے دن خواب میں یہی معاملہ پیش آیا اور صبح کو پتہ چلا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔اس لیے اس کو''یوم عرفہ'' کہتے ہیں اور اس جگہ کا نام عرفات کہتے ہیں۔
تیسرے دن بھی ایسے ہی معاملہ پیش آیا۔آپ نے صبح قربانی کرنے کا ارادہ کرلیا۔
اس لیے اس کو''یوم نحر'' کہا جاتا ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے گھر سے لے جانے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی حضرت حاجرہ سے کہا: اسماعیل کو اچھے کپڑے پہنا دو کیونکہ میں نے اس کو ایک دعوت پر لے جانا ہے تو ان کی ماں نے ان کو اچھے کپڑے پہنا دیئے۔سر میں تیل لگایا اور بالوں میں کنگھی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک چھری اور رسی لے کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے جس دن سے ابلیس ملعون پیدا ہوا ہے۔زیادہ پریشانی اسے اسی دن ہوئی ہے۔

شیطان لعین ناکام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگے شیطان آکر کہنے لگا: کیا کوئی باپ بھی اپنے خوبصورت بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مجھے اللہ کی طرف سے اسی کام کا حکم دیا گیا ہے تو شیطان یہاں سے مایوس ہوکر بی بی ہاجرہ کے پاس گیا اوران سے بھی یہی بات کہی تو بی بی ہاجرہ نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگی کہ کیا کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔شیطان نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کام کا اللہ نے حکم دیا ہے۔وہ کہنے لگیں اللہ کے نبی کو کسی غلط کام کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا، اس لیے اگر یہ میرے رب کا حکم ہے تو میں اپنا بیٹا تو کیا اپنی جان بھی قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہاں سے بھی مایوس ہوکر شیطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ اے اسماعیل! تیرے کھیلنے اور خوشی منانے کے دن ہیں اور تیرے باپ کے پاس چھری اور رسی ہے اور وہ تجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔وہ کہنے لگے: میرے سامنے جھوٹ نہ بول میرا باپ کس طرح مجھے

ذبح کرے گا؟ تو شیطان کہنے لگا تیرا باپ کہتا ہے کہ اسے اس کام کا حکم تیرے رب نے دیا ہے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے فرمان کو سن لیا ہے اور ہم اللہ کیلئے اس کی پیروی کریں گے جب شیطان نے دوسری مرتبہ یہ بات کہی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک پتھر زمین سے اٹھا کر شیطان کو مار دیا اور وہ اپنی بائیں آنکھ سے دیکھنے سے محروم ہو گیا۔ مایوس اور ذلیل ہو کر وہاں سے بھاگ پڑا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر لوگوں کو پتھر مارنا واجب کر دیا تاکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ادا پر عمل ہو جائے جب یہ دونوں منیٰ کے مقام پر پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا:

یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ

ترجمہ: کہ اے میرے بیٹے! میں خواب میں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے تو بیٹے نے کہا: اے باپ! جو آپ کو حکم ہے کر دیجئے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کا کلام سنا تو آپ جان گئے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا جب میں نے یہ دعا مانگی: رب ھب لی من الصلحین اے میرے پروردگار! مجھے ایک لڑکا عطا فرما جو نیکوں میں سے ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وصیت:

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ کو یہ وصیت کی کہ (۱) ذبح کرنے سے پہلے میرے ہاتھوں کو باندھ دینا تاکہ میں آپ کو اذیت نہ دوں۔ (۲) میرے منہ کو زمین کی طرف کرنا تاکہ آپ کو نہ دیکھ سکوں۔ (۳) اپنے کپڑوں کو میرے خون سے بچا کر رکھنا اگر آپ کے کپڑے خون آلود ہو گئے تو ان کپڑوں کو میری ماں دیکھ کر غمگین ہو گی۔ (۴) چھری کو تیز کرنا اور جلدی جلدی میرے گلے پر چلا دینا تاکہ مجھے آسانی رہے کیونکہ موت سخت چیز ہے۔ (۵) میرا کرتا میری والدہ کو دے دینا، وہ

اس کو نشانی کے طور پر رکھیں گی اور میری ماں کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ خدا کے حکم پر صبر کر اور میری والدہ کو میرے ذبح کرنے کی کیفیت نہ بتانا اور میری ماں کے پاس کوئی لڑکا لے جائے، اس طرح میری ماں کا غم تازہ ہو جائے گا اور آپ میری طرح کہ کسی لڑکے کو نہ دیکھیں، اس طرح آپ غمگین اور بے قرار ہو جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تو اللہ کے حکم پر میرا بڑا مددگار ہے۔

فرشتوں کا منظر دیکھنا:

اور بعض لوگوں نے کہا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اوندھا کیا یعنی منہ کے بل لٹایا تاکہ ان کو رحم نہ آئے اور ذبح کرنے کی جگہ کے نزدیک "منیٰ" کے پاس ایک پتھر ہے وہاں پر ذبح کیا اور بعضوں نے کہا کہ ان کو اونچی جگہ پہ ذبح کیا اور جب چھری کو اپنے بیٹے کے گلے پر رکھا اور زور سے چلایا پھر بھی چھری ان کے گلے کو نہ کاٹ سکی پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں، آسمانوں اور زمینوں سے پردوں کو اٹھا دیا۔ فرشتوں نے دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ سب تمام اللہ کیلئے سجدے میں گر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کی طرف دیکھو، کس طرح اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا رہا ہے اور یہ کام میری رضامندی کیلئے سرانجام دے رہا ہے جب میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو تم نے مجھ سے کہا کہ تو نے ایسے شخص خلیفہ بنا دیا ہے جو زمین میں فتنہ فساد برپا کرے گا جبکہ ہم تیری تسبیح اور تیری پاکیزگی بیان کریں گے۔

پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ میرے ہاتھ اور پاؤں کو کھول دیں تاکہ اللہ کی ذات مجبوری کی وجہ سے اپنا فرمانبردار خیال نہ کرے اور فرشتوں کو معلوم ہو جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیٹا کتنا فرمانبردار ہے اور طاقت کی وجہ سے اپنی قربانی پیش کر رہا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو کھول دیا اور آپ کا رخ زمین کی طرف کر دیا اور چھری کو مکمل قوت کے ساتھ آپ کی گردن پر چلا دیا۔ چھری گردن پر چلی لیکن اس نے اللہ کے حکم کی وجہ سے آپ کے سر اقدس کو نہیں کاٹا تو اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی: ابا جان آپ

کی طاقت آپ کی محبت کی وجہ سے کمزور پڑ چکی ہے اور آپ (علیہ السلام) میں چھری چلانے کی طاقت نہیں ہے تو آپ (علیہ السلام) نے چھری سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو پتھر کو کاٹتی ہے لیکن گوشت کو نہیں کاٹتی، تو چھری نے اللہ کی مدد سے گفتگو کی۔ اے ابراہیم علیہ السلام! تو کاٹنے کا حکم دیتا ہے جبکہ تیرا رب مجھے اس کام سے روکتا ہے تو میں رب کی نافرمانی کر کے تیری بات کس طرح مانوں۔

قربانی قبول ہوئی:

اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پکارا اے ابراہیم! تو نے خواب کو پورا کر دکھایا ہے۔ بے شک ہم نیک لوگوں کو بدلہ اس طرح عطا کرتے ہیں یہ بہت بڑا امتحان اور سخت آزمائش ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو پسند کیا اور مسلمانوں پر قربانی کو واجب کر دیا۔

اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہو جاتے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر یہ بچے کی قربانی ہو جاتی تو لوگوں پر ہر سال بچے کی قربانی دینا ضروری ہو جاتا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی انسان اپنے بیٹے کی قربانی کی نذر مانے تو ایک بکری کی قربانی کے اس نذر کو پورا کرے۔

اللہ سب سے بڑھ کر سخی ہے:

روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کے بیٹے نے پوچھا آپ سخی ہیں یا میں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، میں زیادہ سخی ہوں۔ آپ کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام نے کہا: سخی میں ہوں کیونکہ آپ کا دوسرا بیٹا ہے جبکہ میں ایک جان کا مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم دونوں سے بڑھ کر سخی ہوں کیونکہ تم دونوں کو فدیہ دے کر میں نے ذبح کی تکلیف سے تمہیں محفوظ کر لیا ہے۔

فرشتوں کا تعجب:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عزت اور مقام کو دیکھ کر فرشتے متعجب ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت سے دنبہ بھیجا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت

قسم! اور اپنے جلال کی قسم! اگر تمام فرشتے اس فدیے کو اپنی گردن پر اٹھاتے تو میرے اس قول کا بدلہ نہ ہوتا۔

یا ابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین

کہا جاتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے خواب میں ایک سو (۱۰۰) مینڈھوں کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر ان مینڈھوں کو آگ نے کھا لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ رب کا حکم پورا ہو گیا ہے۔ پھر دوسرے روز خواب میں دیکھا اس میں ایک سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کر دیئے اور انہیں بھی آگ نے کھا لیا۔ انہوں نے پھر سمجھا کہ اللہ کا حکم پورا ہو چکا ہے پھر تیسرے روز خواب میں اس چیز کا مشاہدہ کیا کہ خواب میں کوئی آنے والا کہہ رہا ہے کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام خوفزدہ ہو گئے، بیٹے کو سینے سے لگا کر صبح تک روتے رہے۔

اللہ کے خلیل:

اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو فرشتوں نے عرض کی: یا اللہ! یہ مالدار ہے اور اہل وعیال والا ہے، ان تمام مصروفیات کے باوجود یہ تیرا خلیل کس طرح ہو گیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کی صورتحال اولاد کی طرف نظر دوڑاؤ بلکہ اس کے دل اور اس کے نیک اعمال کی طرف دیکھو کیونکہ میرے دوست کے دل میں میری محبت کے سوا کچھ بھی نہیں اگر تم اس کو آزمانا چاہو تو اس کے پاس جا کر آزما بھی سکتے ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک انسان کی شکل میں اس کے پاس آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کتے اس کی بکریاں اور بھیڑوں کی حفاظت اور شکار کرنے کیلئے تھے تو اس سے اندازہ لگا لیں۔ بھیڑ، بکریاں ان کے پاس کتنی ہوں گی اور کتوں کی گردنوں میں سونے کے پٹے تھے تاکہ پتہ چلے ناپاک چیز ناپاک کے کام آ سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن اونچے ٹیلے پر بیٹھ کر بھیڑوں اور بکریوں کو دیکھ رہے تھے۔ اسی دوران جبرئیل علیہ السلام نے انہیں آ کر سلام کیا اور ان چیزوں کے بارے میں پوچھا یہ کس لیے ہیں تو انہوں نے جواب دیا

یہ ساری چیزیں اللہ کیلئے ہیں لیکن اب میرے پاس ہیں تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان میں سے ایک مجھے دے دو تو آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر کرو اور تیسرا حصہ بکریوں میں سے لے لو تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''سبوح قدوس ربنا و رب الملئکة و الروح'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: دوسری مرتبہ پھر اللہ کا ذکر کرا ور نصف بکریاں لے لے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دوبارہ یہی ذکر کیا اور پھر ابراہیم علیہ السلام نے تیسری مرتبہ ذکر کرو اور تمام چرواہوں اور کتوں سمیت یہ سارا مال لے لے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کا ذکر کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا چوتھی مرتبہ پھر اللہ کا ذکر کرو پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تو نے میرے خلیل کو کیسا پایا ہے؟ تو جواب میں عرض کیا: وہ بہت اچھا خلیل ہے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چرواہوں سے کہا تم بھیڑ، بکریاں ان کے پیچھے لے چلو کیونکہ یہی تمارا مالک ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا میں انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہوں اور مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو آپ کو آزمانے کیلئے آیا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں نے جو کچھ تمہیں دے دیا ہے میں اس کو واپس نہیں کرنا چاہتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے زمین خرید لے اور فقیر وغریب لوگوں کیلئے وقف کر دے تاکہ تمام خوب سیر ہو کر کھائیں۔

مالدار شخص کون ہے:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس بیس (۲۰) مثقال سونا ہو یا دوسو (۲۰۰) درہم چاندی ہو اور اس کی ضروری حاجات سے فارغ ہو تو اس کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا ہے اگر وہ درہم اور دیناروں کے علاوہ کسی اور سامان کا مالک ہو اور وہ سامان دوسو (۲۰۰) درہم کے برابر ہو تو وہ بھی مالدار ہے اور اس پر قربانی واجب ہوگی اسی طرح زمین کے مالک کو مالداروں میں شمار کیا گیا ہے بشرطیکہ اس کی قیمت دوسو (۲۰۰) درہم کے برابر ہو اور انگور کے درختوں کا مالک بھی مالداروں میں شامل ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۹

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربه انی مسنی الشیطن بنصبٍ و عذابٍ

ترجمہ: ''ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کرو، وہ عیص کا بیٹا اور عیص حضرت اسحاق علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا بے شک شیطان نے مجھے عذاب اور تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔''

شیطان کی طرف تکلیف کی نسبت اس لیے کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسے کی وجہ سے کثرت مال پر خوش ہونے کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ بعض نے فریادی ایک مظلوم نے ان کی فریاد نہ سنی۔ بعض نے کہا کہ ان کے جانور ایک کافر بادشاہ کے قبضے میں ہیں تو انہوں نے بادشاہ سے مدانیت کی (یعنی مدانیت کا معنی نرمی اور صلح کے ہیں) یعنی اس کے ساتھ نرمی کی اور اس سے جنگ نہ کی اور بعض علماء نے کہا نصب سے مراد اور عذاب سے مراد ان کے دل میں شیطان نے بیماری کی حالت میں وسوسہ ڈالا یعنی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہیں اور شیطان ان کو دھوکا دیتا ہے۔

گناہ سے پاک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے ایک گناہ بھی نہ کیا ہو۔

بیت الحمد:

حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کا جب لڑکا مرتا ہے تو فرشتوں سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا تم نے اس کے دل میں قبضہ کر لیا ہے؟ (یعنی اس کو موت دے دی ہے۔ یعنی اس کے لخت جگر کو) پس اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کیا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ تیرے بندے نے تیری حمد اور تیرا شکر کیا اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم تیار کرو، میرے بندے کیلئے جنت میں ایک مکان اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

تورات کی چار سطریں:

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے توریت میں چار سطریں لگاتار پائیں: (۱) جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بخشا جائے گا وہ ہنستا ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ۔ (۲) جو کوئی شخص مال کیلئے تواضع کرتا ہے اس کی دولت ضائع ہو جاتی ہے۔ (۳) اور جو شخص غمگین ہو کسی چیز کے فوت ہونے پر بے شک اس نے غصہ کیا اپنے رب کے فیصلے پر۔ (۴) جس نے مصیبت کے وقت شکایت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی شکایت کی۔

اللہ اپنے دوست کو آزماتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مصیبت برداشت کرنے کے بعد اس کی جزاء ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو آزماتا ہے اگر آدمی صبر کرے تو اللہ اسے پسند کرتا ہے اور اگر آدمی مصیبت پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی رہتا ہے۔

آزمائش کامیابی ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع بن نون کے ہمراہ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ ایک دم سفید پرندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کندھے پر گرا اور کہا: اے اللہ کے نبی!

آج مجھے قتل ہونے سے بچایئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کس چیز سے بچاؤں؟ تو پرندے نے جواب دیا: شکرے سے، وہ مجھے کھانا چاہتا ہے اور وہ پرندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آستین میں گھس گیا تو اچانک ایک شکرا آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے اللہ کے نبی! مجھے شکار سے نہ روکو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری تیرے لیے ذبح کردوں گا تو اس نے کہا مجھے بکری کا گوشت پسند نہیں ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو میری ران کا گوشت کھالو۔ اتنے میں وہ پرندہ آپ کی آستین سے نکل کر اڑا اور شکرا اس کے پیچھے اڑا پھر وہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور اس نے کہا میں جبرئیل اور دوسرے نے کہا میں میکائیل (علیہم السلام) ہوں۔ ہم دونوں آپ کی آزمائش کیلئے آئے تھے تاکہ دیکھیں کہ آپ خدا کے بندوں پر کیسے شفقت کرتے ہیں۔

تین صبر اور ان کا اجر:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صاحب مصیبت، مصیبت کے وقت گھبرا جائے تو دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک گھبرانے کی مصیبت اور دوسری وہ جس میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسری مصیبت میں جو اسے صبر کا اجر و ثواب ملنا ہوتا ہے وہ جاتا رہتا ہے۔ حقیقت میں یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ صبر تین طرح کا ہے: (۱) مصیبت کے وقت صبر، (۲) نیکی پر صبر، (۳) گناہ پر صبر۔ جو آدمی مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تین سو (۳۰۰) درجے بلند کردیتا ہے اور ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان میں فاصلہ ہے۔ اور جو شخص گناہ پر صبر کرتا ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نو سو (۹۰۰) درجے بلند کردیتا ہے اور ایک درجہ دوسرے درجے سے اتنا دور ہے جتنا عرش اور تحت الثریٰ تک فاصلہ ہے۔

صبر کا عظیم الشان مظاہرہ:

حضرت ایوب بن عیص بن اسحٰق علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں

اور وہ ایک عقل مند مرد پاک صاف اور صبر و تحمل والے بہت بڑے عالم تھے اور ان کے والد بڑے مالدار تھے، ان کی ملکیت میں ہر قسم کے جانور، اونٹ، بیل، گھوڑے، خچر اور گدھے تھے اور ملک شام میں کوئی شخص ان کے برابر مالدار نہ تھا۔ انہوں نے جب وفات پائی تو سارا مال حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی مسماۃ رحمت بنت افرایم سے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بارہ (۱۲) مرتبہ اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ لوگ موضع حوران اور موضع تیہ کے رہنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا حسن خلق اور نرمی والا بنایا کہ نہ ان کی کوئی مخالف، نہ کوئی ان کی تکذیب اور نہ کوئی ان کا انکار کر سکے۔ اس کے باعث ان کی ذاتی شرافت اور ان کے آباؤ اجداد کی شرافت تھی اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کیلئے بڑے بڑے راستے تیار کیے اور مسجدیں تیار کیں اور فقیروں، محتاجوں اور مہمانوں کیلئے دسترخوان بچھائے جاتے تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام یتیموں کے حق میں باپ کی طرح مہربان اور رنڈوں کے حق میں مہربان شوہر کی طرح اور بوڑھوں کے حق میں پیارے بھائی کی مانند تھے اور اپنے وکیلوں اور حفاظت کرنے والوں کو حکم کیا کرتے تھے کہ وہ کسی کو کھیتی اور پھلوں سے منع نہ کریں اور ان کے جانور ہر سال دو دو بچے دیا کرتے تھے اور آپ کبھی ان چیزوں سے خوش نہیں ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے: اے میرے پروردگار! یہ تیری عطیات ہیں۔ تیری یہ عطا تیرے بندے کیلئے دنیا کے قیدخانہ میں ہیں۔ پس کیسے کیسے عطیات تیری جنت میں تیرے دوستوں کیلئے ہوں گے۔ روشنی کے مکانوں میں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور شکر سے غافل نہیں تھا اور نہ ہی ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل تھی۔ پس شیطان نے ان سے حسد کیا اور کہا کہ ایوب علیہ السلام نے دنیا اور آخرت دونوں کو لے لیا ہے اور شیطان نے چاہا

کہ ان دونوں میں سے ایک کو ان پر خراب کرے اور ابلیس اس زمانہ میں آسمان کی طرف چڑھا کرتا تھا اور جہاں چاہتا تھا ٹھہرتا تھا۔ پس ایک دن وہ آسمان پر چڑھا جیسا کہ وہ ہمیشہ چڑھا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اے شیطان! تو نے میرے بندے ایوب علیہ السلام کو کیسا دیکھا ہے اور تو نے اسے کیسا پایا ہے۔ شیطان نے کہا کہ اے پروردگار! ایوب علیہ السلام تیری عبادت کرتا ہے اس لیے تو نے ایوب علیہ السلام کو دنیا میں وسعت اور عافیت عطا کی اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تیری عبادت نہ کرتا اور وہ بندہ راحت و آرام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں جانتا ہوں۔ بے شک تو نے جھوٹ کہا اگر اس کو وسعت اور فراخی نہ ہوتی تو بھی وہ میری بندگی کرتا اور شکر بجا لاتا۔ ابلیس نے کہا کہ اے اللہ! تو مجھے اس پر غالب کر دے، پس پھر تو دیکھنا میں اسے تیرے ذکر سے کیسے بھلاتا ہوں اور تیری عبادت اور بندگی سے کیسے روکتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کی ہر چیز پر سوائے روح کے یعنی موت کے علاوہ ہر چیز پر غالب کر دیا۔ پس شیطان لوٹا اور ایک دریا کے کنارے پر جا کر اس قدر چیخا کہ تمام شیطان کے چیلے، اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار! مجھے کیا ہوا، آپ پر کون سی مصیبت آن پڑی ہے؟ اس لعین نے کہا میں نے اس طرح فرصت پائی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کے بعد سے لے کر مجھے اس طرح فرصت نہیں ملی تم سب حضرت ایوب علیہ السلام پر جلدی جلدی پھیل جاؤ اور جلا دو اور تباہ و برباد کر دو اور حضرت ایوب علیہ السلام کا سارا مال بھی تباہ کر دو۔ پس شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور کہا کہ تو تکلیف اور نقصان کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آگ اتاری ہے تیرے مال پر اور سب کو راکھ کر گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے بات نہ کی یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے پھر الحمد للہ الذی اعطانی ثم افذمنی شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے مال دیا اور واپس لے لیا۔ پس مال اور دولت اور اولاد فتنہ ہے۔ مردوں

اورعورتوں کیلئے آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں آرام سے اللہ کی عبادت کروں، پس شیطان ذلیل وخوار اور مایوس ہوکر لوٹا۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے کل چودہ بچے تھے، جن میں سے آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں، وہ سب ہر دن صبح کا کھانا اپنے بھائی کے گھر میں کھاتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے بڑے بھائی ہرمل کے گھر میں موجود تھے۔ سارے شیاطین وہاں جمع ہوگئے اور گھر کا احاطہ کرلیا۔ انہوں نے اس گھر کو حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کے اوپر گرادیا۔ ایک ہی دسترخوان پر سارے کے سارے مرگئے کسی کے منہ میں لقمہ تھا توکسی نے اپنے ہاتھ میں پیالہ پکڑا ہوا تھا اور وہ سب اسی حالت میں فوت ہوگئے۔

شیطان پھر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے پاس جا پہنچا آپ کھڑے ہوکر نماز ادا فرما رہے تھے، شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا:

اتعبد ربک و قد طرح علی اولادک البیت فما تو اجمیعا.

فلم یکلمه بشئ حتی فرغ من صلاته

کیا آپ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ کی ساری اولاد کے اوپر گھر کو گرادیا گیا ہے اور وہ سب کے سب مرگئے ہیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے اس لعنتی کو کسی چیز کا جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پڑھنے سے فارغ ہوگئے۔

بعد از فراغت نماز آپ نے فرمایا:

یا لعین! الحمد لله الذی اعطانی ثم اخذمنی فالا موال والا ولا دفتنة للرجال و النساء فاخذها منی لا فرغ لعبادة ربی

اے لعنتی! تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے عطا فرمایا پھر مجھ سے لے لیا۔ مال اور اولاد، مردوں اور اور عورتوں کیلئے آزمائش ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے مال اور اولاد کو مجھ سے لے لیا تاکہ میں اپنے رب کی عبادت دنیا کی تمام معاملات سے فارغ ہوکر کروں۔

اب بھی شیطان، ناکام، نامراد اور ذلیل و رسوا ہو کر واپس لوٹا۔

شیطان پھر آیا اور حضرت ایوب علیہ السلام نماز میں تھے جب آپ نے سجدہ کیا تو ناک اور منہ پھونک دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا بدن پھول گیا اور بہت زیادہ پسینہ آیا اور آپ کا بدن بہت بھاری ہو گیا اور ان کی بیوی نے جن کا نام رحمت مقاوہ کہنے لگی کہ یہ مال کا غم اور بچوں کی مصیبت کی طرح ہے۔ آپ رات کو قیام کرتے ہیں، دن روزہ کی حالت میں گزارتے ہیں اور تھوڑی دیر بھی آرام نہیں کرتے۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور سارا جسم اس تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ جسم سے پیپ بہنے لگی اور کیڑوں نے بھی آپ کے جسم کو کھانا شروع کر دیا، ان کے رشتے دار انہیں چھوڑ گئے۔ آپ کی تین بیویاں تھیں، دو نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ صرف آپ کی ایک بیوی رحمت ہر وقت آپ کے ساتھ رہی اور آپ کی خدمت کرتی رہی، یہاں تک کہ پڑوسی عورتوں نے بی بی رحمت علیہا السلام سے کہا کہیں اس بیماری میں ہمارے بچے بھی مبتلا نہ ہو جائیں تو انہیں یہاں سے نکال دے ورنہ ہم تم دونوں کو نکلنے پر مجبور کر دیں گے تو بی بی رحمت علیہا السلام اپنے کپڑے ساتھ لے کر اپنے شوہر کے ساتھ اپنی قیام گاہ کو چھوڑ دیا اور اپنی غربت پر افسوس بھی کر رہی تھیں کہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی پشت پر اٹھا لیا اور ان کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے اور ایک اجنبی جگہ کی طرف جا رہی تھیں۔ اس کے بعد شہر کے لوگ آ کر کہنے لگے تو اپنے شوہر کو یہاں سے لے کر چل، ورنہ ہم ان پر کتے چھوڑ دیں گے اور جو انہیں کھا لیں گے تو حضرت ایوب علیہ السلام کو اٹھا کر ایک راستے کے کنارے پر لائیں اور ایک کلہاڑی لے کر لکڑیوں کو توڑا پھر رسی اور لکڑیوں کے ساتھ اپنا مکان بنایا اور مکان کے اندر گھاس بچھا دی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اس گھاس پر لٹا دیا اور ایک پتھر کو ان کیلئے تکیہ بنا دیا۔ ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ بڑا پیالہ لے کر آئیں جس میں چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے پھر بستی کی طرف روانہ ہوئیں تو حضرت

ایوب علیہ السلام نے پیچھے سے آواز دی: اے رحمت! اگر تو مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو مجھے یہیں پر چھوڑ دے مگر میں تمہیں ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں تو وہ عرض کرنے لگی جب تک میرے جسم میں جان ہے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گی۔ وہ گاؤں کی طرف روانہ ہوگئیں اور ہر روز کام کر کے روٹی کا ایک ٹکڑا حضرت ایوب علیہ السلام کو آ کر کھلاتیں یہاں تک کہ لوگوں کو پتہ چل گیا یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی ہے تو انہوں نے کھانا دینا بند کر دیا اور ان سے کہنے لگے تو ہم سے دور ہو جا کیونکہ ہمیں تم سے نفرت ہے تب رحمت علیہا السلام اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ! میرا حال تو اچھی طرح جانتا ہے اور مجھ پر زمین تنگ ہو چکی ہے اور دنیا میں لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن تو ہم سے آخرت میں نفرت نہ کرنا۔ اے اللہ! ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھر سے نکال دیا ہے لیکن تو ہمیں آخرت کے گھر سے مت نکال پھر ایک باورچی کی بیوی کے پاس جا کر انہیں بتایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام بھوکے ہیں اور تو مجھے بطور قرض ایک روٹی دے دے تو اس عورت نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی سے کہا کہ تو مجھ سے دور ہو جا تاکہ میرے خاوند کی نظر تجھ پر نہ پڑے اور تو مجھے اپنا ایک بال دے دے اور ان کی بارہ زلفیں تھیں وہ اتنی لمبی تھیں کہ زمین پر لٹکتی تھیں اور انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہت تھی اور حضرت ایوب علیہ السلام بھی ان کی زلفوں کو پسند کرتے تھے تو انہوں نے ایک قینچی کے ذریعے زلفیں کاٹ کر اس کے حوالے کر دیں اور اس باورچی کی بیوی نے ان کے بدلے میں چار روٹیاں عطا کیں تو پھر بی بی رحمت نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! میرا یہ کام اپنے شوہر کی خدمت کیلئے اور تیرے نبی ایوب علیہ السلام کو کھانا کھلانے کیلئے ہے جب حضرت ایوب علیہ السلام ان روٹیوں کو دیکھا تو دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا شاید بی بی رحمت نے اپنے نفس کو بیچ ڈالا ہے پھر قسم اٹھائی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت یابی عطا کی تو سزا کے طور پر ایک سو (۱۰۰) کوڑے ماروں گا جس کے کفارے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث

ترجمہ: اے ایوب! تو اپنے مٹھی بھر گھاس لے اور وہ اپنی بیوی کو مارا اور قسم توڑنے والے مت بنو۔

جب بی بی رحمت علیہا السلام واقعہ کی حقیقت کے بارے میں آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے روتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میری بیوی نے اپنے بال بیچ کر مجھ پر خرچ کر دیا۔ تو بی بی رحمت علیہا السلام عرض کرنے لگیں: اے میرے سردار! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ بال پہلے سے زیادہ خوبصورت پیدا ہوں گے پھر روٹی کے ٹکڑے کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کو کھلاتیں اور ان کے پاس بیٹھ گئیں۔

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام صبر کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

کان ایوب علیہ السلام کلما سقطت دودۃ من بدنہ و ضعھا علی جسدہ و یقول! کلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ، فلم یبق لحمہ علی بدنہ حتی بقیت عظمہ و عروقہ و اعصابہ فاذا طلعت علی الشمس نفذ شعاعھا من قدامہ الی خلفہ فما بقی من جسدہ الشریف الا قلبہ و لسانہ و کان لا یخلو قلبہ من شکر اللہ و لسانہ من ذکر اللہ.

حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے جسم سے جب کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اسے اٹھا کر اپنے جسم پر رکھ دیتے اور اس سے فرماتے اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق یہاں رکھا ہے، اس میں سے کھاؤ۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم پر گوشت بالکل باقی نہ رہا، بلکہ آپ کے جسم کی صرف ہڈیاں، رگیں اور پٹھے رہ گئے، جب سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعاعیں آپ کے جسم کے اگلے حصہ سے پچھلے حصہ کی طرف نکل جاتی تھیں۔ آپ کے جسم شریف پر سوائے زبان اور دل کے کچھ بھی باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود آپ کا دل شکر سے اور آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بند نہیں ہوتی تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے آپ اٹھارہ (۱۸) سال اس بیماری میں مبتلا رہے پھر ایک دن آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ (علیہ السلام) سے کہا: آپ اللہ کے پیارے نبی

ہیں اپنی صحت یابی کیلئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں تو حضرت ایوب علیہ السلام کہنے لگے یہ بتاؤ میں کتنی دیر حالت صحت میں رہا ہوں تو وہ کہنے لگی اسی (۸۰) سال تک آپ صحت مند رہے ہیں اور اب مجھے اللہ سے کوئی چیز مانگتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ صحت یابی اور تکلیف کے دن برابر نہیں ہیں جب آپ کے جسم پر گوشت نہ رہا تو آپ کے بدن پر جتنے کیڑے تھے، ایک دوسرے کو کھانا شروع کر دیا۔ صرف دو کیڑے رہ گئے تو انہیں پورے جسم سے صرف دل اور زبان پر گوشت نظر آیا تو انہوں نے دل اور زبان پر حملہ کر دیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی:

انی مسنی الضر و انت ارحم الرحمین

یہ آپ کی طرف سے گلہ شکوہ نہیں تھا کیونکہ آپ کا شمار صبر کرنے والے لوگوں میں ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ ہیں: (انا وجدناہ صابرا) بے شک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صبر کرنے والا پایا۔

کیونکہ مال اولاد کے ختم ہونے کی وجہ سے انہوں نے کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے صبری کا اظہار نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! میں تیری ہر آزمائش پر صبر کروں گا جب تک میرے دل میں تیرے محبت رہے گی اور میری زبان تیرے ذکر سے تر رہے گی اور جب میرے اعضاء بھی ختم ہو جائیں گے تو میں قطعیت پر صبر نہیں کر سکوں گا حالانکہ تو ارحم الراحمین ہے تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: اے ایوب علیہ السلام! دل و زبان بھی میرے، کیڑے بھی میرے اور درد بھی میری طرف سے ہے پھر یہ گھبراہٹ کس لیے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی ستر (۷۰) انبیاء علیہم السلام نے مجھ سے اسی چیز کا سوال کیا تھا لیکن میں نے تیری بزرگی کی وجہ سے تیرے لیے اس چیز کو پسند کیا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس لیے خوفزدہ تھے کہ ان کے دل اور زبان کیڑوں کے کھا جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہو جائیں گے اور آپ علیہ السلام ذکر اللہ سے غافل نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک کیڑے کو پانی میں گرا دیا وہ تمام بیماریوں کیلئے شفاء

بن گیا جبکہ دوسرا کیڑا زمین پر گر گیا اور شہد کی مکھی بن گیا جس سے تمام لوگوں کو شفاء حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت میں سے دو انار لائے تو حضرت ایوب علیہ السلام کہنے لگے: مجھے اللہ نے یاد فرمایا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سلام بھی بھیجا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے ان دونوں اناروں کو کھا لیجئے۔ اس سے آپ کے گوشت اور ہڈی کو طاقت ملے گی۔ جب دونوں اناروں کو آپ نے کھا لیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: (قم باذن اللہ) اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جایئے اور ساتھ یہ بھی کہا: (از کض برجلک) اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماریئے جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا بایاں پاؤں زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، اس سے آپ نے اپنی پیاس بجھائی اور تمام ظاہری اور باطنی بیماریاں ختم ہو گئیں۔ آپ کا جسم پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا اور چہرہ بھی چاند جیسا نکل آیا جس طرح اللہ کا ارشاد پاک ہے:

فاستجناله فکشفنا مابه من ضروآ تینه اهله و مثلهم معهم رحمة من عند نا و ذکری للعبد ین

ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی تکلیف کو ہم نے دور کیا اور ہم نے اس کو اولاد سے نوازا اور ان کی طرح اپنی طرف سے ان پر رحم فرمایا اور ہر چیز عبادت کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔

مومن پر آزمائش کیوں آتی ہے:

ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر نے اللہ کی بارگاہ میں یہ شکایت کی ایک بندہ مومن تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری نافرمانی سے اجتناب کرتا ہے۔ دنیا اس سے ناراض ہوتی ہے اور اس پر مصیبتیں آتی ہیں، کافر تیری بندگی نہیں کرتا اور تیری نافرمانی کھلم کھلا کرتا ہے۔ اس پر مصیبتیں نہیں آتیں اور دنیا اس کیلئے وسیع ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ تمام بندے اور مصیبتیں میری ہیں اور تمام

میری تسبیح پڑھتے ہیں چونکہ مومن سے تھوڑے گناہ سرزد ہوتے ہیں، اس پر میری طرف سے آزمائش ہوتی ہے۔ دنیا والے اس سے ناراض رہتے ہیں اور یہی تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ مجھ سے ملاقات کر لیتا ہے اور میں اسے نیکیوں کا اچھا بدلہ عطا کرتا ہوں اور کافر کی بھی کچھ نیکیاں ہوتی ہیں اور میں اس کیلئے روزی کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ مصیبتیں اس پر نہیں آتیں اور اس کی نیکیوں کا بدلہ میں انہیں دنیا میں عطا کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ میرے پاس آجاتا ہے اور میں مرنے کے بعد ان کو برائیوں کی سزا دیتا ہوں۔

مومن اور کافر کا ٹھکانہ:

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ قدیم زمانے میں ایک کافر اور ایک مسلمان مچھلی کے شکار کیلئے گئے۔ کافر اپنے بتوں کے نام پر جال پھینکتا تھا جبکہ مسلمان اللہ کا نام لے کر اپنا جال دریا میں پھینکتا تھا۔ کافر نے بہت سی مچھلیاں پکڑ لیں جبکہ مسلمان کوئی مچھلی نہ پکڑ سکا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے جال میں ایک مچھلی آئی لیکن وہ بھی اس کے ہاتھوں سے گر پڑی۔ مومن خالی ہاتھ واپس آیا جبکہ کافر مچھلیوں کا جال بھر کر واپس لوٹا تو یہ صورتحال دیکھ کر مومن کے فرشتے کو اس پر بہت زیادہ افسوس ہوا جب وہ فرشتہ آسمان پر پہنچا تو اللہ کے نام کی قسم اٹھائی اور کہنے لگا جو تکلیف مرنے کے بعد کافر کو پہنچے گی مسلمان اس سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو کافر کا ٹھکانہ بھی دکھا دیا تو وہ قسم اٹھا کر کہنے لگے: کافر کو دنیا کا مال ذرہ بھر فائدہ نہیں دے گا۔ اس قصے کو جلال الدین رومی رحمۃ اللہ نے مثنوی شریف میں نقل کیا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۰

جہنم کے خوفناک مناظر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وسیق الذین کفرو الی جھنم زمرا حتی اذا جاء و ھا و فتحت ابوابھا و قال لھم خزنتھا الم یا تکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم و ینذرونکم لقاء یو مکم ھذا قالوا بلٰی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی لکفرین قیل ادخلوا ابواب جھنم خلدین فیھا فبئس مثوی المتکبرین.

ترجمہ: ''کافروں کو جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا جب دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کے دروازے ان پر کھول دیئے جائیں گے اور جہنم کے درمیان ان سے یہ باتیں کریں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول کوئی بھی نہیں آیا جو تم پر تمہارے رب کی آیات کو تلاوت کرے اور اس دن کی ملاقات سے تم ڈرتے تو دوزخی لوگ ہاں میں جواب دیں گے لیکن کافروں پر عذاب ثابت ہے ان سے کہا جائے گا دوزخ میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کیلئے تو تکبر وغرور کا ٹھکانہ کتنا برا ہے۔''

درود پاک پڑھنے پر فرشتے کی پیدائش:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: جس بندے نے ادب واحترام سے مجھ پر درود پاک پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کلمے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے دو بازو ہیں۔ ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور اس کے دونوں پاؤں زمین کے

اندر ہیں اور اس کی گردن عرش الٰہی کے نیچے ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے جس طرح اس نے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھا ہے، اسی طرح تو بھی اس پر رحمت بھیج تو وہ فرشتہ قیامت تک اس پر رحمت بھیجتا ہے۔

اللہ کے دشمنوں کو جہنم میں خوفناک عذاب:

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا ان کے چہرے کالے اور ان کی آنکھیں کنجی ہوں گی اور ان کے منہ پر مہر لگی ہو گی جب وہ دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کے فرشتے زنجیروں اور طوقوں کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے جو ان کے منہ پر رکھ دیئے جائیں گے اور ان کی پیٹھوں سے باہر نکل آئیں گے ان کے دائیں ہاتھ ان کی گردن کے ساتھ اور ان کے بائیں ہاتھ ان کے سینے میں داخل کر دیئے جائیں اور ان ہاتھوں کو کندھوں سے نکالا جائے گا اور انہیں زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ہر کافر کو اپنے دوست شیطان کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا اور فرشتے اس کو لوہے کے گرز مارے گے جب وہ نکلنے کی کوشش کریں گے تو فرشتے ان کو کھینچ کر دوبارہ دوزخ میں ڈال دیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کلما اراد وا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا. قیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بد تکذبون

ترجمہ: جب کافر دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو انہیں دوبارہ پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا اس دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔

جہنم کے خوف سے مسلسل رونا:

حضرت ابویزید کی آنکھوں سے آنسو بالکل نہیں تھمتے تھے، دن رات وہ رویا کرتے تھے کسی نے رونے کی وجہ سے پوچھی تو کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس بات سے خوفزدہ کرتا اگر میں نے گناہ کیا تو وہ مجھے حمام میں ڈال دیتا اور میرے آنسو ختم نہ

ہوتے اور میں آہ وزاری کیوں نہ کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس آگ میں ڈالے گا جو تیس (۳۰) ہزار سال سے جلائی گئی ہے۔

جہنم کا حال بزبان جبرئیل:

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور میں نے دوزخ کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا ہے پھر اس کو ایک ہزار سال تک روشن کیا یہاں تک وہ آگ سرخ ہوگئی پھر اس کو ایک ہزار سال تک جلایا پھر اس کی رنگت سفید ہوگئی پھر اس کو ایک ہزار سال تک روشن کیا یہاں تک کہ وہ آگ سیاہ ہوگئی اور کالی آندھی کی طرح ہوگئی نہ تو اس کی گرمی ختم ہوگئی اور نہ ہی اس کی چنگاریاں کم ہوئیں۔

جہنم کی آگ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مالک کے (داروغہ جہنم) کے پاس بھیجا کہ ذرا سی آگ لگاؤ تاکہ حضرت آدم علیہ السلام اس سے کھانا پکائیں تو مالک نے کہا اے جبرئیل! تجھے کتنی آگ چاہیے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا مجھ کو ایک کھجور کے برابر آگ چاہیے تو مالک نے کہا کہ اگر میں تجھے ایک کھجور کے برابر آگ دے دوں تو اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور زمین ختم ہو جائے یعنی پگھل جائے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اس کا نصف دے دو تو مالک نے کہا کہ میں اگر اس کا نصف دے دوں تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ نہیں برسے گا۔ نہ ہی زمین کوئی سبزہ اگائے گی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پکار کر کہا کہ اے رب تعالیٰ! میں کتنی آگ لوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ذرے کے برابر لو تو جبرئیل علیہ السلام نے ذرے کے برابر آگ لی اور اس کو ستر نہروں میں دھویا اور پھر اس آگ کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے کر گئے اور اس آگ کو ایک بڑے پہاڑ پر رکھ دیا تو وہ پہاڑ پگھل گیا اور پھر آگ واپس اپنی جگہ پر لوٹ گئی اور لوہے اور پتھروں میں صرف اس کا دھواں آج تک موجود ہے۔ اے عقل رکھنے والو! اس آگ کے ذرے سے عبرت حاصل کرو۔

جہنمیوں کی خدا سے فریاد:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوزخی لوگ پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کو بلائیں گے، اللہ تعالیٰ چار مرتبہ ان کو جواب دے گا اور وہ پانچویں مرتبہ بلائیں گے تو پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی کلام نہ کرے گا تو اہل نار کہیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین فا عترضنا بذ نوبنا فھل الی فروج بن مسبیل

اے پروردگار! ہم کو مار ڈال ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور پھر وہ پوچھیں گے کہ کیا ہمارے لیے نکلنے کا کوئی راستہ ہے تو رب تعالیٰ فرمائے گا:

زلکم بانہ اذا دعی اللہ وحدہ کفر تم وان یشرک بہ تومنوا فالحکم اللہ العلی الکبیر

ترجمہ: یہ عذاب تم کو اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ جب اللہ وحدہ لاشریک پکارا جاتا تو تم انکار کرتے اور اگر کوئی اور اس کا شریک بنایا جاتا تو تم یقین کرتے تھے۔ پس حکم اللہ برتر صاحب کبریا کیلئے ہے وہ جو چاہے کرے۔

پھر اہل نار کہیں گے کہ اے مولا! ہم نے دیکھا اور سنا تو ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج ہم نیک عمل کریں گے اور بے شک ہم یقین رکھے والے ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اولم تکونوا قسمتم من قبل مالکم من زوال

ترجمہ: کیا تم زوال آنے سے پہلے اندازہ نہیں لگایا کرتے تھے۔

پھر اہل نار کہیں گے اے پروردگار! تو ہم لوگوں کو دوزخ سے نکال، ہم نیک عمل کریں گے اور عمل نہیں کریں گے جو ہم پہلے کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

اولم نعمر کم مایتذ کرفیہ من تذکرو جاء کم النذیر؟ فذو قوافما للظلمین من نصیر

ترجمہ: کیا ہم نے تم کو اس قدر عمر نہ دی تھی کہ تم نصیحت قبول کرتے، جو شخص نصیحت اختیار کرتا تمہارے پاس ڈرانے والے آئے، بس عذاب چکھو، اس لیے کے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

پھر اہل نار کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم پر بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ تھے۔ اے پروردگار! تم ہم کو یہاں سے نکال اگر آئندہ ایسا کریں گے تو ہم ظالم ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم بات نہ کرو پھر وہ کبھی بات نہ کریں گے۔ یہ ان کیلئے سخت عذاب ہے۔

لا یذوقون فیھا بردا ولا شراب الا حمیما و غساقا

ترجمہ: وہاں پر ٹھنڈک کا مزا نہ چکھیں گے ان کو کچھ پینے کیلئے گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

جہنمیوں کا پیپ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر دوزخیوں کے جلتے ہوئے پیپ میں سے ایک ڈول گرایا جائے تو تمام دنیا کے لوگ مر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ان کے چمڑے پک جائیں گے تو ہم ان کے چمڑوں کو بدل دیں گے تاکہ وہ لوگ عذاب چکھیں۔

جہنمیوں کو آگ ہر روز ستر ہزار مرتبہ کھائے گی:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ جہنمیوں کو ہر روز ستر ہزار دفعہ کھائے گی اور پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم اصل حالت میں لوٹ جاؤ جیسا کہ پہلے تھے اور وہ نہ مریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **و یاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت** ان کو ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہ مریں گے۔

جہنم کو لانے کا خوفناک منظر:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز جہنم ساتویں زمین کے نیچے سے لائی جائے گی اور اس کے اردگرد ستر (۷۰) ہزار قطار فرشتوں کی ہوگی اور ہر صف انسان اور جنوں سے ستر (۷۰) ہزار مرتبہ بڑی ہوگی اور وہ دوزخ

کو اس کے بازو سے کھینچے گی اور جہنم کے چار پاؤں ہیں ہر پاؤں کے درمیان لاکھ لاکھ برس کی مسافت ہے اور اس کے تیس (۳۰) ہزار سر ہوں گے اور ہر سر میں تیس (۳۰) ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں تیس (۳۰) ہزار دانت ہیں ہر دانت کی بڑائی تیس (۳۰) ہزار احد کے پہاڑ کے برابر ہیں اور ہر منہ میں دو ہونٹ (لب) ہیں اور ہر ہونٹ دنیا کے مختلف حصوں کی مثل ہے اور ہر ہونٹ میں ایک لوہے کی زنجیر ہے اور ہر زنجیر میں ستر (۷۰) ہزار حلقے ہیں اور ہر حلقے کو بہت سے فرشتے تھامے گے اور عرش مجید کے بائیں جانب لائی جائے گی۔

کفار کی یوم قیامت فریاد:

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو کفار کہیں گے: اے پروردگار! ہمیں ان لوگوں کو دکھا جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تاکہ ہم ان کو پاؤں کے نیچے روند ڈالیں تاکہ وہ اسفلین میں سے ہوں۔

شیطان اور جہنمیوں کا مکالمہ:

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابلیس کیلئے دوزخ میں ایک ممبر رکھا جائے گا اور وہ اس ممبر کے اوپر بیٹھ جائے گا اور اس کے نزدیک کفار اور جو شیطان کے تابع ہیں جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے ملعون! تو نے ہم کو راہ حق سے گمراہ کیا اور شیطان کہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے وعدہ حق کیا تھا میں نے وعدہ حق کے خلاف کرنے کا وعدہ کیا تھا اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور اور غلبہ نہ تھا اور میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہنا سن لیا تھا، تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفسوں کو ملامت کرو، میں نے تمہارے پاس کوئی دلیل نہ لایا نہ تم نے مجھے دیکھا تھا تم مجھے ملامت کیوں کرتے ہو؟

جہنم کا خوفناک عذاب:

روایت میں آتا ہے کہ دوزخی ایک ہزار سال تک آہ وزاری کریں گے۔ اس کے بعد کہیں گے کہ دنیا میں ہم جب صبر کرتے تھے تو ہم کو نجات ملتی تھی۔ وہ ایک ہزار برس تک صبر کریں گے۔ مگر ان کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی۔ پھر وہ کہیں

گے صبر کریں یا نہ کریں ہمارے عذاب میں کوئی نجات نہ ہوگی پھر وہ اپنے مالک کو بلائیں گے آہ وزاری کریں گے پھر چلائیں گے کہ اے مالک! ہم لوگوں پر عذاب ثابت ہوا اور ہم نے اس عذاب کو بہت سخت پایا، ہمارے چمڑے پک گئے تو اگر ہم کو اس دوزخ سے نکالے تو ہم ایسے گناہ نہ کریں گے۔ مالک اور دوزخ کا نگہبان کہے گا کہ کیا تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ آیات بینات جن کا مطلب بالکل ظاہر تھا تمہارے پاس نہیں لائے تھے۔ دوزخی کہیں گے ہاں پھر ان سے کہا جائے گا تم دعا مانگو پھر وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہمارے اوپر بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے پروردگار! تو ہم کو دوزخ سے نکال اگر پھر ہم ایسا گناہ کریں اور نافرمانی کریں تو ہم ظالم ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کو چند مدت کی مقدار کے بعد جواب دے گا کہ ان کو دوزخ میں ہانکو اور یہ لوگ مت بولیں اور جب یہ لوگ دوزخ سے نکلنے کیلئے ناامید ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں گے ہزار برس تک۔ اور کہیں گے پروردگار ہمارے لیے بارش بھیج پھر ان کیلئے ایک سرخ رنگ کا بادل بھیجے گا وہ سوچیں گے اللہ تعالیٰ نے بارش بھیجی وہ سوچیں گے پھر وہ پانی ان پر برسے گا مگر ان کے اوپر بڑے بڑے خچروں کے مثل بچھو برسیں گے ان کو ایک بچھو ڈنگ مارے گا تو اس کا درد ہزار برس تک دور نہ ہوگا پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ہزار برس کے بعد بارش کا سوال کریں گے پھر ان کیلئے ایک کالی گھٹا ظاہر ہوگی پھر ان پر اونٹوں کی مثل سانپ برسیں گے جس کو ایک سانپ بھی ڈسے گا تو ہزار برس تک اس کا درد ختم نہ ہوگا۔

زدنعم عذاباً فوق العذاب بما کانو یفسقون

ترجمہ: ہم ان کو فسق و فجور کی وجہ سے کریں گے عذاب پر عذاب۔

جہنم کے درجات:

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ جہنم کے سات (۷) درجے ہیں: پہلے درجے کا نام "سعیر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **فسحقا لا صحب السعیر** اس میں اللہ تعالیٰ کی آیت کو جھٹلانے والے لوگ داخل ہوں گے ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں اور تمام دوزخیوں سے۔

اور دوسرے درجے کا نام "لظی" ہے اور وہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کلا انھا لظی اور تیسرے درجے کا نام "سقر" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: للمجرمین ماسلککم فی سقر اور سب سے افضل کام شریعت نماز ہے اور چوتھے کا نام "جحیم" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاما من طغی و آثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوی ان لوگوں کیلئے ہے جو شہوت کے تابع ہے اور پانچویں درجے کا نام "جہنم" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وان جھنم لموعدھم اجمعین اور چھٹے کا نام "ہاویہ" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فامه ھاویة اور ساتویں درجے کا نام "الحطمۃ" ہے اور یہ چغل خوروں کیلئے بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کلا لینبذن فی الحطمة

جہنم کی ہیبت ناک آواز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک سخت اور ہیبت ناک آواز سنی۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ تو ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو جہنم میں ستر (۷۰) برس سے پھینکا گیا تھا اور اب یہ جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے۔

جہنمیوں کی بھوک:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو عذاب کی شدت کے برابر بھوک لگے گی۔ پس کھانے کیلئے مانگے گے تو انہیں زقوم دیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان شجرت الزقوم طعام الاثیم. زقوم کے درخت کا ذائقہ بہت کڑوا ہے۔ اور یہ گناہگاروں اور دوزخیوں کو کھانے کیلئے ملے گا۔

زبانیہ فرشتے کی طاقت:

حدیث مبارکہ میں آتا ہے ایک زبانیہ فرشتہ ایک ہی دھکے سے چالیس ہزار دوزخیوں کو جہنم میں پھینک دے گا اور زبانیہ ایسے سخت فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں رحمت اور نرمی کو پیدا ہی نہیں کیا۔ (اللہ تعالیٰ ان سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔) آمین

جہنمیوں کی داڑھ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

وردی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرس الکافر کجبل احد و غلظ جلدہ مسیرۃ ثلاثۃ ایام

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کے دانت احد پہاڑ کی طرح اور اس کے جسم کی موٹائی تین دنوں کے برابر ہوگی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۱

جنت کے حسین نظارے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنة زمراً حتی اذا جاء وھا وفتحت ابوابھا و قال لھم خزنتھاً سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین وقالو الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین

ترجمہ: ’’اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کو گروہوں کی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کے دروازے ان کیلئے کھول دیئے جائیں گے اور جنت کے درمیان ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو تم گناہوں سے محفوظ رہے۔ پس تم ہمیشہ رہنے کیلئے جنت میں داخل ہو جاؤ تو جنتی لوگ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے وعدہ سچا کر دکھایا اور ہم لوگوں کو زمین کا وارث بنا دیا تا کہ ہم جنت میں ٹھکانہ بنالیں جس طرح ہم چاہیں تو عمل کرنے والے کیلئے کتنا بہترین اجر ہے۔‘‘

جمعہ کے دن درود پڑھنے کی برکت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی فی کل جمعة مائة مرة غفر اللہ ذنوبه ولو

کانت مثل زبد البحر

ترجمہ: جوشخص ہر جمعہ کے دن مجھ پر ایک سو مرتبہ درود پاک پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

جو درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا بھوکا راستہ بھول گیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ انه قال ﷺ قال من نسی الصلوٰة علی نسی طریق الجنة

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

جنت کے آٹھ دراز ے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں کو سونے سے بنایا گیا ہے۔ پہلے دروازے پر ''کلمہ شریف'' لکھا ہوا ہے اور پہلا دروازہ انبیاء علیہم السلام، رسولوں، شہیدوں اور سخاوت کرنے والوں کیلئے ہے۔

دوسرا دروازہ ''ان نمازیوں کیلئے ہے جو اپنی نمازوں اور وضو مکمل کرتے ہیں۔'' تیسرا دروازہ ''زکوٰۃ دینے والوں کیلئے ہے۔'' چوتھا دروازہ ''ان لوگوں کیلئے جو نیک کاموں پر لوگوں کو ابھارتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں۔'' پانچواں دروازہ ''جو اہشات نفسانی سے بچنے والوں کیلئے ہے۔'' چھٹا دروازہ ''حج و عمرہ کرنے والوں کیلئے ہے۔'' ساتواں دروازہ ''جہاد میں حصہ لینے والوں کیلئے ہے۔'' آٹھواں دروازہ ''ان لوگوں کیلئے ہے جو اپنی نگاہوں کو حرام عورتوں سے بچاتے ہیں اور نیک اعمال سرانجام دیتے ہیں مثلاً والدین سے اچھا سلوک کرتے ہیں، اور رشتے داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔''

جنتیں آٹھ ہیں: (۱) ''دارالجلال'' جو سفید موتیوں سے بنی ہوئی ہے۔ (۲) ''دارالسلام'' جو سرخ یاقوت سے بنی ہوئی ہے۔ (۳) ''جنت الماویٰ'' جو سبز

زبرجد سے بنی ہوئی ہے۔ (۴) ''جنت الخلا'' جو زرد مونگے سے بنی ہوئی ہے۔ (۵) ''جنت النعیم'' خالص چاندی سے بنی ہوئی ہے۔ (۶) دارالقرار'' جو سرخ رنگ کے سونے سے بنی ہوئی ہے۔ (۷) ''جنت الفردوس'' اس کی ایک اینٹ چاندی ایک یاقوت کی اور ایک زبرجد کی اور اس کا گاڑا مشک خوشبو کا ہے۔ (۸) ''جنت عدون'' سفید موتیوں سے بنی ہوئی ہے، اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، مٹی عنبر کی اور اس کا گاڑا کستوری کا ہے۔

تمام جنتوں میں نہریں جاری ہیں اور نہروں کے کنکر موتی کے ہیں، ان کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا شہد سے زیادہ میٹھا اور اس میں کوثر کی نہر ہے اور وہ نہر حضور نبی کریم ﷺ کی ہے۔ اس کے درمیان کافور اور تسنیم کی نہر ہے، ان کے علاوہ نہر سلسبیل، نہر رحیق مختوم، دودھ اور شہد کی نہر بھی وہاں موجود ہے۔

نبی کریم ﷺ کا جنت کی چار نہروں کا مشاہدہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھ کو آسمان کی سیر کرائی گئی میرے سامنے سب جنتیں پیش کی گئی ہیں۔ میں نے چار نہریں دیکھیں: (۱) پانی کی نہر، (۲) دودھ کی نہر، (۳) شراب کی نہر، (۴) اور شہد کی نہر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مثل الجنة التي وعد المتقون فيها انهار من ماء غير آسن وانهار من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمره لذة للشربين وانهار من عسل مصفى

ترجمہ: ''احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے، اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں جو صاف کیا گیا ہے۔''

میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں؟ اور کہاں جاتی ہیں؟ جبرئیل نے کہا: یہ سب ''حوض کوثر'' کی طرف آتی ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں سے آتی ہیں؟ آپ ﷺ اپنے خدا تعالیٰ سے پوچھیں وہ آپ ﷺ کو بتائے گا اور آپ ﷺ کو

دکھائے گا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی تو ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! بند کر دیں اپنی آنکھیں، تو میں نے بند کیں اپنی آنکھیں اور پھر کہا کہ کھول دو۔ پس میں نے کھول دیں پس اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک درخت کے قریب ہوں۔ میں نے ایک سفید موتی کا مینار دیکھا اور دروازہ اس کا یاقوت کی طرح ہے اور قفل اس کا سونے کی طرح ہے اگر تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کو جمع کیا جائے اور یہ سب اس مینار کے اوپر رکھا جائے تو وہ ایک چڑیا کی طرح دکھائی دے گا۔ میں نے اس مینار کے نیچے چار نہروں کو جاری دیکھا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب لوٹ چلو۔ پس کہا کہ آپ ﷺ مینار کے اندر کیوں نہیں جاتے۔ میں نے کہا کس طرح اندر جاؤں؟ اس کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ مجھ سے کہا کہ اس چابی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کہا کہاں ہے؟ تو کہا کہ وہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے۔ پس میں نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھا تو تالا کھل گیا۔ میں نے چاروں نہروں کو جاری دیکھا۔ مینار کے ستونوں سے کہ جب میں نے ارادہ کیا کہ دوبارہ دیکھوں اور اس کی طرف نگاہ اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ مینار گنبد پر لکھا ہوا ہے: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ میں نے دیکھا کہ پانی کی نہر "بسم" کی میم سے نکلتی ہے۔ اور دودھ کی نہر اللہ کی "ھا" سے نکلتی ہے۔ اور دودھ کی نہر "الرحیم" کی میم سے جاری ہے۔ پس میں نے پہچان لیا کہ نہروں کا منبع "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی امت میں سے جس نے مجھ کو ان اسماء کے ساتھ یاد کیا میں (اللہ) اس کو ان نہروں سے پلاؤں گا۔

جنت عدن کس کیلئے:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو تیار کیا تو جبرئیل علیہ السلام کو کہا کہ جا کر دیکھ اس چیز کو جس کو میں نے اپنے بندوں کیلئے تیار کیا اور اپنے دوستوں کیلئے تیار کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے جنت کی سیر کی تو ان کی طرف ایک حور نے دیکھا اور مسکرائی تو جنت عدن میں روشنی ہوگئی۔ اس کے دانتوں کی چمک دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام سجدے میں گر پڑے۔ اس خیال سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ اس حور

نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پکار کر کہا اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا اور کہا: پاک ہے وہ ذات جس نے تجھ کو پیدا کیا۔ تو اس حور نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس حور نے دوبارہ جواب دیا: مجھے اس کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اختیار کی۔

جنت کے درخت:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنت کے درختوں کی کیا کیفیت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی شاخیں نہ سوکھتی ہیں اور نہ ہی اس کے پتے گرتے ہیں اور نہ ہی اس کے تازہ پھل ختم ہوتے ہیں اور جنت کا سب سے بڑا درخت ''طوبیٰ'' ہے۔ اس کی جڑیں ''موتی'' کی ہیں اور اس کا درمیانی ''یاقوت'' کا ہے اور اس کا اوپر والا حصہ ''سونے'' کا ہے۔ اور اس کی شاخیں ''زبرجد'' کی ہیں۔ اس کے پتے ''سندس'' کے ہیں۔ (سندس ایک قسم کا نرم ریشم ہے۔) اس کے اوپر ستر (۷۰) ہزار شاخیں ہیں اور ان شاخوں کے سر عرش مجید سے لگے ہوئے ہیں۔ اس کی سب سے چھوٹی شاخیں پہلے آسمان میں ہے۔ اس درخت کی شاخیں جنت کے مکانوں اور گنبد میں پہنچی ہوئی ہیں اور اس مکان پر اس کا سایہ ہے اور اس میں میوے ہیں جن کو کھانے کو جی چاہے اور اس کی مثال دنیا میں سورج کی طرح ہے۔ جس طرح اس کی اصل آسمان ہے اور اس کی روشنی ہر جگہ ہے۔

عجیب وغریب میدان:

حدیث شریف میں آتا ہے پل صراط کے پیچھے میدان ہے۔ جس میں اچھے اچھے درخت ہیں اور ہر درخت کے نیچے پانی کے دو چشمے نکلتے ہیں۔ ایک دائیں طرف سے جاری ہے اور دوسرا بائیں طرف سے جاری ہے۔ مومن لوگ جس وقت پل صراط سے اتریں گے۔ ایک چشمے سے پانی پئیں گئے اور ان سے حسد' خیانت' پلیدی' خون' پیشاب دور ہو جائے گا اور ان کا ظاہر اور باطن پاک ہو جائے گا اور دوسرے چشمے سے غسل کریں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل ہو

گئے۔ ان کا نفس نرم ریشم کی طرح ہو جائے گا اور ان کا بدن کستوری کی طرح خوشبودار ہو جائے گا۔ جب جنت کے دروازے پر پہنچے گے تو حوریں نکل کر اپنے اپنے شوہر کے ساتھ بغل گیر ہو جائیں گی اور ہر ایک اپنے اپنے گھر میں داخل ہو جائیں گے اور ہر گھر میں ستر (۷۰) تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ستر (۷۰) فرش ہوں گے اور ہر فرش پر ایک ایک بیوی ہو گی اور اس کے ستر ستر (۷۰) زیور ہوں گے اور ان کی پنڈلیوں کا گوشت کپڑے کی لطافت کی وجہ سے نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر کرم فرمائے اور اپنی نعمتیں نصیب کرے۔ (آمین)

جنت کی حوریں:

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے حوروں کے چہروں کو چار رنگوں سے پیدا کیا فرمایا: سفید' سبز' زرد اور سرخ رنگ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو زعفران' کستوری اور کافور سے پیدا کیا۔ ان کے بال لونگ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر دونوں رانوں تک زعفران اور خوشبو سے پیدا کیا اور دونوں رانوں سے دونوں پستانوں تک عنبر سے پیدا کیا اور گردن سے سر تک کو کافور سے پیدا کیا ہے ان حوروں میں سے اگر کوئی حور تھوک دے تو دنیا مشک کی ہو جائے اور ان کے سینے پر ان کے شوہر کا نام لکھا ہوا ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ایک نام لکھا ہوا ہے اور ہر ایک کے ہاتھ میں کنگن ہے اور ان کی انگلیوں میں دس دس انگوٹھیاں' جواہر اور موتی کی ہوں گی۔

جنت کے محلات تعمیر ہونے کا مشاہدہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے فرشتوں کو جنت محلات بناتے ہوئے دیکھا دیواروں میں ایک اینٹ چاندی اور ایک اینٹ سونے کی لگاتے تھے پھر وہ ٹھہر گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں ٹھہر گئے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارا خرچ پورا ہو گیا ہے میں نے کہا خرچ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس مکان کا مالک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے رک گیا، اس لیے ہم بھی رک گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''من کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا'' جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم

اس کے لیے آخرت کی کھیتی زیادہ کرتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے دنیا کی کھیتی زیادہ کرتے ہیں۔

جنت کی طرف جانے کا حسین منظر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وسیق الذین اتقو اربھم الی الجنته زمرا)

''اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ در گروہ جنت کی طرف چلائی جائے گی''

اہل جنت کو مختلف گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جایا جائے گا فضیلت اور درجات کی بلندی کے لحاظ سے ان کے گروہ مختلف ہوں گے یہ حساب وکتاب سے پہلے ہوگا یا اس کے بعد آسانی کے طور پر ہوگا یا سختی سے اور یہ اس کے مطابق ہوگا جس طرح کہ اس کے مطابق ہوگا جس طرح کہ اس آیت سے پہلے دوسری آیت میں ذکر فرمایا گیا:

او شرقت الارض بنور ربھاو وضع الکتب وجایی بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لایظلمون

ترجمہ:''اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے۔ انبیاء اور یہ نبی اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔''

﴿الزمر ۶۹﴾

اہل جنت کو پیچھے سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے چلانے والے ہوں گے وہ فرشتے ان کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ لے جائیں گے نہ انہیں تھکاوٹ ہوگی اور نہ ہی پریشانی بلکہ وہ خوشی اور مسرت کے ساتھ جلدی جلدی اس اعزاز و اکرام والے گھر کی طرف بڑھ رہے ہوں گے۔

ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے آپ کو شرک جیسے عظیم گناہ سے بچاتے تھے اور یہی اہل جنت کے کام ہیں۔ جو ان کو وہاں لے جانے کا سبب بنیں گے۔ ان

سے درجہ میں بڑھ کر وہ لوگ ہوں گے جن کے حق میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

وازلفت الجنته للمتقین غیر بعید

''اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی''

ان لوگوں سے درجات کے اعتبار سے بڑھ کر وہ خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کے بارے میں خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔''

﴿مریم ۸۵﴾

ایک گروہ اہل جنت کا وہ ہوگا جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور ایک گروہ ان خوش بخت لوگوں کا ہوگا کہ جنت خود ان کے قریب ہو جائے گی۔

حقیقت میں وہ لوگ جن کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے۔

جن کے جنت قریب ہوگی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنت کا ارادہ کرنے والے ہوں گے اور اہل وفد سے مراد وہ جنتی لوگ ہوں گے جو سب سے سبقت کرنے والے ہوں گے۔

جب صور پھونک دیا جائے گا:

جان لو کہ جب واپس کا صور پھونکا جائے گا تو ہر آدمی اپنی اپنی قبر پر کھڑا ہو جائے گا اور اس کا عمل اس کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ قیامت کے میدان کی طرف چل۔ جس کا عمل اچھا ہوگا وہ اس کے لیے خچر گھوڑا اور بعضوں کا عمل گدھا بن جائے گا اور بعض کا عمل دنبہ بن جائے گا جو کبھی اسے اٹھائے گا اور کبھی اس کو گرائے گا اور ان کے سامنے ان کا نور شعلہ مارے گا۔ چاند اور ستاروں کی مانند اور ان کا نیک عمل اچھائی کی مانند ان کے دائیں جانب نور کی طرح ہوگا اور ان کے بائیں جانب نور نہ ہوگا بلکہ سخت اندھیرا ہوگا اور کفار اور شک کرنے والے اس اندھیرے میں گریں گے اور مومن اور اللہ کا شکر بجا لانے والے نور کی روشنی میں ہوں گے اور ان میں سے

بعض دونوں پاؤں کے بل چلیں گے اور بعض انگلیوں کی پوروں کے بل چلیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگ کس حال میں جمع کیے جائیں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک اونٹ پر دو (۲) دو (۲) سوار ہو علیہ السلام گے اور کسی اونٹ پر دس (۱۰) دس (۱۰) ہوں گے۔ یہ اس وقت ہوگا کہ جب وہ ایک ہی عمل میں شریک ہوں اللہ تعالیٰ ان کے عمل سے اونٹ پیدا کرے گا وہ سب لوگ اس پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے چند لوگ مل کر ایک اونٹ کو خرید لیتے ہیں اور راستہ میں باری باری اس پر سوار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے کہ تم ایسا عمل کرو کہ وہ عمل تمہارے لیے اونٹ بن جائے اور کوئی اس میں شریک نہ ہو یعنی جو نیک کام تم خود کر سکے اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو تو تم کو تنہا اونٹ ملے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ہر مالک علیحدہ علیحدہ ذبح کرے اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو۔

اپنی منزل کی طرف:

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کو بنی اسرائیل میں اپنے باپ کا بہت سارا مال وراثت میں ملا پس اس نے ایک باغ خریدا اور اس کو مسکینوں کیلئے وقف کر دیا اور بہت سارے روپے ضعیفوں پر تقسیم کیے اور ان سے کہا ان پیسوں سے لونڈی اور غلاموں کو خرید لو یا آزاد کر لو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ غلام میرے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک اندھے کو دیکھا جو کبھی چلتا ہے اور کبھی گرتا ہے پھر اس کو ایک سواری خرید کر دے دی تا کہ وہ اس پر سیر کرے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سواری میری ہے اور اس کے اوپر میں سوار ہوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں دیکھتا ہوں اس سواری کی طرف کہ وہ سواری اس شخص کی طرف لائی گئی اس طرح تھی کہ زین رکھا ہوا اور لگام دی ہوئی تھی اور وہ شخص اس کے اوپر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف چلتا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۵۲

عرش اٹھانے والے فرشتوں کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الذین یحملون العرش و من حولہ یسبحون بحمد ربھم و یؤمنون بہٖ و یستغفرون للذین امنوا ربنا وسعت کل شئی رحمہ و علماً فاغفر للذین تابوا وا تبعوا سبیلک و قھم عذاب الجحیم

ترجمہ: ''وہ لوگ عرش مجید کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور عرش کے اردگرد موجود ہیں اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور ان لوگوں کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہر چیز پر تیری رحمت اور تیرا علم وسیع ہے۔ اے پروردگار! جن لوگوں نے توبہ کی، ان کو بخشش دے اور جنہوں نے تیری راہ میں پیروی کی ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

عرش اور حاملین عرش:

امام محمد بن محمود سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس قول کے بارے میں (الذین یحملون العرش) فرماتے ہیں کہ عرش اٹھانے والوں کے پاؤں سب زمینوں سے نیچی والی زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش مجید کو پھاڑ کر نکل گئے ہیں اور وہ لوگ نہایت ہی عاجزی کرنے والے ہیں اور کبھی اپنی آنکھوں کو نہیں اٹھاتے۔

منقول ہے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا اور اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جوہر کی طرف دیکھا تو وہ سرخ ہو گیا پھر وہ دوبارہ اس کی طرف دیکھا تو وہ پگھل گیا اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے کانپنے لگا پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ دیکھا تو وہ پانی ہو گیا پھر چوتھی مرتبہ دیکھا تو اس کا نصف حصہ جم گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نصف حصہ سے عرش مجید کو پیدا کیا اور دوسرے حصہ سے نصف پانی اس کا چھوڑ دیا، اپنے حال پر اور وہ قیامت تک کانپتا رہے گا۔

اہل تفسیر کے اقوال یہ ہیں کہ عرش تحت ہے اور وہ ایک جسم مجسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے ساتھ عبادت کرنے کا اور زمین میں بیت اللہ شریف کا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا طواف کرنے کا اور اس کی طرف چل کر آنے کا حکم دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرش مجید کو اٹھانے والے چار فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کے چار منہ ہیں اور ان کے قدم اس پتھر پر ہیں جو زمین کے ساتویں حصے کے نیچے ہے اور اس کا منہ پانچ (۵) سو برس کا ہے۔

امام ابوالیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اعراف کی اس آیت (ثم استویٰ عرلی العرش) عرش کے اوپر برابر ہوا۔ بعضوں نے کہا یہ آیت مشابہات سے ہے اور کوئی نہیں جانتا۔

یزید بن مروان سے مذکور ہے ان سے پوچھا کہ تاویل سے کیا مراد ہے۔ پس انہوں نے کہا تاویل یہ ہے کہ اس کے اوپر ایمان لانا ہے۔ ایک شخص مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیا الرحمٰن علی العرش استوی اس آیت کے معنی پوچھے تو انہوں نے کہا کہ اس اپر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس سوال کرنے والے کو فرمایا میں تجھے گمراہ سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنے خدام کو حکم دیا اس کو باہر نکال دو۔) اور ایسا ہی محمد بن جعفر سے مذکور ہے۔)

ہر وقت تم اپنے نبی پر درود پڑھو:

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ چوتھائی رات گزرنے کے بعد اٹھے تو فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، زلزلہ آئے گا تو اس کے پیچھے صور کی آواز آئے گی، موت آئے گی اور اس کے اندر سختی ہے پس کہا: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں اور کتنا وقت آپ پر درود پڑھوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا جی چاہتا ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا چوتھائی حصہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جتنا جی چاہتا ہے اگر بڑھائے گا تو تیرے لیے بہتر ہے۔ کہا دوتہائی حصہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا جی چاہے اگر پڑھائے گا تو بہتر ہوگا کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرا تمام وقت آپ کی ذات پر درود پڑھنے کیلئے وقف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے غم کو دور کرے گا اور تیرے گناہوں کا بخشوادے گا۔

صاحب تفسیر خازن کا قول:

اللہ تعالیٰ کے فرمان (ویؤمنون به) کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ وہ ایماندار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اور اس کی مثل کوئی بھی نہیں ہے۔

سوال: جو لوگ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں تو وہ اس پر سوال بھی رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس پر ایمان لانے کے بعد ہی ہوتی ہے تو آیت کریمہ میں یؤمنون به کہنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: ایمان کی شرافت اس کی فضیلت پر تنبیہ کرنے کیلئے ان کلمات کو ذکر فرمایا گیا اور اس میں ایمان کے بارے میں ترغیب دلانا مقصود ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے جلال، جمال اور اپنی صفات کمال کی وجہ سے مومنوں سے پردہ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمان کے ساتھ صفت ذکر فرمائی۔

﴿تفسیر خازن﴾

صاحب کی تفسیر کشاف کا مؤقف:

صاحب تفسیر کشاف نے اس آیت کے تحت ایک سوال اور جواب ذکر کر کے اس کی وضاحت فرمائی۔

سوال: فرشتوں کا مؤمنین کیلئے بخشش طلب کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ حالانکہ وہ توبہ کرنے والے نیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کیلئے بخشش کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا؟

جواب: یہ شفاعت کا مرتبہ بیان کرنے کیلئے ہے، ثواب اور کرامت کی زیادتی ہی اس کا فائدہ ہے۔

﴿تفسیر کشاف﴾

ایک جواب یہ بھی ہے کہ فرشتوں کو مومنوں کیلئے بخشش طلب کرنا اس کے اس قول کے مقابلہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدمأ و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک

ترجمہ: ''کیا ایسے کو نائب کرے گا جو ان میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔''

جب فرشتوں سے یہ بات سرزد ہوگئی اور انہوں نے اس کا ازالہ نہ کیا اس بات کا تدارک کرنے کیلئے انہوں نے دوسری مرتبہ بخشش طلب کی، یہ ان کے علاوہ دوسرے کو متنبہ کرنے کیلئے ہے۔ پس ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ جب بھی وہ کسی ایک کے بارے میں گفتگو کرے تو اپنی سابقہ بات پر معذرت کرنے کیلئے اس سے معذرت کرے۔

﴿تفسیر خازن﴾

عرش اٹھانے کا حکم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش مجید کو پیدا کیا تو حاملان عرش کو حکم دیا کہ اس کو اٹھا، ان کو گراں معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: کہو "سبحان اللہ"۔ جب فرشتوں نے کہا: "سبحان اللہ" تو عرش مجید کو اٹھانا ان کیلئے آسان ہو گیا۔ مدت دراز تک "سبحان اللہ" کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کو چھینک آئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ کہو "الحمدللہ"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یرحمک اللہ" اے آدم! میں نے تجھ کو اس لیے پیدا کیا۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ بڑا معظم کلمہ ہے۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس سے غفلت کریں۔ انہوں نے اس کلمے کو پہلے کلمے کے ساتھ ملایا اور مدت دراز تک کہتے رہے۔ "سبحان اللہ و الحمد للہ" اور عرش مجید کو اٹھانا ان پر آسان ہو گیا اور وہ ہمیشہ یہی کلمہ پڑھتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا، سب سے پہلے جن لوگوں نے بت کی پوجا کی وہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ وہ اپنی قوم کو "لا الہ الا اللہ" کہنے کا حکم دیں اور حضرت نوح علیہ السلام ان سے خوش ہوئے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ کلمہ بڑا معظم ہے۔ انہوں نے اس کو ان دونوں کلموں کے ساتھ ملا دیا اور مدت درواز تک پڑھتے رہے۔ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں قربانی کیلئے ذنبہ بھیجا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دنبے کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور کہا "اللہ اکبر"، فرشتوں نے کہا یہ چوتھا کلمہ بڑا معظم ہے۔ اس کلمے کو ان تینوں کلموں کے ساتھ ملا دیا اور مدت دراز تک کہتے رہے۔ اس کلمے کو ان تینوں کلموں کے ساتھ ملا دیا اور مدت درواز تک کہتے رہے۔ "سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر" جب جبرئیل علیہ السلام نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متعجب ہو کر فرمایا: لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم اس کلمہ کو ان چار کلموں کے ساتھ ملا لو گویا کہ یوں کہو:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا

قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

عرش کی بلندی:

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ میں عرش مجید کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے تیس (۳۰) ہزار پر پیدا کیے اور وہ تیس (۳۰) ہزار برس تک اڑتا رہا پس اس نے کہا: اے پروردگار! میں عرش پر پہنچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو عرش کے ایک ستون کے دسویں حصے تک پہنچا ہے۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ سے واپس اپنی جگہ لوٹ آنے کی اجازت چاہی۔

حاملین عرش کی تعداد:

شہر بن جوشب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے آٹھ (۸) ہیں، ان میں سے چار کہتے ہیں:

سبحنک اللّٰھم و بحمدک و لک الحمد علی حملک و علمک

اور چار کہتے ہیں:

سبحانک اللّٰھم ولک الحمد علی عفوک بعد قدرتک

گویا کہ وہ بنی آدم کے گناہوں کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ان کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

عجیب وغریب سانپ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش مجید کو پیدا کیا تو عرش مجید نے کہا کہ میں سب سے بڑا ہوں اور مجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ پس عرش نے حرکت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ کو پیدا کیا جس نے رش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس سانپ کے ستر (۷۰) ہزار بازوں ہیں اور ہر بازوں کے ستر (۷۰) ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر (۷۰) ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر (۷۰) ہزار زبانیں ہیں۔ ہر روز اس کے منہ سے بارش کے قطروں کی

طرح اللہ کی تسبیح نکلتی ہے۔ پانی کے قطروں کی مقدار دنیا کے دنوں اور درختوں کے پتوں اور سب فرشتوں کی مقدار کے برابر ہے۔ سانپ عرش مجید کے ساتھ لپٹا ہوا ہے اور نصف عرش مجید، نصف سانپ کا ہے۔

جہاں پر عرش تھا وہاں کعبہ بنا:

بعض اہل علم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے قبل زمین کو پیدا کیا اور عرش کی جگہ پانی کو پیدا کیا اور عرش پانی کے اوپر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا عرش کو کہ پانی کے اوپر چڑھ جا۔ پس عرش پانی کے اوپر آ گیا اور عرش اوپر اٹھنے لگا اور پانی کی جگہ عرش اور عرش کی جگہ پانی ہو گیا۔ وہ عرش کے پیچھے چلا اور عرش کے ساتھ چلا جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی، اس کے بعد پانی کو واپس جانے کا حکم دیا گیا تو پانی کہنے لگا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے واپسی کا حکم نہ ہوتا تو میں تیرے ساتھ ساتھ رہتا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ تو نے میری وجہ سے عرش کی تعظیم کی ہے اور اس کے پیچھے چلا ہے اس لیے میں نے تیری شان کو سب سے بڑھا دیا ہے اور میں نے تجھے تمام مخلوق کا قبلہ بنا دیا ہے اور تیری وجہ سے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اس لیے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی مہمان کے ساتھ سات قدم چلے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوزخ کے دروازے بند کر دیتا ہے اور جب مہمان کے ساتھ آٹھ (۸) قدم چلے تو اس کیلئے جنت کے آٹھ (۸) دروازے کھول دیتا ہے۔

اشیاء کی تخلیق اور ترتیب:

حضرت امام محمد بن محمود سمرقندی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو اس کے بعد لوح کو پیدا فرمایا۔ پھر لوح کو لکھنے کا حکم دیا۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کو لکھ لے پھر اپنی خواہش کے مطابق جو پیدا کرنا چاہا پیدا کر لیا پھر عرش مجید کو پیدا کیا پھر عرش کو اٹھانے والوں کو پیدا کیا۔ اس کے بعد آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے عرش کو اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے وہ دعا کے وقت اپنا رخ کس طرف کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ

اللہ کو پیدا فرمایا تا کہ لوگ جان لیں کہ انہوں نے عبادت میں کس طرف متوجہ ہونا ہے۔

چار مختلف نور:

حضرت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

و یحمل عرش ربک فوقھم یو مئذ ثما نیہ

''اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔''

(الحاقہ۔۱۷)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا اور اس سے پہلے صرف تین چیزیں پیدا فرمائیں۔

(۱) ہوا، (۲) قلم، (۳) نون (مچھلی)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو مختلف انوار سے پیدا فرمایا: ایک سبز نور، جس سے سبز اشیاء کا سبز رنگ ہے۔ ایک زرد نور، جس سے اشیاء کی زردی ہے۔ ایک سرخ نور جس سے اشیاء کی سرخی ہے۔ ایک سفید نور اور اسی سے پھر تمام انوار کا نور ہے۔

دن کی روشنی بھی اس سفید نور سے ہے پھر اس کے ستر ہزار طبقات بنائے، ان طبقات میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے، اس کی حمد کرتا ہے، مختلف آوازوں کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشیاء کو ان آوازوں کے سننے کی اجازت مل جائے تو اس سے پہاڑ اور محلات گر جائیں اور سمندر خشک ہو جائیں۔

ایک آیت کی تفسیر:

حضرت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان:

وان من شیئ الا عندنا خزائنہ

ترجمہ: ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں۔''

(الحجر ۲۱)

کے ضمن میں فرمایا کہ ہم سے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے، انہوں نے اس کے دادا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری

میں جتنی چیزیں پیدا فرمائیں، ان کی تصویریں عرش میں موجود ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وان من شیئ الا عندنا خزائنہ ترجمہ: ''اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں۔'' کی تاویل ہے۔

نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ وہ صبح اور شام عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو سلام کریں کیونکہ انہیں تمام فرشتوں پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔

کرسی کا مقام کہاں ہے:

حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے رب ذوالجلال کے فرمان:

وسیع کرسیہ السموات والارض (البقرہ ۲۵۵)

ترجمہ: ''اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین۔''

کی تفسیر میں دو قول نقل ہیں:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کرسی کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ اور (وسیع) کا معنی ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی طرح ہے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کرسی کے ایک پائے کی لمبائی سات زمین اور آسمان کے برابر ہے اور وہ کرسی اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے رکھی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کی تخریج ابن جریر، ابن مردویہ اور ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ابا ذر رضی اللہ عنہ ما السموات السبع فی الکرسی الا کحلقة ملقاة فی فلاة و فضل العرش علی الکرسی کفضل الفلاة علی تلک الحلقة

اے ابوذر رضی اللہ عنہ ساتوں آسمان کرسی میں ایک حلقہ کی مانند ہیں جسے ایک

چٹیل میدان میں رکھا ہوا ہے، عرش کی فضیلت کرسی پر اس طرح ہے جس طرح کہ اس چٹیل میدان کی فضیلت اس حلقہ کے اوپر ہے۔

ابوالشیخ نے حماد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو سبز زمرد سے پیدا کیا اور اس کے چار ستون سرخ یاقوت سے پیدا کیے اور اس کی ہزار زبانیں پیدا کیں اور زمین کے اندر ہزار امتیں تسبیح پڑھتی ہیں۔ ہر ایک امت کی زبان عرش کی زبان کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔

ابوالشیخ نے ابوعمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے چار چیزوں کو پیدا فرمایا: (۱) حضرت آدم علیہ السلام، (۲) عرش، (۳) قلم، (۴) جنت عدن کو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہو جا تو وہ گئی۔

ابوالشیخ نے حضرت عثمان بن سعد الدارمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جہمیہ کے رد میں روایت کی ہے تمام آسمانوں کا سردار عرش ہی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۳

استقامت کا مقام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما تدعون نزلاً من غفور رحیم

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار ہے پھر اس کے اوپر ثابت رہے تو موت کے وقت فرشتے اتریں گے اور کہیں گے مت ڈرو اور مت غم کھاؤ اور خوشخبری جنت کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا اور ہم ہی تمہارے دنیا اور آخرت کے دوست ہیں اور اس میں جو کچھ ہے وہ تمہارے لیے ہے جو کچھ تمہارا جی چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملے گا۔''

نبی کریم ﷺ کی خوشی:

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور اتنا خوش پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف خوشخبری لائے تھے۔ آپ ﷺ کی امت

میں سے جو آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پاک بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دس (۱۰) مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔

شان نزول:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ مشرکوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ (نعوذ باللہ) نبی نہیں ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ایک ہے خدا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے رسول اور بندے ہیں۔ پس معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صراط مستقیم پر تھے۔

استقامت کی قسمیں:

بعض اہل حق سے منقول ہے کہ استقامت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) زبان کی استقامت، (۲) دل کی استقامت، (۳) نفس کی استقامت۔

زبان کی استقامت سے مراد ''کلمہ شہادت'' کا پڑھنا ہے اور دل کی استقامت سے مراد ''سچائی'' ہے اور نفس کی استقامت ہمیشہ ''عبادت اور اطاعت'' کرنا ہے۔

اور بعض نے کہا کہ استقامت چار چیزوں کے ساتھ ہوتی ہے: (۱) اطاعت کے مقابلہ میں امر ہے، (۲) تقویٰ کے مقابلہ میں نہی ہے، (۳) شکر کے مقابلے میں نعمت ہے، (۴) صبر کے مقابلہ میں جنت ہے۔ اور یہ چار چیزیں ان چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہیں: (۱) اطاعت خلوص کے ساتھ، (۲) تقویٰ توبہ کے ساتھ، (۳) شکر عاجزی کے ساتھ، (۴) صبر انقطاع کے ساتھ۔

استقامت کی علامت:

ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استقامت کی علامت ہے کہ اپنی جان پر دس (۱۰) چیزوں کا فرض سمجھ کر خیال رکھے۔

(۱) زبان کو غیبت سے بعض رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ولا یغتب بعضکم بعضا"

(۲) بدگمانی سے پرہیز کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن

(۳) ہنسی اور مذاق سے پرہیز کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم

(۴) محرمات سے آنکھوں کو بند کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم

(۵) زبان کی سچائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا قلتّم فاعدلوا

(۶) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم

(۷) فضول خرچی نہ کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ولا تبذر تبذیراً

(۸) برائی اور تکبر کا طالب اپنے لیے نہ ہونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

(۹) پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حافظوا علی الصلوت والصلوٰۃ الوسطی و قوموا للہ قانتین

(۱۰) استقامت کیلئے جو چیز ضروری اور لازمی ہے وہ اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم رہنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وان ھذا صراطی مستقیما فا تبعو ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ

ترجمہ: "اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ

چلو یہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔''

استقامت خلفاء راشدین کی نظر میں:

جب استقامت کے بارے میں خلفاء راشدین سے سوال کیا گیا تو ہر ایک نے یوں اس کی وضاحت فرمائی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استقامت کے بارے میں فرمایا: اے مخاطب! تو اوامر اور نواہی پر ثابت قدم رہ اور تو لومڑی کی طرح ادھر ادھر مائل نہ ہو۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت اخلاص کا نام ہے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ استقامت فرائض کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔ (معالم التنزیل)

ایمان مومن کے دل میں درخت کی طرح ہے:

ابوبکر رازی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایمان مومن کے دل میں ایک درخت کی طرح ہے۔ اس کی سات (۷) شاخیں ہیں۔ ایک شاخ دل کی طرف پہنچی ہوئی ہے اور اس کا میوہ ارادہ ہے اور ایک شاخ اس کی زبان کی طرف پہنچی ہوئی ہے اور اس کا میوہ سچائی ہے۔ اور ایک شاخ دونوں پاؤں کی طرف ہے اور اس کا پھل جماعت کی طرف چلنا ہے اور اس کی ایک شاخ دونوں ہاتھوں کی طرف اور اس کا پھل صدقہ دینا ہے اور ایک شاخ دونوں آنکھوں کی طرف اور اس کا میوہ عبرت سے دیکھنا ہے اور ایک اس کے پیٹ کی طرف اور اس کا میوہ حلال کا کھانا ہے اور شہادت کو ترک کرنا اور ایک شاخ اس کے نفس کی طرف ہے اور اس کا میوہ شہوت کو ترک کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے:

حدیث شریف میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو قبروں سے اٹھائے گا اور فرشتے مومنوں کے سر کے پاس آئیں گے اور ان کے سر

سے مٹی صاف کریں گے۔ پس مٹی دور ہو جائے گی مگر ان کا پیشانیوں اور سجدہ والی جگہوں سے صاف کریں گے مگر مٹی صاف نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آواز دے گا کہ یہ مٹی قبروں کی نہیں ہے بلکہ یہ مٹی ان کے محرابوں کی ہے۔ یہ مٹی ان کی پیشانی پر چھوڑ دو اس لیے یہ لوگ پل صراط سے گزریں اور جنت میں داخل ہو جائیں تاکہ ان کی پیشانیوں کو دیکھ کر پہچانے کہ یہ لوگ ہمارے خاص بندوں میں سے ہیں۔

بشارت دینے والے:

خوشخبری دینے والے تین ہیں:

(۱) محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وبشر الصابرین

(۲) ملائکہ نزع کے وقت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

(۳) اللہ تعالیٰ بذات خود جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یبشرھم ربھم رحمۃ منہ و رضوان

بوقت موت خوشخبری:

علماء فرماتے ہیں کہ موت کے وقت پانچ طرح کی خوشخبری سنائی جائے گی:

(۱) عام مومنوں کو خوشخبری سنائی جائے گی تم خوف مت کرو دائمی عذاب سے۔ (یعنی تم ہمیشہ عذاب میں نہ ہو گے بلکہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین تمہاری شفاعت کریں گے اور تم ثواب کے ضائع ہونے پر افسوس نہ کرو اور جنت کی خوشخبری لو۔ تمہاری جگہ جنت ہے۔

(۲) اخلاص رکھنے والوں کو خوشخبری دی جائے گی۔ اعمال کے ختم ہونے پر مت ڈرو، تحقیق تمہارے اعمال مقبول ہیں اور ثواب کے ضائع ہونے پر غم نہ کھاؤ اور خوشخبری جنت کی لو۔

(۳) توبہ کرنے والوں کو خوشخبری سنائی جائے گی کہ اپنے گناہوں پر خوف نہ کرو کیونکہ

تمہارے گناہ معاف کیے گئے ہیں اور ثواب کے ضائع ہونے پر غم نہ کھاؤ کیونکہ توبہ کے بعد اللہ تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔

(۴) پرہیز گاروں کو خوشخبری سنائی جائے گی کہ نقصان اور حساب کا خوف مت کھاؤ اور نقصان اور زیادتی پر غمگین نہ ہوں بغیر حساب اور عذاب کے جنت کی خوشخبری۔

(۵) علماء کو خوشخبری سنائی جائے گی کہ جو لوگوں کو نیکی کے کام سکھاتے تھے اور علم پر عمل کرتے تھے۔ ان کو کہا جائے گا کہ قیامت کے مصائب سے نہ ڈرو کیونکہ تمہیں اعمال کی جزا ملے گی اور خوشخبری ہو جنت کی تمہارے لیے اور تمہاری تابعداری کرنے والوں کیلئے۔ مومن نیک ہو تو اس کے پاس فرشتے آئیں گے اور لوگ ان سے پوچھیں گے کہ تم کون ہو ہم نے تجھ سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار نہیں دیکھا تو فرشتے کہیں گے ہم تمہارے دوست اور نگہبان ہیں اور دنیا میں تمہارے اعمال لکھتے ہیں۔ (عقل مندوں کیلئے مناسب ہے کہ وہ غفلت سے بیدار ہو جائیں۔)

بیداری کی علامتیں:

اور بیداری کی علامتیں چار (۴) ہیں: (۱) تدبیر کرے امور دنیا کے ساتھ، قناعت اور تسویف کے، (۲) تدبیر کرے امور آخرت کی حرص اور شتابی کے ساتھ، (۳) تدبیر کرے امور دین کی علم اور کوشش کے ساتھ، (۴) تدبیر کرے امور مخلوق کی نصیحت اور دوستی کے ساتھ۔

بہتر شخص کون:

کہا جاتا ہے کہ بہتر شخص وہ ہے جس میں پانچ عادتیں ہوں: (۱) اپنے پروردگار کی عبادت پر قائم رہے، (۲) ظاہر اور باطن میں خلوص رکھنے والا ہو، (۳) لوگ اس کی شرارت سے محفوظ ہوں، (۴) اس چیز سے مایوس ہو جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور (۵) موت کیلئے تیار رہو۔

موت کی تیاری کا فائدہ:

موت کی تیاری اس کا فائدہ وہ ہے جو کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے آپ

علیہ ﷺ نے فرمایا کہ اکثر واذکر ھارم اللذات وھو الموت یعنی لذتوں کی نفی کرنے والی کو زیادہ یاد کیا کرو اور وہ موت ہے۔

موت کی حقیقت:

علماء کرام نے فرمایا کہ موت عدم نہیں ہے اور نہ صرف فنا ہے موت روح کو بدن سے قطع کرنی والی ہے اور روح کی مفارقت ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل جانا اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف چلا جانا ہے اور یہ سب مصیبتوں سے بڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مصیبت رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فاصابتکم مصیبته الموت" پس تم پر موت کی مصیبت پڑی۔ اور موت بڑی مصیبت ہے اور اس سے بڑھ کر ہماری غفلت ہے اور اس کا ذکر نہ کرنا اور تھوڑی سی بھی فکر نہ کرنا۔ اس کے باوجود اس میں عبرت ہے اس شخص کے لیے جو عبرت حاصل کرے۔

ایک صوفی نے ایک بار اجتماع میں پکار کر کہا کہ جس شخص کو کل تک زندہ رہنے کی امید ہو وہ میرے سامنے آئے تو کوئی شخص بھی سامنے نہ آیا۔ انہوں نے فرمایا جس نے موت کا سامان تیار کیا ہو وہ میرے سامنے آئے پھر بھی کوئی شخص سامنے نہ آیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں بڑی عبرت کا مقام ہے کہ اس وقت تم کئی ہزار شخص ہو مگر کسی کو بھی کل تک کا زندہ رہنے کی امید نہیں ہے اس کے باوجود تم توشہ آخرت مہیا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

مستقیم کی علامات:

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستقیم کی کئی علامتیں ہیں:
(۱) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بغیر کسی تعلق کے کوشش کرنا، (۲) بغیر کسی لالچ کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نصیحت کرنا، (۳) ڈرتے ہوئے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور دنیا کی تکالیف کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا اور بغیر شہوت کے اہل دنیا کی طرف دیکھنا اور بغیر کسی سستی کے آخرت کے بارے میں سوچنا۔

شیخ ابو علی کا وصال:

شیخ ابو علی الروذباری رحمتہ اللہ علیہ نے موت کے وقت اپنی دونوں آنکھوں کو کھولا اور کہنے لگے کہ آسمان کے دروازوں کو کھول دیا گیا ہے اور جنتوں کو سجا دیا گیا ہے اور ایک کہنے والے نے ابو علی سے کہا کہ اے ابو علی! ہم نے تجھے بغیر مانگنے کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا اور تجھ کو بزرگی والا بنا دیا ہے۔ اگرچہ تجھ کو اس کی امید نہیں تھی۔

جنازہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا:

ایک روایت میں آتا ہے جب حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ نے وفات پائی، لوگ ان کے جنازے میں شامل ہوئے اور شہر میں ایک بوڑھا یہودی جس کی عمر ستر (۷۰) سال سے بھی زیادہ بڑھ چکی تھی اس نے شور کی آواز سنی تو اس چیز کو دیکھنے کیلئے وہ باہر نکلا لیکن جب اس کی نظر جنازے پر پڑھی تو وہ لوگوں کو کہنے لگا کہ میں ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ لوگوں نے اس چیز کے بارے میں پوچھا تو یہودی کہنے لگا کہ میں نے آسمان سے ایک گروہ کو برکت کے حصول کیلئے اترتے ہوئے دیکھا ہے۔ جنازے کی اس برکت کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام لانا کتنا اچھا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۵۴

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وهو الذی یقبل التوبة عن عباده و یعفو عن السیئات و یعلم ما تفعلون و یستجیب الذین آمنو و عملوا الصلحت ویزیدیهم من فضله والکفرون نهم عذاب شدید

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی بابرکت والی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے، نیک لوگوں اور ایمان والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتا ہے اور کافروں کیلئے سخت عذاب ہے۔''

پانچ کاموں میں جلدی کرنا سنت ہے:

کہتے ہیں کہ جلدی کرنا شیطان کا کام ہے مگر پانچ جگہ جلدی کرنا سنت ہے: (۱) میت کے دفن کرنے میں، (۲) لڑکیوں کے نکاح کرنے میں، (۳) قرض ادا کرنے میں، (۴) توبہ کرنے میں اور (۵) مسافر کو کھانا دینے میں۔

گناہوں کا علاج:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کی ایک دوا ہے۔ استغفار گناہوں کی دوا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! توبہ کرو بے شک، میں ہر روز سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں اور روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: استغفار کی سب سے بڑی دعا یہ ہے:

اللّٰھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذبک من شر ما صنعت. ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت

ترجمہ: ''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں، یا اللہ! میں تیرے وعدے اور تیرے عہد میں ہوں۔ جتنی تو نے مجھے قدرت دی ہے۔ اس کے مطابق جو بھی میں نے برا کام کیا اس کے سر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیری طرف سے مجھ پر جتنی نعمتیں ہیں میں ان سب کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ یا اللہ! مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا اور کون ہے کہ میرے گناہوں کو معاف کر سکے۔''

گنہگار ہونے کے باوجود اللہ کی بارگاہ میں مقبول:

ایک روایت میں ہے: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے بیس (۲۰) سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس (۲۰) سال تک ہی رب ذوالجلال کی نافرمانی کی۔ ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی تو اسے اپنی داڑھی میں ایک سفید بال نظر آیا۔ یہ دیکھ کر وہ غمگین ہو گیا اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کی:

یا اللہ! میں نے بیس (۲۰) سال تک تیری عبادت کی پھر اتنا ہی عرصہ تیری نافرمانی کی۔ کیا اس کے باوجود میری تیری بارگاہ میں واپسی ممکن ہے؟

اس دوران اس نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

ہم نے تیرے ساتھ محبت کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا۔ پس ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی ہم نے تجھے مہلت دی۔

اس گنہگار نے عرض کیا: یا اللہ! اگر میں تیری بارگاہ میں دوبارہ لوٹ آؤں۔ تو

کیا تیری رحمت مجھے قبول فرمالے گی؟

جواب ملا: اے ہمارے سیاہ کار بندے! ہم تجھے قبول فرمالیں گے۔

﴿حیاۃ القلوب﴾

نصیحت کرنے کا نرالا انداز:

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حسین وجمیل نوجوان تھے۔ بہترین لباس زیب تن فرماتے تھے۔ بصرہ شہر کا دورہ کرتے اور لوگوں کیلئے بھلائی کے کام سرانجام دیتے۔ ایک دن آپ حسب معمول چل رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک ایسی خاتون پر پڑی جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس خاتون کے پیچھے چل پڑے تو نیک عورت آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

اما تستحی؟ کیا آپ کو شرم نہیں آتی؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا:

ممن؟ کس سے؟

اس نیک سیرت خاتون نے فرمایا:

فمن یعلم خائنۃ الاغین وما تخفی الصدور

ترجمہ: اس ذات سے جو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز کو اچھی طرح جانتی ہے۔

حضرت شیخ امام ابوالنصر سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جواب سن کر وہ اس خاتون کی طرف متوجہ ہونے سے صبر نہ کر سکے اور اپنے پر ان کو کنٹرول نہ رہا چنانچہ اس وجہ سے وہ عورت کا پیچھا کرنے سے باز نہ آئے۔

اس نیک سیرت عورت نے کہا کہ کس وجہ سے تو میرے پیچھے آرہا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اے خاتون! تیری آنکھوں کی وجہ سے میں اس آزمائش کے اندر مبتلا ہوا ہوں۔

اس عورت نے کہا کہ آپ بیٹھیں میں آپ کو مطلوبہ چیز کو آپ کو بھیج دیتی ہوں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھ کر بیٹھ گئے جس طرح اس کی محبت میرے دل میں گھر کر چکی ہے اسی طرح میری محبت اس کے دل میں ہے۔

اچانک حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کیا دیکھتے ہیں کہ لونڈی ایک طبق لائی جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا جب آپ نے اس طبق سے رومال کو ایک طرف کیا اور اسے کھولا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس طبق کے اوپر اس نیک خاتون کی آنکھیں رکھی ہوئی ہیں۔ لونڈی نے آپ کو اپنی مالکہ کی طرف سے یہ بات بتائی کہ میری مالکہ یہ کہتی ہے:

لا ارید عینا یفتتن بسببھا احد

ترجمہ: مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جن کی وجہ سے کوئی آزمائش میں مبتلا ہوا۔

جب حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا اور اس خاتون کی بات سنی تو آپ کا جسم کانپ اٹھا۔

وامسک لحیۃ بیدہ وقال لنفسہ اف لک من لحیۃ تکون اقل من امراءۃ وندم و تاب فی تلک الساعۃ و رجع الی بیتہ باکیا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی کو پکڑا اور اپنے آپ سے کہا کہ تیری اس داڑھی پر افسوس ہے کہ تو ایک عورت سے بھی (خوف و خشیت الٰہی) میں کم ہے۔ آپ اسی وقت اپنے کیے پر نادم ہوئے، توبہ کی اور روتے ہوئے اپنے گھر کی طرف واپس لوٹ آئے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس نیک عورت کے گھر آئے تاکہ اس سے معذرت کر سکیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس عورت کے گھر کا دروازہ بند پڑا ہے اور رونے والیاں اس پر رو رہی ہیں۔ آپ نے اس خاتون کے بارے میں پوچھا؟ تو جواب ملا کہ اس گھر کی مالکہ فوت ہو چکی ہے۔ آپ وہاں سے واپس پلٹے اور تین دن تک مسلسل روتے ہیں۔ تیسری رات خواب میں آپ نے اس نیک

عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں بیٹھی ہوئی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے کہا کہ مجھے بھی آپ اس چادر میں کرلیں۔ اس نیک خاتون نے کہا کہ میں نے آپ کو چادر میں کرلیا کیونکہ مجھے آپ کے سبب سے خیر کثیر ملی ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں اس نیک عورت نے یہ نصیحت کی:

اذا خلوت فاذکر اللہ تعالیٰ واذا اصبحت و امسیت فاستغفر اللہ و تب الی اللہ

ترجمہ: جب تنہائی میسر آئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جب تو صبح و شام کرے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی بارگاہ میں توبہ کر۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نیک عورت کی نصیحت کو قبول فرمایا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس قدر کرم ہوا کہ آپ زہد اور طاعت میں مشہور ہوگئے۔ بلند درجات حاصل کیے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اولیاء کرام میں سے تھے۔

﴿جواہر البخاری﴾

امت محمدیہ کی چار کرامتیں:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی امت کو چار کرامتوں سے سرفراز فرمایا جو کہ صرف اسی امت کو عطا ہوئیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول فرمائی جبکہ حضرت محمد ﷺ کی امت کے لوگ کی امت کے لوگ ہر جگہ توبہ کرسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔

(۲) میں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا، جب شجر ممنوعہ کے پاس گیا تو مجھے بغیر لباس کر دیا گیا۔ حضرت محمد ﷺ کی امت ننگے ہوکر گناہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو لباس عطا فرمادیتا ہے۔

(۳) جب مجھ سے غلطی سرزد ہوئی تو میرے اور میری بیوی کے درمیان جدائی کر

دی گئی۔ امت محمدیہ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے لیکن ان کے اور ان کے اہل کے درمیان جدائی نہیں کی جاتی۔

(۴) حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جنت میں غلطی کی تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا جبکہ امت محمدیہ (ﷺ) کے لوگ جنت سے باہر گناہ کرتے ہیں تو جب وہ توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

﴿تنبیہ الغافلین﴾

توبہ کرنے کی برکات:

بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی۔ وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتی تھی۔ وہ بدکار عورت اپنے گھر کے دروازے کھول کر بالکل سامنے ایک تخت پر بیٹھی رہتی تھی جو بھی انسان اس عورت کو دیکھتا، وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا جو بھی مرد اپنی حاجت کو پورا کرنے کیلئے اس کے پاس جاتا تو وہ دس (۱۰) دینار یا اس سے کچھ زیادہ دے کر اندر جانے کی اجازت ملنے کے بعد وہ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا۔

ایک مرتبہ اس بدکارہ کے دروازے کے سامنے سے ایک عابد کا گزر ہوا جب اس کی نگاہ اس عورت پر پڑی جو کہ اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی تھی تو وہ عابد اس بدکارہ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوگیا۔ وہ اس کو حاصل کرنے کیلئے دل ہی دل میں کوشش کرنے لگا۔ اس کے خیال کو اپنے دل سے دور کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ محبت زائل نہ ہو سکی۔ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس جو کچھ سامان تھا اسے فروخت کیا اور اس عورت کے حصول کیلئے جتنے دینار کی ضرورت تھی ان کو جمع کیا۔ آخر کار وہ اس بدکار عورت کے گھر آ گیا۔ اس نے کہا کہ اس کے مقرر کردہ وکیل کو سلام کرے، بہرحال اسکے آنے کا جو وقت مقرر ہوا، اس بدکارہ نے وعدہ دے دیا۔

وہ عابد اس وقت مقررہ پر آ گیا، اس فاحشہ نے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے گھر میں موجود ایک پلنگ پر بیٹھ گئی۔ رقم ادا کرنے والا عابد بھی وہاں پہنچ گیا اور اس فاحشہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گیا۔

جب اس نے اپنے ہاتھ کو فاحشہ کی طرف بڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادت، پہلے کرنے والی توبہ کی برکت اور اپنی رحمت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کو روک لیا اور عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت میں دیکھ رہا ہے۔ اس طرح اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہی بات سوچ کر اس کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

فاحشہ عورت نے جب اس کی طرف دیکھا (تو وہ حیران ہوئی) کہ اس کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔ بالآخر عورت اس سے یوں گویا ہوئی:

ما الذی اصابک؟ تجھے کیا ہوا؟

عابد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں تو مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے۔

عورت نے کہا: تیرا برا ہو، جو کچھ ابھی تجھے میسر آیا ہے، بکثرت لوگ اس کی آرزو کرتے ہیں۔

کون سی چیز ایسی ہے کہ جس میں تو بھی مبتلا ہو گیا ہے؟ عابد نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، جو رقم میں تیرے سپرد کر چکا ہوں اس کا خرچ کرنا تیرے لیے حلال ہے تو مجھے صرف باہر نکلنے کی اجازت دے۔

فاحشہ عورت نے اسے کہا کہ تو نے یہ برائی کا کام کبھی نہیں کیا؟

اس عابد نے کہا: ''نہیں''۔

بدکارہ عورت نے کہا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟

عابد نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ تب اسے باہر جانے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ وہاں سے وہ چلا گیا۔

باہر آنے کے بعد اپنی ہلاکت اور بربادی کی دعا کر رہا تھا اور وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ عابد کے اس عمل کی برکت سے فاحشہ عورت کے دل میں خوف خدا پیدا ہو گیا۔ اپنے دل میں کہنے لگی کہ یہ پہلا گناہ شروع کرنے لگا کہ اس کے دل میں اس قدر خوف خدا پیدا ہو گیا۔ جبکہ اپنے آپ سے کہنے لگی کہ میں تو سال ہا سال سے اس طرح کے گناہ

کر چکی ہوں جو عابد کا رب ہے جس سے وہ اس قدر ڈرتا ہے میرا تو بھی وہی رب ہے جب میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں، مجھے تو اس سے کہیں زیادہ ڈرنا چاہیے۔

بدکارہ عورت نے توبہ کی اور لوگوں کے آنے سے اپنا دروازہ بند کر لیا، پرانا لباس زیب تن کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔ رب ذوالجلال کی عبادت کرنے لگی، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

عورت کے دل میں خیال آیا اگر میں نیک آدمی کے پاس چلی جاؤں شاید کہ وہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ میں اس کے پاس رہ جاؤں۔ اپنے دین کے معاملات اس سے سیکھوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بارے میں میرا مددگار ثابت ہو۔

رخت سفر باندھا، سامان اٹھایا۔ خادم اپنے ساتھ لیے، اس بستی میں آ پہنچی جہاں عابد رہتا تھا۔ وہاں جا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔

عابد کو عورت کے بارے میں خبر دی گئی کہ بستی میں ایک خاتون آپ کے بارے میں پوچھ رہی ہے جب عابد عورت کی طرف آیا۔ عورت نے جونہی اسے دیکھا اپنے چہرے سے پردے کو ہٹا دیا تاکہ وہ عابد خاتون کو پہچان سکے۔ جب عابد نے اسے دیکھا تو پہچان لیا، اسے وہ سارا منظر یاد آ گیا جو عورت اور عابد کے درمیان رونما ہو چکا تھا۔ عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ غمزدہ عورت باقی رہ گئی اور کہنے لگی کہ میں جس کیلئے آئی وہ مر گیا۔ کیا عابد کے رشتہ داروں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا ضرورت مند ہو؟ لوگوں نے عورت کو بتایا کہ مرنے والے کا ایک صالح مرد بھائی ہے لیکن وہ تنگدست ہے۔ عورت نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ میرے پاس مال موجود ہے جس کی وجہ سے میں غنی ہوں۔ مرنے والے عابد کا بھائی آیا اور اس نے توبہ کرنے والی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سارے توبہ کرنے کی برکت سے بنی اسرائیل میں انبیاء کرام ہوئے۔ الحمدللہ۔

﴿کذا نقل عن البخاری علیہ رحمۃ الباری﴾

چار چیزوں کا عطا ہونا:

امام زندوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے امام ابو محمد عبداللہ بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ جس کو چار چیزیں نصیب ہوں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا:

(۱) جسے دعا نصیب ہوئی وہ اجابت سے محروم نہ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ادعونی استجب لکم

(۲) جسے استغفار نصیب ہوئی وہ مغفرت سے محروم نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انه کان غفارا

(۳) جس کو شکر نصیب ہوا وہ زیادتی سے محروم نہ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لئن شکر تم لا زید نکم

(۴) اور جس کو توبہ نصیب ہوئی وہ مقبولیت سے محروم نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وهو الذی یقبل التوبه عن عباده و یعفو عن السیئات

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔''

بے شک اللہ توبہ کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے:

صوفی ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ کا ارادہ کیا اور ایک کشتی کے قریب آ کر سوار ہونا چاہا، اس پر ایک مرد لونڈی اپنے ساتھ لیے بیٹھا ہوا تھا، اس شخص نے مجھ سے کہا کہ یہاں جگہ نہیں ہے مگر لونڈی نے اس آدمی کو میرے بیٹھنے کیلئے کہا تو اس نے کشتی پر بیٹھا دیا پس جب ہم چلے تو مرد نے مجھے ناشتے کیلئے بلایا اور ناشتہ نکالا۔ تو عورت نے بھی کہا کہ اس مسکین کو بلاؤ کہ ہمارے ساتھ ناشتہ کرے۔ میں ان کے پاس بطور مسکین کے آیا جب ہم ناشتہ کر چکے تو اس آدمی نے لونڈی سے کہا کہ شراب لا اور اس نے لونڈی سے کہا کہ خود بھی پی اور اس مسکین آدمی کو بھی دے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے جب اس آدمی نے

شراب پی لی اور اس نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو اس آدمی نے لونڈی سے کہا کہ باجا لے کر آؤ تو وہ باجا لے کر آئی اور گانا شروع کر دیا پھر اس آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم بھی اس طرح کی کوئی خوبی رکھتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں اس سے اچھی خوبی رکھتا ہوں۔ تو میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پھر میں نے ''اذا الشمس کورت و اذا النجوم انکدرت و اذا الجبال سیرت'' پڑھا۔ پس وہ آدمی رونے لگا اور جب میں اس آیت پر پہنچا واذا الصحف نشرت تو وہ آدمی لونڈی سے بولا آج سے تم آزاد ہو جو اس کے پاس شراب تھی وہ بھی پھینک دی اور باجا توڑ ڈالا۔ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور مجھ سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا۔ میں نے کہا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے چالیس (۴۰) برس تک اس کی مصاحبت کی یہاں تک کہ وہ مر گیا اور میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تجھ کو کیا ملا۔ اس نے مجھ کو کہا کہ مجھے جنت ملی ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس وجہ سے جنت ملی ہے تو اس نے کہا کہ تیرے پڑھنے کی وجہ سے جو تم نے پڑھا۔ (اذاالشمس کورت)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۵

شعبان المعظم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشآء وھو القوی العزیز من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نوتہ منھا وما لہ فی الاخرۃ من نصیب

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ مہربانی کرنے والا ہے اور جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہی قوت وعزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کیلئے اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔''

نور کا دریا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک نور کا دریا پیدا کیا پھر ایک فرشتے کو پیدا کیا اس کے دو بازو ہیں۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور اس کا سر عرش کے نیچے ہے اور دونوں قدم ساتوں طبق زمین کے نیچے ہیں جب بندہ شعبان کے مہینے میں میرے اوپر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ آب حیات کے اندر غوطہ لگا تو وہ غوطہ لگاتا ہے اور پھر وہ فرشتہ اس پانی سے نکلتا ہے اور اپنے دونوں بازوؤں کو جھاڑتا ہے اور اس سے پانی کے قطرے گرتے ہیں تو اللہ

تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ اس درود پڑھنے والے کیلئے قیامت تک بخشش طلب کرتا رہتا ہے۔

لطیف کا معنی:

اس لفظ کے علماء نے سات معنی ذکر کیے ہیں:

(۱) "اللہ لطیف" اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو پاکیزہ چیزوں کے ساتھ رزق عطا فرمانے والا ہے۔ ان کو سب کی سب اشیاء (حرام وحلال) عطا نہیں کی گئیں۔

(۲) "اللہ لطیف بعبادہ" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر بھی مہربانی اور رحمت کے سبب رحم فرماتا ہے جو خود اپنی ذات کے اوپر رحم نہیں کرتا اور اس بندے کو اپنی اور پیارے حبیب ﷺ کی اطاعت کا شوق اور ذوق عطا فرماتا ہے اور اسے شوق اطاعت منافقت کو ترک کرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔

(۳) "اللہ لطیف بعبادہ" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور بخشش طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن صوت احب الی اللہ تعالیٰ من صوت عبد مذنب تاب الی اللہ فیقول لبیک یا عبدی سل ما ترید

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے والے گنہگار بندے کی آواز سے بڑھ کر کوئی آواز پسندیدہ نہیں ہے جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میں حاضر ہوں جو چاہتا ہے تو اس کا سوال کر۔

(۴) علماء فرماتے ہیں کہ اللہ لطیف کا معنی ہے رفیق۔

(۵) "اللہ لطیف" کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان فرمانے والا ہے، اس طرح کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کی جو نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بھی رزق عطا کرتا ہے۔

بقول شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

اے کریم کہ از خزانہ غیب گبر وترسہ وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

(۶) ''اللہ لطیف'' کا معنی ہے کہ وہ ذات جو کثیر کو اپنی عطا سے قلیل کر دیتی ہے اور اپنے بندوں کی اطاعت کے سبب سے قلیل کو کثیر کر دیتی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: (قل متاع الدنیا قلیل) ''تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔'' (النساء ۷۷)

(۷) بعض علماء نے ''اللہ لطیف'' کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محاسبہ کرنے میں لطیف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:

بروز قیامت ایک بندہ کو حاضر کیا جائے گا اس کے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے فرمائے گا:

اما استحییت فی اذ عصیتنی ؟

کیا جب تو نے گناہ کیا، تو تجھ کو مجھ سے حیا نہیں آتی ؟

وہ گنہگار بندہ با آواز بلند رونا شروع کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو اپنی آواز کو پست کر لے تا کہ حضرت محمد نبی کریم ﷺ تیری آواز کو نہ سن سکیں اور نہ ہی ان کو پتہ چلے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے ان گناہوں کو بخش دوں گا تو وہ زیادہ خوش ہونے کی وجہ سے پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز کے ساتھ رونے لگا اور نبی کریم ﷺ اس کی آواز کو سن لیں گے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام گنہگار بندے کے رونے کی آواز سن کر بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے یا اللہ تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے تو اپنے یہ گنہگار بندہ مجھے ہبہ فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

وھب لک ولا تحزن یا حبیبی

''میں نے اسے آپ کو ہبہ کر دیا، اے میرے حبیب ﷺ! آپ غمزدہ نہ ہوں۔''

﴿زہرۃ الریاض﴾

شعبان کی منفرد فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمام بندوں پر کیونکہ نبی کریم ﷺ روزے رکھتے تھے تمام شعبان کے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس مہینے میں بندوں کے تمام اعمال اٹھاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس مہینے کا نام شعبان کیوں رکھا گیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس میں نیکی زیادہ پھیلتی ہے۔

رحمت الٰہی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو (۱۰۰) جز میں بنایا۔ ایک جز کو زمین میں اتارا اور باقی ننانوے (۹۹) اپنے پاس رکھے پس ایک جز کے سبب سے تمام مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جانور بھی اپنے پاؤں کو اپنے بچے سے اس خوف سے اٹھاتا ہے کہ اس کو نقصان نہ ہو۔ مسلم میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ننانوے (۹۹) جز سے اپنے بندوں پر رحمت کرے گا۔

مغفرت کی رات:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کی درمیانی شب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ایسی شب ہے کہ اس میں آسمان اور رحمت کے دوازے کھولے جاتے ہیں پس اٹھیے اور نماز پڑھیے اور اپنا سر اور دونوں ہاتھ اٹھایئے آسمان کی طرف۔ تب میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی شب ہے؟ تو حضرت جبرئیل

علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایسی شب ہے جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو اور جادوگر یا کاہن یا ہمیشہ شراب پینے والا اور زناء کے اوپر اسرار کرنے والا، سود کھانے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا، چغل خور اور جھوٹ بولنے والا ان لوگوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور برے کاموں کو چھوڑ دیں۔ نبی کریم ﷺ نکلنے اور نماز پڑھی اور سجدوں کے درمیان میں روئے اور دعا کی کہ

اللّٰھم انی اعوذبک من تھابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کحا اثنیت علی نفسک ملک الحمد حتی ترضی

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! میں پناہ مانگتا ہوں، تیرے عذاب سے اور غضب سے اور میں تیری تعریف نہیں کرسکتا ہوں جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔ پس تعریف تیرے لیے ہے اور تو راضی ہو جا۔''

شعبان میں پانچ حروف:

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شعبان میں پانچ (۵) حرف ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہر حرف کے بدلے مومن کیلئے عطیہ ہے (ش) سے شرافت اور شفاعت، (ع) سے عزت اور کرم اور (ب) سے نیکی اور احسان اور (الف) سے الفت یعنی پیار اور (ن) سے نور ہے۔ اس علماء نے کہا ہے کہ رجب کیلئے بدن کی طہارت اور شعبان کیلئے دل کی طہارت اور رمضان روح کی طہارت ہے تو جو شخص اپنے بدن کو رجب میں پاک کرتا ہے اور جو شعبان میں اپنے دل کو پاک کرتا ہے اور روح کو رمضان میں پس اگر اپنے بدن کو رجب میں پاک نہ کرے اور شعبان میں دل کو تو رمضان میں اپنی روح کو کیسے پاک کر سکے گا اور بعض کہتے ہیں کہ رجب گناہوں کے استغفار کیلئے اور شعبان دل کی اصلاح کیلئے اور رمضان روشن قلب کیلئے اور لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقرب کیلئے ہے۔

شعبان میں روزے رکھنے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ رکھا تین دن اول شعبان اور تین دن اس کے درمیان اور تین دن اس کے آخر میں تو اس کیلئے ستر (۷۰) عابدوں کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی ستر (۷۰) سال عبادت کی اگر وہ اس سال مرگیا تو اس کی موت شہید جیسی ہوگی۔

شعبان کی تعظیم:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شعبان کی تعظیم کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی اطاعت کرتا رہا اور اپنے نفس کو روکا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معصیت سے بخشے گا اور اس سال اللہ تعالیٰ اس کو تمام بیماریوں اور بلاؤں سے امن دے گا۔

دل نہیں مرے گا:

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

میرے ایک دوست ابوحفص الکبیر کا وصال ہوگیا۔ میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ ماہ تک میں اس کی قبر نہ جاسکا۔ پھر ایک دن میں نے اس کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ رات کو سوگیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا رنگ تبدیل اور چہرہ زرد ہو چکا ہے۔

میں نے اسے سلام کیا لیکن اس نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اسے کہا: ''سبحان اللہ''۔ آپ نے مجھے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اس نے جواباً کہا کہ سلام کا جواب دینا عبادت ہے اور ہم عبادت کے مکلف نہیں ہیں۔

حضرت محمد بن عبداللہ زاہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ابوحفص کبیر سے کہا کہ مجھے آپ کا رنگ کیوں تبدیل ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے حالانکہ آپ تو حسین و جمیل چہرے والے تھے؟ ابوحفص کبیر نے بتایا کہ جب مجھے قبر میں رکھ دیا گیا تو ایک فرشتہ آیا اور میرے سر کے پاس آکر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اے برائی کے شیخ اس نے میرے گناہوں اور میرے برے اعمال کو گننا شروع کر دیا۔ مجھے لکڑی کے ساتھ

مارا، میرے جسم سے آگ کے شعلے نکلنے لگے پھر میرے ساتھ میری قبر نے کلام کیا۔
کیا تجھے میرے رب سے حیا نہ آئی؟

پھر قبر نے مجھے اتنا دبا دیا کہ میری پسلیاں ادھر ادھر ہو گئیں۔ میرے جسم کے جوڑ ٹوٹ پھوٹ گئے اور مجھے شعبان المعظم کی رات آنے تک مسلسل عذاب ہوتا رہا جب شعبان المعظم کا مہینہ شروع ہوا تو میرے اوپر سے ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ اے فرشتے! اس بندے سے عذاب کو اٹھا لے کہ اس بندے نے اپنی زندگی کے دوران شعبان المعظم کی پندرہ کی رات کو عبادت کی اور اس کے دن میں روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اس ایک رات میں عبادت کرنے کی وجہ سے مجھ سے عذاب کو اٹھا لیا۔ مجھے رحمت اور جنت کی خوشخبری دی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص عیدین اور شب برات کی رات کو بیدار رہے گا اس کا دل مردہ نہیں ہو گا جب سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی رات شب برأت کے اور لیلۃ القدر سے افضل نہیں ہے اور اس کی بزرگی کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔

شب برأت تابعین کا عمل:

تابعین شام کے رہنے والوں میں سے جیسے خالد بن معدان اور مکحول اور لقمان بن عامر رحمہم اللہ علیہم اس رات کو نہایت بزرگ جانتے ہیں اور اس رات میں بہت عبادت کیا کرتے تھے جب ان سے یہ بزرگی شہرت پا گئی تو شہروں میں لوگوں نے اس کا اختلاف کیا۔ بعض نے تابعین کی موافقت کی اور بعض نے اس دن کے آگے اس کی تعظیم کی لیکن اکثر علماء حجاز نے اس بات کا انکار کیا اور کہا یہ بدعت ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ مومن اس رات کو مخصوص عبادتوں میں جیسے نماز اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا میں مشغول رہے تو جائز ہے مکروہ نہیں ہے لیکن لوگوں کا مسجدوں میں نفل نماز کی جماعت کیلئے جمع ہونا جیسا کہ فی زمانہ میں ہے کراہت سے خالی نہیں ہے۔ یہ قول امام اوزاعی رضی اللہ عنہ اور علماء اور فقیہ اہل شام کا ہے۔

اور اسی طرح چراغوں کا جلانا اور مساجد میں فانوسوں کا لٹکانا جو اس شب کو جائز نہیں ہے جیسا کہ فتاویٰ قنیہ میں مذکور ہے کہ شب برأت کی رات میں بہت سے چراغوں کا گلیوں اور بازاروں میں جلانا بدعت ہے اور اسی طرح مسجدوں میں جلانا بدعت ہے۔ اسی لیے قیمت کا ضمان دیا جائے گا بلکہ اگر اس کو کوئی واقف ذکر کرے اور شرط کرے تو وہ شرعاً تبرع نہیں ہوگا اور اگر وہ وقف کے مال سے نہ ہو تو وہ تبرع نہیں ہوگا تبذیر ہوگا۔ اضاعت مال اور تبذیر نص قرآن سے حرام ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی تبذیر سے منع فرمایا اور اس میں ثواب کا اعتقاد رکھنا بڑی بدعت ہے اور نہایت ہی گناہ ہے اور اس طرح اس رات کو بہت زیادہ نفل جماعت کے ساتھ پڑھنا بدعت شنیعہ ہے۔ اس سے پرہیز کرنا واجب ہے کیونکہ سب فقہا نفل نماز کو جماعت کیساتھ پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں سوائے تراویح اور استسقاء اور کسوف کے اور جب امام کے سوا چار آدمی ہوں اور وہ نماز جو اس رات کو کثرت سے جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور صلوٰۃ اجرءۃ کے نام سے مشہور ہے وہ بھی بدعت ہے کیونکہ وہ نماز اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ ہجرت کے چار سو سال بعد ظاہر ہوئی ہے کیونکہ وہ نماز بیت المقدس میں سنہ ۴۴۸ ہجری کو ہوئی ہے۔

شب برأت میں نوافل باجماعت کی ابتداء:

افضل قصہ جیسا کہ امام طرطوسی نے بیان کیا ہے کہ اس طرح ایک شخص بیت المقدس میں آیا اور شعبان کی پندرھویں رات کو اس نے نماز پڑھنی شروع کی پھر اس کے پیچھے ایک شخص نے نماز شروع کی پھر دوسرے نے اس کے پیچھے نیت باندھی۔ اس طرح پھر تیسرے نے پھر چوتھے نے پس اس شخص نے اپنی نماز مکمل نہ کی تھی کہ اسکے پیچھے بہت بڑی جماعت ہوگئی۔ اس کے بعد پھر دوسرے برس کو پھر وہ شخص آیا بہت سے لوگوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوسری مسجدوں میں تمام شہروں میں دھوم مچ گئی اور لوگوں کے درمیان ایک طریقہ مقرر ہو گیا اور اس کو علماء متاخرین نے برا کہا کہ اور صاف کہا کہ یہ بدعت قبیحہ ہے۔ اس میں کئی برائیاں ہیں جو شخص ان منکرات کو تبدیل نہ

کر سکے وہ اس رات کو اس جماعت میں حاضر نہ ہو بلکہ وہ اپنے گھر میں پڑھ لے اگر کوئی ان بدعتوں سے مسجد کو خالی نہ پائے کیونکہ مسجد میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی سنت ہے اور اہل بدعت کا جماعت پڑھانا ممنوع ہے اور ترک اس کا واجب ہے۔

علماء کی ذمہ داری:

یہ واجب کام متعین ہے خصوصا اس شخص کیلئے جو عالم اور زاہد مشہور ہو کیونکہ اس پر واجب ہے کہ جن مسجدوں میں ایسے کام ہوتے ہیں، ان مسجدوں میں حاضر نہ ہو کیونکہ اس کے انکار کے بغیر لوگ حاضر ہونے سے شک کرتے ہیں یہ فعل مباح ہے۔ پس ایسے شخص کے حاضر ہونے سے عوام کو اس بات کا بڑا شک ہوتا ہے۔ یہ افعال شرعاً مستحسن ہے اور وہ اس عادت کو چھوڑ دے اور مسجد کی طرف نہ آئے اور اپنے دل اس کام کو برا جانے کیونکہ منہ اور ہاتھ سے منع کرنے سے عاجز ہے تو گناہ سے خود بچ جائے گا اور اس کے ساتھ دوسرا اقتدا نہ کرے گا بلکہ اس شخص کو حاضر نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ سمجھ جائیں گے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے۔ شریعت اس کو جائز نہیں کہتی اور اہل دین بھی اس کو اچھا نہیں جانتے۔ پس بہت سے لوگ اس کی وجہ سے اس کام سے دور رہیں گے۔ پس اس شخص کو انکار دل اور حاضر نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے ثواب ملے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس رات کی بزرگی میں اگرچہ بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر کسی کو یہ مناسب نہیں کہ اس کی تعظیم کرے، اس حکم سے جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ اس کے باوجود بعض علماء نے کہا ہے کہ اس رات کے قیام سے حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی امر ثابت نہیں ہوا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ پس اسی کی بناء پر اس زمانے کے ہر مسلمان بھائی پر واجب ہے کہ اعزاز اور بدعت سے بچے اور اپنے دین کو ایسی بدعت سے بچائے جن سے وہ مایوس ہو گیا اور جس نے اس میں پرورش پائی وہ زہر قاتل ہے جو شخص اس کی آفت سے بچا، اس نے حق پہچان لیا اس لیے بدعت ایک شرینی ہے۔ اس کی طبیعتیں بدعتوں کے دلوں میں اچھا جانتی ہیں پس اس کو نہیں چھوڑتے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۶

اللہ کیلئے دوستی اور دشمنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الاخلاء یومئذٍ بعضھم لبعض عدوالا المتقین یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون الذین امنوا بایتنا وکانوا مسلمین ادخلوا الجنۃ انتم وازوا جکم تحبرون.

ترجمہ: ''اس دن بعض کیلئے دوست بعض کیلئے دشمن ہوں گے، مگر نیک لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور آج کے دن تم پر نہ کوئی غم اور نہ تم غمگین ہوں گے جو ہماری باتوں پر یقین لائے اور حکم بردار رہے۔''

قیامت کے دن نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزین کرو اپنی مجلسوں کو میرے اوپر درود بھیج کر تمہارا درود پڑھنا قیامت کے دن نور کی طرح ہوگا۔

قابل رشک حضرات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ممبر رکھا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ کے بندے بیٹھیں گے اور ایک قوم ایسی ہے جس کا لباس نور کا ہے اور چہرہ ان کا نورانی ہے اور انبیاء اور شہداء میں سے نہیں ہوں گے۔لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے

فرمایا کہ وہ لوگ اللہ والوں سے دوستی رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے ملنے والے اور اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں مل بیٹھنے والے ہیں۔

دوستی اور دشمنی اللہ کیلئے:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ اے موسیٰ علیہ السلام! تو نے میرے لیے کوئی عمل کیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا الٰہی! میں نے تیرے لیے نماز پڑھی، تیرے لیے روزہ رکھا، تیرے لیے صدقہ کیا، تیرا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تیری نماز تیرے لیے برہان ہے۔ روزہ تیرے لیے ڈھال ہے اور تیرا صدقہ تیرے لیے سایہ ہے اور میرا ذکر تیرے لیے نور ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مولا کریم! تو مجھ کو کوئی ایسی عمل بتادے جو تیرے لیے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو نے کسی کو میرے لیے دوست رکھا ہے، میرے لیے کسی سے دشمنی کی ہے۔ (پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین عمل حب فی اللہ بغض فی اللہ ہے۔)

عرش کے سایہ میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو میرے لیے دوست رکھنے والے ہیں۔ پس قسم ہے مجھ کو اپنے جلال اور عزت کی! کہ جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اپنے سائے سے ان کو سایہ دوں گا۔

دوست کے ساتھ جنت میں داخل:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک مومن شخص کو لایا جائے گا اور اس کے عمال تولے جائیں گے۔ اس کی بدیاں نیکیوں پر بھاری ہوں گی اور اس کو دوزخ میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ اپنے پروردگار سے کہے گا کہ اے

میرے پروردگار! مجھے تھوڑی سی مہلت دے، میں اپنی ماں سے ایک نیکی مانگ کر لاؤں۔ اللہ تعالیٰ اس کو مہلت دے گا وہ اپنی ماں کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ تجھے قسم ہے اس چیز کی کہ تو نے دنیا میں پرورش کی تھی اور مجھ پر احسان کیا تھا اور تو اپنی نیکیوں میں سے ایک نیکی مجھے عطا کر دے۔ ماں کہے گی: یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تجھے ایک نیکی دوں میں تو خود عاجز ہوں۔ وہ اپنی ماں سے مایوس ہو جائے گا اور پھر اپنے اقربا کے پاس آئے گا اور سب سے مایوس ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ، اس کا ایک دوست دیکھے گا کہ اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہ دوست کہے گا کہ میں اپنی تمام نیکیاں تجھے دے دیں اور کہے گا: تاکہ تو دوزخ سے نجات پا لے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ہم دونوں دوزخ میں جائیں۔ پس اس کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا اور راستہ میں جاتا ہوا پکارے گا کہ جواں مردی نہیں ہے کہ تو اپنے دوست کو بھولے اور خود جنت میں داخل ہو جائے اور پس وہ سجدے میں گر جائے گا اور اپنے دوست کیلئے شفاعت کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے گا۔

مسلمان کی زیارت کرنے کا اجر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کی اس کو ایک قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس شخص کی وجہ سے اس کے ہزار گناہ مٹائے جاتے ہیں اور اس کی ہزار نیکیاں بڑھائی جاتی ہیں اور اس کیلئے اللہ کے نزدیک عرش کے نور کی طرح نور ہے۔

جنتی لوگ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو جنت کی خبر دوں کہ کون کون جنت میں ہے؟ تو ہم لوگوں نے کہا کہ ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: نبی جنت میں ہے۔ صدیق جنت میں ہے، شہید جنت

میں ہے، وہ شخص جو اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرتا ہے۔ وہ بھی جنت میں ہے۔

جنت کا عالی شان گھر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک علیہ السلام نے فرمایا:

ان فی الجنة غرفا یری ظاهر ها من باطنها و با لعکس اعدها الله للمتحابین والمتز اورین والمتباذلین فیه

بے شک جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کے اندر بیٹھ کر باہر کی ساری چیزیں اور باہر کھڑے ہوکر اس کے اندر کی ساری چیزیں نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کیلئے تیار کیا ہے کہ جو آپس میں محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے۔

سرخ یاقوت کا ستون:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:
جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرتے ہیں۔ وہ (قیامت کے دن) سرخ یاقوت کے ستون پر ہوں گے۔ اس ستون کی چوٹی پر ستر (۷۰) ہزار کمرے ہوں گے جس طرح کہ دنیا والوں پر سورج روشن ہوتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ تم ہمارے سامنے چلو تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر محبت کرنے والوں کو دیکھ سکیں جب وہ ان پر چڑھیں گے تو ان کے چہرے اس طرح چمک اٹھیں گے جس طرح کہ اہل دنیا پر سورج روشن ہوتا ہے۔ ان پر سندس سے بنا سبز لباس ہوگا۔ اپنی پیشانیوں کے بل وہ جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کا مقام ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ملاقات رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے پڑوسی:

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اولین و آخرین اکٹھے ہو جائیں گے تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ دنیا میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا جو کہ جنت میں

جانے کا ارادہ کرے گا۔فرشتے ان سے کہیں گے تمہارا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ لوگ کہیں گے ہمارا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔فرشتے کہیں گے کیا حساب و کتاب سے پہلے؟ وہ لوگ کہیں گے ہاں! فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں۔فرشتے ان سے پھر کہیں گے کہ تمہارا پڑوس کیا ہے؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔فرشتے کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

ایک کے طفیل دوسرے کی بخشش:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ دو مومن آدمیوں کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ان دو میں سے ایک گنہگار جبکہ دوسرا فرمانبردار ہوگا۔ ان دونوں کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔وہ کلمہ پڑھ کر فوت ہوئے۔

رضوان جنت کو حکم ہوگا کہ جو فرمانبردار مومن ہے اسے جنت کی طرف لے جایا جائے اور اس کا اکرام کیا جائے چنانچہ وہ مطیع کہے گا کہ میں اس بات سے راضی ہوں۔دوزخ کے داروغے کو حکم ہوگا کہ وہ نافرمان کو جہنم کی طرف لے جائیں اور اسے عذاب دیا جائے جب اسے ان کی طرف سے سخت عذاب دیا جائے گا تو وہ گنہگار کہے گا کہ وہ شراب پیتا تھا۔

مطیع اور فرمانبردار شخص وہ ہے جو خوشی خوشی مسکراتے ہوئے جنت کی طرف روانہ ہو جائے گا جب وہ جنت کے قریب ہوگا تو اسے اپنے پیچھے کی طرف سے ایک ندا سنائی دے گی تو وہ ندا دینے والا کہے گا:

باللہ یا صاحبی و یا حبیبی ارحمنی واشفع فی

قسم باخدا! اے میرے دوست اور اے میرے پیارے! آپ مجھ پر رحم کریں اور میرے بارے میں سفارش کریں۔

جب وہ اطاعت گزار شخص اس ندا کو سنے گا تو وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جائے گا اور

جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

رضوان جنت اس سے فرمائے گا کہ تو جنت میں داخل ہو، اس بات پر کہ تجھے دوزخ سے نجات ملی۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ وہ آدمی کہے گا کہ میں جنت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ آپ مجھے دوزخ میں لے چلیں۔

رضوان فرشتہ اس سے کہے گا میں تجھے دوزخ کی طرف کس طرح لے جا سکتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تجھ کو جنت کی طرف لے جانے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ امر ملا ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں۔ وہ آدمی اس فرشتے سے کہے گا کہ مجھے تمہاری خدمت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا جنت میں جانے کا ارادہ ہے۔

ایک ندا دینے والا ندا دے گا کہ اے رضوان! میں جانتا ہوں کہ میرے اس بندہ کا راز کیا ہے لیکن اس سے سوال کر کہ یہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے تو اس کو جانتا ہے۔

رضوان اس سے کہے گا کہ تو جنت میں کیوں داخل نہیں ہوتا اور دوزخ میں جانے پر تو کیوں راضی ہے؟

وہ عرض کرے گا: اس کی وجہ یہ ہے کہ جو گنہگار دوزخ کی طرف گیا وہ مجھے دنیا میں پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے ندا دی۔ میرے سامنے عذر پیش کیا اور مجھ سے سفارش کرنے کا مطالبہ کیا۔ میں اب بات پر تو قادر نہیں کہ اسے دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں۔ میں تو صرف یہی کر سکتا ہوں کہ اس کے ساتھ دوزخ میں چلا جاؤں اور دوزخ کے عذاب میں ہم دونوں اکٹھے رہیں۔

رحمٰن و رحیم کی طرف سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا:

یا عبدی انت بضعفک لم ترض ان یذھب ذلک الی النار لا نہ رأک فی الدنیا رؤیة قلیلة و کان یعرفک و صاحبک ایا ما قلیلة فکیف ارضی انا بدخل عبدی النار و قد کان یعرفنی فی جمیع عمرہ و اتخزنی الھا سبعین سنة فاذھب الی الجنة فقد عفوت عنہ و وھبت لک

اے میرے بندے! تو اپنی کمزوری کے باوجود اس بات پر راضی نہیں ہوا کہ وہ (تمہارا ساتھی) دوزخ میں جائے۔ اس لیے کہ میں نے آپ کو دنیا کی زندگی میں تھوڑے عرصے کیلئے دیکھا تھا۔ وہ تجھے جانتا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ کیلئے وہ تیرا ساتھی بنا رہا تو میں اپنے بندے کو دوزخ میں بھیجنے پر کیسے راضی ہوسکتا ہوں؟ حالانکہ اس نے اپنی ساری زندگی میں مجھے پہچانا۔ ستر (۷۰) سال تک مجھے معبود سمجھتے ہوئے میری عبادت کرتا رہا تو اپنے ساتھی کو جنت میں لے جا، میں نے اس کی خطاؤں کو معاف کر کے اسے تجھ کو ہبہ کر دیا۔

﴿موعظہ﴾

حج سے افضل کام:

ایک روایت میں ہے کہ دو بھائی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ایک دوسرے سے ملے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی۔

دوسرے نے پہلے سے سوال کیا کہ آپ نے کہاں کا قصد کیا؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے بھائی کی ملاقات کا ارادہ کیا جس کے ساتھ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔

پہلے بھائی نے دوسرے سے گزارش کی کیا آپ مجھے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کا ثواب میرے حج کے ثواب کے بدلے دے دیں گے؟ دوسرے نے تھوڑی دیر کیلئے اپنے سر کو جھکایا۔ اس دوران ہم نے ایک ہاتف غیبی سے یہ ندا سنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:

زیارۃ اخ فی اللہ افضل من مائۃ حجۃ نافلۃ

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں سو نفل حج کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

﴿موعظہ﴾

حکایت: بعض علماء نے سورہ یوسف کی ایک تفسیر کے ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے:

وجاء وا اباھم عشاء یبکون

''اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔(یوسف ۱۶)

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی جب اپنے والد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے آکر جھوٹ بولا اور اپنے ساتھ ایک بھیڑیے کو لائے جس کو انہوں نے زبردستی پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے آکر حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس بھیڑیے نے ہمارے بھائی حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے۔ حضرت سید یعقوب علیہ السلام اس بھیڑیے کو علیحدہ لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور بھیڑیے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اے بھیڑیے! کیا تو نے میرے بیٹے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو کھایا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس بھیڑیے کو بولنے کی قوت عطا فرمائی:

فقال السباع ولکن اخذونی قھرا فجائو ابی الیک

اس بھیڑیے نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی پناہ! اے اللہ تعالیٰ کے نبی بے شک انبیاء علیہم السلام کے گوشت کو نہ زمین اور درندے کھاتے ہیں اور نہ ہی ان کو آگ جلاتی ہے لیکن انہوں نے مجھے زبردستی پکڑا اور آپ کے پاس لے آئے۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

ایھا الذنب کیف و قعت فی ایدھم؟

کہاں سے تو آیا ہے اور کہاں کا ارادہ رکھتا تھا؟

بھیڑیے نے جواباً حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں جرجان کی سرزمین سے آیا ہوں اور میرا کنعان جانے کا ارادہ ہے۔ جانے کا مقصد یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کرسکوں۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟

بھیڑیے نے عرض کیا کہ میرے والد محترم سے میرے دادا نے اور میرے دادا جان نے آپ کے جدامجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہ بات بیان کی کہ اللہ

تعالیٰ کے پیارے خلیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من زار أخا في الله كتب الله له الف حسنة و محا عنه الف سيئة ورفع له الف درجة و انجاه من عذاب يوم القيامة بزيارة. و جمع بينه و بين اخيه في الجنة كالسبابة مع الوسطى.

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی سے ملاقات کی تو اس کو رب ذوالجلال کی طرف سے انعامات سے نوازا جائے گا۔

(۱) اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دے گا۔

(۲) رب ذوالجلال اس کے ہزار گناہ معاف فرمادے گا۔

(۳) ہزار اس کے درجات بلند کیے جائیں گے۔

(۴) خداوند قدوس اسے اپنے بھائی کی زیارت کرنے کے سبب سے قیامت کے دن کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔

(۵) خالق کائنات اس انسان کو اپنے بھائی کے ساتھ جنت میں اکٹھا کر دے گا، جس طرح کہ سبابہ انگلی وسطیٰ کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔

بھیڑیے نے کہا کہ میں اپنے اس بھڑیے بھائی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں کہ جس نے میرے ساتھ دودھ پیا، اب مجھے اس کے مرنے کی اطلاع ملی ہے۔ اس کی موت نے مجھے مغموم کر دیا۔

قال يعقوب عليه السلام اكتبوا هذا الحديث عن هذا الذئب

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حدیث کو اس بھیڑیے کی طرف سے لکھ لو۔

علماء فرماتے ہیں کہ اے ہمارے دینی بھائیو! جب ایک بھیڑیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر رب ذوالجلال سے ثواب طلب کرنے کیلئے اس کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کیلئے جنت میں اپنے بھائی کی معیت اختیار کرنے کیلئے اپنے بھیڑیے بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو ہم کیسے اس بات کو نہیں طلب کرے بلکہ تم بھی اپنے

بھائیوں سے ملاقات کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب، اس کے عذاب سے نجات اور جنت میں اپنے بھائیوں کی معیت کو طلب کرو۔

﴿موعظہ﴾

اس قدر زیادہ ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن عبد یرور اخاله فی الله الا قال الله تعالیٰ فی ملکوت عرشه! عبدی زارنی و علی قراه ای ضیا فته لا ارضی لعبدی قری دون الجنة.

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو اپنے بھائی سے ملاقات صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش والے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ملاقات کی۔ مجھ پر اس کی مہمان نوازی ہے۔ میں اپنے بندے کیلئے جنت کے علاوہ کی ضیافت پر راضی نہیں ہوں گا۔

اللہ کا محبوب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے صرف اس لیے نکلتا ہے کہ وہ رب ذوالجلال کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے اپنے بھائی سے ملاقات کرے گا۔ خداوند قدوس اپنی رحمت کی وسعت کے سبب سے اس کیلئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں فلاں سے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ کہتا ہے: کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی رشتہ داری ہے؟ آدمی عرض کرتا ہے: نہیں۔

فرشتہ کہتا ہے: کیا اس نے آپ پر کوئی احسان کیا ہے؟ جس کی وجہ سے آپ اسے ملنا چاہتے ہیں؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے: نہیں۔

فرشتہ اس بندے سے کہتا ہے: ملنے کا سبب کیا ہے؟ وہ آدمی عرض کرتا ہے کہ میں اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت رکھتا ہوں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ اے بندے! میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں، سن لو! اللہ تعالیٰ تجھ سے اور اس سے بھی محبت فرماتا ہے۔

افضل ترین عمل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

افضل الاعمال الحب فی اللہ و البغض فی اللہ

تمام اعمال سے افضل ترین عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کسی سے عداوت رکھنا۔ (ھذا من حسان المصابیح)

حدیث کی تشریح:

مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ایک مومن کیلئے دوستوں کا ہونا ضروری ہے کہ جن کے ساتھ وہ رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر محبت کرے۔ ایک مومن کیلئے دشمنوں کا ہونا بھی ضروری ہے کہ جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو یہ شخص رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر ان سے دشمنی رکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی سبب سے محبوب ہوگا تو بدیہی سی بات ہے کہ اس کے مخالف امر کے پائے جانے کی وجہ سے وہ مبغوض ہوگا۔ کیونکہ اس کا فعل بغض اور محبت کے درمیان دائر ہے اور یہ دونوں چیزیں اس کے دل میں موجود نہیں، جب ان میں سے کسی ایک کا غلبہ ہو جائے تو اس کا اظہار ایک فطری امر ہے جب محبت غالب ہوگی تو اس سے محبت کرنے والوں کے اعمال کا اظہار ہوگا۔ جیسا کہ ایک دوسرے کا قرب حاصل کرنا، ایک دوسرے سے محبت کرنا، اس کو ہی دوستی کہا جاتا ہے اگر عداوت کا غلبہ ہو جائے تو پھر اس آدمی سے ناراض رہنے والے لوگوں جیسے افعال کا صدور ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے سے دوری اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنا، اسی کا نام دشمنی رکھا جاتا ہے۔

کیا ناراضگی کا اظہار ممکن ہے؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ناراضگی کا اظہار کس طرح ممکن ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ناراضگی کا اظہار یا تو قول کے ذریعے ہوگا یا فعل کے ذریعے۔

قول کے ذریعے ناراضگی کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ انسان دوسرے آدمی سے بات چیت کرنے سے اپنے آپ کو روک لے کہ نہ تو اس کے ساتھ مکالمہ ہو اور نہ ہی کوئی بات چیت ہو اور کبھی اس چیز کا اظہار گالی گلوچ کے ذریعے ہوتا ہے۔

فعل کے ذریعے ناراضگی کا اظہار یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی مدد کرنا چھوڑ دے، کبھی اس کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرے، کبھی اس کے مقاصد پر قدغن لگائے یعنی اپنے ایسے کام کرے جن کی وجہ سے اس تکلیف پہنچے ایسے کام نہ کرے کہ جن کی وجہ سے اس پر کوئی اثر ہو۔ یہ طریقہ ان وقت اختیار کرنا چاہیے کہ جب وہ جان بوجھ کر گناہ کا کام کرے، چاہے وہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں۔

غلطی پر نادم ہونا:

اگر ایک انسان سے کوئی لغزش ہو جائے وہ اس پر نادم ہو۔ اس پر اصرار کرنے والا بھی نہ ہو، تو اس بارے بہتر یہ ہے کہ انسان اس ست چشم پوشی کرے اور اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ بالخصوص جب وہ ایسی معصیت ہو جو تیرے ساتھ متعلق ہو یا ایسے شخص سے متعلق جو تیرا تعلق دار ہو تو ایسی لغزش سے اعراض کرنا اچھا ہے۔ اس لیے کہ ایسے شخص کو معاف کر دینا جو تجھ پر ظلم کرے یا تیرے ساتھ برائی کرے۔ یہ سچے لوگوں کے اخلاق کا حصہ ہے۔ جو شخص تیرے علاوہ دوسرے پر ظلم کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ اس کے غیب کو نہ چھپانا۔ یہ اس پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔ تو اس موقع پر اس پر احسان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسے ظالم پر احسان کرنا، مظلوم کے ساتھ برائی کرنے کے مترادف ہے جبکہ مظلوم رعایت کا زیادہ مستحق ہے۔

ظالم سے اعراض کرے مظلوم کے دل کو تقویت پہنچانا، ظالم کے دل کو تقویت پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۷

عداوت شیطان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوت الشیطن و من یتبع خطوت الشیطن فانه یا مر با الفحشاء والمنکر ولولا فضل اللہ علیکم و رحمته ما زکی منکم من احد ا بدا و لکن اللہ یزکی من یشاء و اللہ سمیع علیھم

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم شیطان کی پیروی اور اس کے طریقہ پر مت چلو، البتہ وہ فاحش فعل کا حکم کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل نہ ہو اور اس کی رحمت نہ ہو تو وہ تم کو ناپاک کر دے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

خطوات الشیطن سے مراد شیطان کا طریقہ اور عادت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تم شیطان کے راستہ پر مت چلو اور اس کے وسوسوں اور برے کاموں اور بری باتوں کے سننے اور کہنے کی پیروی نہ کرو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شیطان جو برے کام کرنے اور بری بات کہنے اور سننے کی طرف مائل کرتا ہے اور دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے جو ایسا کام کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور ایذا میں مبتلا ہوگا۔

درود نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجنے والا جنت

میں سب سے زیادہ بیویاں پانے والا ہے۔

ابن ہشام سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور زمین پیغمبروں کے وجود کو نہیں کھاتی اور جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتہ اس درود کو مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس کا نام لیتا ہے اور کہتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص نے درود کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں:

شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے بازار میں گئے اور لوگ ان کے پاس آکر جمع ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابو اسحٰق! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ ''مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔'' ہم ایک مدت سے دعا مانگتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے اہل بصرہ! تمہارے دل مردہ ہو گئے ہیں۔ دس چیزوں سے اور کس طرح تمہاری دعا قبول ہو۔ (۱) تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اس کا حق ادا نہیں کیا، (۲) تم نے قرآن پڑھا لیکن اس پر عمل نہ کیا، (۳) تم نے دعویٰ کیا محبت رسول (ﷺ) کا مگر حضور (ﷺ) کی سنت کو چھوڑ دیا، (۴) تم نے دعویٰ کیا عداوت شیطان کا مگر اس کی موافقت اور اطاعت کی، (۵) تم نے جنت میں داخل ہونے کا دعویٰ کیا مگر عمل نہیں کیا، (۶) تم نے دوزخ سے نجات کا دعویٰ کیا مگر اس کے اندر اپنے نفسوں کو ڈال دیا، (۷) تم نے دعویٰ کیا کہ موت برحق ہے مگر اس کیلئے تیاری نہیں کی، (۸) تم اپنے بھائیوں کی عیب جوئی میں مشغول رہے لیکن اپنے عیبوں کو نہ دیکھا، (۹) تم نے اپنے پروردگار کی نعمتیں کھائیں مگر اس کا شکر نہ کیا، (۱۰) تم نے مردوں کو دفن کیا لیکن ان سے عبرت نہیں حاصل کی۔

ابلیس کے لشکر کا کام:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ابلیس اپنے لشکر کو حکم

دیتا ہے کہ پھیل جاؤ اور لوگوں کے نزدیک ہو جاؤ اور ان کو باز رکھو نماز سے۔ پس ایک شیطان ایک شخص کے نزدیک آتا ہے جو نماز کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو باز رکھتا ہے نماز سے، یہاں تک کہ وہ حکم کرتا ہے کہ کامل نہ ہوں رکوع، سجود نماز کے اور اس کی قرأت اور تسبیح اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو پھر اس کے دل کو مشغول کرتا ہے، دنیا کے کاموں میں اور اگر کسی بھی چیز کے اوپر وہ قادر نہ ہو سکے تو ذلیل وخوار ہو کر واپس لوٹ جاتا ہے، پس شیطان حکم دیتا ہے کہ اس شیطان کو مضبوطی سے پکڑ و اور اسے دریا میں ڈال دو اور اگر کوئی کسی شخص پر کامیاب لوٹے تو وہ اس کی تعظیم وتکریم کرتا ہے۔

انسان کے ساتھ فرشتہ اور شیطان:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کا بنی آدم کے ساتھ ایک تعلق ہے اور فرشتے کے ساتھ بھی ایک تعلق ہے۔ پس شیطان کا وعدہ شرک کا ہے اور حق کے جھٹلانے کا ہے اور فرشتے کا تعلق خیر کا وعدہ یاد دلانا اور حق کی تصدیق کرنا ہے۔ پس جس نے اس کو پایا وہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ اللہ کی تعریف کرے اور جس نے شیطان کو پایا وہ اس کے فریب سے پناہ مانگے۔

ضروری بات:

علماء فرماتے ہیں: المۃ المام ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے: ''قرب''۔

فرشتہ اور شیطان ان دو باتوں کی وجہ سے انسان کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ دو امور یہ ہیں: بھلائی کا وعدہ کرنا اور برائی کا وعدہ کرنا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دو الہام ہیں جو انسان کے دل میں واقع ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ کے واسطہ سے اور دوسرا شیطان کے واسطہ سے۔

جو فرشتہ کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہوا، اسے الہام کہتے ہیں اور جو شیطان کے واسطہ سے انسان کے دل میں واقع ہو، اسے وسوسہ کہتے ہیں اور انسانی دل ان دونوں چیزوں کو جذب کرنے والا ہے کیونکہ انسان اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے فرشتہ کے آثار اور شیطان کے آثار کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

اور یہ دونوں چیزیں برابر ہیں۔ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا مگر جب خواہشات کی پیروی کرے گا اور شہوات کو پورا کرے گا تو شیطان کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور اگر انسانی خواہشات سے اجتناب کرے اور شہوات کی مخالفت کرے تو فرشتہ کے آثار کو ترجیح حاصل ہو جائے گی۔

انسان کے چار دشمن:

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے فرمایا: اے انسان! تیرے چار دشمن ہیں، ان میں سے ہر ایک کے خلاف ہمیں جہاد کرنا چاہیے۔

(۱) انسان کا پہلا دشمن ''دنیا'' ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: (فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا) ''تو ہرگز تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی۔'' (لقمان ۳۳)

(۲) انسان کا دوسرا دشمن اس کا ''نفس'' ہے اور یہ تمام دشمنوں سے خطرناک دشمن ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک

ترجمہ: ''اے انسان! تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔''

اسی طرح قرآن پاک میں خالق کائنات نے فرمایا:

وما ابری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء

ترجمہ: ''اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔'' (یوسف ۵۳)

(۳) انسان کا تیسرا دشمن ''شیطان الجن'' ہے۔ جس کے بارے میں بندہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے جیسا کہ خود رب ذوالجلال نے فرمایا:

ان الشیطان لکم عدو فاتخذہ عدوا (فاطر ۶)

ترجمہ: ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو۔''

(۴) انسان کا چوتھا دشمن ''شیطان الانس'' ہے جس سے بچنے کا حکم ہے کیونکہ یہ

انسان کیلئے شیطان الجن کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان الجن کا کام صرف وسوسہ پر برانگیختہ کرنا جبکہ شیطان الانس معائنہ کرنے، آمنا سامنا کرنے اور برائی پر مدد کرنے کا کام کرتا ہے۔

ابلیس لعین کے پندرہ دشمن:

وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان ابلیس کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور جو وہ سوال پوچھیں اس کا جواب دے۔ پس شیطان ایک شیخ کی صورت میں ہاتھ میں ایک عصا لیے ہوئے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں تو آپ ﷺ نے پوچھا تو یہاں کیوں آیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں اور آپ کے سوال کا جواب دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیرے کتنے دشمن ہیں؟ اس نے کہا کہ پندرہ (۱۵)۔ (۱) ایک آپ ہیں حضرت محمد ﷺ۔ (۲) امام عادل، (۳) مالدار تواضع کرنے والا، (۴) سچا تاجر، (۵) عالم نمازی خداترس، (۶) مومن ناصح، (۷) مومن رحم کرنے والا، (۸) توبہ کرنے والا اور اپنی توبہ پر ثابت رہنے والا، (۹) حرام سے پرہیز کرنے والا، (۱۰) وہ مومن جو پاکیزگی کرنے والا، (۱۱) وہ مومن جو صدقہ کرنے والا ہو، (۱۲) مومن خلیق اچھے اخلاق والا، (۱۳) وہ مومن جو لوگوں کو نفع پہنچائے، (۱۴) جو مومن ہمیشہ قرآن پاک پڑھتا ہو، (۱۵) وہ مومن جو رات کو عبادت کرنے والا ہو جب سب لوگ سو جائیں۔

ابلیس کے دس دوست:

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ میری امت میں تیرے کتنے دوست ہیں تو اس نے کہا کہ دس (۱۰) لوگ میرے دوست ہیں۔ (۱) ظالم بادشاہ، (۲) مالدار تکبر کرنے والا، (۳) خیانت کرنے والا، (۴) شراب پینے والا، (۵) غیبت کرنے والا، (۶) بدکاری کرنے والا، (۷) یتیموں کا مال کھانے والا، (۸) نماز میں سستی کرنے والا، (۹) زکوٰۃ دینے والا، اور (۱۰) زیادہ امیدیں باندھنے والا۔

پس یہ لوگ میرے بھائی اور میرے دوست ہیں۔

بنی اسرائیل کے عابد کا عبرتناک انجام:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا جو اپنے گھر جا گھر میں عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس عبادت گزار کا نام برصیصا تھا۔ اس قدر وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ تھا کہ وہ مستجاب الدعوات بن چکا تھا، لوگ اس کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے اور اس کی دعا کرنے سے وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔

ابلیس لعین نے ایک دن اپنے شیطانوں کو بلایا اور کہا کہ اس برصیصا عابد کو تم میں سے کون آزمائش میں ڈال کر گمراہ کرے گا؟

شیطاطین میں سے عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں اسے آزمائش میں ڈالوں گا اگر میں اسے فتنہ میں مبتلا نہ کر سکا تو میں تم شیطاطین میں سے نہیں ہوں گے۔ ابلیس لعین نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے۔

عفریت نامی شیطان بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس گیا جس کی حسین وجمیل بیٹی تھی جو اپنے والدین اور بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ شیطان نے اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا، اس وجہ سے اس لڑکی کے اہل خانہ انتہائی پریشان ہوئے اور لڑکی پر جنون کی کیفیت طاری ہوگئی اور کئی دن تک اس کی یہی کیفیت رہی۔

چند دن گزرنے کے بعد ایک انسان کی شکل بنا کر وہ شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تندرست ہو جائے جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملا تو شیطان نے کہا کہ تم فلاں راہب کی طرف جاؤ وہ جب اس کیلئے دعا کرے گا تو یہ تندرست ہو جائے گی چنانچہ اس مجنونہ لڑکی کے گھر والے اسے راہب کے پاس لے گئے جب اس نے دعا کی تو لڑکی بالکل تندرست ہوگئی جب وہ اسے واپس لے کر پلٹے تو شیطان نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ یہ لڑکی بالکل تندرست ہو جائے تو تم اسے کچھ دنوں کیلئے راہب کے پاس رہنے دو۔ وہ لڑکی کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گئے اور اسے کہا کہ کئی دنوں

تک آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ راہب نے انکار کیا لیکن انہوں نے لڑکی کو اس کے پاس رکھنے پر اصرار کیا اور آخر کار اسے راہب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

راہب نماز پڑھتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا، راہب نے لڑکی کو اپنے پاس بٹھا لیا، اسے کھانا کھلایا، یہاں تک کہ کافی دیر تک اسے اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ ایک دن راہب نے اس کی طرف نظر کی۔ اس کے چہرے اور جسم کو دیکھا تو اسے یوں لگا کہ اسے تو آج تک اس سے زیادہ حسن و جمال والا کوئی نظر نہیں آیا۔ راہب کا دل شیطانی وسوسہ کی وجہ سے لڑکی کی طرف مائل ہو گیا اور وہ صبر نہ کر سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ راہب نے لڑکی ساتھ جماع کر لیا اور وہ لڑکی حاملہ ہو گئی۔

شیطان نے راہب کے پاس آ کر کہا کہ تو نے اس لڑکی کو حاملہ کر دیا ہے۔ یہ جو تو نے جرم کیا ہے۔ بادشاہ تجھے ہرگز نہیں چھوڑے گا اگر تو اپنے اس جرم کو چھپانا چاہتا ہے تو لڑکی کو ذبح کر کے اپنے اس گرجے میں دفن کر دے جب اس کے والدین آ کر تجھ سے اسکے بارے میں معلوم کریں تو ان سے کہنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے چنانچہ جب لڑکی کے اہل خانہ آئے۔ اس کے بارے میں پوچھا تو راہب نے کہا کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو گئے اور انہوں نے راہب کی تصدیق کی۔

شیطان لڑکی کے گھر والوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا کہ راہب نے تمہاری لڑکی کے ساتھ جماع کیا جب اسے یہ خوف لاحق ہوا کہ تم میں سے کسی کو اس کا پتہ چل جائے گا تو اس نے لڑکی کو ذبح کرنے کے بعد اپنے گرجا گھر میں دفن کر دیا۔

بادشاہ لوگوں کو لے کر دوبارہ راہب کے پاس گیا۔ انہوں نے قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی ذبح کی ہوئی وہاں دفن ہے۔ انہوں نے راہب کو پکڑا اور بطور سزا اسے سولی پر لٹکا دیا، جب راہب سولی پر لٹکایا ہوا تھا تو شیطان اس کے پاس آیا اور راہب سے کہا کہ تو اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے سجدہ کرے تو میں تجھے اس سولی سے بچا سکتا ہوں۔ راہب نے کہا کہ میں تجھے اس حالت میں کیسے سجدہ کر سکتا ہوں تو شیطان نے کہا کہ اگر تو صرف اپنے سر سے اشارہ کر دے تو میں

تیرے اس طرح کرنے سے بھی راضی ہو جاؤں گا۔ راھب نے سر کا اشارہ کرتے ہوئے اسے سجدہ کیا۔ عفریت نامی شیطان نے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں تمام جہانوں کے رب سے ڈرتا ہوں۔

اس چیز کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے:

کمثل الشیطان اذ قال للا نسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین. فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا، و ذلک جزاء الظلمین.

ترجمہ: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر، پھر جب اس نے کفر کر لیا، بولا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو سارے جہان کا رب تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔''

صحابی رسول کا فرمان:

حضرت عبداللہ بن ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! جب تو نے بنی اسرائیل کے عابد برصیصا کا حال جان لیا کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا تو تجھے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اے انسان! جب تو شہوات کی پیروی کرے، غصہ کا اظہار کرے تو تیرے دل پر خواہشات کے واسطہ سے شیطان کا تسلط ظاہر ہو جائے گا اور تیرا دل شیطان کی آماجگاہ بن جائے گا۔ اس لیے کہ خواہشات شیطان کی چراگاہ ہیں۔

لیکن اگر شیطان کے خلاف اپنے نفس سے جہاد کرے، خواہشات اور غضب کی پیروی نہ کرے تو انسان کا دل فرشتوں کے اترنے کی جگہ اور ان کا ٹھکانہ بن جائے گا لیکن جب دلوں میں سے کوئی دل شہوات، غضب، حرص، طمع اور اس کے علاوہ جتنی قبیح انسانی خصلتیں ہیں جو خواہشات سے جنم لیتی ہیں۔ ان سے خالی نہ ہو تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی دل اس بات سے خالی ہو کہ وہ شیطان کا مرکز نہ ہو بلکہ وسوسہ کے سبب سے وہ دل شیطان کا ٹھکانہ ہوتا ہے اور اس کے وسوسے اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے کہ جب تک ان

وساوس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہ کیا جائے تو اس سے پہلے جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ وہ سارے کا سارا ختم ہو جائے اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی یاد باقی رہ جائے اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے متعلق ہیں وہ باقی رہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر اور جو چیزیں اس کے متعلق ہیں، ان کے علاوہ ہر چیز شیطان کا مرکز بن سکتی ہے۔ پس رب ذوالجلال کا ذکر ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو تمام مصائب سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور جہاں ذکر خدا موجود ہو وہاں شیطان کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ اے انسان! تو اس ہدایت کو قبول کر اپنے ایمان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ بادشاہ اور مددگار ہے، تیری تمام مشکلات کو آسان کر دے۔

دل کی مثال:

علماء فرماتے ہیں کہ دل کی مثال ایک قلعہ کی مانند ہے جس کے بہت سارے دروازے ہیں۔ شیطان ان دروازوں میں سے ہر ایک سے داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا مالک اور متولی بننا چاہتا ہے جبکہ انسان کیلئے اس دل کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ انسان دل کی حفاظت پر اس وقت تک قادر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دروازوں کی حفاظت نہ کرے۔ داخل ہونے والی چیزوں کو نہ روکے اور دروازوں کو بند نہ رکھے۔ دل میں داخل ہونے والی چیزیں بری صفات ہیں، جب ایک آدمی میں کوئی بری صفت پائی جاتی ہے تو وہ شیطانی قوتوں میں سے ایک قوت ہوتی ہے اور اس کے ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار ہوتا ہے۔ اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور اس کے اندر داخل ہونے والی چیزوں میں سے ایک چیز ہوتی ہے۔

توبہ کی شرائط:

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں:

(۱) گناہ سے رجوع کر لینا۔

(۲) گناہ پر نادم ہونا۔

(۳) ہمیشہ ہمیشہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا۔

توبہ کی شرائط:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا اور کہا: یا اللہ! میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یہ بات کہی اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھنی شروع کر دی جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو شیر خدا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اے اعرابی! زبان کی تیزی کے ساتھ توبہ کرنا، یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے یہ جو تو نے توبہ کی ہے، یہ خود ایک اور توبہ کرنے کی محتاج ہے۔

اعرابی نے عرض کیا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! سچے لوگوں کی توبہ کس طرح ہوتی ہے؟ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سچے لوگوں کی توبہ یہ ہے جس میں یہ چھ باتیں پائی جائیں:

(۱) زمانہ ماضی میں کیے ہوئے گناہوں پر ندامت،

(۲) جو فرائض ضائع ہو چکے ہوں، ان کا اعادہ،

(۳) ہر ایک ظلم کی معافی،

(۴) نفس کو اطاعت میں اس طرح پگھلانا جس طرح کہ گناہوں میں اسے پروان چڑھایا گیا۔

(۵) نفس کو اطاعت کی کڑواہٹ چکھانا جس طرح کہ اسے معصیت کا مزہ چکھایا گیا۔

(۶) نفس جس جس جگہ پر ہنسا اس اس جگہ پر اسے رلانا۔

جب اس کا کرم ہو جائے:

حضرت نجم الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندے کو اسفل السافلین کی دوری سے اٹھا کر اعلیٰ علیین کا قرب عطا فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی عنایات کے جذبے کے تصرفات کے ساتھ عبادت میں اخلاص عطا فرما دیتا ہے۔ پھر اسے اپنی بارگاہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اس کی

طرف قرب حاصل کرنے کیلئے رجوع کو قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔ خودرب ذوالجلال نے فرمایا:

من تقرب منی شبرا تقربت منه ذرالما و من تقرب فی ذرا عا تقربت منه بالما

جب میرا بندہ ایک بالشت کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک ہاتھ کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں، جب وہ ایک ہاتھ کے برابر میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک گز کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو بندہ توبہ اور اطاعت کے لحاظ سے قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور مدد کرنے کے لحاظ سے قریب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ اس میں اضافہ کرے تو میں بھی اضافہ کر دیتا ہوں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۸

دار بقا کی طرف روانگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون کل نفس ذائقه الموت ثم الینا ترجعون والذین امنو وعملوا الصلحت لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الا نهار خلدین فیها نعم اجر العلملین

ترجمہ: ''اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین وسیع ہے اور میری ہی عبادت کرو اس لیے کہ ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم ہماری طرف ہی لوٹو گے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم ان کیلئے جنت میں ایسے محل بنائیں گے کہ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، نیک عمل کرنے والوں کیلئے یہ بہترین اجر ہے۔''

شان نزول:

مقاتلؒ اور کلبیؒ نے کہا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ضعیف مسلمان لوگوں کے حق میں ہے کیونکہ وہ لوگ ضعیف اور کمزوری کے باعث ایمان ظاہر نہیں کر سکتے کیونکہ اگر وہ ایمان ظاہر کرتے اور ایمان والے کام کرتے تو کفار ان کو ستاتے اور طرح طرح کی تکالیف دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اگر تم ایمان ظاہر کرنے کی وجہ سے مکے میں تکلیف سے پڑے ہو تو پس مکہ سے مدینہ کی طرف نکلو، بے شک مدینہ

کشادہ ہے، اس لیے یہاں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں وہاں پر رہنے سے منع کیا گیا ہے جس کو گناہوں سے خلاصی ممکن نہ ہو اس پر واجب ہے کہ وہ بہتر جگہ کی طرف ہجرت کرے جہاں عبادت اور فراغت حاصل کر سکے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو ہجرت کرنے سے انکار کرتے تھے کہ ہم ہجرت کریں گے تو بھوک اور پیاس سے مرجائیں گے۔

مرنے کے بعد روح:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی روح اس کے گھر کے قریب ایک مہینے تک پھرتی رہتی ہے اور اس مومن کی روح دیکھتی ہے کہ اس کے اہل وعیال کس طرح اس کا مال تقسیم کرتے ہیں اور اس کا قرض کیسے ادا کرتے ہیں اور اپنی قبر کی طرف ایک مہینے بعد لوٹ آتی ہے اور قبر کے گرد ایک سال تک گھومتی رہتی ہے اور دیکھتی رہتی ہے کہ کون میری قبر کے نزدیک آتا ہے اور دعا کرتا ہے اور کون اس کی یاد سے غمزدہ ہوتا ہے اور جب سال ختم ہوتا ہے اور اس کی روح کو اٹھا لیا جاتا ہے اور تمام روحوں کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے جہاں وہ صور کے پھونکنے تک رہیں گے۔

ترک خوف کا نقصان:

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ وہ کون سا بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایمان کے سلب ہونے کا خوف ہے؟

سائل کا سوال سن کر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

ترک الشکر علی الایمان و ترک خوف سوء الخا تمہ وظلم العباد

وہ چیزیں جن کی وجہ سے ایمان کے ختم ہونے کا خوف ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تین چیزیں ہیں:

(۱) ایمان ملنے پر ناشکری کرنا۔

(۲) خاتمہ بالخیر نہ ہونے کے خوف کو ترک کر دینا۔
(۳) بندوں پر ظلم کرنے کے خوف کو ترک کر دینا۔

بعد از موت چار فرشتوں کا بھیجا جانا:

بزرگان دین فرماتے ہیں:

یرسل اللہ تعالیٰ الیہ بعد موتہ عند حمل الجنازۃ اربعۃ ملئکتہ فاذا اتوا علی راس قبرہ نادی احد ھم انقضت الا جال و القطعت الآمال. ونادی الثانی ذھبت الا موال و بقیت الا عمال و نادی الثالث زالت الا شعال و بقی الوبال و نادی الرابع طوبی لک ان کان مطعمک من الحلال و کنت مشغولا بخدمۃ ذی الجلال.

جب بندہ مر جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد اور جنازہ اٹھانے کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی طرف چارہ فرشتے بھیجتا ہے جب وہ اس کی قبر کے سرہانے پہنچ جاتے ہیں تو ان سے ایک فرشتہ کہتا ہے: مدتیں ختم ہو گئیں اور امیدیں منقطع ہو گئیں۔
دوسرا فرشتہ ندا دیتا ہے: مال و دولت ختم ہو گیا اور صرف اعمال باقی رہ گئے۔
تیسرا فرشتہ آواز دیتا ہے: مصروفیات اختتام پذیر ہوئیں اور وبال باقی رہ گیا۔
چوتھا فرشتہ مرنے والے سے مخاطب ہوتا ہے کہ اے مرنے والے! تیرے لیے خوشخبری ہے اگر تیرا کھانا حلال کا تھا اور تو رب ذوالجلال کی خدمت میں مصروف رہا۔

اللہ ہی سب کا رزاق ہے:

روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے زمین وسیع ہوئی اور جب آپ کو حاکم بنایا گیا جن وانس کا، حوش وطیور کا تو ان کا نفس مغرور ہوا پس اجازت چاہی اپنے پروردگار سے کہ وہ مجھے حکم دے کہ میں مخلوق کو ایک سال تک روزی دوں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تجھ میں اس کی استطاعت نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار! مجھے ایک دن کا حکم دے تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن کا حکم دیا

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا جن وانس کو جتنے زمین ہیں سب آ جائیں اور پکائیں اور موجود رکھیں۔ پس پکایا گیا اور چالیس (۴۰) روز تک موجود رکھا گیا پھر ہوا کو حکم دیا کہ وہ کھانے کی چیزوں کے اوپر چلے تاکہ وہ کھانا خراب نہ ہو اور فرمایا کہ کھانا ایک وسیع میدان میں جمع کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ مخلوقات میں سے کس سے شروع کرے گا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خشکی اور تری میں رہنے والوں سے شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسمندروں میں سے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ سلیمان علیہ السلام کی دعوت پر جائے۔ مچھلی نے سر اٹھایا اور سترخوان پر آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری روزی آج تمہارے ذمہ کی ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو کھانا کھا لے۔ پس کھانے لگی اور ایک لمحے میں سارا کھانا کھا گئی۔ پھر پکار کر کہا اے سلیمان علیہ السلام! مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیے میں بھوکی ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو ابھی تک سیر نہیں ہوئی تو مچھلی نے کہا کہ میں ابھی تک بھوکی ہوں تو اسی وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور کہا: پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کی روزی کا ضامن ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا ہے۔

اللہ کے نبی کا چیونٹی سے سوال:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے سوال کیا؟

کم رزقک فی السنة؟ سال بھر کی تیری کتنی روزی ہے؟

چیونٹی نے اللہ کے نبی کو جواباً عرض کیا:

حبة من حنطة گندم کا ایک دانہ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو چیونٹی سے فرمایا کہ تو نے گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا کیوں نہیں کھایا؟

چیونٹی نے کہا: کہ جب میرا توکل اللہ تعالیٰ پر تھا تو میں سال بھر میں گندم کا ایک دانہ کھاتی کیونکہ وہ مجھے رزق دینے سے محروم نہیں کرتا لیکن جب میں اس شیشی میں

بندھی اور میرا توکل آپ کی ذات پر تھا تو میں نے گندم کے دانہ کا نصف حصہ چھوڑ دیا۔ یہ سوچ کر کہ اگر آپ نے مجھے اس سال بھلا دیا تو آئندہ سال گندم کے دانہ کا دوسرا آدھا حصہ کھا لوں گی۔

روح کے نکلنے کی کیفیت:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب انسان پر نزع کی حالت طاری ہوتی ہے تو ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اسے چھوڑ دیں تا کہ یہ استراحت کرلے۔ روح نکلتے نکلتے جب سینے تک پہنچتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تا کہ اسے استراحت ملے۔ جب روح حلقوم تک آ پہنچتی ہے تو پھر ملک الموت کو ندا دی جاتی ہے کہ اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں تا کہ اعضاء ایک دوسرے کو الوداع کرسکیں۔ آنکھ آنکھ کو الوداع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ قیامت کے دن تک السلام علیکم۔ اسی طرح دونوں کان ایک دوسرے کو دونوں ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کو الوداع کرتے ہیں۔ روح نفس کو الوداع کرتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اس بات سے کہ ایمان زبان کو اور معرفت دل کو الوداع کرے۔ اس کے بعد بدن کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں حرکت نہیں ہوتی۔ آنکھوں میں نظر نہیں ہوتی، کانوں میں قوت سماعت نہیں رہتی، جسم میں روح باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے اگر دل بغیر معرفت کے رہ جائے تو قبر میں بندے کا کیاحال ہوگا؟

مرنے والے روح کے نکل جانے کے بعد کسی ایک کو بھی نہیں دیکھتا۔ نہ ماں باپ کو، نہ اولاد کو، نہ دوست احباب کو، نہ بھائی، نہ اسے کوئی بچھونا نظر آتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے حجاب نظر آتا ہے۔ خدا نہ کرے اگر اس نے اپنے کریم رب کو بھی نہ دیکھا تو یقیناً اس نے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔

روح کیوں نہ نکلے:

ایک حدیث پاک میں ہے:

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بندہ کہتا ہے کہ میں تجھے یہ روح ہرگز نہیں دوں گا جب تک کہ اس کا حکم نہ دیا جائے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے اس کا حکم دیا ہے جب ملک الموت کی طرف سے یہ جواب ملتا ہے تو روح نکلنے کیلئے اس سے علامت اور دلیل طلب کرتی ہے۔ روح کہتی ہے کہ میرے رب نے مجھے پیدا کیا۔ میرے جسم کے اندر مجھے داخل فرمایا تو اے ملک الموت! تو اس وقت تو میرے ساتھ نہیں تھا، اب تو چاہتا ہے کہ مجھے میرے جسم سے نکال لے۔

روح کی یہ باتیں سن کر حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر عرض کرتے ہیں: یا اللہ! تیرا فلاں بندہ اس طرح کہتا ہے اور دلیل طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے عزرائیل (علیہ السلام)! میرے بندے کی روح سچ کہتی ہے:

اے ملک الموت! تو جنت کی طرف سے چلا جا، وہاں سے ایک عطیہ لے لو جس پر میری علامت موجود ہے اور وہ میرے بندے کی روح کو دکھاؤ۔

حضرت سیدنا عزرائیل علیہ السلام جنت میں جا کر اس مطلوبہ چیز کو لیتے ہیں اور اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے۔ وہ بندے کی روح کو جا کر دکھاتے ہیں جب بندے کی روح اس علامت کو دیکھتی ہے تو خوشی خوشی جسم سے باہر نکل آتی ہے۔

اپنا اپنا ٹھکانہ دیکھ لیں گے:

ایک روایت میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اپنے جسم سے اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ بہشت میں نہ دیکھ لے۔ مومن اس مکان کی محبت کی وجہ سے نہ تو اپنی اولاد کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی طرف نظر کرتا ہے۔

منافق کی روح بھی اپنے جسم سے اس وقت تک باہر نہیں نکلتی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں نہ دیکھ لے۔ اس مکان سے انتہائی خوفزدہ ہونے کی وجہ سے منافق

نہ تو اپنے والدین کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اولاد کی طرف دیکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! مومن جنت میں اپنا مکان کیسے دیکھ لیتا ہے؟ اسی طرح منافق جہنم میں اپنا ٹھکانہ کیسے دیکھ لیتا ہے؟

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو انتہائی حسین وجمیل صورت پر پیدا فرمایا۔ اس کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پر ہیں اور ان پروں کے درمیان مور کے پروں کی طرح دو سبز پر ہیں جب وہ ان دو پروں کو بقیہ پروں میں پھیلاتا ہے تو زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کو بھر دیتا ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے دائیں پر کے اوپر جنت کی صورت بنی ہوئی ہے، اسی طرح ان تمام چیزوں کی صورتیں بنی ہوتی ہیں جو وہاں پر حوریں، محلات، خدام اور درجات موجود ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بائیں پر پر دوزخ کی صورت بنی ہوئی ہے اور اس میں سانپ، بچھو، دوزخ میں نیچے اترنے کیلئے درجات اور زبانیہ یعنی وہ فرشتے جو گنہگاروں کو دوزخ کی طرف ہانک کر لے جائیں گے، ان سب کی صورتیں اس میں موجود ہیں۔

جب کسی آدمی کے مرنے کا وقت آجاتا ہے تو فرشتوں کی ایک پوری فوج اس کی رگوں میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ اس کی روح کو قدموں سے لے کر دونوں گھٹنوں تک نچوڑتے ہیں۔ یہ فوج چلی جاتی ہے پھر فرشتوں کی ایک دوسری فوج آجاتی ہے جو مرنے والے کی روح گھٹنوں سے اس کے پیٹ تک نچوڑتے ہیں پھر فرشتوں کی یہ فوج چلی جاتی ہے اور ایک تیسری فوج آجاتی ہے جو اس کی روح کو پیٹ سے لے کر اس کے سینے تک نچوڑتے ہیں۔ یہ فوج اپنا کام کر کے چلی جاتی ہے اور چوتھی فوج داخل ہو جاتی ہے جو مرنے والے کی روح کو سینے سے حلقوم تک نچوڑتے ہیں جب روح یہاں پہنچتی ہے تو یہ مرنے والے نزع کا وقت ہوتا ہے۔

اگر مرنے والا مومن ہو تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس کیلئے اپنے دائیں پر کو پھیلا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مومن جنت میں اپنے مکان کو دیکھ لیتا ہے اور اس کا عاشق ہو جاتا ہے۔ اس مکان سے عشق و محبت کی وجہ سے نہ اپنی اولاد کی طرف دیکھتا

ہے اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی طرف نظر کرتا ہے بلکہ وہ ٹکٹکی لگا کر جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا رہتا ہے۔

اگر مرنے والا منافق ہو تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کیلئے بائیں پر پھیلا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مرنے والے کو دوزخ میں اپنا مکان نظر آ جاتا ہے۔ اس مکان کے خوف کی وجہ سے وہ نہ تو اپنے والدین کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد پر نظر کر سکتا ہے بلکہ وہ مسلسل دوزخ میں اپنا ٹھکانے کو دیکھتا رہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبی لمن کان قبرہ روضۃ من ریاض الجنان وویل لمن کان قبرہ حفرۃ من حفرۃ النیران

خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو اور ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جس کی قبر روح کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو۔

رب سے بڑھ کر کون زیادہ کریم ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب جسم سے روح جدا ہو جاتی ہے تو آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں:

اے انسان!

(۱) کیا تو نے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے تجھے چھوڑ دیا؟

(۲) کیا تو نے دنیا کو جمع کیا یا دنیا نے تجھے جمع کیا؟

(۳) کیا تو نے دنیا کو قتل کیا یا دنیا نے تجھے قتل کیا؟

جب میت کو غسل دینے کیلئے تختہ پر لٹایا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین آوازیں دی جاتی ہیں:

(۱) تیرا قوی جسم کہاں ہے؟ کس چیز نے اسے کمزور کر دیا؟

(۲) تیری فصیح و بلیغ زبان کہاں ہے؟ کس نے اسے خاموش کر دیا؟

(۳) تیرے سننے والے کان کہاں ہیں؟ کس چیز اندر وحشت پیدا کر دی؟

(۴) تیرے مخلص دوست کہاں ہیں؟ کس کس چیز نے تیرے اندر وحشت پیدا کردی؟

جب میت کو کفن میں رکھا جاتا ہے تو آسمان سے تین صدائیں لگائی جاتی ہیں:

(۱) تیرے لیے سعادت ہے اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور تیرے لیے ہلاکت ہے، اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ملے۔

اے انسان!

(۲) تیرے لیے خیر ہی خیر ہے اگر تیرا ٹھکانہ جنت ہے اور تیرے لیے ہلاکت ہے، اگر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اے انسان!

(۳) تو بغیر زادراہ کے دور کے سفر کی طرف جانے کیلئے اپنے گھر سے نکلا ہے جس کی طرف تو نے کبھی بھی نہیں لوٹنا بلکہ تو سخت ہولناکیوں والے گھر میں رہے گا۔

جب میت کو جنازہ پر رکھا جاتا ہے تو آسمان کی طرف سے تین صدائیں دی جاتی ہیں:

اے انسان!

(۱) تو رشک کے قابل ہے اگر تیرا عمل اچھا ہے۔

(۲) تیرے لیے سعادت ہے اگر تو تائب ہے۔

(۳) تیرے لیے خیر ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔

جب نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جنازہ کو رکھا جاتا ہے تو اس وقت آسمان سے تین ندائیں دی جاتی ہیں:

اے انسان!

(۱) جو تو نے عمل کیا، اس گھڑی اس کو دیکھ لے گا۔

(۲) اگر تیرا نیک عمل ہوا، تو تو بھلائی کو دیکھے گا۔

(۳) اگر تیرا برا عمل ہوا، تو تو برائی کو دیکھے گا۔

جب جنازہ کو قبر کے کنارے دفن کرنے کیلئے رکھ دیا جاتا ہے تو اس وقت بھی

آسمان سے تین صدائیں دی جاتی ہیں:

اے انسان!

(۱) اس ویرانی کیلئے اس آبادی سے کیا زادراہ لے کر آیا ہے؟

(۲) اس محتاجی کیلئے اس مالداری سے کیا اٹھالایا ہے؟

(۳) اس تاریکی کیلئے اس نور سے کیا لایا ہے؟

جب میت کو لحد میں رکھا جاتا ہے تو اس کیلئے تین صدائیں آتی ہیں:

قبر کہتی ہے: اے انسان!

(۱) تو میری پشت پر ہنسنے والا تھا، میرے اندر آکر تو رونے والا بن گیا۔

(۲) میری پشت پر تو خوش تھا، میرے اندر آکر غمزدہ ہوگیا۔

(۳) میری پشت پر تو بولنے والا تھا، میرے اندر آکر تو خاموش ہوگیا۔

اور فرمایا کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے ارشاد فرماتا ہے:

اے میرے بندے! تو قبر میں تن تنہا رہ گیا ہے اور لوگ تجھے قبر کی تاریکی میں چھوڑ کر چلے گئے اور تو نے لوگوں کی وجہ سے میری نافرمانی کی۔ میں آج کے دن تجھ پر اس قدر رحم فرماؤں گا کہ لوگ حیران رہ جائیں گے جبکہ میری ذات تجھ پر والدہ جو اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اس سے بھی کہیں زیادہ شفیق و مہربان ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۵۹

شب برأت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حٰمٓ والکتاب المبین انا انزلنه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم.

ترجمہ: ''حٰمٓ حروف مقطعات قسم ہے کتاب مبین یعنی کھول کر بیان کرنے والی تحقیق ہم نے قرآن مجید کو مبارک رات میں اتارا تحقیق ہم ڈرانے والے ہیں۔''

شب برأت میں درود پڑھنا:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والذی بعثنی بالحق نبیا من صلی علی فی هذه اللیلة یعطی من ثواب النبیین والمرسلین والملئکة و الناس اجمعین.

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا جو شخص اس رات (شب برأت) میں میری ذات پر درود شریف پڑھے تو اس کو انبیاء کرام، مرسلین عظام، فرشتوں اور تمام لوگوں کو ثواب عطا کیا جائیگا۔

﴿مشکوٰۃ الانوار﴾

شب برأت کی وجہ تسمیہ:

اسلامی سال کے آٹھویں مہینہ شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو شب برأت اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں دشمنوں اور بدبختوں کو جنت سے بری کر

دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

براۃ من اللہ و رسولہ.

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے برأت (بیزاری) جبکہ اللہ تعالیٰ نیک اور پرہیزگار لوگوں کو دوزخ سے بری کر دیتا ہے۔

فیھا یفرق کل امر حکیم ''کہ اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔''

شب برأت میں کرنے کا کام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا. فان اللہ تعالیٰ ینزل فی تلک الساعۃ الی سماء الدنیا عند غروب الشمس فیقول ھل من سائل؟ فاعطیہ سوالہ و ھل من مستغفر؟ فاغفرلہ وھل من مسترزق فارزقہ؟ حتی یطلع الفجر.

جب شعبان المعظم کی پندرہویں کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے وقت (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہوتا ہے: ہے کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اس کے سوال کو پورا کروں۔ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق عطا فرما دوں۔ رب ذوالجلال کی طرف سے یہ آواز آتی رہتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

شب برأت نوافل پڑھنے کا اجر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شعبان کی آدھی رات کو سو (۱۰۰) رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت

میں پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر پانچ لاکھ فرشتے نازل کرتا ہے ہر فرشتے کے ساتھ ایک نور کا دفتر ہوتا ہے۔ وہ اس میں قیامت تک کا اس کا ثواب لکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا جس شخص نے مجھ پر درود بھیجا اس رات اس کو انبیاء ومرسلین ملائکہ اور تمام آدمیوں کا ثواب ملے گا۔

نبی کریم ﷺ شب برأت کیسے گزارتے:

ابونصر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی تیرھویں شب ہوئی تو میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اٹھیں تہجد کا وقت ہوگیا ہے تاکہ آپ اپنی امت کے بارے میں مراد مانگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ویسا ہی کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح کو آپ کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ کی تہائی امت کو بخش دیا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ روئے اور کہا اے جبرئیل (علیہ السلام)! بتا باقی دو تہائی کا کیا حال ہے؟ عرض کی مجھے معلوم نہیں پھر دوسری رات آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اٹھیں اور تہجد پڑھیں۔ حضور ﷺ نے ویسا ہی کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دو تہائی امت کو بخشا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رو کر کہا باقی تہائی کا کیا حال ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اطلاع نہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شب برأت کی رات آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کیلئے خوشخبری ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہیں سمجھتے تمام امت کو بخش دیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنا سر آسمان کی طرف کرو اور دیکھو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے پہلے آسمان سے عرش تک حضور نبی کریم ﷺ کی امت کیلئے سجدے میں گر کر استغفار کر رہے ہیں اور آسمان کے ہر دروازے پر ایک ایک فرشتہ ہے۔ پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے: بشارت ہے اس شخص کیلئے جو اس رات کو توبہ کرتا ہے اور دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس کیلئے

جو اس رات کو سجدہ کرتا ہے اور تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو اس رات ذکر کرتا ہے۔ چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے اس رات کو اپنے پروردگار سے دعا مانگی اور پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو اس رات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے۔ چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس نے اس رات کو نیک عمل کیا اور ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو اس رات میں قرآن مجید پڑھتا ہے پھر وہی فرشتہ پکارتا ہے کہ کوئی سائل ہے کہ اس کا سوال پورا کر دیا جائے، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے اس کی توبہ قبول کی جائے، کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ اس کو معاف کیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر پہلی شب سے طلوع فجر تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزادی عطا فرما دیتا ہے اس رات کو۔

دعا کی قبولیت کے اوقات:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حمسه اوقات لا يرد فيهن الدعاء: ليلة الجمعة و ليلة العشر من المحرم و ليلة النصف من شعبان و ليلة العيدين.

پانچ اوقات ایسے ہیں جن میں دعا کو رد نہیں کیا جاتا:

(۱) جمعہ المبارک کی رات، (۲) محرم کی دسویں رات، (۳) شعبان المعظم کی پندرہویں رات، (۴) عید الفطر کی رات، (۵) عید الاضحیٰ کی رات۔

محبوب کی تلاش:

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سوئی ہوئی تھی جب میں بیدار ہوئی تو میں نے اپنے بستر پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پایا اور میں حیرت میں رہ گئی۔ میں نے گمان کیا کہ

میری باری ہونے کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ کسی اور زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا لیکن میں نے وہاں آپ کو نہ پایا۔ پھر میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر حاضر ہوئی۔ ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر سے آواز دی گئی دروازے پہ کون ہے؟ میں نے جواباً کہا کہ میں (حضرت ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ہوں۔ یہاں اس وقت میرے آنے کا مقصد یہی ہے کہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کر رہی ہوں۔ میری یہ بات سن کر اہل بیت کے تمام حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے تاکہ سب حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو کہاں تلاش کریں؟ سب نے کہا کہ ہم آپ کو مساجد میں تلاش کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو سب مساجد میں تلاش کیا لیکن ہمیں آپ نہ ملے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرور کائنات نور مجسم ﷺ جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے ہوں گے چنانچہ ہم قبرستان کی طرف آئے تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ قبرستان کے اوپر نور ہی نور ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور ہے۔ ہم اس طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سجدہ کی حالت میں گریہ وزاری کر رہے ہیں اور آپ کو آس پاس کسی کا احساس نہیں ہے۔ آپ آہ وزاری کر رہے ہیں اور سجدہ کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں:

ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم

ترجمہ: یا اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

جب حضرت سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو وہ آپ کے سر مبارک کے پاس کھڑی ہوگئیں اور آپ نے زمین سے حضور نبی کریم ﷺ کے سر انور کو اٹھایا اور عرض کیا: اے میرے ابا جان! آپ کو کیا ہوا؟ کیا کوئی

دشمن حاضر ہو گیا ہے یا وحی نازل ہو گئی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! نہ دشمن حاضر ہوا اور نہ ہی وحی نازل ہوئی لیکن آج کی رات شب برأت ہے۔ اس بابرکت رات میں میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں اور آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر قیامت ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا۔ میں اپنے رب سے مانگوں گا اور شفاعت کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اردتم رضائی فاسجدوا و اعینونی بالدعاء والتضرع

اگر تم میری رضا چاہتے ہو تو تم سجدہ کرو نیز دعا اور خشوع وخضوع کے ساتھ میری مدد کرو۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

یا علی رضی اللہ عنہ اسجد انت والطب الرجال

اے علی رضی اللہ عنہ! تو سجدہ کر اور مردوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر۔

یا فاطمہ رضی اللہ عنہا و یا عائشہ رضی اللہ عنہا! اسجد انتما واطلبا الصبیان والنساء

اے حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما! تم دونوں سجدہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے بچوں اور عورتوں کیلئے بخشش طلب کرو۔

فسجدو او بکوا الی انفجار الصبح

سب نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق سجدہ کیا اور صبح صادق کے طلوع ہونے تک رب ذوالجلال کی بارگاہ میں آہ وزاری کی۔

مصنف کتاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یا اھل المجلس انتم اولی بالتضرع لان ذنوبکم اکثر فانھم یبکون لاجلکم فاولی ان تبوکوا علی انفسکم

اے اہل مجلس! تم آہ وزاری کرنے کے زیادہ لائق ہو۔ اسے لیے کہ تمہارے گناہ زیادہ ہیں، یہ سب حضرات تمہارے لیے روتے اور آہ وزاری کرتے تھے تو سب سب بہتر بات یہ ہے کہ تم ہی اپنے نفسوں پر زیادہ سے زیادہ آہ وزاری کرو۔

بکثرت لوگوں کی بخشش:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی سماء الدنیا فیغفر لا کثر من عدد شعر غنم لقبیلۃ بنی کلب

بے شک اللہ تعالیٰ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر اس قبیلہ کا ذکر اس لیے کیا کہ ان بکریوں کی تعداد تمام قبائل عرب سے زیادہ تھی۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس رات میں اپنی صفت جلال جو دشمن پر غضبناک ہونے اور گنہگاروں سے انتقال لینے کا تقاضا کرتی ہے، کو چھوڑ کر صفت جمال جو کہ رحمت اور مغفرت کا تقاضا کرتی ہے، کو اختیار فرماتا ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ کو ان معانی پر اس لیے محمول کیا گیا کہ نزول وصعود، حرکت وسکون جب جگہ گھیرنے والے اجسام کی صفت میں سے ہے جبکہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے جگہ گھیرنے سے پاک ہے لہٰذا اس کی ذات کے حق میں نزول، صعود۔ اعلیٰ جگہ سے نچلی جگہ کی طرف سے ممتنع ہوگا۔ اب معنی یہ ہوگا جس کو اہل حق نے ذکر فرمایا: نازل ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اس کی رحمت کا نزول مراد ہے۔ ان کی توبہ قبول کرنا مراد ہے۔

تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرھویں (۱۵ ویں) رات کو میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد ﷺ! ھذہ اللیلۃ تفتح فیھا ابواب السماء وابواب الرحمۃ فقم فصل و ارفع راسک و یدیک الی السماء

یارسول اللہ ﷺ! یہ وہ رات ہے جس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس آپ اٹھیں اور نماز پڑھیں۔ اپنے دونوں ہاتھوں اور اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

فقلت یا جبرئیل علیہ السلام ما ھذہ الیلۃ؟

میں نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! یہ کون سی رات ہے؟

فقال ھذہ لیلۃ یفتح فیھا ثلث مائۃ باب من الرحمۃ و المغفرۃ فیغفر اللہ تعالیٰ لجمیع من لایشرک بہ الا من کان ساحرا او کاھنا او مشاحناو او مذمن خمر او مصر علی الزنا او علی الربا او عاق لوالدیہ او نماما اوقاطع رحم. فان ھؤلاء لا یغفرلھم حتی یتوبرا او یترکوا.

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ وہ رات ہے جس میں رحمت اور بخشش کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک کرنے کے علاوہ ہر کسی کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اس قدر فضل و رحمت ہونے کے باوجود نو (۹) قسم کے افراد کی بخشش نہیں ہوتی:

(۱) جادوگر، (۲) نجومی، (۳) چغل خور، (۴) کینہ رکھنے والا، (۵) شراب کا عادی، (۶) زنا پر اصرار کرنے والا، (۷) سود پر اصرار کرنے والا، (۸) والدین کا نافرمان، (۹) قطع رحمی کرنے والا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان لوگوں کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ یہ لوگ ان گناہوں کو

ترک نہ کردیں اور سچی توبہ نہ کریں۔

نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ نماز پڑھی، سجدہ کی حالت میں گریہ وزاری فرمائی اور یہ ارشاد فرمارہے تھے:

اعوذبک من عقابک و سخطک ولا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک فلک الحمد حتی ترضی.

یااللہ! میں تیری سختی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں جس طرح تیری تعریف کرنے کا حق اور جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے اس طرح تعریف نہیں کرسکا، تیرے لیے ہی تعریف ہے یہاں تک کہ تو راضی ہوجائے۔

بعض دن رات کی فضیلت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مہینوں، دنوں اور اوقات کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے جس طرح کہ بعض رسولوں اور امتوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے تاکہ لوگوں کے نفوس اور قلوب میں ان دنوں اور راتوں کا احترام پیدا ہو۔ عبادت کرنے کے ساتھ ان کو زندہ کرنے کا لوگوں میں شوق اور ذوق پیدا ہوا اور مخلوق ان کے فضائل میں زیادہ سے زیادہ رغبت رکھے۔

بہرحال ان میں سے بعض میں نیکیوں کا بڑھ جانا، خاص اللہ تعالیٰ کے عطیات اور اختصاصات ربانیہ میں سے ہے۔

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوا لفضل العظیم

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے چاہے جسے دے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔''

قاشانی نے شرح التائیہ میں فرمایا: محبوب کا مشاہدہ کرنے اور اس کے حاضر ہونے کی وجہ سے جن حالات میں یہ چیز حاصل ہو، ان احوال کی شرافت کی وجہ سے اس زمانہ کو فضیلت اور شرافت حاصل ہوجاتی ہے۔ اسی طرح نیت کے خالص ہونے اور مقصد پر برانگیختہ کرنے کے لحاظ سے اعمال کو بزرگی حاصل ہوجاتی ہے۔

عمل میں نیت کی بزرگی یہ ہے کہ وہ محبوب تک پہنچا دے، اس کیلئے خالص نیت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسری غرض ملی ہوئی نہ ہو۔

عمر بن فارض قدس سرہ نے ارشاد فرمایا:

وعندی عیدی کل یوم اری به جمال محیا ها بعین قریرة

و کل اللیالی لیلة القدر ان دنت کما کل ایام القاء یوم جمعة

(۱) میرے نزدیک ہر وہ دن عید کا دن ہے جس میں اپنے محبوب کے جمال کے ساتھ اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں۔

(۲) تمام راتوں میں سے ہر ایک رات لیلۃ القدر ہے اگر اس کی قدر جانی جائے جس طرح کہ تمام ملاقات والے دن جمعہ کے دن ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روزہ کی حالت میں مسجد میں رہنے والے تھے۔ آپ نے ایک بلند وبالا پہاڑ کو دیکھا تو وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر دودھ سے زیادہ سفید ایک چٹان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اس چٹان کے اردگرد گھومے اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے بڑے متعجب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یا عیسیٰ علیہ السلام! أتحب ان ابین لک اعجب من هذا؟

اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب چیز آپ کے سامنے ظاہر فرمادوں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواباً عرض کیا: جی ہاں۔

فانفلقت الصخرة فاذا هو یشیخ فیها علیه مدرعة من الشعر و بین یدبه عکازة و بیده عنب. وهو قائم یصلی فتعجب عیسیٰ السلام

چنانچہ وہ چٹان پھٹ گئی تو اچانک آپ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بزرگ

تشریف فرما ہیں جن کے جسم پر بالوں کا بنا ایک جبہ ہے اس کے سامنے ایک ڈنڈا پڑا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں انگور خوشا ہے اور وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا ہے۔ بزرگ کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہا السلام بڑے حیران ہوئے۔

فقال یا شیخ ما ھذا الذی اری؟

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے شیخ! یہ کیا ہے جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟

قال رزقی فی کل یوم بزرگ نے عرض کیا: یہ ہر روز کا میرا رزق ہے۔

فقال له منذ کم سنة تعبد فی ھذا الصخرة؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ کتنے عرصہ سے تم اس چٹان میں عبادت کر رہے ہو؟

فقال منذر اربعما ئة سنة

بزرگ نے کہا کہ چار سو سال سے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: یا اللہ! کیا تو نے اس سے بھی کوئی افضل مخلوق پیدا فرمائی ہے؟

فاوحی اللہ تعالٰی الیه: لو ان رجلا من امة **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم ادرک شھر شعبان فصلی لیلة النصف صلوٰة البرأة **لھی** افضل عندی من عبادة عبدی ھذا اربعما ئة سنة.

فقال عیسیٰ علیه السلام: لیتنی کنت من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم.

اللہ تعالٰی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر کوئی شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے شعبان المعظم کے ماہ مبارک کو پائے اور اس کی پندرہویں کی رات صلوٰۃ البرأۃ (دو رکعت نماز نفل) ادا کرے تو وہ میرے نزدیک میرے اس بندے کی چار سو سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کاش! میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوتا۔

شب برأت کی دعا:

بزرگ فرماتے ہیں کہ شعبان المعظم کی پندرہویں ؒ کی رات (شب برأت) کی دعا یہ ہے:

اللّٰھم ان کنت کتبت اسمی شقیا فی دیوان الا شقیاء فامحہ و اکتبنی فی دیوان السعداء و ان کنت کتبت اسمی سعیدا فی دیوان السداء فا ثبتہ فانک قلت فی کتابک الکریم (یمحوا اللہ مایشاء و یثبت ر عندہ ام الکتاب)

یااللہ! اگرتو نے میرا نام بدبختوں کے رجسٹرڈ میں شقی لکھ دیا ہے تو اس کو وہاں سے مٹا دے اور میرے نام کو خوش نصیب لوگوں کے رجسٹر میں لکھ دے اور اگر تو نے میرا نام سعید لوگوں کے رجسٹر میں سعادت مند لکھ دیا ہے تو اس کو ثابت رکھ کیونکہ تو نے خود ہی اپنی کریم کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اس کے پاس ہے۔"

صلوٰۃ الخیر:

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شب برأت میں سو (۱۰۰) رکعت نماز نفل ادا کرے اور ان میں ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے یعنی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ اس سورت کو پڑھے۔

اس صلوٰۃ الخیر کے ثواب کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیس (۳۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف ستر (۷۰) مرتبہ رحمت فرماتا ہے اور ہر نگاہ میں اس بندہ کی ستر (۷۰) حاجتیں پوری ہوتی ہیں، ان میں سے ادنیٰ حاجت اس خوش نصیب کے گناہوں کی بخشش ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٠

یوم قیامت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و تری کل امة جا ثیة کل امة تدعی الی کتابها الیوم تجزون ما کنتم تعملون هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعلمون.

ترجمہ: ''اس دن تو ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرے دیکھے گا، ہر گروہ اپنے اعمال نامہ سے پکارے جائیں گے کہ جو کچھ تم کرتے تھے اس کی جزا آج ہوگی یہ ہماری کتاب تمہارے ساتھ سچی بات کرتی ہے بے شک جو کچھ تم کرتے تھے ہم اس کو لکھتے تھے۔''

نبی کریم ﷺ ہمارا درود سنتے ہیں:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا کہ جب میں انتقال کر جاؤں گا وہ مجھ کو اس شخص کا درود سنائے گا جو مجھ پر درود بھیجے گا۔ اس حال میں کہ میں مدینے میں ہوں گا اور میری امت مشرق اور مغرب میں ہوگا۔

کامیاب اور ناکام لوگ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تمام لوگوں کو ایک ہی راستے میں جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ سب

لوٹ اور گروہ گھٹنوں کے بل صفیں بنا کر کھڑے ہوں گے۔

نداد ینے والا ندادے گا: آج کے دن تم معزز لوگوں کو پہچان لو گے، حکم ہوگا ہر حال میں لوگوں کی حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ حکم کے مطابق وہ سب خوش نصیب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چل پڑیں گے۔

پھر دوبارہ نداد ینے والا ندادے گا: عنقریب آج تم سراپا کرم لوگوں کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا: وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو، ان کی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے۔ خوف اور طمع کی حالت میں اپنے رب کو پکارتے تھے جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس کے میں سے خرچ کرتے تھے۔

حکم کی وجہ سے وہ سب سعادت مند لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

پھر تیسری مرتبہ منادی ندا کرے گا: عنقریب تم اصحاب کرام کو پہچان لو گے۔

حکم ہوگا: وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت، زکوٰۃ ادا کرنے، نماز قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بے نیاز نہ کرسکی۔

اس حکم کے پیش نظر وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور جنت کی طرف چلے جائیں گے۔ جب یہ تین گروہ جنت کی طرف چلے جائیں گے اور اپنے ٹھکانے حاصل لیں گے۔

یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد آگ سے ایک گردن نمودار ہوگی جو تمام مخلوق پر چھا جائے گی۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور اس کی فصیح زبان ہوگی جس کے ساتھ وہ کہے گی مجھے تین گروہوں پر مسلط کیا گیا ہے:

(۱) ہر سرکش متکبر پر ان لوگوں کو وہ صفوں میں سے تلاش کر کے اٹھا لے گی، ان کو جہنم میں چھپادے گی۔

(۲) پھر وہ آگ دوبارہ نکلے گی اور کہے گی کہ مجھے اس پر مسلط کیا گیا جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کو اذیت دی، ان سب لوگوں کو صفوں سے نکال کر

دوزخ میں چھپا دے گی۔

(۳) پھر تیسری مرتبہ وہ آگ نکلے گی اور کہے گی: ابوالمنہاج نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے تصویریں بنانے والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ وہ ان سب کو صفوں سے نکال کر جہنم میں چھپا دے گی۔

جب ان تینوں گروہوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ صحائف پھیلا دیئے جائیں گے۔ میزان مقرر کیا جائے گا اور سب مخلوق کو حساب وکتاب کی طرف بلایا جائے گا۔

اعمال کا لکھا جانا:

اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ استنساخ (لکھنے کو کہنا) لوح محفوظ سے ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے ہر سال جتنے اعمال ہوتے ہیں فرشتوں کو ان کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ فرشتے اس کو اسی کے موافق پاتے ہیں۔ جس طرح کہ اولاد آدم عمل کرتی ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ استنساخ ''لکھنے کو کہنا'' یہ اصل سے ہی ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی اپنی کتاب سے کتاب لکھ لے۔

لوگوں پر سات گواہ:

علماء کہتے ہیں کہ لوگوں کے اوپر سات گواہ ہیں:

(۱) ''ملائکہ'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: (والملا ئکة یشھدون) ''اور فرشتے گواہی دیں گے۔''

(۲) ''زمین'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وقال الانسان مالھاہ یومئذ تحدث اخبارھا) ''انسان کہے گا اس دن زمین کو کیا ہوا زمین اپنی باتیں کہے گی۔''

(۳) ''زمانہ'' جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر ایک دن پکارتا ہے کہ میں نیا دن ہوں اور گواہ ہوں اس پر جو تم کرتے ہو۔

(۴) ''زبان'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (یوم تشھد علیھم السنتھم و ایدیھم و ارجلھم بما کانوا یعملون) ''جس دن انکی زبانیں ان کی گواہی دیں گی۔''

(۵) ''اعضاء'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (**الیوم نختم علی افواھھم و تکلمنا ایدیھم و تشھد ارجھلم بما کانوا یکسبون**)''آج ہم مہر کریں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ان کے ہاتھ اور پاؤں جو وہ کماتے تھے وہ بتائیں گے۔''

(۶) ''فرشتے'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (**وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ماتفعلون**)''تحقیق تم پر بزرگ نگہبان ہیں اور وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔''

(۷) ''دیوان'' (یعنی نامہ اعمال) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (**ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق**)''یہ کتاب تمہارے ساتھ حق بولتی ہے اے گنہگار تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے اوپر یہ سب گواہی دیں گے۔

یوم قیامت اہل فضل:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ مخلوق کو اکٹھا کرے گا تو پکارنے والا پکارے گا کہ کہاں ہیں اہل فضل تو چند لوگ جلدی جلدی کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چلیں گے۔ پس ان سے فرشتے ملاقات کریں گے اور کہیں گے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم جنت کی طرف جلدی کرنے والے ہو۔ پھر فرشتے پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ تو وہ لوگ کہیں گے کہ ہم اہل فضل ہیں فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تمہاری کیا فضیلت ہے تو وہ جواب دیں گے کہ جب ظلم کیے جاتے تھے تو ہم صبر کرتے تھے اور جب ہمارے ساتھ برائی کی جاتی تھی تو ہم معاف کرتے تھے۔ پھر ان کو کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس کتنی اچھی مزدوری ہے عمل کرنے والوں کیلئے پھر منادی پکارے کر کہے گا کہاں ہیں صبر کرنے والے، پھر چند لوگ جلدی جلدی کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چلیں گے اور ان سے فرشتے پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ تو وہ جواب دیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم جنت کی طرف جلدی جاتے ہو۔ فرشتے پوچھیں گے کہ تم کون ہوں؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم اہل صبر لوگ ہیں تو فرشتے پوچھیں گے کہ تمہارا صبر کیا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے جب ہم کو مصیبت پہنچتی تھی تو ہم صبر کرتے

تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ پھر منادی پکار کر کہے گا: کہاں ہیں اللہ کی خاطر دوست رکھنے والے؟ پھر چند لوگ کھڑے ہوں اور جنت کی طرف چلیں گے۔ فرشتے ان سے ملاقات کریں گے۔ کہیں گے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم جنت کی طرف چلنے والے ہو۔ فرشتے پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کیلئے محبت رکھنے والے ہیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہاری محبت کیا تھی؟ وہ کہیں گے کہ ہم اللہ کیلئے محبت رکھتے تھے ان سے کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ حساب کیلئے عدل کی میزان ان لوگوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد رکھی جائے گی۔

لوگوں کو کس طرح پیش کیا جائے گا:

اللقانی نے فرمایا کہ مجھے بچوں، پاگلوں اور اہل فترت کے حساب و کتاب کے بارے میں کوئی صریح نص نہیں ملی۔

پیش کیے جانے کے مراتب اس طرح ہوں گے۔

سب سے پہلے قبروں سے اٹھایا جائے گا پھر اکٹھا کیا جائے گا پھر تمام جہانوں کو رب کے سامنے کھڑا کیا جائے گا پھر پیش کیا جائے گا یعنی ہر ایک امت اپنے اپنے نبی کے ساتھ ممتاز ہو جائے گی پھر صحائف اڑیں گے پھر انہیں دائیں یا بائیں ہاتھ سے پکڑا جائے گا۔ پھر سوال ہوگا پھر حساب و کتاب اور پھر میزان قائم کیا جائے گا۔

جب تمام مخلوق میدان میں جمع ہو جائے گی اور حساب و کتاب کا ارادہ کیا جائے گا تو ان کے اعمال نامے عقاب کی طرح اڑیں گے۔

رحمٰن کی جانب سے منادی ندا کرے گا:

یا فلاں خذ کتابک بیمینک	اے فلاں! تو اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ سے پکڑ۔
یا فلاں خذ کتابک بشمالک	اے فلاں! تو اپنا اعمال نامہ بائیں ہاتھ سے پکڑ۔

یا فلاں خذ کتابک من وراء ظهرک
اے فلاں تو اپنی پشت کے پیچھے سے اپنا نامہ اعمال پکڑ۔

فلا یقدر احد ان یا خذ کتابه بیمینه الا الا تقیاء.
پرہیزگار لوگوں کے سوا کسی کو بھی اپنا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑنے کی قدرت نہ ہوگی۔

الا تقیاء یعطون کتا بهم بیمینهم و الا شقیاء بشمالهم و الکفار من وراء ظهورهم.
پرہیزگاروں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا' بدبختوں کو بائیں ہاتھ میں اور کفار کو ان کی پشت کے پیچھے سے نامہ اعمال دیا جائے گا۔

حساب کے لحاظ سے تین طبقات:

بزرگ فرماتے ہیں کہ حساب وکتاب کے اعتبار سے لوگوں کے تین طبقات ہونگے:

(۱) ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب وکتاب آسان لیا جائے گا اور وہ پرہیزگار لوگوں کا طبقہ ہے۔

(۲) ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے سخت حساب وکتاب لینے کے بعد ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ وہ کفار کا طبقہ ہے۔

(۳) ایک طبقہ وہ ہوگا جن سے حساب ہوگا انہیں آزمائش میں رکھا جائے گا پھر وہ نجات پائیں گے۔ وہ گنہگاروں کا طبقہ ہے۔

چار سوال:

ایک حدیث شریف میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تزول قدما عبد یوم القیامة من یدی الله تعالٰی حتی یسال عن اربعة اشیاء عن عمره فیما افناه و عن جسده فیم ابلاه و عن علمه ما عمل به و عن ما له من این اکتسبه و فیم انفقه

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے سے بندے کے قدم اس وقت نہیں اٹھیں

گے جب تک کہ اس سے چار سوال نہ کر لیے جائیں:

(۱) زندگی کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں گزارا؟

(۲) جسم کے بارے میں سوال ہوگا کہ اسے کہاں کمزور کیا؟

(۳) علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کتنا اس پر عمل کیا؟

(۴) مال کے بارے پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟

یوم قیامت اعمال کے بارے میں سوال:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کے قدم نہ ہلیں گے اور چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا: پہلا سوال عمر کے بارے میں ہوگا کہ عمر کہاں گنوائی؟ دوسرا یہ کہ بدن کس چیز میں مبتلا رکھا؟ تیسرا یہ کہ تو نے علم حاصل کر کے اس پر تو نے کیا عمل کیا؟ چوتھا سوال یہ کہ مال کہاں سے حاصل کیا؟ اور کس چیز میں صرف کیا اور جو چیز اس کے اعمال نامے میں ہے۔ اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس اعمال نامہ آخر تک دیکھا جائے گا تو اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھے گا: اے میرے بندے! یہ سب تو نے کیا ہے کہ سب فرشتوں نے بڑھا کر تیرے نامہ اعمال میں لکھا ہے۔ بندہ کہے گا یہ سب اعمال میں نے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہارے گناہوں کو چھپایا اور آج تمہارے گناہوں کو معاف کروں گا۔ بے شک میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کیا۔ یہ حال اس شخص کا ہے جو حساب دینے کے بعد نجات پائے گا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکالمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سابقہ امتوں اور بنی اسرائیل کے واقعات بیان فرما رہے تھے۔ گفتگو کے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰہ والسلام نے یہ بات بیان فرمائی:

اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا

تاکہ وہ مجھے میری امت کے احوال کے بارے میں خبر دیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو حساب و کتاب کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے پھر وہ اس کے ساتھ اسی طرح کلام کریں گے جس طرح ایک جھگڑا کرنے والا دوسرے جھگڑا کرنے والے سے کلام کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے ارشاد فرمایا: اے میرے بھائی! اے جبرئیل علیہ السلام! کیا کوئی ایک اس بات پر قادر ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ''ہاں! یارسول اللہ ﷺ۔''

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے فرمایا: اے میرے بھائی اے جبرئیل علیہ السلام! ان کے بارے میں آپ مجھے خبر دیں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کی تفصیل بہت طویل ہے۔ میں اپنے رب سے (اس بارے میں) اجازت طلب کرتا ہوں اور پھر آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضری دیتا ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ کچھ وقت کیلئے مجھ سے چلے گئے پھر وہ میرے سامنے آئے لیکن حالت یہ تھی کہ وہ مسکرا رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے میرے بھائی، اے حضرت جبرئیل علیہ السلام! کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟

انہوں نے عرض کیا: اے پیارے حبیب یارسول اللہ ﷺ اس وقت میرے خیال میں اس بارے میں عجیب وغریب حکایات آرہی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جس بارے میں آپ سے وعدہ کیا ہے اس بارے میں سب سے پہلی بات یہ ہے۔

یارسول اللہ ﷺ! آپ خیال فرمائیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کا اعمال نامہ عطا فرمائے گا۔ جس آدمی کے بارے میں وہ بات سنا رہے

تھے۔ فرمایا: وہ بندہ بھی اپنے نامہ اعمال حاصل کرے گا، اس کی طرف دیکھے گا، اس کو پڑھے اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہوگا وہ اسے جان لے گا۔

پھر اللہ فرمائے گا اے میرے بندے! کیا تو نے نامہ اعمال پڑھ لیا ہے، وہ عرض کرے گا: ہاں! لیکن جو کچھ میرے نامہ اعمال میں ہے۔ یہ عمل تو میں نے کبھی بھی نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے کیا تیرے علاوہ کسی اور کا یہ نامہ اعمال ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب میں نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کراماً کاتبین نے تیرے ان اعمال کو شمار کیا اور تو اس وقت غفلت میں تھا۔ وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! بے شک لکھنے والے فرشتے وہ تیرے ہی حکم کے پابند ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں، کہہ دیتے ہیں۔ میرے بارے میں تیری بارگاہ کے اندر وہ کسی چیز کو ترک نہیں کرتے اگر تو نے یہ ضرور کرنا ہی ہے تو تو انصاف کرنے والا حاکم ہے تو مجھے گواہوں کے بغیر اس بارے میں نہ پکڑ۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! کون تیرے بارے میں گواہی دے گا اور وہ سارے میرے حکم کے پابند ہیں حالانکہ تو نے صرف کراماً کاتبین کو خاص کیا ہے؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''میرے رب! میں اپنے بارے میں وہی گواہ قبول کروں گا جو مجھ سے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جب ہم تجھ سے ہی گواہ پیش کر دیں تو کیا تو قبول کرے گا اور ان اعمال کا اعتراف کرلے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ''ہاں''۔ اے میرے رب!

اللہ تعالیٰ زبان سے حکم فرمائے گا:

بقدرتی انطق و لا تقل الا حقا فان هذا یوم یموت فیه الباطل

تو میری قدرت سے بول، صرف سچی بات کہہ کیونکہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں باطل مرجائے گا۔

فینطق بکل ما عمل فی دار الدنیا من القبیح والحسن.

اس بندے کی زبان دنیا میں اس نے جو برا اور اچھا کام کیا ہوگا۔ اس بارے میں وہ بولے گی:

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الٰهی و سیدی و مولا ئی انت تعلم انی لا حکم لی علی اللسان و هو طبعه انه لا یزال ناطقا ولا اقبل شهادة ذلک فانه کان عدوی فی الدنیا و جمیع ما وقع لی من الا ثام و قع بسببه و قد قال رسولک صلی الله علیه وآله وسلم مخبراً عنه اللسان عذوا الا نسان وانت تحکم بالعدل لا تقبل شهادة العدوعلی عدوه

"اے میرے معبود، میرے مالک، میرے مولا! تو جانتا ہے کہ زبان پر میرا کوئی اختیار نہیں، وہ اسی لکھے ہوئے کے تابع ہے اور وہ ہمیشہ بولتی ہے۔ میں اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ دنیا میں بھی میری دشمن تھی اور جو کچھ مجھ سے گناہ سرزد ہوئے۔ ان سب کا سبب یہی زبان ہے اور تیرے سچے رسول اللہ ﷺ نے اس زبان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "زبان انسان کی دشمن ہے۔"

یقیناً تو انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور تو دشمن کے خلاف اس کے دشمن کی گواہی کو قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے پاس تجھ سے ہی اس کے علاوہ تیرے بارے اور گواہ موجود ہے۔

وہ بندہ عرض کرے گا:

لا ا تکلم بعد ذلک یا رب.

اے میرے رب! اس کے بعد میں کلام نہیں کروں گا۔

فیقول الله تعالیٰ لیدید: انطقا فعل عبدی فتنطقان بکل ما فعل بهما و تشهدان

اللہ تعالیٰ اس بندے کے دونوں ہاتھوں سے فرمائے گا کہ جو کچھ میرے اس بندے نے تمہارے ساتھ کیا تم اس کے بارے، بولو۔ وہ دونوں ہاتھ بولیں گے جو

کچھ اس نے ان دونوں کے ساتھ کیا ہوگا اور وہ دونوں ہاتھ گواہی دیں گے۔

وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

الٰھی و سیدی و مولائی انک ارسلت الینا رسولا فشرع فینا فا تبعناہ باذنک حتی قلت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ.

اے میرے معبود، میرے مالک اور میرے مولا! بے شک تو نے ہماری طرف اپنے رسول مبعوث فرمائے۔ وہ ہمارے پاس شریعت لائے، ہم نے تیرے اذن سے ان کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ تو نے ارشاد فرمایا:

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔'' (النساء۸۰)

یا عبدی وما شرع رسولی؟

اے میرے بندے! میرے رسول کیا شریعت لائے؟

وہ بندہ بارگاہ مین عرض کرے گا: پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

الشاھد الواحد فی البینۃ لا یکفی

گواہی میں ایک گواہ کافی نہیں۔

والیدان شاھد واحد فلا یکفی و بقی الشاھد الثانی

وہ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میرے دونوں ہاتھ ایک گواہ ہیں لہٰذا گواہی کیلئے یہ کافی نہیں لہٰذا دوسرا گواہ باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جب دوسرا گواہ تیرے بارے گواہی دے دی تو کیا تو اقرار اور اعتراف کرلے گا؟

وہ بندہ عرض کرے گا: ہاں۔

اللہ تعالیٰ اس بندے کے پاؤں سے فرمائے گا:

ماتقولین انطقی بما فعل ذلک العبد و اشھدی بالحق

تم کیا کہتے ہو تم بولو جو اس بندے نے کیا اور تم حق کے ساتھ گواہی دو۔

اس بندے کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولیں گے اور کہیں گے:

انه مشی و عمل من حسن و قبیح و تشهد بکل مافعل

یہ بندہ ہمارے ساتھ چلا۔اس نے یہ اچھے اور برے اعمال کیے۔

المختصر جو کچھ اس نے کیا ہوگا، اس سب کی گواہی دے دیں گے۔

آخرکار وہ بندہ اپنے اعضاء پر حیران ہو کر ایک طرف کو متوجہ ہو جائے گا اور اپنے اعضاء کو جھڑکتے ہوئے کہے گا:

یا اعضائی ما انا غیر کم بل انا انتم و انتم انا و انما انا انازع ربی لا جلکم فما رایتِ اجھل منکم ادافع عنکم و التم تطعمون انفسکم الی النار؟

اے میرے اعضاء میں کوئی تمہارا غیر تو نہیں بلکہ میں تم ہو اور تم میں ہوں۔ میں اپنے رب سے تمہاری وجہ سے منازعت کر رہا ہوں۔ میں نے تم سے زیادہ جاہل کوئی نہیں دیکھا کہ میں تمہارا دفاع کر رہا ہوں اور کیا تم اپنے آپ کو جہنم میں پہنچانے کے متمنی ہو؟

جب یہ اپنے اعضاء کو اس طرح جھڑکے گا تو وہ اسے جواب دیتے ہوئے کہیں گے:

انت سننا الی الجھل و التقصیر وما رأینا اجھل منک انما نحن مامورین قطعقنا اللہ الذی انطق کل شئی.

تو نے ہمیں جہالت اور کوتاہی کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ ہم نے تجھ سے بڑھ کر جاہل نہیں دیکھا۔ ہم تو حکم کے پابند ہیں۔ اس اللہ تعالیٰ نے ہمیں بولنے کا حکم دیا جو ہر چیز بولنے کی قوت دینے پر قادر ہے۔

آخرکار یہ بندہ حیران، شرمندہ اور ہکا بکا رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ اس بندے کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جاؤ۔ وہ بندہ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کرے گا:

یارب! ابن رحمتک و انت ارحم الراحمین؟

اے میرے رب! تیری رحمت کہاں ہے حالانکہ تیری ذات سب رحم کرنے

والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری رحمت ماننے والوں کیلئے ہے اگر تیری طرف سے اعتراف آ جائے تو تجھے انصاف حاصل ہو جائے گا۔

وہ بندہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں کوتاہی اور اعتراف کرنے والا ہوں لیکن دوزخ کے خوف نے مجھے اس طرف مجبور کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا:

یا ملا ئکتی مضوا بعبدی الی الجنة فانی قدر غفرت له و عفوت عنه فیمضون به الی الجنة

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جاؤ۔ بے شک میں نے اسے بخش دیا۔ اس کی خطائیں معاف کر دیں۔ وہ فرشتے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں گے۔ وہ فرشتے کہیں گے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

وکان الا نسان اکثر شینی جدلا

''اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۶۱

والدین کے ساتھ حسن سلوک

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ووصینا الا نسان بو الدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا و حملہ و فصلہ ثلثون شھرا حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی وانْ اعمل صالحا ترضہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین.

ترجمہ: ''ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرو، ماں اپنے بیٹے کو پیٹ میں رکھتی ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف سے اس کا حمل میں رہنا اور تیس (۳۰) مہینے میں دودھ چھڑانا یہاں تک کہ وہ قوت کو پہنچ جائے اور جب وہ چالیس (۴۰) برس میں پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے رب! تو نے جو نعمتیں مجھے عطا کیں مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر ادا کروں اور ماں باپ کو جو نعمتیں عطا کیں ان کا شکر ادا کروں اور مجھے توفیق دے میں نیک کام کروں کہ تو راضی ہو جائے اور مجھے نیک اولاد دے اور میں نے توبہ کی اور تیرا حکم ماننے والا ہوں۔''

شان نزول:

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے والد گرامی حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا

اور آپ کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اڑتیس (۳۸) سال کی عمر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ نے چالیس (۴۰) سال کی عمر میں ان سب سے کیلئے دعا فرمائیں۔ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایک صحابی نہیں ہے کہ جس کے والدین، اس کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی ہو۔ یہ شرف صرف اور صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا ہے کہ آپ کے والدین، اولاد اور اولاد کی اولاد سب کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے۔

جمعہ کی رات درود ریف پڑھنے کی فضیلت:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کی رات ہوتی ہے تو ایک ہزار فرشتہ میرے روضہ انور کی زیارت کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں جب وہ زیارت کر لیتے ہیں تو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں اور جس شخص سے بھی درود شریف سنتے ہیں اس درود پاک کو حاصل کر کے عرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! یہ درود شریف فلاں بن فلاں کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے فرشتو! میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والے کے درود کے برابر اس پر رحمتیں برسا دی ہیں۔ اب تم اس درود شریف کو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے سپرد کر دو کہ وہ اس کو اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ جب قیامت کے دن اس درود کا پڑھنے والا آئے گا تو میں اس درود کو اس کے پڑھنے والے کے میزان میں رکھنے کا حکم دوں گا جب یہ درود پاک اس کے نامہ اعمال میں رکھا جائے گا تو اس کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس درود پاک کا پڑھنے والا جنت کی طرف چلا جائے گا یعنی جنت کا مستحق بن جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی والدین کے حق میں وصیت:

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے جس میں دنیا اور آخرت میں نفع پاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے ماں باپ زندہ ہیں۔ کہا کہ ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ان کا حق ادا کرے اور ان کو کھلائے تو ہر لقمے کے بدلے تیرے لیے جنت میں ایک مکان ہے۔ اس طرح ایک اور شخص آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میری ایک ماں ہے میں اس کو نفع دیتا ہوں اور وہ مجھے اذیت دیتی ہے، اپنی زبان سے۔ اس نے عرض کی کہ میں کیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کا حق ادا کر، قسم ہے خدائے پاک کی! اگر تو اپنا گوشت کاٹ کر کھلائے تو اس کا چوتھائی حصہ حق کا ادا نہیں کر سکتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ پس وہ شخص رونے لگا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میں اس کو کچھ نہ کہوں گا۔ اس کے بعد وہ شخص اپنی ماں کے پاس آیا اور اس کے دونوں قدموں کو چوما اور کہا اے میری ماں! مجھ کو یہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔

والدین کی زیارت کا ثواب:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے والدین سے ملاقات کیلئے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے سو (۱۰۰) نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی سو (۱۰۰) برائیاں مٹاتا ہے اور اس کے سو (۱۰۰) درجے بلند کرتا ہے اور جب وہ ان کے سامنے بیٹھتا ہے اور ان کے ساتھ شیریں کلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو ایک نور عطا کرے گا جو اس کے سامنے دوڑتا ہے جب وہ ان دونوں سے جدا ہوتا ہے تو ان کو بخشوا کر جدا ہوتا ہے۔

والدین کے ساتھ خیر خواہی کرو:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

انا بریئی ممن لم یود حق والدیہ

میں اس شخص سے بری ہوں جو اپنے والدین کے حق کو ادا نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ والدین اس کے ساتھ نہ ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب انسان اپنے والدین کی کوئی بات سنے تو اس کے جواب میں ان سے خیر خواہی اور فرمانبرداری کی بات کرے اور انہیں اف تک نہ کہے اور نہ ہی ان کو جھڑکے بلکہ ان سے نرمی کے ساتھ بات کرے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما و قل لھما قولا کریما

''تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔''

﴿بنی اسرائیل، ۲۳﴾

نبی کریم ﷺ نے طویل حدیث ذکر فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا:

والذی یعثنی نبیا ما من عبد رزقہ اللہ ما لا ثم بر والدیہ الا کان معی فی الجنۃ

مجھے قسم ہے کہ اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر وہ اس میں اپنے والدین پر خرچ کرے مگر یہ کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

ایک اور آدمی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر کسی کے والدین دنیا میں موجود نہ ہوں تو وہ کیا کرے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یتصدق عنھما باطعام الطعام و قرأۃ القرآن او بالدعاء فان ترکھا فقد عقھما و من عقھما فقد عصی

و قال ما من عبد صلی الفریضة و دعا لو الدیه بالمغفرة الا استجاب اللہ تعالیٰ له دعائه و غفرله ببرکة دعائه لهما و لو کان فاسقین

وہ اپنے والدین کی طرف سے کھانا کھلائے اور قرآن مجید پڑھ کر صدقہ کرے۔ یا فرمایا: اپنے والدین کیلئے دعا کرے اگر اس نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا تو یقیناً اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی اور جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، بے شک وہ گنہگار ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں کہ جو فرض نماز کو پڑھے، اپنے والدین کیلئے بخشش کی دعا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس کی دعا کی برکت سے اس کے والدین کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ دونوں فاسق ہی کیوں نہ ہوں؟

ماں کی نافرمانی کی سزا:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں ایک تاجر شخص تھا۔ ایک دن تاجر کے پاس اس کی بوڑھی والدہ کوئی چیز مانگنے کیلئے آئی جسے وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتی تھی۔

تاجر کی بیوی نے کہا: تیری ماں ہمیں فقیر بنانے پر تلی ہوئی ہے کیونکہ یہ ہر روز ہی کچھ نہ کچھ لینے کیلئے آجاتی ہے۔ اپنے بیٹے کی بیوی کی یہ بات سن کر تاجر کی ماں زاروقطار رونے لگی اور چلی گئی جبکہ اس کے تاجر بیٹے نے بھی اسے کچھ نہ دیا۔

کچھ عرصہ گزرا کہ وہ تاجر اپنے کاروبار کے سلسلہ میں سفر پر روانہ ہوا۔ سفر کے دوران ڈاکوؤں نے اس پر ڈاکہ ڈالا، جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب کچھ انہوں نے لے لیا پھر انہوں نے تاجر کو پکڑا۔ اس کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ اس کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور وہیں پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ راستہ پر خون میں لت پت اسے چھوڑ کر ڈاکو فرار ہو گئے۔ اس کے پاس سے کچھ لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ اسے اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ گئے جب اس کے رشتہ دار اسے ملنے کیلئے آئے تو اس نے خود اعتراف کیا کہ یہ میرے جرم کی سزا ہے اگر میں اپنے ہاتھ سے اپنی والدہ کو درہم دے دیتا تو اس طرح میرے ہاتھ نہ کاٹے جاتے اور نہ ہی میرا مال لوٹا جاتا۔ تاجر کی ماں اپنے

بیٹے کے پاس آئی اور اسے کہا:

اے میرے بیٹے! مجھے بہت دکھ ہوا ہے اس وجہ سے کہ دشمن نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تاجر بیٹے نے کہا: اے میری ماں! یہ سب کچھ اس گناہ کی وجہ سے ہے جو غلطی میں نے آپ کے ساتھ کی ہے۔ اب میں تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتا ہوں۔

بوڑھی ماں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں تجھ پر راضی ہوں۔ اسی دوران رات آگئی جب اس تاجر نے صبح کی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے ہاتھ پہلی حالت پر بالکل صحیح ہو کر واپس آ چکے تھے۔

یہ ہے ماں کو راضی کرنے کی برکت۔

حکایت: ایک بزرگ اپنے فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھا۔ ایک دن اس نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا جبکہ اس کی والدہ اس بات پر راضی نہیں تھی کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر کرے۔ بزرگ اپنی والدہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ بالآخر اس نے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ کر لیا جب وہ روانہ ہوا تو اس کی ماں اس کے پیچھے آئی اور کہا:

یارب! ان ابنی احرقنی بنار الفرقة سلط علیه عقابا و تضرعت و ناجت

اے میرے رب! بے شک میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو اس پر سزا کو مسلط کر، بزرگ کی والدہ نے بارگاہ الٰہی میں فریاد و مناجات کی۔

جب وہ بزرگ شہروں میں سے ایک شہر میں پہنچا تو وہ رات کے وقت عبادت کرنے کیلئے ایک مسجد میں داخل ہوا۔ ایک چور اس شہر کے گھروں میں سے ایک گھر میں داخل ہوا۔ گھر والے کو پتہ چلا کہ اس کے گھر میں چور ہے جب مالک خانہ نے چور کا تعاقب کیا تو وہ چور کی طرف بھاگا۔ گھر والوں نے اس کا تعاقب کیا جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو چور غائب ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ چور مسجد میں موجود ہے چنانچہ وہ سب مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے، اسی وقت گھر والوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حاکم شہر کے پاس لے گئے۔

حاکم شہر نے حکم دے دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ کر اس

کی دونوں آنکھیں نکال لی جائیں۔

حاکم شہر کے کارندوں نے اس بزرگ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر اس کی دونوں نکال لیں اور انہوں نے شہر میں اعلان کرا دیا کہ چور کی یہ سزا ہے۔

بزرگ نے کہا: یہ نہ کہو بلکہ اس طرح کہو کہ:

هذا جزاء من قصد طواف مكة بلا اذن امه

یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے ماں باپ کی اجازت کے بغیر مکہ مکرمہ اور کعبہ شریف کے طواف کا ارادہ کیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ واقعی یہ تو شیخ ہے جب انہیں اس حالت کا علم ہوا تو وہ زار و قطار روئے اور افسوس کا اظہار کیا اور وہ اس بزرگ کو اس کی ماں کے پاس لائے اور اسے گرجا گھر کے دروازے پر رکھ دیا اور اس میں ہی اس کی ماں ندا دے رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

اے میرے رب! میں نے اپنے بیٹے کو ایک آزمائش کے ذریعے آزمایا جو اس کو میرے پاس واپس لائی ہے تا کہ میں اسے دیکھ سکوں۔

بزرگ نے ندا دی: میں بھوکا مسافر ہوں، مجھے آپ کھانا کھلائیں۔ اس خاتون نے کہا کہ دروازے کی طرف آؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے پاؤں نہیں جن کے ساتھ میں آپ کی طرف چل سکوں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ تم اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھاؤ۔ بزرگ نے کہا کہ میرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں۔ بزرگ کی ماں نے کہا کہ اگر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو تیرے اور میرے درمیان حرمت ثابت ہو جائے گی۔ بزرگ نے کہا کہ آپ اس بات کا بھی خوف نہ کریں کیونکہ میری دونوں آنکھیں بھی نہیں ہیں۔

بزرگ کی ماں نے ایک تازہ چپاتی روٹی اور ٹھنڈا پانی ایک برتن میں لیا اور اس کی طرف آ گئی۔ جب بزرگ نے اپنی ماں کے آنے کو محسوس کیا تو اس نے اپنے چہرے کو اپنی ماں کے قدموں کے اوپر رکھ دیا اور کہا:

اے میری ماں! میں تیرا گنہگار بیٹا ہوں۔ اس کی ماں نے بھی جان لیا کہ واقعی وہ اس کا بیٹا ہے چنانچہ وہ روئی اور اس نے کہا:

یارب! اذا کانت الحالة کذلک ما قبض روحی وروحه حتی لا یری الناس سواد و جهنا فلم تتم المناجاة الاوقد قبض روحهما

اے میرے رب! جب حالت اس طرح ہے تو کیوں میری اور اس کی روح قبض نہیں ہوگی تا کہ لوگ ہمارے چہرے کی سیاہی نہ دیکھ سکتے ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ان دونوں کی روح قبض ہوگئی۔

جب تک ماں نے معاف نہیں کیا روح نہیں نکلی:

حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسی دوران ایک شخص آیا۔ اس نے آتے ہی السلام علیکم کہا۔ ہم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے وعلیک السلام کہا۔

آنے والے شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے غلام حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ وہ بیمار ہیں اور ان کا آخری وقت ہے۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

قوموا بنا نزور اخانا عبد الله ابن سلام رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو دیکھ سکیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے جب وہاں پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر کے پاس تشریف فرما ہوگئے اور فرمایا:

یا عبد الله! قل : اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له و ان محمد عبده و رسوله فقا لها فی اذنه ثلا ثا فلم یقلها.

اے عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ)! کلمہ شہادت پڑھو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ

کلمات ان کے کانوں میں کہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا:

ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے بلال رضی اللہ عنہ! تم ان کی بیوی کے پاس جاؤ اور جا کر معلوم کرو کہ تمہارا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا اور اس کا کیا شغل تھا؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کی زوجہ محترمہ کے پاس گئے اور جا کر پوچھا کہ آپ کا شوہر دنیا میں کیا کرتا تھا؟ ان کی بیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا:

وحق رسول اللہ ما عرف من یوم تزوجنی انہ ترک الصلوٰۃ خلف رسول اللہ ﷺ ولا مضی علیہ یوم الا و تصدق فیہ شیئی الا ان والدتہ غیر راضیۃ عنہ.

رسول اللہ ﷺ کے برحق ہونے کی قسم! جس دن سے میری ان کے ساتھ شادی ہوئی مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ترک کیا ہو، کوئی دن ان پر ایسا نہیں گزرتا کہ جس میں وہ صدقہ نہ دیتے ہوں مگر ان کی والدہ ماجدہ ان سے راضی نہیں ہیں۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان حالات کا پتہ چلا تو فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو میرے پاس لایا جائے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔ خاتون نے کہا: کس لیے مجھے حضور نبی کریم ﷺ یاد فرما رہے ہیں؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا تا کہ آپ کے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کرا دیں کیونکہ ان کا دنیا سے جانے کا آخری وقت ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے برحق ہونے کی قسم! نہ تو میں جاتی ہوں اور نہ ہی اسے دنیا اور آخرت میں معاف کروں گی۔ ان باتوں کی وجہ سے، جن سے اس نے مجھے اذیت پہنچائی ہے پھر وہ آنے سے رک گئی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آکر ساری باتیں بتائیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ اور ان کی والدہ کو میرے پاس لاؤ۔

وہ دونوں حضرات چلے گئے جب اس خاتون کے پاس پہنچے تو ان دونوں بزرگوں نے کہا:

ایتھا العجوز انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یدعوک

اے بوڑھی خاتون! بے شک نبی کریم ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ حضور ﷺ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپکو میری حاجت ہے؟

ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ تمہیں ہمارے ساتھ لازمی چلنا ہوگا، آخرکار وہ ان حضرات کے ساتھ چل پڑی اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایتھا العجوز انظری الی ولدک وما ھو علیہ.

اے بوڑھی خاتون! تو اپنے بیٹے کو دیکھ کہ اس کا کیا حال ہے؟

جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھا تو کہا:

یا ولدی واللہ لا اجعلک فی حل من حقی لا فی الدنیا فی الآخرۃ

اے میرے بیٹے! قسم بخدا میں نہ دنیا میں تجھے اپنا حق معاف کروں گی اور نہ ہی آخرت میں۔

بوڑھی خاتون کی یہ بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایتھا العجوز خفی اللہ عزوجل و اجعلیہ فی حل.

اے بوڑھی خاتون! اللہ عزوجل سے ڈر اور تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا:

کیف اجعلہ فی حل و ھو ضربنی و طردنی من بیتہ لا جل

امرأته فهو آزانی و عصانی؟

یارسول اللہ ﷺ! میں اسے کیسے معاف کروں حالانکہ اس نے مجھے مارا اور اپنی بیوی کی وجہ سے مجھے گھر سے نکال دیا۔ میرے بیٹے نے مجھے اذیت پہنچائی اور میری نافرمانی کی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بزرگ خاتون تیری مادری محبت کا یہ تقاضا ہے کہ تو اس کو معاف کر دے۔

اس خاتون نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کر دیا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا عبد اللہ! قل: اشهد ان لا اله الا اللہ.

اے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ! اب کلمہ شہادت پڑھو۔

انہوں نے بلند آواز کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا پھر اس کے بعد ان کی روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی اور ان کو دفن کر لیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا معشر المسلمین الا من کا نت له والدة لم یبرها. خرج من الدنیا علی غیر الشهادة

اے مسلمانوں کی جماعت' خبردار! جس شخص کی والدہ زندہ ہو اور وہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آئے تو اسے مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب نہیں ہوگا۔

والدین کے نافرمان کا برانجام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کے والدین اس سے ناخوش ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن سے اس کی روح کو بغیر شہادت کے نکالے گا جب وہ قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے۔

والدین پر خرچ نہ کرنے کی برائی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو مال عطا کیا ہو وہ اپنے والدین کا حق ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اچھے اعمال مٹا دیتا ہے اور پھر اس کو دردناک عذاب میں چکھائے گا۔

اللہ کی خوشنودی والدین کی خوشی میں ہے:

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والدین کے غصے میں ہے۔

رب کی رضا اور ناراضگی کہاں ملتی ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا:

رضا الرب فی رضا الوالدین وسخط الرب فی سخط الوالدین

رب کی رضا والدین کی رضا سے حاصل ہوتی ہے اور رب کی ناراضگی والدین کی ناراضگی سے ملتی ہے۔

﴿رواہ الترمذی﴾

علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ انسان اپنے ماں باپ کی اطاعت کرے اور ان کی عزت کرے تو جس خوش نصیب نے اپنے ماں باپ کی اطاعت کی تو گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ماں باپ کو غضبناک کیا تو اس نے رب ذوالجلال کو ناراض کیا۔ اس وعید شدید سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کتنا بڑا کبیرا گنا ہے۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں تو اس سے بھی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے حقوق زیادہ ہیں۔

ایک عقل مند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کرنے سے

احتراز کرے۔

ایک بزرگ کی نصیحت:

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں والدین کی حرمت کو ذکر نہ کرتا اور ان کے بارے میں حکم نہ دیتا، تب بھی ہر ایک عقل مند آدمی پر اپنی عقل سے ان کے حقوق کی حرمت کو پہچاننا لازمی اور ضروری ہوتا۔ اسی لیے ایک عقل مند آدمی پر یہ بات لازم ہے کہ وہ والدین کی عزت کو پہچانے، ان کے حقوق ادا کرے۔ ان کی رضامندی کرنے میں کوشش کرے۔ وہ ایسا کس طرح نہیں کرے گا؟ یعنی اسے یہ کرنا پڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے مرتبہ اور مقام کو اپنی تمام کتابوں ''تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید'' میں ذکر فرمایا اور اپنی تمام کتابوں میں ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کی طرف وحی بھیجی۔ والدین کی عزت کرنے اور ان کے حقوق کو پہچاننے کا ان کو حکم فرمایا۔

المختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا والدین کی رضا میں اور اپنی ناراضگی کو والدین کی ناراضگی میں رکھ دیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٢

غیبت اور بدگمانی سے اجتناب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنو اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیه میتا فکر هتموه ا تقوا الله تواب رحیم.

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بدگمانیوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردے بھائی کا گوشت کھائے پس برا جانو اس کو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

شان نزول:

مفسرین کرام نے اس آیت کے شان نزول میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ بنا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک سفر کے دوران دو مالدار شخصوں کے ساتھ ایک ضرورت مند آدمی کو کر دیا تا کہ وہ ان دونوں سے مل کر کھانا کھائے تا کہ سفر کے دوران ان کیلئے ٹھہرنے کی جگہ اور کھانے کا انتظام کرے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو مذکور شخصوں کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ملا دیا۔

ایک دن وہ سب ایک منزل پر ٹھہرے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان

کیلئے کھانا وغیرہ تیار نہ کیا۔ ان دونوں (مالداروں) نے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے بچے ہوئے سالن کے بارے میں سوال کریں۔ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چلے گئے تو ان دوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ بے شک وہ تو سمیحہ نامی کنواں پر پہنچ گیا۔ یہ کنواں پانی کی کثرت کے ساتھ مشہور تھا۔ وجہ شہرت یہ تھی کہ اس کا پانی بہت گہرا تھا۔

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آقا علیہ الصلوٰہ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان دونوں شخصوں کا حضور نبی کریم ﷺ کو پیغام پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ

قل لهما انكما قدا كلتما الادام

آپ ان دونوں سے جا کر کہیں کہ تم نے سالن کھا لیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کی طرف واپس آئے اور انہیں خبر دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو۔

وہ دونوں شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا:
یارسول اللہ ﷺ! ہم نے سالن نہیں کھایا۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:

انی لاری حمرة اللحم فی افواهكما لا غتبا بكما صاحبكما

تمہارے اپنے ساتھی کی غیبت کرنے کی وجہ سے میں تم دونوں کے منہ میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قیامت کا نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

زينوا مجالسكم بالصلوٰة فان صلاتكم على نور لكم يوم القيامة

اپنی مجالس کو مجھ پر درود شریف پڑھنے کے ساتھ مزین کرو کیونکہ تمہارا میری

ذات پر درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

تین بدنصیب انسان:

حدیث شریف میں ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا یری وجھی ثلا ثه: عاق الوالدین و تارک سنتی و من ذکرت عندہ فلم یصل علی

تین شخصوں کو میری زیارت نصیب نہ ہوگی۔

(۱) والدین کا نافرمان۔

(۲) میری سنت کا تارک۔

(۳) جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات پر درود نہ پڑھے۔

(یقیناً آپ نے سچ فرمایا۔)

سو(۱۰۰) مرتبہ درود پڑھنے کا ثواب:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی یوم الجمعة ما ئة مرة جاء یوم القیامة و معه نور لو قسم ذلک النور بین الخلا ئق کلھم لو سعھم

جس شخص نے جمعہ والے دن میری ذات پر سو مرتبہ درود شریف پڑھا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے گا۔

پہلا دوزخی اور آخری جنتی:

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ:

من مات تائبا من الغیة فھو آخر من داخل الجنة و من مات مصراً علیه فھو اول من دخل ایفا

جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرگیا وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے مرگیا وہ دوزخ میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔

چار چیزیں ظلم میں شمار ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ چار چیزیں ظلم میں سے ہیں: (۱) آدمی پیشاب کھڑا ہو کر کرے، (۲) نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی پونچھے، (۳) اذان سنے اور تشہد نہ پڑھے مثل مؤذن تشہد کہے۔ (۴) اور اس کے پاس میرا ذکر کرے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

غیبت زنا سے زیادہ برتر ہے:

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ غیبت زنا سے زیادہ سخت ترین ہے۔ لوگوں نے عرض کی: کس طرح؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک جس کی غیبت نہ کی وہ نہ معاف کرے۔ (پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے۔)

غیبت کسے کہتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: غیبت کسے کہتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے بارے میں اس چیز کے ساتھ ذکر کرنا جس کو وہ برا سمجھتا ہو اگر وہ برائی اس میں ہے تو تو نے غیبت کی اگر وہ برائی اس میں نہیں ہے تو تو بہتان باندھا۔

نبی کریم ﷺ کی ناراضگی:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دراز قد کی عورت آئی اور جب واپس چلی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ عورت درواز قد ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تھوک ڈال، تھوک ڈال جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تھوکا تو اس میں ایک گوشت کا ٹکڑا تھوکا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں نے تو وہ کہا جو اس عورت میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غیبت اس کو کہتے ہیں کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے جو اس میں ہے اور اگر وہ چیز اس میں نہیں ہے تو تو بہتان باندھا۔

بہتان غیبت سے زیادہ سخت ہے اور اس سے توبہ کرنے کیلئے آدمی تین چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ (۱) اس قوم کے پاس جائے جس پر اس نے بہتان باندھا اور کہے کہ میں نے تمہارا ذکر فلاں آدمی کے ساتھ ایسا کیا اور تم لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ جھوٹا تھا۔ (۲) اس شخص کے پاس جائے کہ جس کے حق میں بہتان کیا تھا اور اس سے معافی مانگے۔ (۳) وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور اس کی طرف رجوع کرے۔

اس لیے کہتے ہیں کہ غیبت کے معنی عیب بیان کرنا ہے اور وہ عیب خواہ کسی کی ذات میں ہو خواہ کسی کی عقل میں ہو یا کپڑے میں یا بعد میں یا نصب میں یا چارپائی میں یا وہ چیز جو اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہو جیسا کہ وہ شخص کہے: فلاں آدمی کی آستین کشادہ ہے اور دامن اس کا دراز ہے اور یا قد اس کا لمبا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں گزرا ہے۔

متکبر اور چغل خور کا برا حشر:

حضرت علاء بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

المازون والمشا ئون بالنعيمة الباغون للبراء العيب يحشر هم يوم القيامة وجوه الكلاب.

تکبر کرنے والے، چغل خوری کرنے والے، نیک لوگوں پر عیب لگانے والے، ان سب کا حشر قیامت کے دن کتوں کے چہروں جیسا ہوگا۔ (طریقہ محمدیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من مشى بالنميمة بين ا ثنين سلط الله عليه فى قبره نارا تحرقه الى يوم القيامة

جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر ایسی

آگ مسلط کردے گا جو قیامت کے دن تک اسے جلاتی رہے گی۔

عجیب حکایت:

حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ساتھ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا سوار کرلیا۔ ان میں کتا اور بلی بھی موجود تھے۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے سب کو کشتی میں جماع کرنے سے منع کر دیا کہ کہیں اس تنگ سی کشتی میں توالد کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ کتے سے صبر نہ ہو سکا اور اس نے جماع کر لیا۔ بلی نے جماع کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس اس کی شکایت کی۔

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو بلایا۔ تنبیہ کرنے کے بعد ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

کتے نے دوبارہ وہی حرکت کی یعنی جماع کرلیا۔ بلی دوبارہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور کتے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے آپ کے منع کرنے کے باوجود جماع کرلیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کتے اور اس کی ماں کو دوبارہ بلایا اور اس سے فرمایا کہ تو نے یہ حرکت دوبارہ کی ہے۔ کتے نے انکار کر دیا جبکہ بلی کا تقاضہ یہ تھا کہ اس نے آپ کے روکنے کے باوجود جماع کیا ہے اور اے اللہ کے نبی! میں نے خود اسے اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ آپ کیلئے اس کی نشانی ظاہر کرے گا اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی پھر کتے نے جماع کیا اور یہ جماع کرنے کیلئے اتنا سخت ہوا کہ اس کا جدا ہونا ناممکن ہو گیا۔ یہاں تک کہ بلی تیسری مرتبہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئی اور خبر دی کہ حضور جو کچھ میں نے کہا تھا وہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام تشریف فرما ہو گئے اور آپ نے ان دونوں (کتے اور کتیا) کو دیکھا۔ وہ جماع کرنے میں

مصروف ہیں۔ کتا اس سے بڑا شرمندہ اور رسوا ہوا۔ اس نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا:

یا رب! اجعل لھا فضیحۃ علی رؤوس الخلائق الجماع کما فضحتنا

اے میرے رب! تو اس بلی کو تمام مخلوق کے سامنے بوقت جماع رسوا کر جس طرح کہ اس نے ہمیں ذلیل ورسوا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتے کی دعا کو قبول فرمایا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب بلی کے ساتھ جماع کیا جاتا ہے تو وہ چیختی چلاتی ہے یہاں تک کہ اس کی چیخ و پکار کی وجہ سے تمام مخلوق کو اس کے جماع کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔ یہ بلی کیلئے بطور سزا کے ہے کہ جو اس نے کتے کی پردہ دری کی تھی۔ اسی طرح انسان جب کسی مومن کا پردہ چاک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندہ کی پردہ دری فرمائے گا۔

چغل خور کی نحوست:

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک مرتبہ قحط سالی پڑی۔ تین دن تک لوگ استسقاء کی نماز یعنی "نماز استسقاء" پڑھتے رہے پھر بھی بارش نہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں عرض کی کہ تیرے بندے تین دن تک نماز استسقاء پڑھتے رہے تو نے ان کی دعا اور توبہ کو قبول کیوں نہیں کیا؟ تو رب ذوالجلال نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میں اس قوم کی دعا قبول نہیں کرتا جس میں چغل خور ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! وہ کون ہے؟ ہم اس کو یہاں سے نکال دیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں تم کو چغل خوری سے منع کرتا ہوں اور خود کیسے چغل خور بن جاؤں اور سب کے سب نے توبہ کی اور پانی برسا۔

چغل خور کی دس سزائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زندگی میں ایک مرتبہ چغل خوری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دس (۱۰) سزائیں دے گا:

(۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوگا۔

(۲) فرشتے اس کی صحبت کو ترک کر دیں گے۔

(۳) مرنے کے وقت اس کی روح شدت سے نکلے گی۔

(۴) دوزخ کے بہت زیادہ قریب ہوگا۔

(۵) جنت سے بہت دور ہوگا۔

(۶) اس پر عذاب قبر انتہائی سخت ہوگا۔

(۷) اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے۔

(۸) اس سے نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کو تکلیف ہوگی۔

(۹) اللہ تعالیٰ اس پر سختی فرمائے گا۔

(۱۰) میزان کے وقت بروز قیامت وہ انتہائی مفلس ہوگا۔

جس کی غیبت کی جائے نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندے کو قیامت کے دن ایک نامہ اعمال دیا جائے گا اس میں اس کیلئے نیکیاں ہوں گی جب وہ نیکیوں کو دیکھے گا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا: اے میرے رب! میرے لیے نیکیاں کہاں سے آ گئی ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تیرے نامہ اعمال کے اندر فلاں شخص کا عمل ہے، جس نے لوگوں میں سے تیری غیبت کی اور تجھے علم تک نہیں ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آ کر پوچھا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیب کی ہے تو آپ نے مختلف اشیاء سے بھرا ہوا ایک طبق اس کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے مجھے اپنی نیکیوں کا تحفہ بھیجا ہے تو اس کے بدلے میں آپ کو یہ تحفہ بھیج رہا ہوں۔

سخت ترین سزا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من اغتاب اخاه المسلم حول الله قبله الى د بره يوم القيامة.

جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اگلے حصے کو پیچھے کی طرف تبدیل کر دے گا۔

تین مصیبتیں:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایا کم و الغیبة لان فیھا ثلا ث آفات الاولی لا یستجاب له الدعاء و الثا تیة لا تقبل له الحسنات تز داد علیه السیئات.

اپنے آپ کو غیب سے بچاؤ کیونکہ اس میں تین مصیبتیں ہیں:

(۱) غیب کرنے والے کی عا قبول نہیں کی جاتی۔

(۲) اس کی نیکیاں قبول نہیں کی جاتیں۔

(۳) اس پر برائیوں کا اضافہ کر دیا جات ہے۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

غیبت کی بدترین بو:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو سڑے ہوئے مردے کی بدبو پھیلی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کس چیز کی بدبو ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبت کرتے ہیں۔ تو صحابہ نے عرض کی کہ پہلے زمانے میں غیبت کی بدبو ظاہر ہوتی تھی اور ہمارے زمانے میں کیوں نہیں ہوتی؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ ہمارے زمانے میں غیبت کی کثرت ہوگئی ہے اور اس کی بدبو سے لوگوں کی ناکیں بھر گئی ہیں اور اس وجہ سے غیبت کی بدبو ظاہر نہیں ہوتی۔

جیسا کہ کوئی شخص چمڑا رنگنے والوں کے گھر جائے تو وہاں بدبو کی وجہ سے ٹھہر نہیں سکتا۔ حالانکہ چمڑا رنگنے والے سب اپنے گھر میں کھانا کھاتے ہیں لیکن ان کو بدبو معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ان کی ناکیں بدبو سے بھری ہوئی ہیں، اس لیے ان کو بدبو محسوس نہیں ہوتی۔

غیبت کی چار قسمیں:

غیبت چار قسم پر ہے:

(۱) مباح، (۲) معصیت، (۳) نفاق، (۴) کفر۔

(۱) فاسق اور بدعتی کی غیبت جائز ہے۔

(۲) جو شخص کسی جماعت میں بیٹھ کر کسی کی غیبت کرے اور وہ جانتا ہو کہ یہ گناہ ہے تو یہ غیبت ''معصیت'' ہے۔

(۳) کسی شخص کی غیبت کرنا اور اس کا نام نہ لینا اور غیبت کرنے والا جانتا ہو کہ یہ غیب فلاں آدمی کی ہے اور اس کو ''غیبت نفاق'' کہتے ہیں۔

(۴) کسی شخص کی غیبت کرنا اور منع کرنے سے باز نہ رہنا اور یہ کہنا کہ یہ غیبت نہیں بلکہ سچ کہہ رہا ہوں تو یہ ''کفر'' ہے۔

جنت میں داخل نہیں ہوگا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے ارشاد فرمایا:

لا یدخل الجنۃ و فی روایۃ نمام

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک روایت میں قتات کی بجائے نمام کا لفظ موجود ہے۔

چغل خور غلام کی حکایت:

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے غلام کو بیچا اور خریدار کو کہا یہ غلام چغل خور ہے۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی اور عیب نہیں ہے۔ مشتری نے اس عیب کو حقیر سمجھتے ہوئے اس عیب سمیت غلام کو خرید لیا۔

غلام کچھ دن نئے خریدار کے پاس رہا۔ ایک دن اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت نہیں کرتا اور اس کا ارادہ ہے کہ وہ رات کے وقت آپ سے چلا جائے۔ تو کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت

کرے؟ آقا کی بیوی نے اثبات میں جواب دیا۔ چغل خور غلام نے اسے کہا کہ تو استرا لے لے اور جب تمہارا شوہر سویا ہو تو اسکی داڑھی میں سے چند بال کاٹ لینا۔

پھر وہ چغل خور غلام اس کے شوہر کے پاس آیا اور اسے آ کر کہا کہ آپ کی بیوی کے آپ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں ہیں۔ وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھتی ہے اور آپ کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ بات آپ پر واضح ہو جائے؟ آپ نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا کہ تو اپنی بیوی کیلئے سو جا۔ آقا نے اس طرح کیا۔ اس کی بیوی استرا لے کر آئی تا کہ اس کی داڑھی کے چند بال کاٹ لے جبکہ اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے سوچا کہ یہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے بیوی سے استرا لیا اور اس کے ساتھ اس کو قتل کر دیا جب عورت کے ورثاء آئے تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اسی دوران مرد کے ورثاء آ گئے اور دونوں گروہوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔

<u>حکایت:</u> حضرت ابو اللیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ آپ ایک مرتبہ حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی جیب میں دو درہم رکھ لیے کہ اگر وہ مکہ کی طرف آتے اور جاتے ہوئے کسی کی غیبت کریں گے تو ان دو درہم کو صدقہ کر دیں گے جب آپ اپنے گھر کی طرف واپس لوٹے تو دو درہم ان کی جیب میں اس طرح موجود تھے جب آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

لان ازنی مائۃ مرۃ احب الی من ان اغتاب مرۃ واحدۃ

اگر میں سو مرتبہ زنا کروں تو یہ میرے نزدیک ایک مرتبہ کسی کی غیبت کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس کے آپ نے مزید فرمایا:

من اغتاب رجلا فقیھا جآء یوم القیامۃ مکتوبا علی جبھتہ آیس من رحمۃ اللہ۔ و من اغتاب نبینا کان کمن قتل نفسا بغیر حق و من اغتیب فبلغہ فصبر علیھا غفر لہ نصف ذنوبہ۔

جس شخص نے کسی فقیہ آدمی کی غیبت کی تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہے۔

جس بدنصیب نے کسی نبی کی غیبت کی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی کو ناحق قتل کر دیا اور جس شخص کی غیبت کی جائے اسے یہ بات پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے نصف گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی غیبت کرتا ہے اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے توبہ کرے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا ذکر احد کم اخاہ المسلم لسوء فلیستعذ باللہ تعالیٰ فانہ کفارۃ

جب تم میں سے کوئی ایک اپنے مسلمان بھائی کو برائی کے ساتھ یاد کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ اس کا یہ تعوذ پڑھنا، اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گا۔

پانچ جگہ غیبت کی اجازت ہے:

جان لو غیبت سوائے پانچ جگہوں کے جائز نہیں ہے:

(۱) مظلوم ظالم کا ظلم بادشاہ یا حاکم کے پاس بیان کرے تاکہ وہ بادشاہ یا حاکم اس کے ظلم کو دور کرے۔ اس سے معلوم ہوا بادشاہ یا حاکم کے سوا کسی دوسرے کے پاس بیان کرنا ناجائز ہے۔

(۲) جو فتویٰ لینے والا ہے وہ مفتی کے پاس ظالم کے ظلم کو بیان کرے۔ ابوسفیان کی بیوی حضور نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھنے کیلئے خدمت میں حاضر ہوئی اور بیان کیا کہ ابوسفیان ایک ایسا مرد ہے کہ گزارے کیلئے گھر میں خرچہ نہیں دیتا۔

(۳) مسلمانوں کو دوسرے کی برائی سے ڈرانے کیلئے۔

(۴) جو شخص مشہور ہو ایسے نام سے جس میں اس شخص کا عیب ظاہر ہو جیسے بھینگا اور لنگڑا وغیرہ بہتر ہے کہ اس کو دوسرے کسی نام سے پکارنا چاہیے۔

(۵) وہ شخص جس کی برائی بیان کی جائے اور وہ اس غیبت سے مشہور ہو اور وہ اس کو برا جانتا ہو۔ جیسے ہجڑا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۶۳

معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر و کذبوا واتبعوا اھوآءھم و کل امر مستقر.

ترجمہ: "اور جب قیامت نزدیک ہوئی تو چاند پھٹ گیا اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ہر بات قرار پکڑنے والی ہے۔"

پاکیزہ ہوا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مجلس یصلی فیه علی محمد علیه الصلوٰة والسلام الاقامت منه رائحة طیبة حتی تبلغ عنان السماء. فتقول الملائکة هذا رائحة مجلس صلی فیه علی محمد علیه الصلوٰة والسلام

جس مجلس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھا جائے تو اس مجلس سے ایک پاکیزہ قسم کی ہوا چلتی ہے جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس مجلس کی پاکیزہ ہوا ہے کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود پاک پڑھا گیا ہے۔

چاند کے دو ٹکڑے ہو گیا:

ایک روایت میں ہے کہ حبیب بن مالک زمانہ جاہلیت میں ملک شام کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ اہل عرب کے نزدیک ریحانۃ قریش اس کا لقب تھا۔ اس کے پاس ابوجہل کا خط گیا۔ اس میں اس طرح مضمون تھا کہ جونہی اس نے اسے حاصل کیا، اس وقت وہ ابوجہل کی طرف اپنے بارہ ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا جب مکہ کے نزدیک پہنچا تو مکہ مکرمہ کے قریبی مقام ابطح میں اس نے ڈیرہ لگایا۔ جب اہل مکہ کو اس کے بارے میں علم ہوا تو ابوجہل بمع رؤساء مکہ بہت سارے تحائف، غلاموں اور خدمت گاروں کے ساتھ لے کر وہاں پہنچا۔ حبیب ابن مالک نے ابوجہل کو اپنے دائیں جانب بٹھایا اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔

ابوجہل نے کہا کہ اے ہمارے سردار! آپ ان کے بارے میں بنو ہاشم سے سوال کریں۔

حبیب بن مالک نے بنی ہاشم سے کہا کہ تم حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو بچپن سے صادق اور امین ہی جانتے ہیں لیکن جب ان کی عمر چالیس (۴۰) برس ہوئی تو وہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے لگے اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے علاوہ ایک اور دین کو پرچار کرنے لگے۔

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو یہاں بلایا جائے۔ وہ خوشی سے تشریف لائیں تو فبہا ورنہ ان کو مجبور کر کے لایا جائے چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔

یہ دونوں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا) روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے: ہمیں آپ پر کفار کے تسلط کا خوف ہے۔ (یعنی ان کے قہر، غضب اور غلبہ کا خوف ہے۔)

حضور، سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں میرے بارے میں کوئی

خوف نہ کریں بلکہ آپ لوگ میرا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرخ چادر اور سیاہ عمامہ لائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو زیب تن فرمایا اور وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ آپ حبیب بن مالک یمنی کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے موجود تھیں۔ جب حبیب بن مالک یمنی نے آپ کو دیکھا تو عزت واحترام کے پیش نظر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے بیٹھنے کیلئے سونے کی بنی ہوئی کرسی آگے کر دی۔

حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر رہی تھیں: **اللّٰھم انصر محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وارضح حجتہ**

یا اللہ! حضرت محمد ﷺ کی تو مدد فرما اور ان کی حجت (دلیل) کو واضح فرما۔

جب نبی کریم ﷺ حبیب بن مالک یمنی کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس وقت نور کی شعاعیں آپ کے چہرہ انور سے نکل رہی تھیں۔ حبیب خاموش ہو گئے۔ متکبر گردنیں جھک گئیں اور لوگوں پر آپ کی ہیبت چھا گئیں۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنا سر اٹھایا اور عرض کیا:

یا محمد انت تعلم ان للانبیاء کلھم معجزات الک معجزۃ؟

اے محمد ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کو معجزات عطا فرمائے گئے تو کیا آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کون سا معجزہ چاہتے ہو؟

حبیب بن مالک یمنی نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے، چاند نکل آئے، زمین کی طرف اترے، اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں، آپ کی ازار کے نیچے داخل ہوں۔ چاند کا ایک نصف آپ کی دائیں آستین سے اور چاند کا دوسرا نصف آپ کی بائیں آستین سے نکلے پھر چاند کے دونوں حصے آپ کے سر انور پر اکٹھے ہو جائیں۔ چاند آپ کی رسالت کی گواہی دی پھر مکمل چاند بن کر آسمان کی

طرف لوٹ جائے۔ چاند غائب ہو جائے اور اس کے بعد سورج نکل آئے۔ وہ سورج پہلے کی طرح اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔

حبیب بن مالک یمنی کی یہ بات سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ان فعلت ذلک کلہ أتو من بی؟

اگر میں یہ سب کچھ کر دوں تو کیا تو میری ذات پر ایمان لے آئے گا؟

حبیب بن مالک نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا: حضور میں آپ کی ذات پر ضرور ایمان لے آؤں گا لیکن میری ایک شرط ہے۔ وہ شرط یہ ہے کہ آپ میرے دل میں جو پوشیدہ بات ہے، اس کی بھی خبر دیں گے۔

اتنا بڑا سوال سن کر ابوجہل جگہ سے اٹھ کر حبیب بن مالک کے پاس گیا اور کہا:

احسنت یا ایھا السید لقد قلت و ابلغت

اے سردار! بہت اچھے، جو آپ نے کہا ٹھیک کہا اور آپ بات کی گہرائی تک پہنچ گئے۔ وہاں کر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرنے کیلئے اپنے ہاتھوں بڑھا دیا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارہ ہزار ایسے فرشتوں کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کہ اے میرے حبیب ﷺ! آپ نہ تو خوف کریں اور نہ ہی غمگین ہوں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ جہاں بھی ہوں میرے علم میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ ازل میں میری قضا اس طرح جاری ہو چکی ہے۔ حبیب بن مالک یمنی آج کے دن آپ سے یہی سوال کرے گا۔ آپ ان کی طرف تشریف لے جائیں۔ حجت (دلیل) پہنچائیں، اپنی شان دکھائیں اور اپنی رسالت کا خوب چرچا کریں۔

اے پیارے حبیب کریم ﷺ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے سورج، چاند، دن اور رات کو مسخر کر دیا ہے۔

حبیب بن مالک یمنی کی ایک معذور لڑکی ہے یعنی انتہائی معذور ہے کہ نہ تو اس کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں اور نہ ہی اس کی دونوں آنکھیں ہیں اور آپ اسے خبر دیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور دونوں آنکھوں کو تندرست فرمادے گا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے یہ بشارت ملنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ پہاڑ سے نیچے تشریف لائے جبکہ آپ کے چہرے کا نور اور دیکھنے کا سرور بڑھ چکا تھا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور باقی فرشتے فضا میں صفیں بنا کر کھڑے تھے۔

نبی کریم ﷺ مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا، اشارہ فرمایا۔ سورج جلدی چلنے لگا یہاں تک کہ غروب ہو گیا۔ چاروں طرف سخت اندھیرا چھا گیا۔ پھر چاند نکل آیا اور ایسا کہ جس طرح چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہو جب چاند بلند ہوا تو آپ نے اپنی انگلی مبارک کے ساتھ اشارہ کیا جس کے ساتھ ہی چاند تیز تیز چل کر زمین کی طرف اترنے لگا اور وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آکر ٹھہر گیا اور چاند بادل کی طرح کانپ رہا تھا پھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب بظاہر تو انگلی سے اشارہ ہو رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ انگلی چاند کے جگر میں لگ رہی تھی۔

پھر وہ چاند آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس کا ایک آدھا حصہ نبی کریم ﷺ کی دائیں آستین سے اور دوسرا آدھا حصہ آپ کی بائیں آستین سے نکل گیا پھر وہ دونوں اس طرح آپس میں مل گئے کہ جس طرح چمکتا ہوا چاند ہوتا ہے اور اس نے بلند آواز کے ساتھ کلمات شہادت پڑھتے ہوئے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور رسول ہیں۔

قد فلح من صدقک و قد خاب میں خالفک

(چاند نے کہا) اے پیارے حبیب ﷺ! جس نے آپ کی تصدیق کی وہ یقیناً کامیاب ہوگیا اور جس نے آپ کی مخالفت کی وہ ناکام اور نامراد ہوگیا۔ پھر وہ چاند قمر منیر بن کر آسمان کی طرف واپس لوٹ گیا اور غائب ہوگیا پھر سورج نکل آیا اور اسی طرح رواں دواں ہوگیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔

نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ سب کفار سمیت حبیب بن مالک یمنی بھی دیکھ رہا تھا۔

حبیب بن مالک یمنی نے عرض کیا: حضور میری ایک شرط ابھی باقی ہے۔ وہ میرے دل کی بات ہے۔ جو آپ نے بتانی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان لک بنتا سطیحة و ان اللہ قد رد علیھا جوارحھا

بے شک تیری انتہائی معذور بیٹی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کو اپنی اصلی حالت پر کردے گا۔

جب حبیب بن مالک یمنی نے یہ عظیم معجزہ دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

یا اھل مکة لا کفر بعد الا یمان ولا شک بعد الا یقان اعلموا انی اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ واسلم معہ اصحابہ

اے اہل مکہ! ایمان کے بعد کفر نہیں اور یقین کے بعد شک نہیں تو سب کے سب جان لو۔ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد خاص اور سچے رسول ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی کے ساتھ جتنے لوگ آئے ہوئے تھے، وہ بھی سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

ابوجہل ازلی بدبخت نے کہا:

ایھا السید آتو من بھذا الساحر اذا رآیت سحرہ؟

اے سردار! کیا تو اس جادوگر پر ایمان لایا اور تو نے اس کے جادو کو دیکھ لیا

ہے؟ (**نعوذ باللہ من ذلک**)

حبیب بن مالک یمنی مسلمان ہوکر اپنے ملک شام کی طرف چلا گیا جب وہ اپنے محل میں داخل ہوا تو اس کی اس معذور بیٹی نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے باپ کا استقبال کیا۔

حبیب بن مالک یمنی نے اپنی لخت جگر سے کہا:

یا بنتی مناین تعلمت هذا الکلمات

اے میری بیٹی! تو نے یہ کلمات کہاں سے سیکھ لیے ہیں؟

بیٹی نے جواب دیتے ہوئے عرض کیا:

اتی الی فی المنام رجل فقال لی ان اباک قد اسلم فان کنت مسلمة فقد رددنا علیک اعضائک سالمة فاسلمت فی منامی واصبحت کما ترانی.

خواب کی حالت میں میرے پاس ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ تیرے باپ نے اسلام قبول کرلیا ہے اگر تو بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو ہم تیرے تمام اعضاء بالکل صحیح حالت میں لوٹا دیں گے۔

اے میرے ابا جان! جونہی میں نے خواب کی حالت میں اسلام قبول کیا تو میری یہ حالت ہوگئی جو آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں۔

حبیب بن مالک یمنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنے کیلئے سجدہ ریز ہوگئے۔ ایمان کی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کا یقین مزید بڑھ گیا۔

ابوجہل کی رسوائی:

حبیب بن مالک یمنی نے پانچ اونٹ سونے چاندی اور قماش سے لاد کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غلاموں سمیت بھیجے جب اس کے کارندے اونٹوں کو لے کر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے اچانک ابوجہل شکار کرنے کی غرض سے انہیں کہنے لگا: کس نے تمہیں بھیجا ہے اور کس طرف جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حبیب بن مالک

یمنی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا ہے، ہم ادھر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابوجہل نے ان پر چڑھائی کر دی تاکہ وہ ان اونٹوں کو ان سے لے لے لیکن انہوں نے دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ آپس میں لڑائی شروع ہوگئی اور ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اہل مکہ اور نبی کریم ﷺ کے تمام چچا اکٹھے ہو گئے تو حبیب بن مالک یمنی کے غلاموں نے کہا کہ ہمارے آقا حبیب نے یہ مال نبی کریم ﷺ کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجا ہے اور ابوجہل کہتا ہے کہ اس نے یہ مال میرے پاس بطور ہدیہ بھیجا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اے اہل مکہ! کیا تم میری بات کو مان لو گے؟ سب نے کہا: ''ہاں''۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم اونٹوں کو حکم دیتے ہیں کہ جس کیلئے یہ مال بھیجا گیا ہے وہ اس کے حق میں بول پڑیں۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم اس معاملہ کو کل تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کی بات پر راضی ہو گئے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ کل تک اس کو مؤخر کر دیں۔

ابوجہل بت خانہ میں گیا، رات اس نے بتوں کے پاس گزاری۔ ان کیلئے قربانی دی، بتوں سے دعا کی۔ صبح تک آہ وزاری کرتا رہا جب اگلے دن کی صبح روشن ہوگئی تو تمام اہل مکہ جمع ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے چچا بھی آ گئے۔ ابوجہل آیا اور اس نے اونٹوں کے گرد چکر لگا کر کہا: اے اونٹ! تجھے لات، عزیٰ اور منات کی قسم بول، ابوجہل اسی طرح کرتا رہا یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا لیکن اس نے اونٹوں سے کوئی چیز نہ سنی یہاں تک کہ اہل مکہ نے کہا کہ اے ابوجہل! تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مکہ والوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: کہ اے محمد ﷺ! آپ آگے بڑھیں۔ نبی کریم ﷺ اونٹوں کی طرف تشریف لائے اور ان سے فرمایا:

یا ایتھا المخلوقۃ بخلق اللہ انطقی بقدرۃ اللہ تعالیٰ.

اے رب ذوالجلال کی مخلوق تجھے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بول۔

ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ آگے بڑھا اور اس نے بلند آواز میں کہا:

یا قوم نحن هدية من حبيب بن مالك الى محمد ﷺ.

ترجمہ: ''اے قوم! ہم حبیب بن مالک یمنی کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کی طرف ہدیہ ہیں۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ کی لگام کو پکڑی اور اسے جبل ابی قیس پر لے گئے۔ آپ نے سونا اور چاندی کو نکالا، اسے توڑا اور اسے فرمایا کہ تو مٹی ہو جا۔ آج تک وہ اسی طرح ہو گیا یعنی جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ سارا سونا اور چاندی مٹی ہو گیا۔

کسی کیلئے کنواں کھودنے والا خود اس میں گرتا ہے:

حضرت شیخ ابو حفص عمر بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب مذکورہ بالا واقعہ سے نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان میں اضافہ ہوا تو ابو جہل نے ایک تدبیر بنائی کہ کسی طرح سے حضرت محمد ﷺ کو نعوذ باللہ ہلاک کیا جائے چنانچہ ابو جہل نے پوری اپنی رعایا کو اس بات پر متفق کر لیا کہ بہت بڑا گڑھا کھودا جائے اوپر سے اس گڑھے کو ہلکے گھاس اور معمولی مٹی کے ساتھ بند کر دیا جائے۔ اس کے کہنے پر اس طرح کر دیا گیا اور اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ جب محمد ﷺ کا اس طرف آنا ہو، اس گہرے گڑھے میں گر پڑیں تو تم اوپر سے مٹی ڈال دینا۔

جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ابو جہل کی بیماری کی اطلاع پہنچی تو آپ اپنے کریمانہ اخلاق کے پیش نظر اٹھے تاکہ عیادت کر آئیں۔ جب اس کے گھر کے دروازے کے پاس پہنچے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو گڑھے کے بارے میں خبر دیتے ہوئے اس میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ ابو جہل کو اس بات کی خبر دی گئی تو جلدی سے اپنے بستر سے اٹھا اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے دوڑا تاکہ آپ سے کہہ سکے کہ آپ واپس کیوں تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس جلدی کے اندر وہ

اپنے ہاتھ سے کھودا ہوا کنواں بھول گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس گہرے کنوئیں کے اندر ابوجہل گر گیا۔ کفار نے ابوجہل کو نکالنے کیلئے ایک رسی لٹکائی لیکن وہ اس تک نہ پہنچ سکی۔ کافروں نے لمبے لمبے رسے اور ڈوریں اکٹھی کیں لیکن جتنا وہ رسی کو بڑھا دیتے اتنا ہی وہ اور نیچے چلا جاتا۔

ابوجہل نے گہرے کنوئیں سے آواز دی کہ تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو لے کر آؤ چنانچہ ان کے علاوہ اور کوئی بھی مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس مقام پر تشریف لانے کیلئے عرض کیا گیا تو آپ اس گہرے کنوئیں کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور آپ نے ابوجہل سے ارشاد فرمایا:

ان اخرجتک من هذا البئر أتومن بالله ورسوله

اگر میں تجھے اس گہرے کنوئیں سے نکال دوں تو کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے گا؟

ابوجہل نے کہا: ''ہاں''۔

نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک نیچے کی طرف بڑھایا اور ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر اسے گہرے کنوئیں سے باہر نکال دیا جب ابوجہل اوپر آ گیا تو کہنے لگا:

اے محمد ﷺ! میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔ **(نعوذ بالله ملک ذالک)**

اسی وجہ سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من حفر بئر الاخيه المسلم وقع فيه.

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کیلئے گڑھا کھودتا ہے تو وہ خود اس میں گرتا ہے۔

شق صدر:

بعض احادیث کے اندر یہ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا بچپن تھا۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ آپ جنت میں

جائیں وہاں سے ایک طشت لیں اور سونے کا ایک لوٹا لے لیں اور اس کو حوض کوثر کے پانی سے بھر لیں۔ اس کے بعد آپ حضرت محمد ﷺ کے پاس جا کر ان کے سینے کو چاک کر دیں۔ بعدازاں آپ کے قلب مبارک کو نکال لیں پھر حوض کوثر کے پانی سے اس قلب مبارک کو طشت میں رکھ کر دھو لیں اور وہی لوٹے میں موجود پانی استعمال کریں۔ بعدازاں اس قلب مبارک کو ایمان اور حکمت سے بھر دیں پھر آپ اپنے مکان کی طرف واپس چلے جائیں۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام فضا میں پرواز کرتے ہوئے تشریف لائے گویا کہ آپ ایک پرندے کی مانند ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بچوں کے درمیان سے اٹھایا اور آپ کو وہ صحرا کی طرف لے گئے۔ ایک درخت کے نیچے آپ کو لٹا دیا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مبارک آپ کے سینے پر مارا اور سینے کو چاک کر دیا۔ آپ کے قلب مبارک کو باہر نکال لیا۔ اس پر پانی کو چھڑکا۔ پھر اسے طشت میں رکھ کر لوٹے میں موجود آب زمزم کے ساتھ اس کو دھو دیا اور اس دل مبارک میں جو کچھ تھا وہ سب کچھ نکال دیا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے پھر اس دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ وہ دل ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے عیوب سے پاک بنایا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو وہیں درخت کے نیچے چھوڑ گئے۔

وہ بچے جن کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کھیل رہے تھے وہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر کہا:

ان محمدا ﷺ رفعه طیرو ذهب به فی الهواء.

بیشک حضرت محمد ﷺ کو ایک پرندہ نے اٹھایا اور وہ ان کو لے کر فضاء میں چلا گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا یہ بات سن کر زار و قطار رونے لگیں، پریشان ہو گئیں اور کہنے لگیں: واحمداہ ان کے غم کی یہ حالت دیکھ کر لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا اور قریبی رشتہ دار بھی وہاں آ گئے۔

انہوں نے ان سب کو آپ کے بارے میں بتایا۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کو ہر جگہ تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے آپ کو درخت کے سائے میں پالیا کہ حضور نبی کریم ﷺ وہاں ایسے لیٹے ہوئے تھے جس طرح کوئی سو رہا ہو۔ پسینہ سے شرابور تھے۔ جب انہوں نے آپ کا حال دریافت کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو وہ مکمل قصہ بتایا۔ اس معاملہ کی تہہ تک پہنچنے سے وہ تھک گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ عجیب چیز ہے۔

ایک عظیم معجزہ:

الشیخ ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ابو جہل اور قریش کے بڑے بڑے سردار اکٹھے ہو کر نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ایک ایسا دین ظاہر کیا جو ہمارے دین کے خلاف ہے۔ وہ ہمارے معبودان باطلہ کو گالیاں دیتا ہے۔ اے ابو طالب! آپ کی شرافت کی وجہ سے ہم اسے معاف کر دیتے ہیں اگر انہوں نے جس مخالفت کو جاری کیا ہوا ہے، اسے ترک نہ کیا۔ اتفاق واتحاد کی طرف نہ لوٹے پھر ہمارے اور آپ کے درمیان تلوار ہی رہ جائے گی۔

ابو طالب نے ان سے کہا کہ تم بیٹھو، میں ان کو بلاتا ہوں۔ اس بات کی انہیں خبر دیتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ ان باتوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟

ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے۔

ابو طالب اس وقت چارپائی کے اوپر تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ نبی کریم ﷺ رؤساء قریش کے سروں کو پھلانگتے ہوئے چارپائی تک پہنچ گئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چارپائی کے اوپر چڑھے اور ابو طالب کے پہلو میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

قریش کے سرداروں نے ابو طالب سے کہا: کیا آپ نے دیکھا کہ انہوں نے رؤساء قریش کی عزت کو کس طرح پامال کیا ہے کہ ہماری گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آپ کی چارپائی پر آپ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے ہیں۔

ابو طالب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو وہ دعویٰ کرتے ہیں اگر اس میں وہ سچے ہیں تو آج صرف وہ چارپائی پر بیٹھے ہیں، کل تمہاری

گردنوں پر بیٹھیں گے۔

قریش کے سرداروں نے کہا کہ اگر یہ اپنے دعویٰ کے اندر سچے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ وہ آپ کے سامنے کوئی معجزہ دکھائیں تا کہ ہم اقرار اور تصدیق کر سکیں۔

ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو تم چاہتے ہو آج اس کی تمنا کرو۔ جہاں یہ بیٹھے ہوئے تھے اس گھر کے صحن میں ایک بہت بڑی چٹان تھی۔ وہ سب کے سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس چٹان سے ایک درخت نکلے اس کا سر پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے ان دو میں سے ایک حصہ مشرق میں اور دوسرا آدھا مغرب میں پہنچے۔

نبی کریم ﷺ دعا کرنے میں مصروف ہوگئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے حبیب ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سے میں نے اس چٹان کو پیدا فرمایا: مجھے یقینی طور پر معلوم تھا کہ یہ قریش کے سردار اسی چٹان کے بارے میں آپ سے معجزہ طلب کریں گے۔ بے شک میں نے درخت کو اس چٹان کے پیٹ میں پیدا کیا۔

جب کالی کملی والے سرکار ﷺ نے اپنی انگشت مبارک کے ساتھ اشارہ کیا تو وہ چٹان دو حصوں میں پھٹ گئی جس سے درخت نکل آیا اور وہ اتنا بلند ہوا کہ جتنا وہ قریش کے سردار اس درخت کا بلند ہونا چاہتے تھے۔ اسی کے مطابق وہ آسمان کی بلندیوں کی طرف بلند ہوگیا۔ سب قریش کے سردار کہنے لگے کہ کتنا اچھا معجزہ ہے جو آپ نے دکھایا ہے لیکن ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ یہ درخت اس چٹان میں اس طرح واپس نہ ہو جائے جس طرح کہ پہلے تھا۔

نبی کریم ﷺ تھوڑی دیر کیلئے فکر مند ہوگئے تو اسی وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا:

ان اللہ تعالیٰ یقرئک السلام و یقول: الدعا منک والا جابۃ منی.

اے پیارے حبیب ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے اور اس کی طرف سے یہ فرمان ہے کہ پیارے محبوب ﷺ دعا کرنا آپ کا کام ہے اور اس کو قبول کرنا میرا کام ہے۔

جب کالی کملی والے آقا ﷺ نے دعا فرمائی تو درخت چٹان میں اپنی اصلی حالت کی طرف واپس لوٹ آیا۔

اس موقع پر قریش کے سرداروں نے کہا:

ما اسحرک یا محمد ﷺ ما رأینا قط مثلک

اے محمد ﷺ! ہم نے آپ جیسا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۶۴

خوف خدا سے رونا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ و التنظر نفس قدمت لغدو اتقوا اللہ. ان اللہ خبیر بما تعملون ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسھم انفسھم اولئک ھم الفسقون.

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جو تو نے کل کیلئے (یعنی قیامت کیلئے) بھیجا ہے اس کو دیکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ اس چیز سے واقف ہے جو تم کرتے ہو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کے جانوں کی مصلحت بھلا دی وہی لوگ فاسق ہیں۔''

دن رات کے گناہ معاف:

حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

یا ابا کاھل من صلی علی کل یوم ثلاث مرات و کل لیللۃ ثلاث مرات حبالی وشوقا الی کان علی اللہ ان یغفر لہ ذنوبہ الیوم و ذنوب تلک الیلۃ

اے ابو کاہل جو شخص میری ذات پر میری محبت کی وجہ سے اور میری ذات کے ساتھ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ہر دن تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے کرم پر لازم ہے کہ وہ میرے اس غلام کے اس دن رات

کے گناہوں کو معاف کر دے۔

احتساب کا نرالا انداز:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا۔ آپ ہفتہ کے آغاز سے اس اختتام تک جو کوئی اچھا یا برا کام کرتے سب کو اس میں تحریر کر لیتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تو ہفتہ بھر کے اعمال کے اپنے آپ کو پیش کرتے جب آپ کوئی ایسا کام اس میں لکھا ہوا دیکھتے تو جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے نہ کیا گیا ہوتا تو آپ اپنے آپ کو سزا دیتے ہوئے اپنے جسم کو درہ کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے اور اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہتے کہ کیا تو نے یہ کام کیا ہے؟ جب آپ کا وصال ہوا۔ دوستوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کی پشت مبارک اور دونوں پہلوؤں پر اپنے آپ کو بکثرت کوڑے مارنے کی وجہ سے سیاہ نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی قرآن مجید کی کوئی عذاب ذینے والی آیت سن لیتے تو غش کھا کر گر پڑتے۔ آپ بیمار ہو جاتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی عیادت کرنے کیلئے حاضر ہوتے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر آپ کی دونوں آنکھوں سے بکثرت آنسو بہنے کی وجہ سے دو نشان پڑھ گئے تھے اور ارشاد فرماتے کہ کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دن کسی قاری قرآن سے قرآن مجید کی آیت سن لی:

ان عذابک ربک لواقع. ماله من دافع.

ترجمہ: ''بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہوتا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔''

آپ اس وقت سواری پر سوار تھے، غش کھا کر اپنی سواری سے نیچے گر پڑے۔ لوگ

اٹھا کر آپ کو آپ کے گھر لے گئے اور آپ گھر میں ایک مہینہ تک باہر تشریف نہیں لائے۔

خوف خدا سے رونے کا اجر:

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روؤں، یہاں تک کہ میری آنکھوں سے آنسو بہیں۔ یہ آنسو میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں، نسبت اس کی کہ میں اپنے ہم وزن سونا صدقہ کروں کیونکہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلتا ہے اور زمین پر گرتا ہے تو اس کو دوزخ نہ چھوئے گی۔

رونے والوں کا مقام:

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اور ارشاد فرمایا: کسی چیز میں بے رغبتی کرنے والے دنیا سے بے رغبتی کر کے اس کو ترک کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل کرنے والے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتے جس نے میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کر دیا۔ جو لوگ بھی میری عبادت کرنے والے ہیں وہ رحم کرنے والوں کی طرح نہیں ہو سکتے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! تو ان لوگوں کو ان کی ان عبادات پر کیا ثواب عطا فرمائے گا؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو زاہد لوگ ہیں ان کیلئے اپنی جنت مباح کر دوں گا۔ وہ جہاں چاہیں گے اس میں آ جا سکیں گے جو میری حرام کردہ چیزوں کو ترک کرنے والے ہیں، میں ان کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروں گا۔ جو میری خشیت کی وجہ سے رونے والے ہیں، وہ جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ہوں گے۔

ایک بال کو آنسو سے تر کرنے پر جنت کا ملنا:

ایک حدیث شریف میں ہے:

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سامنے پیش کیا

جائے گا اور اس کا نامہ اعمال اسے دے دیا جائے گا۔ وہ بندہ اپنے نامہ اعمال میں بہت سارے گناہ پائے گا وہ بندہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے تو یہ گناہ نہیں کیے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تیرے اس گناہوں پر میرے پاس مضبوط قسم کے گواہ موجود ہیں۔ وہ بندہ اپنے دائیں اور بائیں جانب متوجہ ہوگا لیکن اسے کوئی گواہ نظر نہ آئے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! گواہ کہاں ہیں؟

اللہ تعالیٰ اس بندے کے اعضاء کو اس کے خلاف گواہی دینے کیلئے حکم فرمائے گا۔ چنانچہ اعضاء گواہی دیں گے۔

بندے کے دونوں کان کہیں گے کہ ہم نے سنا اور جانا کہ اس نے گناہ کیا۔

بندہ کی دونوں آنکھیں کہیں گی کہ ہم نے اس گناہ کو دیکھا۔

زبان کہے گی کہ میں نے یہ گناہ کی بات کہی تھی۔

اسی طرح اس بندے کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں گواہی دیں گے۔

اس کی شرمگاہ کہے گی کہ میں نے زنا کیا۔

بندہ اپنے اعضاء کی یہ گواہی سن کر حیران رہ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔ اسی دوران اس کی دونوں آنکھوں سے ایک بال ظاہر ہوگا۔ اس کا بال اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ رب ذوالجلال کی طرف سے جب اسے گفتگو کرنے کی اجازت مل جائے گی تو وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا:

یا رب! الست قلت ای عبد اغرق شعرة واحدة من اجعفانه بدموع عینیه من خشیتی الا انجیناہ من النار؟

اے میرے رب! کیا تیرا یہ فرمان نہیں ہے کہ جو بندہ اپنی پلکوں کے بالوں میں سے صرف ایک بال کو اپنی آنکھوں کے آنسو سے میری خشیت سے روتے ہوئے تر کرے تو ہم اسے دوزخ سے نجات دیں گے؟

اللہ تعالیٰ جواباً فرمائے گا: "بلی" کیوں نہیں۔

فتقول انا اشھدان ھذا العبدالمذنب قد اغرقنی بالدموع من خشیتک

وہ بال عرض کرے گا: اے میرے رب! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے اس گنہگار بندے نے مجھے تیری خشیت کی وجہ سے اپنے آنسو کے ساتھ تر کیا تھا۔

رب ذوالجلال کی طرف سے حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو جنت کی طرف لے جائیں۔ حکم خداوندی سن کر منادی ندا کرے گا:

الا ان فلاں بن فلاں قدنجا من النار بشعرۃ واحدۃ من اجفان عینیہ

خبردار فلاں بن فلاں کو دوزخ سے اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے بالوں میں سے ایک بال کی وجہ سے نجات مل گئی ہے۔

خوف خدا میں رونے سے جہنم کی آگ سے محفوظ:

حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ ابن عمر نے عرض کی: کہ آپ کوئی عمدہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کریں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمایا کہ ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور اپنا بدن مبارک میرے ساتھ لگایا اور فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو اجازت دے تو میں اپنی کی عبادت کرلوں تو میں نے کہا کہ مین اپنی خواہش کو دوست نہیں رکھتی بلکہ آپ کے قرب کو اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشک کے پاس گئے جو مکان میں تھی اور روتے ہوئے وضو کیا اور بہت پانی بہایا اور اس کے بعد قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کے سابقہ گناہ معاف فرمائے ہیں پھر آپ کیوں روتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں۔ کون سی چیز مجھے رونے سے روکے گزشتہ رات کو اللہ تعالیٰ

نے اس آیت کو نازل فرمایا:

ان فی خلق السموت والارض و اختلاف اللیل والنہار الآیات لاولی الباب. الذین یزکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار.

اے بلال! آنسو آنکھ سے بہتا ہے اور اسی دوران بندہ اس آیت کو پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس آنکھ کے پانی کے صدقے سے آگ کو ٹھنڈا کر دے گا۔

گناہوں کا جھڑنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا اقشعر جلد العبد من خشیۃ اللہ تعالیٰ سقطت عنہ ذنوبہ کما تحلت عن الشجرۃ الیابسۃ اور اقھا.

جب اللہ تعالیٰ کی خشیت سے کسی بندے کا جسم کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

آنسو کے پانی کا کمال:

ایک روایت میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو دوزخ سے پہاڑوں کی مثل ایک آگ نکلے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف بڑھے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آگ کو اپنی امت سے روکنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ نہ رکے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو آواز دے کر فرمائیں گے: توبہ کریں، آگ کی طرف متوجہ ہوں کہ اس آگ نے میری امت کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہوا ہے تاکہ ان کو جلا دے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام پانی کا ایک پیالہ لائیں گے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے دیکھیں گے نیز وہ عرض کریں گے:

یارسول اللہ ﷺ! خذ ھذا الماء ورشہ علیھا فاذا رشہ علیھا تطفاء فی الحال:

یارسول اللہ ﷺ! اس پانی کو لیں اور اس آگ پر چھڑکیں۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پانی کو چھڑکیں گے تو آگ اسی وقت بجھ جائے گی۔

نبی کریم ﷺ فرمائیں گے:

یاجبرئیل علیہ السلام ما ھذا الماء لم امثلہ فی اطفاء النار.

اے جبرئیل علیہ السلام یہ کیسا پانی ہے؟ میں نے آگ بجھانے کے لیے اس قسم کا پانی کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جواباً عرض کریں گے:

ذا الادموع امتک الذین یبکون من خشیۃ اللہ تعالی فی الخلوۃ فامر ربی ان آخذہ واحفظہ الی وقت احتیا جک الیہ لتطفی بہ النار التی قصدت امتک.

یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کے آنسو کا پانی ہے جو خلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہیں۔ میرے رب نے حکم دیا کہ میں اس پانی کو لے لوں اور جب آپ اس کو اس کی ضرورت پڑے۔ اس وقت کے لیے محفوظ کرلوں تاکہ آپ اپنی امت کی طرف بڑھنے والی آگ کو اس پانی کے ذریعے بجھاسکیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو:

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حکم خداوندی کے تحت جنت سے باہر تشریف فرما ہوئے تو آپ تین سو سال تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کی وجہ سے آسمان کی طرف سر تک کو نہ اٹھایا۔ جبل ہند پر آپ نے سو سال تک سجدہ کیا اور اس قدر زار وقطار روئے کہ وادی سرندیپ میں آپ کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کا پانی جاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے پانی سے دارصینی اور قرنفل کو اگا دیا۔

پرندوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں کے آنسو کا پانی پیا نیز انہوں نے کہا کہ ہم نے اس سے بہترین پانی آج تک نہیں پیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے سوچا کہ پرندے ان کی لغزش کی وجہ سے نعوذ باللہ ان کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم علیہ السلام

انی لم اخلق شرابا الذل واعظم من ماء عیون العصاۃ

بے شک میں نے عاصی لوگوں کی آنکھوں کے پانی سے بڑھ کر بڑا اور لذیذ ترین پانی پیدا نہیں کیا۔

قبر کی تاریکی کو یاد کر کے رونا:

رباح عبسی نے ایک سیاہ فام غلام چار دینار میں خریدا۔ نہ وہ غلام خود سوتا اور نہ ہی آقا کو چھوڑتا کہ وہ سو جائے۔ جب رباح عبسی پر رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے سیاہ فام غلام سے کہا:

یا غلام لا تنام ولا تدعنا ننام

اے غلام نہ تو خود سوتا ہے اور نہ ہی ہمیں چھوڑتا ہے کہ وہ سو جائیں؟

سیاہ فام غلام نے اپنے آقا کو جواب دیتے ہوئے کہا:

یا مولای اذا جن ظلم اللیل ذکرت ظلمۃ القبر و جھنم فیطیر نومی .فاذا ذکرت الوقوف بین یدی ربی عظم غم قلبی. واذا ذکرت الجنۃ و نعیمھا تضاعفت شوقی یکیف لی بالنومی یا مولای؟

اے میرے آقا! جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو مجھے قبر کی تاریکی اور دوزخ کی تاریکی یاد آ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے میری نیند اڑ جاتی ہے۔ جب میں اپنے رب کے سامنے اپنے کھڑے ہونے کو یاد کرتا ہوں تو میرے دل کا غم بڑھ جاتا ہے اور جب میں جنت اور نعمتوں کو یاد کرتا ہوں تو جنت کیلئے میرا شوق بڑھ جاتا ہے۔

تو اے میرے آقا مجھے نیند کس طرح آسکتی ہے؟

جب رباح عبسی نے یہ باتیں سنیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑے جب اسے ہوش آیا تو اس نے کہا:

یا غلام بشلی لا یصلح أن یملک ذلک' اذھب فانت حر لوجہ اللہ

اے میرے غلام! مجھ جیسے کے اندر یہ صلاحیت نہیں کہ وہ آپ جیسے کا آقا بنے۔ آپ جائیں آج کے بعد میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا ہے۔

طالب علم کا خوف:

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ بستر میں وہ اپنے والد کے ساتھ سوتا تھا۔ ایک رات وہ پریشان رہا اور سو نہ ہو سکا۔ باپ نے اپنے بچہ سے کہا کہ اے میرے بیٹے! کیا تجھے کہیں درد ہے؟

بچہ نے کہا: نہیں ابا جان لیکن کل خمیس کا دن ہے اور یہ وہ دن ہے جس میں میں نے جو کچھ علم حاصل کیا، اس سب کو پیش کیا جائے گا اور میرے استاد محترم ہفتہ بھر کا سبق مجھ سے سبق سنیں گے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی تو استاد محترم مجھے ماردیں گے اور ناراض ہوں گے۔

بیٹے کی یہ بات سن کر باپ چیخ اٹھا اور اپنے سر کے اوپر مٹی ڈالنے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ میں اس خوف کا زیادہ حق دار ہوں کہ جو کچھ دنیا میں مجھ سے گناہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو رحمٰن کے سامنے ایک دن پیش کیا جائے گا تو مجھے اس دن کا زیادہ سے زیادہ خوف رکھنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وعرضوا علی ربک صفاً

''اور سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے۔''

چار چیزوں کو دھونے کیلئے چار چیزیں:

عارف لوگ فرماتے ہیں کہ تم چار چیزوں کو چار چیزوں سے دھولیا کرو:

(۱) اپنے چہروں کو اپنی آنکھوں کے پانی سے،

(۲) اپنی زبانوں کو اللہ کے ذکر سے،

(۳) اور اپنے دلوں کو اپنے اللہ کے خوف سے،

(۴) اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے سے۔

گناہوں کی قسمیں:

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں گناہ دو قسم پر ہے۔ ایک گناہ تیرے اور تیرے اللہ کے درمیان، دوسرا گناہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان۔ پس جو گناہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے پس اس کی توبہ کرنا دل سے استغفار کے ساتھ اور یہ ارادہ کرنا کہ دوبارہ کبھی حرکت نہیں کرے گا لیکن جو گناہ تیرے اور بندوں کے درمیان ہے جب تک تو ان کو راضی نہ کرے گا تو تیری توبہ قبول نہیں ہوگی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٥

جمعۃ المبارک کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون. فاذ قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض و بتغوا من فضل اللہ واذکر اللہ کثیرا لعلکم تفلحون واذرائو تجارۃ اولھون المغفورا الیھا و ترکو قائماً.

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کیلئے اذان دی جائے پس تم اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) کی طرف جلدی کرو اور خرید وفروخت چھوڑ دو تمہارے لیے بھلائی ہے اگر تم جانتے ہو جب نماز مکمل کرلو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو اور اللہ کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ جب وہ لوگ تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں جبکہ تمہیں قیام کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں۔''

شان نزول:

اس آیت کا نشانہ نزول یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اسی دوران دحیہ کلبی شام کی طرف سے واپس آئے اور ان کی آمد پر ڈھول بجایا گیا تاکہ لوگوں کو ان کے آنے کا علم ہو جائے تو اس ڈھول کی آواز سن کر لوگ ان کی طرف دوڑ پڑے اور مسجد میں صرف بارہ (١٢) آدمی موجود تھے۔ نبی

کریم ﷺ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ آدمی بھی چلے جاتے تو سارا میدان آگ سے بھر جاتا۔

اسی سال کے گناہ معاف:

ایک روایت میں ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی یوم الجمعة ثما نین مرة غفرت له ذ نوب ثما نین سنة

جو شخص میری ذات پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اکثروا من الصلوٰة علی یوم الجمعة فا نه یوم مشهود یشهده الملا ئکة وان احد یصلی علی الا عرضت علی صلوة حتی یفرغ منها

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی ایک بھی مجھ پر درود شریف پڑھے تو اس کا درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک کہ وہ بندہ درود شریف پڑھنے سے فارغ نہ ہو۔

جمعہ کس پر واجب؟

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جمعہ اور اس کے درمیان اتنی مسافت ہو کہ جمعۃ المبارک کو ادا کرنے کے بعد اس کیلئے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹنا ممکن ہو۔

ترک جمعہ:

رسول اللہ ﷺ فرماتے جو بغیر کسی تکلیف کے ایک جمع چھوڑ دے تو اس کو ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے اگر اس کے پاس ایک دینار نہ ہو تو اس کو نصف دینار صدقہ کرنا چاہیے جو مسلسل تین جمعے چھوڑ دے اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ اس آدمی پر واجب ہے اس کے اور جمعہ

کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ آدمی نماز کی ادائیگی کے بعد آسانی سے اپنے گھر جا سکے۔

جمعہ کے دن اجر و ثواب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اغتسل یوم الجمعة کفرت ذنوبه و اذا مشی الی الجمعة الله تعالٰی بکل خطرة عبادة عشرین سنة فاذا صلی الجمعة اجر کتب مائتی سنة

جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا، اس کا یہ غسل کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور جب وہ جمعہ پڑھنے کی غرض سے جامع مسجد کی طرف چلتا ہے تو اللہ تعالٰی اسے ہر قدم کے بدلے میں بیس (۲۰) سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا ہے جب وہ جمعہ کی نماز پڑھتا ہے تو اسے دو سو سال کے عمل کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک نماز جمعہ ادا کرنا نفلی حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ہر ماہ چار حج:

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ مسلمانوں کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے کہا:

السلام علیکم یااهل القبور انتم لنا سلف و نحن لکم تبع

اے قبروں والے! تم پر سلام ہو، تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اللہ تعالٰی ہم پر اور تم پر رحم فرمائے۔ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس دوران میں نے قبر سے آواز سنی کہ ایک کہنے والا یہ کلمات کہہ رہا تھا:

اے دنیا والو! تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ تم ہر مہینے چار حج کرتے ہو۔

میں نے کہا: ہم کیسے اس طرح حج کرتے ہیں؟

اس نے کہا کہ اس سے مراد جمعہ ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ جمعہ کا ثواب ایک

مقبول حج کا ثواب ہے؟ کاش کہ ہم بھی تمہاری مساجد کے دروازوں پر چکر لگاتے یہاں تک کہ ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے، تمہارے ذکر اذکار کو سنتے لیکن اے دنیا والو! ہم تمہاری صرف اس بات سے راضی ہیں کہ جب تم ہمارے لیے یہ کہتے ہو۔

رحم اللہ فلانا المتوفی

اللہ تعالیٰ فلاں فوت شدہ پر اپنا رحم فرمائے۔

فرشتوں کی دعاءِ مغفرت:

حضرت ابوعمرو اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبل قاف کے پچھلی طرف ایک سفید قسم کی زمین ہے جس میں کسی قسم کی جڑی بوٹیاں نہیں ہیں گویا کہ وہ چاند کی طرح سفید ہے۔ اس کی وسعت سات دنیا کے برابر ہے جس کا میدان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے اگر کوئی سوئی بھی گر جائے تو وہ انہی فرشتوں پر گرے ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہے جس کی لمبائی چالیس فرسخ کے برابر ہے اور ہر ایک جھنڈے کے اوپر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔ وہ سب فرشتے ہر جمعہ کی رات کو جبل قاف کے اردگرد جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ زاری کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کی سلامتی کیلئے دعا کرتے ہیں جب صبح روشن ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں:

اللّٰھم اغفر لمن اغتسل و حضرا الجمعة فیرفعون اصوا تھم بالبکاء فیقول اللہ تعالی: یا ملا ئکتی ما ذا یریدون؟ فیقولون نرید ان تغفر لا مة محمد ﷺ فیقول اللہ تعالیٰ قد غفرت لھم.

یااللہ! تو ہر اس شخص کو بخش دے جو جمعۃ المبارک کے دن غسل کرے اور نماز جمعہ پڑھنے کیلئے حاضر ہو۔ وہ فرشتے بلند آواز کے ساتھ رونا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: یااللہ! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوتا ہے کہ بے شک میں نے ان کو بخش دیا۔

جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کی بخشش:

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی ایک جانب سفید چاندی کا ایک مینار پیدا کیا ہے۔ اس مینار کی لمبائی پانچ سو سال کی مسافت ہے جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر اذان پڑھتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز جمعہ پڑھانے کیلئے امامت کرتے ہیں جب یہ سب فرشتے نماز جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رب ذوالجلال میں عرض کرتے ہیں: یا اللہ! مجھے اذان دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے موذنین کو ہبہ کرتا ہوں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ مجھے خطبہ دینے سے جو ثواب حاصل ہوا ہے۔ میں روئے زمین پر خطبہ دینے والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو یہ ثواب ہبہ کرتا ہے۔

نماز پڑھنے والے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہمیں نماز جمعہ ادا کرنے سے جو ثواب حاصل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے جتنے روئے زمین پر امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے والے ہیں۔ ہم یہ ثواب ان کو ہبہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! کیا تم میرے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو؟

و عزتی و جلالی قد غفرت الیوم لمن صل من عبادی صلوۃ الجمعة امتثالاً لامری و اقتداء بحبیبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم.

مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میرے بندوں میں سے جس جس نے بھی میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدارء کرتے ہوئے نماز جمعہ ادا کی ہے۔ میں نے آج کی دن ان سب کو بخش دیا ہے۔

سب کام خود بخود ہو گئے:

ایک آدمی نے گدھے کے اوپر گندم رکھی اور اسے چکی کی طرف لے گیا۔ وہ کہتا ہے کہ وہاں جا کر جب میں نے گدھے سے گندم اتاری تو وہ گدھا بھاگ گیا۔ میرا ایک ایسا پڑوسی تھا کہ اس کی اور میری زمین قریب قریب تھی۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ آج پانی کی تمہاری باری ہے لہٰذا اپنی زمین سیراب کر لے ورنہ تجھے پھر اپنی پانی کی باری کا انتظار کرنا پڑے گا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ جمعہ کی نماز میرے نزدیک ہر چیز سے افضل اور پسندیدہ ہے۔ میں نے اپنے کام چھوڑ دیئے اور نماز جمعہ ادا کر لی جب گھر کی طرف واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گندم پس چکی ہے۔ روٹی پک چکی ہے، زمین سیراب ہو چکی ہے اور گدھا بھی واپس گھر پہنچ چکا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ سب کام کس طرح ہو گئے؟

اس نے کہا کہ ہمارا ایک پڑوسی اپنے دانے پسوانے کیلئے چکی پر لے گیا تا کہ وہ گندم کی بوری کا آٹا بنوا کر لائے۔ وہ ایک بوری پسوا کر وہاں سے اٹھا لایا اور اس کا گمان یہ تھا کہ یہ میری ہی بوری ہے جب وہ گھر لایا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تو ہماری بوری تھی چنانچہ میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آئی۔

ہماری زمین پر پڑوسی کی زمین سے پانی آ گیا جس وجہ سے وہ ساری کی ساری سیراب ہو گئی۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں یہ حالت دیکھی تو اپنی تمام دنیاداری کی مصروفیات ترک کر کے عبادات اور طاعات پر ہمیشگی اختیار کر لی۔

فرشتہ کی دعا امت محمدیہ ﷺ کیلئے:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا جو عرش کے نیچے کھڑا ہے اس کے چالیس ہزار سینگ ہیں۔ ایک سینگ سے دوسرے سینگ تک کا درمیانی فاصلہ ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے۔ ہر ایک سینگ پر چالیس ہزار فرشتوں کی صفیں ہیں۔ اس کے

چہرے میں سورج، اس کی گدی پر چانداور اس کے سینے پر ستارے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کرتا ہے اور سجدہ کی حالت میں کہتا ہے:

اللّٰھم اغفرلمن صلی صلٰوۃ الجمعۃ من امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یقول اللہ تعالیٰ یا ملا ئکتی اشھدوا انی قد غفرت لمن صلی صلوۃ الجمعۃ

یااللہ! تو حضرت محمد ﷺ کی امت میں ہر اس شخص کو بخش دے جس نے نماز جمعہ ادا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ہر اس شخص کو بخش دیا جس نے بھی نماز جمعہ ادا کی۔

حکایت:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دو مجوسی بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نے سینتیس (۳۷) اور دوسرے نے پینتیس (۳۵) سال تک آگ کی پوجا کی۔ ایک دفعہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اے میرے بھائی! ہم اتنے اتنے عرصہ سے آگ کی پوجا کر رہے ہیں۔ آپ ذرا میرے ساتھ آئیں۔ ہم آزمائش کرتے ہیں کہ اگر یہ آگ تمام لوگوں کی طرح ہمیں بھی جلا دیتی ہے تو ہم کبھی اس کی پرستش نہیں کریں گے اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم مرتے وقت تک اس کی اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ان دونوں بھائیوں نے آگ جلائی تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا: کیا پہلے آپ آگ میں ہاتھ رکھتے ہیں یا میں رکھوں؟

بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ پہلے تم آگ میں اپنا ہاتھ رکھو۔ آخر کار چھوٹے نے اپنے ہاتھ کو جونہی آگ میں رکھا تو اس نے اپنا کام دکھایا اور اس کے ہاتھ کو جلا دیا۔ اس نے کہا کہ اے آگ تجھ پر افسوس ہے نیز اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچتے ہوئے آگ سے کہا:

یا نار اعبدک منذ کذا و کذا افتؤ ذینی یاظالمۃ

اے آگ! میں اتنے اتنے عرصہ سے تیری عبادت کر رہا ہوں اے ظالم!

کیا تو مجھے بھی اذیت دیتی ہے؟

پھر اس نے اپنے بڑے بھائی سے کہا: اے میرے بھائی جان! آپ آئیں اور ہم اس کی عبادت کرنا ترک کر دیں۔

بڑے بھائی نے کہا کہ میں آگ کی پرستش کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔

چھوٹے بھائی نے آگ کی پوجا کرنا چھوڑ دی اور حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ علیہ کے دروازے پر اپنے بچوں کو لے کر حاضر ہو گیا۔ آپ بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ اس شخص نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔

حضرت مالک بن دینار نے اس شخص پر اور اس کے اہل وعیال پر اسلام کو پیش کیا۔ سارے لوگ فرط مسرت سے رونے لگے۔ (اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں تاکہ میں اپنے ساتھیوں سے آپ کیلئے کوئی مالی امداد جمع کروں۔

اس شخص نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچنا چاہتا ہوں۔

وہ شخص اپنے اہل وعیال کو لے کر وہاں سے چلا گیا اور اس نے شہر کی ویران جگہوں میں سے ایک ویران جگہ تلاش کی۔ اس مقام پر اہل وعیال سمیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول ہو گیا جب صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ آپ بازار کی طرف جائیں کوئی کام تلاش کریں اور کھانے پینے کا کوئی سامان خرید کر لائیں۔ وہ شخص بازار گیا لیکن اسے مزدوری کرنے کیلئے کوئی کام نہ مل سکا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کیوں کام نہ کریں۔ مسجد میں گیا اور رات تک وہاں نمازیں پڑھتا رہا پھر جب گھر لوٹا تو اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔ بیوی نے اس سے کہا کہ کیا کوئی کام آپ کو نہیں مل سکا؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک مزدوری کی ہے اور اس نے کہا کہ آپ کو اس کی اجرت کل ملے گی۔ سب گھر والوں نے بھوکے رات گزار دی۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص بازار کی طرف چلا گیا لیکن آج بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا۔ آج

بھی اس نے کل کی طرح اللہ تعالیٰ کیلئے کام کیا۔ یعنی مسجد میں جا کر نمازیں پڑھتا رہا اور رات کو اپنے گھر کی طرف خالی ہاتھ لوٹ گیا۔ بیوی نے جب اس سے سوال کیا تو اس نے کل والا جواب دے دیا۔ یہ رات بھی انہوں نے بھوک کی حالت میں گزار دی۔

جب صبح ہوئی تو یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اس میں بھی اسے کوئی کام نہ مل سکا تو وہ مسجد کی طرف چلا گیا اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ادا کیں اور اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کیا:

یا رب! بحرمةهذا الدین و بحرمة هذا الیوم ارفع جزن نفقة عیالی عن قلبی وانی استحٰی من عیالی و اخاف علیهم ان یرجعوا الی دین اخی الا کبر لغلبة الجوع علیهم.

اے میرے رب! اس دین کی حرمت کے طفیل، اس دن کی عزت و کرامت کے صدقہ سے میرے دل سے میرے عیال کے نفقہ کے غم کو دور کر دے مجھے اپنے گھر والوں سے حیا آتی ہے اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ شدت بھوک کی وجہ سے کہیں وہ میرے بڑے بھائی کے دین کی طرف دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔

ظہر کے وقت ہی ایک شخص اس ویرانے کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص کی بیوی باہر نکلی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک حسین و جمیل چہرے والے شخص نے سونے کا ایک طبق اٹھایا ہوا ہے اور اسے رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا ہے۔ آنے والے شخص نے وہ طبق اس کی بیوی کو دیتے ہوئے یہ کہا:

خذی هذا و قولی لزوجک، هذا اجرة عملک الله تعالیٰ یوم الجمعة فان العمل القلیل فی هذا الیوم کثیر عند الله اجره.

تو اس کو لے لے اور اپنے شوہر سے کہنا کہ یہ تیرے جمعہ والے دن اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرنے کی اجرت ہے کیونکہ جمعہ کا دن وہ ہے کہ جس میں عمل قلیل کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔ جب اس نے وہ طبق لے لیا اور اس سے رومال کو ایک طرف کیا تو کیا دیکھتی ہے کہ اس میں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے ہیں۔

اس عورت نے ان میں سے ایک دینار کو لیا اور صراف کے پاس لے گئی جب صراف نے اس کا وزن کیا تو اس کا وزن دنیا کے دینار سے کہیں زیادہ تھا بلکہ اس ایک دینار کا سونا دنیا کے دو دیناروں کے سونے کے برابر تھا۔

جب صرف نے اس دینار کے نقوش کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ دنیا کا دینار نہیں ہے۔ صراف نے خاتون سے کہا کہ یہ دینار آپ کہاں سے لائی ہیں تو اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ صراف نے کہا کہ آپ مجھ پر بھی اسلام پیش کریں۔ اس خاتون نے صراف پر جونہی اسلام پیش کیا۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور اسے دنیا کے سونے کے دیناروں میں سے ایک ہزار دینار دیئے۔ جب وہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تو خالی ہاتھ گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس نے اپنے رومال میں تھوڑی سی مٹی رکھ لی اور اپنے دل میں کہنے لگا اگر جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے کھانے کی خوشبو محسوس کی۔ اپنا رومال دروازے کے پاس رکھا تا کہ اسے پتہ نہ لگے پھر جو کچھ اس نے گھر کے اندر دیکھا اپنی بیوی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے سارا قصہ بیان کیا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ ملنے کی وجہ سے سجدہ ریز ہو گیا اور رب ذوالجلال کا شکرادا کیا۔

بیوی نے اس سے کہا کہ تو رومال میں کیا لایا ہے؟ اس شخص نے اسے کہا کہ تو اس کے بارے میں نہ پوچھ جب اس نے رومال کو کھولا تو وہ مٹی نماز جمعہ کی حرمت وعزت کے صدقے سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے آٹا بن چکی تھی۔ اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔

انبیاء کے عبادت کے دن:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کے پہاڑ کی طرف گئے۔ آپ نے ایک ایسی قوم دیکھی جو کوشش اور محنت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی جب آپ نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کی امت کے لوگ ہیں۔ ہم اس مقام پر ستر برس سے محنت اور کوشش کے ساتھ اللہ

تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ ہمارا لباس صبر کا لباس ہے۔ زمین کی جڑی بوٹیاں ہمارا طعام ہیں۔ بارش کا پانی ہمارے پینے کیلئے ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لوگوں کی اس طرح عبادت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

یاموسیٰ ! لامة محمد صلی اللہ علیه و آله وسلم یوم فیه رکعتان خیر من هذا کله فقال یا رب ای یوم هو؟ قال یوم الجمعة.

اے موسیٰ علیہ السلام ! میرے حبیب حضرت محمد ﷺ کی امت کیلئے ایک دن ایسا ہے کہ جس میں ان کی صرف دو رکعتیں اس سے بہتر ہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب ! وہ کون سا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام !

یوم السبت لک، و یوم الاحد لعیسی علیہ السلام و الا ثنین للخلیل ابراهیم علیہ السلام والثلا ثاء لزکریا علیه السلام والا ربعاء لیحیی علیہ السلام والخمیس لآدم علیہ السلام و الجمعة لمحمد صلی اللہ و آله وسلم فتعجب موسیٰ علیہ السلام من فضل هذه الامة.

ہفتہ کا دن آپ کیلئے ہے۔ اتوار کا دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے، سوموار کا دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے، منگل کا دن حضرت زکریا علیہ السلام کیلئے، بدھ کا دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کیلئے۔ خمیس کا دن حضرت آدم علیہ السلام کیلئے اور جمعہ کا دن حضرت محمد ﷺ کیلئے ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس امت کی فضیلت پر تعجب فرمانے لگے۔

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کی ہتھیلی مبارک میں سفید قسم کا آئینہ تھا اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ آپ کا رب اس کو آپ پر پیش کرتا ہے تاکہ یہ آپ کیلئے عید بن جائے اور آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد آپ کی امت کیلئے عید بنے۔ اس آئینہ کے درمیان میں ایک نقطہ

تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا کہ یہ نقطہ کیا ہے؟ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ چوبیس (۲۴) گھنٹے کے اندر ایک ساعت ہے جو شخص اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور جمعہ دنوں کا سردار دن ہے۔

جمعہ کے دن فرشتوں کا زمین پر آنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اذا کان یوم الجمعة یبعث اللہ تعالیٰ الملا ئکة علی وجه الارض و فی ایدیهم اقلام من ذهب و قراطیس من فضة یقضون علی ابواب المساجد و یکتبون اسم من فخل المسجد و صلی الجمعة فاذا فرغوا من الصلوٰة یرجعون الی المساء فیقولون یا ربنا کتبنا اسم من دخل المسجد و صلی الجمعة فیقول اللہ تعالیٰ یا ملا ئکتی و عزتی و جلالی انیقد غفرت لهم وماعلیهم شئی من ذنو بهم.

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ روئے زمین پر فرشتوں کو بھیجتا ہے ان کے ساتھ ہاتھ میں سونے کے قلم اور چاندی کے رجسٹر ہوتے ہیں۔ مساجد کے دروازے پر آکر وہ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے کا نام لکھتے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ آسمان کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم نے مسجد میں داخل ہونے والے اور نماز جمعہ ادا کرنے والے ہر ایک شخص کا نام لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اب ان پر گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔

جمعہ کیلئے جلدی جانے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص پہلی ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے آیا۔ اسے اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملے گا۔

جو تیسری گھڑی میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں حاضر ہوا۔ اسے ایک مینڈھا صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ جو شخص چوتھی ساعت میں نماز جمعہ کی غرض سے آیا اسے ایک مرغی صدقہ کرنے سے برابر ثواب ملے گا۔

جو پانچویں ساعت میں نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے آیا اسے ایک انڈہ صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

جب امام خطبہ دینے کیلئے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو رجسٹر لپیٹ لیے جاتے ہیں۔ قلمیں اٹھالی جاتی ہیں، سب فرشتے منبر کے پاس کھڑے ہو کر امام کا خطبہ سنتے ہیں جو شخص اس کے بعد آیا تو وہ صرف نماز کا حق ادا کرنے کیلئے آیا اور جس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں آنے والا اس سے محروم رہتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ میں اپنی عبادت کی قبولیت کے اعتبار سے جمعہ کی نماز کیلئے جلدی آنے کا لحاظ سے ہیں۔

علماء کا فرمان ہے کہ اسلام میں جو سب سے پہلی جو بدعت اعجاز ہوئی وہ تھی:

جمعتہ المبارک کی طرف جلدی آنے کا ترک۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ بے شک فرشتے اس بندے کے بارے میں مشتغل ہو جاتے ہیں جو جمعہ کے دن اس کے وقت مؤخر ہو جائے اور وہ کہتے ہیں:

یا اللہ! تم اگر وہ بندہ فقر کی وجہ سے مؤخر ہوا ہے تو اسے غنی کر دے اگر مرض کی وجہ سے ہوا ہے تو اسے شفا عطا فرما اگر کسی اور مصروفیت کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کو اپنی عبادت کیلئے فراغت عطا فرما اگر وہ کسی لھو کی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہے تو اس کے دل کو یہ توفیق عطا فرما کہ وہ تیری طاعت کی طرف متوجہ ہو۔

پہلے زمانہ میں طریقہ کار یہ تھا فجر کے بعد ہی مسجدیں لوگوں سے بھر جاتی تھیں بلکہ لوگ آنے کیلئے چراغ استعمال کرتے تھے اور عید کے دنوں کی طرح جامع مسجد میں بھیڑ ہوتی تھی یہاں تک کہ اب وہ چیز منقطع ہو چکی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٦

دوزخ کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا و قودھا الناس والحجارۃ علیھا ملا ئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور اس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو سخت دل کے مالک ہیں اور وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔''

درود بکثرت پڑھنے پر حوض کوثر:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

روی عن النبی ﷺ انہ قال لیردون علی حوضی یوم القماۃ اعرفھم الا بکثرۃ صلوتھم علی

میرے حوض پر قیامت کے دن ایسی قومیں آئیں گی میں صرف ان درود پاک کی کثرت سے پہچانو گا۔

اللہ کے خوف سے رونا:

حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اگر انسان اللہ کے خوف کی وجہ سے روئے یہاں تک کہ اس کے آنسو نکل آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے آنسو کے بدلے میں ایک ایسا

درخت جنت میں پیدا کرتا ہے جس کا نام ''شجرۃ السعادۃ'' ہے جب اس کے اوپر خوف اور غم کی ہوا چلتی ہے اور اس سے وامحمدہ کی ہوا چلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس ہوا کو حضور نبی کریم ﷺ کی قبر کی طرف پھیر دیتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کی حالت دیکھ کر روتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے آنسو کے بدلے میں شجرۃ الشفاء کا درخت پیدا کرتا ہے جب نبوت اور رسالت کی ہوا اس پر چلتی ہے تو اس سے وامتاہ کی آواز نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس آواز کو آسمانوں تک پہنچاتا ہے تو یہ آواز سن کر فرشتے سجدہ کرتے ہیں، روتے ہیں اور ان کی زبانوں سے بھی یہی کلمہ جاری ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے رونے کی وجہ سے پوچھتا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی امت کے رونے کی وجہ سے رو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ جو آدمی بھی میرے محبوب کی امت میں سے میرے خوف کی وجہ سے رویا میں نے اس کو بخش دیا۔

حکایت:

حضرت زکریا علیہ السلام جب وعظ و نصیحت کرنے کیلئے بیٹھتے تو وہ پہلے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ لیتے جب آپ کو آپ کو صاحبزادے حضرت یحییٰ علیہ السلام نظر نہ آتے تو پھر آپ عذاب والی آیات کا ذکر کرتے اور جب آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھ لیتے تو ان پر شفقت اور مہربانی کرتے ہوئے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر نہ کرتے کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دوزخ کا ذکر نہیں سن سکتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام وعظ و نصیحت کیلئے بیٹھے تو آپ نے پوری قوم کو دیکھ لیا لیکن لوگوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے آپ اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے کوٹ کے ساتھ اپنا سر لپیٹے ہوئے لوگوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے عذاب پر مشتمل آیات کا ذکر کیا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذکر فرمایا کہ دوزخ میں

سکران نامی ایک پہاڑ ہے اور اس کی بنیادوں میں غضبان نامی وادی ہے۔ جس کو رحمٰن کے غضب سے پیدا کیا گیا ہے اور اس وادی میں آگ کے گہرے کنوئیں ہیں جن میں سے ہر ایک کنوئیں کی گہرائی دو سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کنوؤں میں آگ کے بنے ہوئے تو ابیت ہیں اور ان تو ابیت میں بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سنا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے:

آہ من السکران آہ من الغضبان

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ اٹھے اور اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قدموں کے نشان پر چلتے ہوئے باہر تشریف لے گئے لیکن ان دونوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نہ پایا۔ ان دونوں نے ایک چرواہے کو دیکھا اور اس سے کہا: کیا تو نے اس اس طرح کا نوجوان دیکھا ہے؟

چرواہے نے کہا کہ شاید آپ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہے ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ "ہاں"۔

چرواہے نے کہا کہ میں اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور وہ یہ کہہ رہے تھے:

لا اطعم طعاما ولا اشرب شرابا حتی اعلم أ منزلی فی الجنة ام فی النار؟

میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ میں کچھ پیوں گا جب تک کہ مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ کیا میرا ٹھکانہ جنت میں ہے یا دوزخ میں؟

حضرت زکریا علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ واقعی یہی آواز لگا رہے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں تجھے اپنے اس حق کا واسطہ دیتی ہوں کہ میں نے تجھے اتنا عرصہ تک اپنے پیٹ میں رکھا اور اتنا عرصہ اپنی چھاتی پر تجھے دودھ پلایا۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوں اور ہمارے ساتھ گھر کی طرف چلیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کی طرف آئے اور اپنے والدین کے ساتھ گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ ایک حاجت ہے۔ وہ یہ کہ آپ اپنا یہ کوٹ اتار کر یہ جبہ پہن لیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس طرح کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدی ماجدہ نے اپنے بیٹے کیلئے مسور کی دال کا شوربہ پکایا۔ آپ نے اسے کھایا۔ اسی دوران آپ کو نیند آ رہی تھی چنانچہ آپ سو گئے نیند کی حالت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو یہ ندا دی گئی۔ اے یحییٰ علیہ السلام! آپ نے میرے دار سے بہتر دار پالیا ہے اور میرے جوار سے بہتر جوار پالیا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام پریشانی کی حالت میں روتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرا کوٹ مجھے واپس کر دو اور تم اپنا جبہ مجھ سے لے لو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ بے شک تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے بیٹے کو چھوڑ دو تاکہ وہ اپنے لیے جو چاہے عمل کرے تاکہ وہ دوزخ سے نجات حاصل کریں جب ان کی عبادت بہت بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک میں تم پر دوزخ کی آگ حرام کر دیا ہے پھر ان کے دل مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مزید اضافہ کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

فاستجبنا له ووهبنا له يحيى واصلحنا له زوجه ط انهم كانوا يسارعون فى الخيرات ويدعوننا رغنا ورهبا ط وكانوا النا خاشعين.

''تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا فرمایا اور اس کیلئے اس کی بی بی سنواری۔ بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔''

دوزخ کی آگ:

ایک حدیث شریف میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو دوزخ کے خازن مالک کے پاس

بھیجا کہ ان سے ایک کھجور کی مقدار آگ لا کر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو دیں تا کہ وہ اس کے ساتھ کھانا پکا سکیں۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! آپ کو کتنی مقدار آگ چاہیے؟ حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کھجور کی مقدار۔

مالک خازن دوزخ نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! اگر میں تجھے ایک کھجور کے برابر آگ دے دوں تو اس کی گرمی سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں جل جائیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ چلو آدمی کھجور کے برابر دے دیں۔ تو مالک نے کہا کہ جتنی مقدار آپ چاہتے ہیں اگر وہ آپ کو دے دی جائے تو آسمان سے ایک قطرہ بھی نہ برسے گا اور نہ ہی زمین سے کوئی سبزہ اگے گا۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! میں دوزخ کی آگ میں سے کتنی مقدار لوں؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! ایک ذرہ مقدار آگ لے لیں۔ حضرت سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے ایک ذرہ کے برابر دوزخ کی آگ لی اور اسے جنت کی ستر (۷۰) نہروں میں ستر (۷۰) مرتبہ دھویا پھر اسے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لائے۔ آپ نے اسے ایک بلند و بالا پہاڑ پر رکھا۔ اس کے رکھنے سے وہ پہاڑ پگھل گیا اور دوزخ کی آگ کا ذرہ اپنی جگہ میں چلا گیا جبکہ اس کا دھواں آج تک پہاڑوں میں موجود ہے۔ یہ دنیا کی آگ جو ہے اس ذرے کے دھواں کی ہے۔ اے بھائیو! عبرت حاصل کرو۔

جہنم کا سب سے کم عذاب:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دوزخیوں کو جو چھوٹے سے چھوٹا عذاب ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو عذاب میں مبتلا کیا جائے اور اس آدمی کیلئے دو جوتیاں ہو گئیں اور ان جوتیوں کی وجہ سے بندے کا دماغ کھولے گا جس طرح کوئی دیگ چولہے کے اوپر موجود ہے اور اس سے بھی آگ کے شعلے نکلیں گے اور آدمی کی

انتڑیوں اس کے پاؤں سے نکلیں گی اور وہ محسوس کرے گا کہ یہ سخت ترین عذاب ہے حالانکہ یہ دوزخ کا سب سے کم عذاب ہوگا۔

جہنم کا خوف:

منصور بن عمار سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اندھیری رات کوکوفے کی گلیوں میں گھومتا تھا اچانک ہی ایک مکان سے ایک آواز دی کہ کوئی کہتا تھا: اے میرے پرودگار! مجھے تیری عزت وجلال کی قسم! تو میرے گناہوں کی طرف نہ دیکھ اور اپنی رحمت کے صدقے میرے گناہوں کو بخش دے اور میری یہ دعا قبول کر اگر تو میری دعا قبول نہ کرے گا تو میرا کیا حال ہوگا جب میں نے یہ آواز سنی تو یہ آیت پڑھی:

یا یھا الذین امنو قو انفسکم

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو بچاؤ۔''

پھر میں نے ایک اور آواز اور حرکت سنی اس کے بعد وہ حرکت ٹھہر گئی اور زندگی میں کوئی نشانی نہ پائی جب صبح ہوئی پس میں گزرا اور اسی راستے جس راستے سے آیا تھا میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس مکان میں رو رہے ہیں اور ایک بڑھیا مردے کی ماں تھی اور وہ کہہ رہی تھی: اے اللہ! میرے بیٹے کے قاتل کو جزائے خیر نہ دے اور وہ وہی ہے جس نے عذاب کی آیت پڑھی تھی اور وہ محراب میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا تھا۔ پس جب اس نے یہ آیت سنی اس کے دل نے برداشت نہ کی حتی کہ وہ چیخا اور بے ہوش ہو کر مر گیا۔ پس جب میں نے اسے اس رات بلند مقام پر دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ وہ معاملہ کیا ہے جو احد اور بدر کے شہیدوں کے ساتھ کیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کس طرح ہوا؟ وہ لوگ تو کفار کی تلواروں سے مارے گئے اور میں بادشاہ غفار کی تلوار سے مارا گیا۔

جہنم کے سانپ اور بچھو:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان فی النار حیات و عقارب مثل اعناق الابل فتلسع احدکم

لسعة يجد حرارتها اربعين خريفا.

بے شک دوزخ میں اونٹ کی گردن کی طرح سانپ اور بچھو ہیں جب وہ تم میں سے کسی ایک کو ڈسیں گے تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی حررت کو محسوس کرے گا۔

حکایت:

ایک بزرگ نہر کے کنارے چل رہے تھے کہ آپ نے ایک بچے کو نہر کے پانی سے وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ جو اس حال میں رو رہا تھا۔ بزرگ نے کہا کہ اے بچہ! تجھے کس چیز نے رلایا؟ بچے نے کہا کہ میں نے قرآن مجید پڑھا یہاں تک کہ دوران تلاوت یہ آیت کریمہ آ گئی:

یا یھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

﴿التحریم ۶﴾

بچہ نے کہا کہ یہ آیت کریمہ پڑھ کر خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے نہ آگ میں ڈال دے۔ بزرگ نے کہا کہ اے بچے! تو معصوم ہے تو خوف نہ کر یقیناً تو آپ کا مستحق نہیں ہوگا۔

بچے نے عرض کیا: اے بزرگ! آپ تو عقل مند ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جب لوگ اپنی ضرورت کیلئے دنیا کی آگ جلاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ چھوٹی لکڑیاں رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں رکھتے ہیں، بزرگ زار و قطار رونے لگا اور فرمایا کہ بچہ ہم سے دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ خوف رکھتا ہے۔ پتہ نہیں ہمارا کیا حال ہوگا؟

اے انسان! تو روتا کیوں نہیں ہے؟ حالانکہ تیرا نفس آگ کے پاس بطور رہن رکھا ہوا ہے۔ موت تیرے کندھوں پر سوار ہے، قبر تیری منزل ہے، قیامت تیرا مؤقف ہے، دشمن قوی ہیں، قاضی جبار ہے، منادی جبرئیل علیہ السلام ہیں، قید خانہ جہنم ہیں، دوزخ کے داروغ زبانیہ ہیں۔

تیری حالت یہ ہے کہ تو سورج کی تپش کو برداشت نہیں کر سکتا، تو تو سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے پر کیسے صبر کرے گا؟

جہنم کی گہرائی:

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج کو ایک آواز سنائی دی۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ آواز کیا ہے؟ کہا کہ جہنم میں ستر (۷۰) برس پہلے پتھر گرایا گیا ہے اور اب وہ جہنم میں پہنچا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس ہم نے ایک ڈرونی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول، جانتا ہے۔ فرمایا کہ ستر (۷۰) برس پہلے جہنم میں پتھر ڈالا گیا ہے اور اب وہ قعر جہنم میں پہنچا ہے۔

بیوی کے گناہوں کا وبال:

ایک عابد نے کافی مدت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک دن اس نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: اے میرے رب! تو میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ رحمٰن کی جانب سے ایک منادی نے ندا دی: اے ملعون! مت بول، تیری عبادت مُردود ہے۔ عابد نے کہا کہ اے میرے رب! کس وجہ سے؟

منادی نے کہا کہ تیری بیوی نے میرے حکم کے خلاف ایک کام کیا اور تو اپنی بیوی سے راضی ہے۔ عابد گھر آیا اور اپنی بیوی سے اسی حالت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں لہو ولعب کی مجلس میں گئی اور میں نے وہاں جا کر لہو ولعب کی باتیں سنی ہیں اور نماز کو میں نے چھوڑ دیا۔

عابد نے کہا کہ تجھے میری طرف سے آواز دی ہے۔ میں تجھے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قبول نہیں کروں گا۔

عابد نے اپنی بیوی کو آزاد کیا۔ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے سر اور ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھایا اور عرض کیا: یا اللہ! میری اس عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔ اب ندا دی گئی کہ بے شک میں نے تیری اطاعت کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

ریاکار قاری:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تعوذوا باللہ من جب الحزن قیل یارسول اللہ ﷺ و ماجب الحزن؟ قال وادفی جھنم تتعوذ جھنم منه کل یوم سبعین مرۃ اعدہ اللہ تعالیٰ للقراء المرائین.

تم غم کے کنواں سے پناہ مانگو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم ہر دن میں ستر (۷۰) مرتبہ پناہ طلب کرتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ریاکار قاریوں کیلئے تیار کیا ہے۔

مالک خازن دوزخ اور اسکے کارندے:

حضرت منصور ابن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مالک کو جہنم کا زن ہے۔ دوزخیوں کی تعداد کے برابر اس کے ہاتھ ہیں۔ اس کے ہر پاؤں کے ساتھ ایک ہاتھ ہے جس کے ساتھ وہ اٹھاتا، بٹھاتا اور زنجیروں کو باندھتا ہے جب وہ جہنم کی طرف دیکھتا تو ہے تو بعض اس مالک کے خوف سے کھائے جاتے ہیں۔

بسم اللہ شریف کے حروف انیس ہیں اور زبانیہ کی تعداد بھی اسی طرح ہے۔ (یعنی انیس) ان میں سے ایک مالک خازن نار اور باقی اٹھارہ بھی اس کی مثل ہیں۔

زبانیہ کے معنی: زبانیہ ان فرشتوں کو کہتے ہیں جو گنہگاروں کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جائیں گی۔

ان فرشتوں کو زبانیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں کے ساتھ بھی اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک اپنے ایک ہاتھ کے ساتھ دس ہزار کافروں کو پکڑ لے گا اور دس ہزار کفار کو دوسرے ہاتھ کے ساتھ، دس ہزار کافر اپنے ایک گاؤں کے ساتھ اور اسی طرح دس ہزار کافر اپنے دوسرے پاؤں کے ساتھ پکڑ لے گا۔ چنانچہ وہ ایک ہی دفعہ چالیس ہزار کافروں کو عذاب دے گا۔ اس سے اندازہ کریں کہ وہ کتنی قوت اور شدت والے ہیں۔

ان انیس فرشتوں کے ماتحت بے شمار فرشتے ہیں جن کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ان کی آنکھیں اچکنے والی بجلی کی طرح، ان کے دانت گائے کے سینگوں کی سفیدی کی طرح، ان کے ہونٹ ان کے پاؤں تک لٹکے ہوئے ہیں، ان کے منہ سے دوزخ کی آگ کے شعلے نکلتے ہیں، ان کے ایک کندھے دوسرے کندھے کا فاصلہ ایک سال کی مسافت کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہربانی اور نرمی کو ذرہ برابر بھی پیدا نہیں کیا۔

ان میں سے ہر ایک جہنم کے سمندر میں چالیس سال اپنے آپ کو جھکائے رکھتا ہے لیکن دوزخ کی آگ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس لیے کہ ان کے نور کی گرمی دوزخ کی آگ کی گرمی سے زیادہ ہے۔

ہم دوزخ کی آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

دوزخ میں ڈالنے کا حکم:

مالک خازن جہنم زبانیہ سے کہتا ہے کہ ان دوزخیوں کو جہنم میں گرا دو تو وہ ان سب لوگوں کو دوزخ میں گرا دیتے ہیں جب انہیں دوزخ میں ڈالا جاتا ہے تو سب اجتماعی طور پر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔

مالک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم کے رب نے شاید اس لیے مجھے ان کو ڈالنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرشتے ان کو پکڑ لیں گے۔

ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جن کو ان کے قدموں سے پکڑا جائے گا، ان میں سے بعض کو گھٹنوں سے پکڑا جائے گا، ان میں سے بعض کو پیٹھ سے پکڑا جائے گا، ان میں سے بعض کو ان کے حلق سے پکڑا جائے گا، جب آگ ان کے چہروں کو گھیرنے لگے گی تو مالک کہے گا:

اے آگ! ان کے چہروں کو نہ جلا کیونکہ انہوں نے عرصہ دراز تک رحمان کیلئے سجدہ کیا تھا اور ان کے دلوں کو نہ جلا کیونکہ کافی عرصہ تک انہوں نے ماہ رمضان کی شدت کی وجہ سے پیاس کو برداشت کیا تھا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٧

توبہ کا بیان

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

یا یھا الذین آمنو اتوبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیا تکم وید خلکم جنت تجری من تحتھا الانھر. یوم لا یخزی اللہ البنی والذین امنوا معہ نور ھم یسعی بین ایدیھم و با یما نھم یقولون ربنا ا تمم لنا نور نا و اغفرلنا انک علی کل شئی قدیر.

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے توبہ کرو، (توبۃ نصوحا) یعنی خالص توبہ کرو، عنقریب تمہارا رب تمہاری برائیوں کو معاف کرے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اللہ تعالٰی اس دن رسواء نہ کرے گا اپنے نبی کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے، اس کا نور اس کے داہنے اور اس کے آگے دوڑتا ہوگا وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل کر اور بخش بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

توبہ کیلئے آٹھ چیزیں:

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنا مثل کپڑے کے اوپر صابن کو ہونا کہا گیا۔ توبہ آٹھ (۸) چیزوں سے پوری ہوتی ہے۔ (۱) گناہ پر شرمندہ ہونا، (۲) فرائض کا ادا کرنا، (۳) مظالم کا پھیرنا، (۴) رہائی طلب کرنا،

(۵) دشمنوں سے اس بات کا عزم کرنا کہ وہ دوسری بار گناہ کی طرف نہ لوٹیں، (۶) اپنے نفس کی پرورش کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت جیسا کہ تو نے اس کی معصیت میں پرورش کی، (۷) نفس کو طاعت کی تلخی چکھانی جیسا کہ تو نے معاصی کی شیرینی چکھائی، (۸) اور کھانا پینا درست کرنا، یعنی حلال کھانا پینا۔

تائب کون ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کون آدمی تائب ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے توبہ کی اور علم نہ سیکھا وہ تائب نہیں اور جس نے توبہ کی اور عبادت میں زیادتی نہ کی وہ تائب نہیں۔ جس نے توبہ کی اور اپنے لباس اور زینب کو نہ بدلا پس وہ تائب نہیں۔ پس جس نے توبہ کی اور اپنے دوستوں کو نہ بدلہ وہ تائب نہیں جس نے توبہ کی اور اپنی عادت کو نہ بدلا وہ تائب نہیں جس نے توبہ کی اور اپنے رہنے سہنے میں تبدیلی نہ کی وہ تائب نہیں اور جس نے توبہ کی اور صدقہ نہ کیا (یعنی جو اس کی ضرورت سے زیادہ چیز ہے اس کا صدقہ نہ کیا) وہ تائب نہیں۔ پس جب یہ تمام عادتیں بندے میں نہ ہو تو وہ تائب ہے۔

اللہ کا دوست:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ گناہ سے ڈرتا ہو اور گناہوں سے باز نہ رہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور وہ تائب نہیں اور اگر بندہ کوئی کہے کہ میں جنت کا مشتاق ہوں اور عمل نہ کرے تو وہ بھی جھوٹا ہے تائب نہیں اور اگر بندہ کوئی کہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور ان کی سنت کی پیروی نہ کرے تو وہ بھی جھوٹا ہے اور اگر کوئی کہے کہ میں حور کا مشتاق ہوں اور اس کا مہر آگے نہ بھیجے تو وہ بھی جھوٹا ہے اور تائب نہیں۔ اس لیے توبہ کرنے والا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان اللہ یحب التوابین.

"بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

سچی توبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبہ نصوح (یعنی سچی توبہ) ماضی کے گناہوں پر شرمندگی ہے۔ اس کام کو چھوڑنا اور ارادہ کرنا کہ دوبارہ وہ کام نہیں کروں گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ ان لوگوں کیلئے ہے جو جہالت سے گناہ کرتے ہیں اور پھر توبہ کرتے ہیں پس وہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

روح قبض ہونے تک توبہ قبول کرتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ روح قبض ہونے تک توبہ بندہ کی قبول کرتا ہے اور بندہ کی جب روح حلق میں آجائے اور موت قریب ہو اگرچہ آخرت کے احوال کا معائنہ نہ کیا جائے تو اس وقت تک توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور اس وقت مسوفین اور منافقین کی توبہ قبول نہیں ہوتی جس طرح کافروں کا ایمان مایوس کن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ایمان کے بارے میں فرمایا:

و لیس التوبة للذین یعملون السیات انما به

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو شرک کرتے ہیں باقی سب گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اگر بندہ اس پر توبہ کرے اور اصرار نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو کفر کی حالت میں مر جائے یا وہ لوگ جو قبر یا حشر میں ایمان لائیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ صاحب کشاف نے کہا کہ اس آیت کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو مسوفین توبہ ہیں اور ان لوگوں پر بھی جن کو حالت کفر میں موت آگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسوفین اور مسوف وہ ہیں جو کہتا ہے عنقریب توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے گناہ کیے اور ہمیشہ کرتا ہے اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے۔

توبہ کرنے پر ایک سال کی عبادت کا ثواب:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر دن کے بدلے جو اس نے فسق میں گزارا، ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور اس کو ایک شہید کا ثواب عطا کرتا ہے اور قیامت کے دن اس کو اعلیٰ تاج پہنائے جائیں گے اور اس کیلئے اس کی قبر میں جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے دائیں طرف اور ایک بائیں طرف اور ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا کرے گا اور وہ فرشتے اس کو جنت کی خوشخبری دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک توبہ کرنے والا جوان مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی قبروں سے چالیس (۴۰) برس کا عذاب اٹھا دیتا ہے، اس کی عزت کی وجہ سے۔

کریم کا معاف کرنا:

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک دن فرمایا:

یا کریم العفو ''اے معاف کرنے والے کریم!''

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

اتدری ما کرم عفوہ؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ معاف کرنے والے کا کرم کیا ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ نہیں!

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

اذا عفا عن عبدلم یرض یذلک حتی یبدل سیئا تہ حسنات.

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو معاف کرتا ہے تو وہ اس سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل نہ کردے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات ط و کان غفورا رحیما.

''مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حکایت:

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اوقات میں سے کسی وقت میں مدینہ طیبہ کی گلی میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کے سامنے ایک ایسا نوجوان آ گیا جس نے اپنے کپڑے کے نیچے کوئی چیز اٹھائی ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

ایھا الشاب ما الذی تحمل تحت ثیابک؟

اے نوجوان! یہ کیا ہے جو تو نے اپنے کپڑے کے نیچے اٹھا رکھا ہے؟

اس نوجوان نے شراب اٹھا رکھی تھی۔ لیکن اس نوجوان کو حیا آئی کہ وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہے کہ یہ شراب ہے۔ نوجوان نے اپنے دل میں کہا:

الٰھی ان لم تخجلنی عند عمر رضی اللہ عنہ ولم تفضحی و سترتنی عندہ فلا اشرب الخمر ابدا.

یا اللہ! اگر تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ کرے اور اس کے سامنے میرا پردہ رکھ لے (تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں) کہ میں کبھی بھی شراب نہیں پیوں گا۔

نوجوان نے کہا: یا امیر المومنین! **الذی احملہ خل.**

اے امیر المومنین! جو چیز میں نے اٹھا رکھی' یہ سرکہ ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ارنی حتی اراہ فکشفھا بین یدیہ فرآھا عمر وقد صارت خلا نقیعا

مجھے دکھاؤ تاکہ میں دیکھوں۔ نوجوان نے ان کے سامنے اس چیز سے پردہ ہٹایا

جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس چیز کو دیکھا تو وہ خالص سرکہ بن چکی تھی۔

مصنف کتاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فاعتبروا ایھا الاخوان حیث ان مخلوقا تاب من خوف عمر و ھو ایضا مخلوق، فبدل اللہ خمر بالخل.

فلو تاب العاصی المفلس المذنب عن الاعمال الفاسدۃ خوفا من اللہ تعالیٰ لبدل اللہ تعالیٰ خمر سیئاتہ بخل الطاعات لا یکون عجبًا من لطفہ و کرمہ.

اے بھائیو! عبرت حاصل کرو۔ اس طرح کہ ایک مخلوق حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خوف سے توبہ کرے حالانکہ وہ بھی مخلوق ہیں تو اللہ تعالیٰ نوجوان کی شراب کو سرکہ سے بدل دیتا ہے۔

پس اگر ایک مفلس گناہگار اپنے اعمال فاسدہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے تو وہ یقیناً اس گناہگار بندے کے گناہوں کی شراب کو طاعات کے سرکہ کے ساتھ تبدیل فرمادے گا اور یہ بات اس کے لطف و کرم سے کوئی عجیب تر بھی نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنٰت ط وکان اللہ غفورا رحیما.

"تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے آکر عرض کیا:

اخطات یا رسول اللہ ﷺ فما الحیلۃ؟

یارسول اللہ ﷺ! خطا ہوگئی (اس کی معافی کا) کیا حیلہ ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

التوبۃ فان التوبۃ تغسل الحوبۃ.

(گناہ کو ختم کرنے کا حیلہ) توبہ ہے کیونکہ توبہ گناہ کو دھو ڈالتی ہے۔

رحیم وکریم رب:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ زاروقطار رو رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مایبکیک یاعمر رضی اللہ عنہ ؟

اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟

فقال عمر رضی اللہ عنہ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**! ان فی الباب شابا وقد احرق فوادی بکاہ.**

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دروازے میں ایک نوجوان ہے جس کے رونے نے میرے دل کو جلا دیا۔

فقال علیہ الصلوٰۃ والاسلام ادخلہ علی.

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ شخص رو رہا تھا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا:

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے میرے گناہوں کی کثرت نے رلا دیا اور مجھے جبار کا خوف ہے کہ وہ مجھ پر غضبناک ہوگا۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تو نے شرک کیا ہے؟

اس نے جواباً عرض کیا: ''نہیں''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے کسی انسان کو ناحق قتل کیا ہے؟

اس نے کہا ''نہیں''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے گا

اگرچہ وہ سات زمینوں اور سات آسمانوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیرے گناہ کرسی سے بڑے ہیں؟

اس نے کہا: میرے گناہ اس سے عظیم ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے گناہ بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ یعنی رب ذوالجلال کی رحمت اور بخشش۔

اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ عظیم وجلیل رب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے حیا آتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے شرم نہ کرو بلکہ اپنا ایک گناہ مجھے بتاؤ۔

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں سات برس سے کفن چرا رہا تھا یہاں تک کہ انصار کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا۔ میں نے اس کی قبر سے کفن چرایا اور میں نے اسے کفن سے باہر نکال لیا۔ مجھ پر شیطان غالب آگیا، میں اس کی طرف واپس پلٹا اور اس کے ساتھ جماع کیا۔ مجھے انصار کی فوت شدہ لڑکی نے کہا:

اما تستحی من دیوان اللہ یوم یضع کرسیہ للقضاء ویاخذ حق المظلوم من الظالم وقد ترکتنی عریانۃ فی عسکر الموتی و اوقفتنی جنبا بین یدی اللہ.

کیا تجھے اللہ تعالیٰ کی عدالت سے حیا نہیں آتا کہ جس دن اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے کے لیے اپنی کرسی رکھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق لے گا۔ بے شک تو نے مجھے مردوں کی جماعت میں ننگا کر کے چھوڑ دیا ہے اور تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جنابت کی حالت میں کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اس کے گناہ کو سن کر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس سے ارشاد فرمایا: اے فاسق! یہاں سے چلے جاؤ۔ واقعی تیرا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔

وہ نوجوان روتے ہوئے اور آہ وزاری کرتے ہوئے صحرا کی طرف نکل گیا۔

سات دن تک نہ اس نے کچھ کھایا' پیا اور نہ وہ سویا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم میں جو طاقت تھی وہ ختم ہوگئی اور ایک مقام پر وہ گر پڑا۔ اس نے سجدہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو مٹی پر رکھا اور کہنے لگا:

یا اللہ! میں تیرا گناہگار' خطا کار بندہ ہوں۔ میں تیرے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر گیا تا کہ وہ تیری بارگاہ میں میری شفارش کریں لیکن جب انہوں نے میرے عظیم گناہ کو سنا تو اپنے دروازے سے مجھے چلے جانے کا حکم فرمایا۔ آج میں یا اللہ! تیرے دروازے پر آگیا ہوں تا کہ تو اپنے حبیب کو سفارش کرے۔ اس لیے کہ تو اپنی بندوں پر بے پناہ رحم فرمانے والا ہے۔ اب میری امید صرف اور صرف تیری ذات سے وابستہ ہے۔ اگر اس طرح نہیں کرتا تو اپنی طرف سے ایک آگ بھیج اور تو ہی مجھے اپنی اس دنیا میں جلا دے۔ اس سے پہلے کہ تو مجھے اپنی آخرت میں چلائے۔ پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے، اس کی طرف سے سلام ہے اور اسی کی طرف سلام لوٹتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ نے میرے بندے کو پیدا کیا؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور اپنے بندے کو پیدا فرمایا۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے حبیب! کیا آپ بندوں کو رزق دیتے ہیں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے اور مجھے بھی رزق عطا فرماتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا آپ ان کی توبہ کو قبول کرتے ہیں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول

کرتا ہے اوران کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو آپ کی طرف بھیجا اور اس نے اپنے گناہوں میں سے صرف ایک گناہ کو آپ کے سامنے ظاہر کیا اور آپ نے صرف اس کے ایک گناہ کے سبب سے اس قدر شدید اعراض فرمایا ہے تو کل ان آنے والے گنہگاروں کا کیا حال ہوگا جو آپ کے پاس پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر سفارش کرانے کیلئے حاضر ہوں گا؟ حالانکہ آپ میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ مومنین کیلئے رحیم بنیں، گنہگاروں کیلئے شفیع بنیں اور میرے بندہ کی لغزش کو معاف کر دیں۔ پس بے شک میں نے اپنے بندے کے گناہ کو بخش دیا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کو اس بندہ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جب اسے پالیا تو اسے بخشش اور گناہ کے معاف ہونے کی خوشخبری سنائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز مغرب پڑھا رہے تھے۔ اس نماز کی حالت میں آنے والوں نے آپ کو پایا۔ سب آنے والوں نے نماز مغرب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی۔ آپ نے نماز کے دوران قرأت کرتے ہوئے سورۂ فاتحہ شریف کے ساتھ سورۂ التکاثر کو ملایا جب آپ نے قرآن کی تلاوت کی:

الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر.

"تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔"

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے کرتے **حتی زرتم المقابر** پر پہنچے تو اس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا جب لوگوں نے نماز مکمل کی تو انہوں نے دیکھا کہ نوجوان مر چکا ہے اور دنیا چھوڑ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۶۸

خوش بختی اور بدبختی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کل نفس بما کسبت رهینة الا اصحب الیمین فی جنت یتسائلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین و لم نک نطعم المسکین و کنا نخوض مع الخائضین و کنا نکذب بیوم الدین حتی اتنا الیقین فما تنفعهم شفاعة الشافعین.

ترجمہ: ''ہر شخص وہ چیز پائے جو اس نے آگے بھیجی ہے، اہل جنت دوزخ والوں سے پوچھیں گے کہ تم کو کون سی چیز نے جہنم میں بھیجا ہے تو دوزخ والے کہیں گے ہم نہ نماز پڑھنے والے تھے اور نہ ہی ہم محتاجوں کو کھلانے والے تھے اور ہم کج بحثی کرنے والوں کے ساتھ کج بحثی کرتے تھے اور ہم ہر روز جزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آئی اور اس دن ان کو سفارش کرنے والی کی سفارش فائدہ نہ دے گی۔''

خوش نصیب کون:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس کو قیامت کے دن آپ کی شفاعت نصیب ہوگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صدق دل سے کہے: **لا اله الا الله** اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی خالص دل سے کہے: **لا اله الا الله** وہ جنت میں داخل

ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اخلاص کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جن چیزوں کو خدا نے حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے باز رہنا۔

دوزخ کی آگ کا فدیہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جب تمام مخلوق کو جمع کرے گا تو نبی کریم ﷺ کی امت کو سجدے کا حکم دے گا۔ پس دیر تک سجدہ کریں گے اور تسبیح کریں گے اور حکم ہوگا کہ اپنے سر سجدے سے اٹھالو۔ بے شک تمہارے دشمنوں کو تمہارے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ بنادے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کو عتاب میں قید کیا گیا ہے، روز قیامت اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کو مشرک دے گا اور کہے گا کہ اے مسلمان! اس مشرک کی وجہ سے تجھے دوزخ سے رہائی ملی ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہود اور نصرانی عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے کہ اے مسلمان! یہ تیرا دوزخ سے بچنے کا ذریعہ ہے اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں جو مسلمان بھی مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک یہودی یا نصرانی ضرور داخل کرے گا۔

پرہیزگاری سے مراد:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا میں پرہیزگاری سے مراد دل اور جسم کو راحت پہنچانا ہے اور دنیا کا رجحان دل اور جسم کو تکلیف پہنچاتا ہے۔

صبر اور زہد کی تعریف:

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ اہل بلخ کا ایک شخص مجھ پر غالب ہوا، ایک دن اس نے میرے پاس آکر زہد کی تعریف پوچھی تو میں نے کہا کہ جب مل جائے تو کھالیتے ہیں جب نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ اس طرح تو بلخ کے کتے بھی کرتے ہیں تو میں نے پوچھا کہ تمہارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب مل جائے تو قربان کردیتے ہیں اور جب نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔

حلال اور حرام روزی:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے حلال کی تلاش میں رات گزاری۔ صبح کے وقت وہ گناہوں سے پاک ہوکر بیدار ہوگا اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت میں حرام گوشت داخل نہیں ہوگا اور وہ آگ کا زیادہ حقدار ہوگا۔

خوش بختی کی گیارہ علامتیں:

خوش بختی کی گیارہ (۱۱) علامتیں ہیں: (۱) ایک بندہ دنیا میں عبادت کرنے والا ہو اور آخرت کو پسند کرنے والا ہو، (۲) عبادت اور قرآن کی تلاوت کی طرف مائل ہو، (۳) کم باتیں کرنے والا ہو، (۴) پانچ وقت کی نماز ادا کرنے والا ہو، (۵) نیک ہو تھوڑے اور زیادہ حرام سے بچنے والا ہو، (۶) نیک لوگوں کے ساتھ رہنے والا ہو، (۷) تکبر کرنے والا نہ ہو، (۸) سخی ہو، (۹) اللہ کی مخلوق پر رحم کرنے والا ہو، (۱۰) اللہ کی مخلوق کو نفع دینے والا ہو، اور (۱۱) موت کو زیادہ یاد کرنے والا ہو۔

بدبختی کی گیارہ علامتیں:

بدبختی کی گیارہ (۱۱) علامتیں ہیں: (۱) مال جمع کرنے پر حریص ہو، (۲) اس کی ہمت شہوت اور دنیا کی لذت میں ہو، (۳) فحش باتیں کرنے والا ہو اور غیبت کرنے والا ہو، (۴) پانچ وقت کی نمازوں میں سستی کرنے والا ہو، (۵) اس کی صحبت برے لوگوں کے ساتھ ہو، (۶) بداخلاق والا ہو، (۷) متکبر اور فخر کرنے والا ہو، (۸) لوگوں کا نفع نہ چاہنے والا ہو، (۹) مومن کیلئے کم رحم کرنے والا ہو، (۱۰) بخیل ہو اور (۱۱) موت کو بھولنے والا ہو۔

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ بدبختی کی چار علامتیں ہیں: (۱) پہلے گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ کے پاس محفوظ ہیں، (۲) اپنی سابقہ نیکیوں کا ذکر کرنا حالانکہ معلوم نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا نہیں، (۳) اس آدمی کی طرف دیکھنا جو دنیا میں اپنے سے بڑا ہو، (۴) اس کی طرف دیکھنا جو دین کی طرف کم ہے۔

مسلمان کی ضرورت پورا کرنے کا اجر:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان ننگے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں سبز لباس پہناتا ہے اور جو مسلمان بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے میوے کھلاتا ہے۔ جو مسلمان ایک پیاسے مسلمان کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رحیق مختوم سے پانی پلائے گا۔

سبق آموز حکایت:

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا، وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دن کو خرید وفروخت کا کاروبار کرتا تھا اور وہ اپنے نفس سے کہتا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

ایک دن وہ اپنے گھر سے اپنے سامان کو بیچنے کیلئے نکلا۔ وہ ایک امیر کے دروازے پر آیا۔ اپنے سامان کا نام لے کر اس نے آواز دی۔ امیر کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر ایک انتہائی خوبصورت تاجر کھڑا ہے۔ اس نے اس جیسا حسین وجمیل پہلے نہیں دیکھا تھا۔ امیر کی بیوی کا دل اس پر عاشق ہو گیا۔

عورت نے اس تاجر کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور کہنے لگی کہ اے تاجر! مجھے تیرے ساتھ محبت ہے۔ میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، بہت سارے ریشم کے اور اس کے علاوہ کپڑے ہیں تو اپنے اس تھوڑے ساز و سامان کو چھوڑ، اپنا لباس اتار دے، مجھ سے لے کر ریشم کا لباس پہن، مجھ سے ہی بہت سارا مال لے لے۔ تاجر کا دل بھی اس کی طرف راغب ہو گیا۔

لیکن اس تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس نے کہا کہ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

عورت نے کہا: قسم بخدا! میں اس وقت تک دروازہ نہیں کھولوں گی جب تک کہ تو اپنے نفس کو میرے حوالے نہ کر دے۔ تاجر نے اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر پھر اس نے ایک لمحہ کیلئے اس عورت سے نجات حاصل کرنے کیلئے غور و فکر کیا پھر کہا:

اے امیر شخص کی زوجہ! تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرلوں چنانچہ اس نے وضو کیا۔ گھر کے اوپر چڑھ کر دو رکعت نماز ادا کی اور اس نے جب زمین کی طرف نظر کی تو اسے زمین بیس ہاتھ کی مقدار دور نظر آئی۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور روتے ہوئے اپنے رب سے نجات طلب کرنے کیلئے مناجات کی اور عرض کیا:

اے میرے رب! میں نے ستر (۷۰) سال تیری عبادت کی تو مجھے اس عورت کے شر سے چھٹکارا عطا فرما ورنہ پھر میں بھی اس کے ساتھ ہی تیری بارگاہ میں آؤں گا اور اپنے آپ سے کہا: اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر، اے میرے نفس! تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

چنانچہ اس نے اسی وقت اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! تو جلدی سے میرے اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ لے کیونکہ اس نے میرے خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو زمین پر گرایا ہے۔ حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام جلدی سے نیچے اترے اور اس بندے کو زمین پر گرنے سے پہلے پہلے اٹھا لیا۔ جس طرح کہ ماں اپنے بچے کو اٹھا لیتی ہے اور پرندہ کی طرح اسے زمین پر بٹھا دیا۔

پھر وہ شخص اس عورت کے شر سے چھٹکارا حاصل کرنے اور رہائی ملنے پر خوش خوش ہوتا ہوا گھر چلا گیا۔ اسی دوران اس کے گھر والے انتہائی سخت بھوک، غم اور پریشانی کی حالت میں اس کے اردگرد آکر بیٹھ گئے۔ اس کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص اس عابد کے پاس آیا تاکہ اس سے ایک روٹی بطور قرض لے۔

عابد نے کہا: قسم بخدا! ہمارے پاس تو اتنے دنوں سے روٹی نہیں ہے اگر آپ کو یقین نہ آئے تو ہمارے تنور کو دیکھ لیں جب قرض لینے والے نے عابد کے تنور کو جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں پکی ہوئی روٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اس نے عابد کو اطلاع دی سب نے وہ روٹیاں کھائیں۔ گھر والے تعجب کرنے لگے اور اسے کہا کہ یہ تیری

کرامت ہے۔ ہماری طرف سے تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس میں راز کیا ہے؟ عابد نے راز کو منکشف کیا۔اس کے تمام اہل وعیال نے بکثرت اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے:

ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاه و یرزقه من حیث لا یحتسب

''اور جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔''

یوم قیامت بچوں کی شفاعت:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت ہوگی آدمی، جن اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور مسلمانوں کے لڑکے بھی صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ ان مسلمان لڑکوں کو جنت میں داخل کر دے، لڑکے آئیں گے اور جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے ہمارے ماں باپ کہاں ہیں کہ یہ مناسب نہیں ہم ان کو چھوڑ کر جنت میں داخل ہو جائیں۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہارے والدین تمہاری طرح نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے خدا کی نافرمانی کی ہے اور اپنے نفس اور شیطان کی پیروی کی ہے۔اس لیے وہ دوزخ کے مستحق ہوئے ہیں، یہ سن کر لڑکے چلائیں گے اور روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل سے پوچھے گا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے یہ لڑکوں کی آواز ہے۔ وہ روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں جنت کی حاجت نہیں ہے اور ہم والدین کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے اور اللہ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین کے گناہوں کو بخش دے اور ان کو جنت میں داخل کر دے، ورنہ ہمیں بھی دوزخ میں داخل کر دے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دے گا کہ جا ان کے والدین کو ان لڑکوں کے حوالے کر دے۔ میں نے لڑکوں کی شفاعت سے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور ان کے والدین کو ان کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جب یہ کلام اللہ تعالیٰ کا لڑکے سنیں گے اور بہت خوش ہوں گے اور اپنے والدین ک

ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ مضمون حدیث کا ہے۔

جہنم میں بھوک کا عذاب:

حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ نے فرمایا کہ دوزخیوں پر بھوک اور عذاب غالب کیے جائیں گے اور بھوک کا عذاب ان لوگوں پر سخت سے سخت ہوگا۔ وہ روئیں گے اور کھانا طلب کریں گے اور دوزخ کے نگہبان ان کو ضریع کھلائیں گے۔ اوہ وہ ایک قسم کی گھاس ہے اور وہ جنگل اور ویران جگہ میں ہوگی اگر اونٹ اس کو کھالے وہ اس کے گلے میں پھنس جاتی ہے اور اونٹ مر جاتا ہے جب اہل دوزخ یہ ضریع کھائے گے تو یہ ان کے گلے میں پھنس جائے گی وہ لوگ پانی طلب کریں گے تو ان کو گرم پانی دیا جائے گا جب وہ گرم پانی کا پیالہ منہ کے پاس لے جائیں گے تو گرمی کی شدت سے ان کے چہرے کا گوشت پیالے میں گر پڑے گا جب وہ پانی پئیں گے تو ان کے پیٹ کے انتھلیاں پارہ پارہ ہو جائیں گی۔ پس وہ دوزخ کے نگہبان کے پاس جا کر منت کریں گے۔ پس نگہبان کہے گا دنیا میں تم کو ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ کہیں گے آیا تھا مگر ہم نے ان کا کلام نہیں سنا اور نہ ہی ہم نے ان کی بات کی تصدیق کی۔ اس وقت تمہاری بے قراری اور زاری کسی کام نہیں آ سکتی پھر وہ مالک کے پاس زاری کریں گے۔ مالک ان کو ہزار سال تک جواب نہ دے گا جب ہزاز سال پورے ہو جائیں گے تو مالک ان کو کہے گا تم دوزخ میں ٹھہرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کو فریاد کریں گے اور کہیں گے:

قالو ربنا غلبت علینا شقوتنا و کنا قو ضا لین

اے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی اور ہم ایک گمراہ قوم تھے۔ اے پروردگار! ہم کو دوزخ سے نکال دے پس پھر ہم اگر گناہ کی طرف لوٹیں تو بے شک ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ٦٩

احوال نفس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ینبؤ الا نسان یومئذ بما قدم واخربل الا نسان علی نفسه بصیرة ولو القی معا ذیزه

ترجمہ: ''اس دن آدمی کو اس چیز کے ساتھ خبر دی جائے گی جو اس نے آگے بھیجی ہے بلکہ آدمی اپنی جان کے اوپر بینا ہے چاہے وہ کوئی بھی عذر لائے۔''

کلمہ طیبہ کی برکت:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے میرے رب! میں چاہتا ہوں کہ میں دار دنیا میں ہی پل صراط اور میزان کو دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حضرت داوٗد علیہ السلام! آپ اس طرح کی وادی کی طرف چلے جائیں۔ (جب آپ وہاں چلے جائیں) تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سارے حجابات دور فرما دیئے اور آپ نے پل صراط اور میزان کو انہی صفات پر دیکھا جو ان کی صفات احادیث میں بیان کی گئی تھیں۔

حضرت سیدنا داوٗد علیہ السلام ان کو دیکھنے کے بعد زار و قطار رونے لگے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

الٰهی من یقدر من عباک ان یملا کفة المیزان بالحسنات.

یااللہ! تیرے بندوں میں سے کون اس بات پر قادر ہے کہ وہ میزان کے پلڑے کو نیکیوں سے بھردے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فوعزتی و جلالی من قال لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ مرة واحدة جا لا عتقاد عبر علی الصراط کالبرق الخاطف و من تصدق بمثل تمرة لا جلی یملأ المیزان. المیزان اعظم من جبل قاف

مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس شخص نے سچے اعتقاد کے ساتھ ایک مرتبہ "لا اله الا الله محمد رسول الله" کہا تو وہ اچکنے والی بجلی کی طرح پل صراط سے گزرے گا اور جس شخص نے میری رضا کو حاصل کرنے کی خاطر ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا تو اس کا یہ صدقہ کرنا میزان کو بھر دے گا۔ "میزان جبل قاف سے بہت بڑا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

انا نحن نحی الموتیٰ و نکتب ما قدموا و آثارھم و کل شئی احصیناہ فی امام مبین ﴿یٰسین ۱۲﴾

"بے شک ہم مردوں کو بلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قبروں سے اٹھانے کے وقت مردوں کو زندہ کریں گے اور انہوں نے جو اچھے یا برے اعمال کیے ہیں ان کو لکھ رہے ہیں اور ان کے نشانات بھی محفوظ ہو رہے ہیں جو انہوں نے اپنی حیات مستعار میں اچھا طریقہ جاری کیا یا برا طریقہ جاری کیا۔

موت سے پہلے صدقہ کرنے کی فضیلت:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لان یتصدق المرء فی حیا ته بدرھم خیرله من ان یتصدق

بمائة درهم عند موته

ایک انسان اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرے، یہ اس کیلئے موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

سورۃ یٰسین کی آیت کا شان نزول:

و نکتب ماقدموا و آثارھم

اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیج اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔"

مفسرین فرماتے ہیں "آثار" سے مراد مسجد کی طرف چلنے والے قدم مراد ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بن سلمہ کے لوگوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسجد نبوی سے اپنے گھروں کے دور ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے (و نکتب ما قدموا و آثارھم) آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں کو مسجد نبوی کے قریب منتقل کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو جائے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یا بنی مسلمة الا تحبون آثارھم فاقاموا.

مسجد کی طرف زیادہ قدم چلنے کی فضیلت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعظم الناس اجرا فی الصلوٰۃ ابعدھم ممشی والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلھا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام

نماز کے بارے میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس شخص کیلئے ہے کہ جو دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے، یہاں تک کہ جماعت کا وقت آنے پر باجماعت نماز ادا کرتا ہے وہ اس شخص سے اجر کے لحاظ سے زیادہ ہے جو نماز پڑھتا ہے پھر سو جاتا ہے۔

و کل شئی احصیناہ

''اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں محفوظ کر لیا ہے اور ان کو شمار کر لیا ہے اور اسے بیان کر دیا ہے۔

فی امام مبین ''ایک بتانے والی کتاب میں۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مرا لوح محفوظ ہے۔

﴿تفسیر معالم التنزیل﴾

رنج وغم کا علاج:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے اوپر اس کا کام مشکل ہو وہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھے کیونکہ درود رنجوں اور غموں کو دور کر لیتا ہے اور روزی کو زیادہ کرتا ہے اور حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

درود پاک پڑھنے کی برکت:

روایت ہے کہ بعض صالحین سے کہا کہ میرا ہمسایہ ایک کاتب تھا اور وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا معاملہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کس وجہ سے بخش دیا؟ تو اس نے کہا کہ میں جب بھی نبی کریم ﷺ کا نام لکھتا تھا تو میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ مجھ کو وہ چیز عنایت کی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی کے خیال میں آئی۔

میزان:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میزان کے دو پلڑے ہیں۔ ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔

دو عظیم کلمات:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بالکل ہلکے ہیں اور

میزان کے اوپر بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اور وہ یہ ہیں: ''سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔''

اچھا طریقہ جاری کرنے کا اجر:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ نکالا، اس کیلئے اس کا اجر ہے اور اس آدمی کیلئے اجر ہے جس نے اس طریقہ پر عمل کیا۔ اور جس نے ایک برا طریقہ نکالا، اس آدمی کیلئے گناہ ہے جس نے اس کے اوپر عمل کیا اس کیلئے بھی گناہ ہے۔

اے بندے! چار باتوں سے غافل نہ ہو:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بندے کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ اس سے ان چار چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی۔

(۱) اس کی زندگی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا؟

(۲) اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں بوسیدہ کیا؟

(۳) اس کے علم کے بارے میں کہ کتنا اس پر عمل کیا؟

(۴) اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

﴿تنبیہ الغافلین﴾

بروز قیامت چار لوگوں کی معذرت قبول نہ ہوگی:

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار قوموں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک قوم معذرت کرے گی لیکن اس کی معذرت کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

(۱) قیامت کے دن غنی آدمی معذرت کرے گا کہ وہ مالدار تھا اور اپنے مال کے حقوق کے بارے میں مشغول رہا، جس کی وجہ سے یا اللہ تیری عبادت نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ اس غنی سے فرمائے گا کہ بے شک حضرت سلیمان علیہ السلام مشرق و مغرب کے

درمیان کے مالک تھے لیکن انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی لہٰذا تیرا عذر غیر مقبول ہے، حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے۔

(۲) فقیر اپنے فقیر کی وجہ سے معذرت کرے گا لیکن اس کے عذر کو رد کرتے ہوئے حکم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لازمی دیکھو، جب کہ انہوں نے اس حالت میں بھی ہمیں یاد رکھا، دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

(۳) غلام اپنے آقا کی خدمت کرنے کا عذر پیش کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھنے کا حکم ہوگا کہ انہوں نے اس آزمائش میں بھی اپنے رب کی نافرمانی نہ کی۔ فرشتوں کو اسے دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا۔

(۴) مریض اپنے مرض کی وجہ سے معذرت پیش کرے گا لیکن اسے کہا جائے گا کہ لازمی طور پر حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھو۔ انہوں نے اس حالت میں بھی یاد رب ذوالجلال کو ترک نہ کیا، عذر کو غیر مقبول کرتے ہوئے فرشتے سے حکم ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جایا جائے۔

چار انبیاء کی وجہ سے حجت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چار اشخاص سے چار اجناس پر حجت پیش کرے گا:

(۱) اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام پر حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے ساتھ حجت پیش فرمائے گا۔

مالدار آدمی عرض کرے گا: اے میرے رب! میں مالدار تھا، پس مالداری نے مجھے تیری عبادت میں مشغول کیے رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے زیادہ مالدار نہیں تھا لیکن ان کی مالداری نے میری عبات سے منع نہیں کیا۔

(۲) اللہ تعالیٰ غلاموں پر حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

غلام بارگاہ الٰہی میں عرض کریگا: اے میرے رب! میں غلام تھا اور اس غلامی نے مجھے تیرے عبادت سے روکے رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو

غلامی نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ فقراء پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے حجت لائے گا۔

فقیر کہے گا: اے میرے رب! میری حاجت نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے فقیر! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ ضرورت مند تھے یا تم؟ لیکن ان کے فقر نے انہیں میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

(۴) اللہ تعالیٰ بیماروں پر حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ حجت لائے گا۔

مریض کہے گا: اے میرے رب! بیماری نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے مریض! تیرا مرض شدید تھا یا حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا؟ حالانکہ ان کو ان کی بیماری نے میری عبادت سے منع نہیں کیا۔

المختصر ان میں سے کسی ایک کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔

ہر سانس لینے کا حساب ہوگا:

کہتے ہیں کہ رات اور دن میں چوبیس (۲۴) گھنٹے ہوتے ہیں اور انسان ہر گھنٹے میں انسان ایک سو اسی (۱۸۰) مرتبہ سانس لیتا ہے۔ پس رات اور دن میں چار ہزار تین سو بیس (۴۳۲۰) ہوئے اور ہر سانس میں دو سوال کیے جائیں گے۔ ایک نکلتے وقت اور دوسرا داخل ہوتے وقت۔ یعنی کیا عمل کیا تو نے نکلنے کے وقت اور کیا عمل کیا تو نے سانس کے داخل ہوتے وقت۔

برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے کا عذاب:

مصنف کتاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ حالت ہے کہ ہر سانس لینے میں دو سوال ہوتے ہیں تو ایک عالم زاہد کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک بستی والوں کو عذاب ہوگا جبکہ اس میں اٹھارہ ہزار ایسے افراد تھے کہ ان

کے اعمال انبیاء کے اعمال کی طرح تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لم یکونوا یغضبون اللہ تعالٰی ولا یامرون بالمعروف ولا ینھون عن المنکر. فکل من شاھد منکراً من احدا ولم ینھہ فھو شریک لہ فیہ کا لمستمع للغیبۃ فھو شریک مع المغتاب و کذا کل المعاصی مثلاً من جلس فی مجلس الشرب فھو فاسق و ان لم یشرب.

وہ اللہ تعالٰی کی وجہ سے کسی ناراض نہیں ہوتے تھے نہ وہ نیکی کا کام کرتے اور نہ ہی برائیوں سے منع کرتے تھے۔

پس ہر وہ شخص ایک برائی کو دیکھے اور اس سے لوگوں کو منع نہ کرے تو وہ بھی اس میں شریک جس طرح کہ کسی کی غیبت سننے والا، وہ بھی غیبت کرنے والے کے ساتھ شریک ہے اور اسی طرح ہر گناہ میں۔

مثلاً ایک شخص مجلس شراب میں بیٹھتا ہے تو وہ فاسق ہے اگرچہ وہ شراب نہ پیئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ نیکی کا حکم نہ کرو جب اس پر عمل نہ کرو اور بدی کا حکم نہ کرو جب تک اس سے نہ بچ سکو تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ حکم کرو تم نیکی کا اگر تم نیکی نہیں کر سکتے ہو اور منع کرو، برائی سے اگر تمام سے باز نہیں رہ سکتے ہو۔

خود نہیں کر سکتا دوسروں کو ضرور کہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ!

انا نامر با المعروف حتی نعمل بہ کلہ والا نتھی عن المنکر حتی نجتنبہ کلہ؟

قال بل مروا بالمعروف و ان لم تفعلوا بہ کلہ وانھوا عن المنکر و ان لم تجتنبوہ کلہ.

کیا ہم نیکی کا حکم اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ مکمل طور پر نیکی کا کام نہ کریں اور کیا ہم برائی سے منع نہ کریں یہاں تک کہ ہم مکمل طور پر اس سے اجتناب کریں؟

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلکہ تم نیکی کا حکم کرو اگرچہ تم مکمل طور پر اسے کر نہیں سکتے اور برائی سے منع کرو اگرچہ مکمل طور پر تم اس سے اجتناب نہیں کر سکتے۔

برائی کا کام کرنے والے کو برائی سے منع کرنا چاہیے تا کہ اس میں دوگناہ جمع نہ ہو جائیں۔ جس طرح کہ کہا جاتا ہے:

خذوا اقوال العالم السوء ولا تاخذ و افعله لان قوله من الحق و فعله من الشیطان.

تمام علماء سوء کے اقوال پر عمل کرو اوران کے افعال کو اختیار نہ کرو کیونکہ اس کی بات حق ہے اگرچہ اس کا فعل شیطانی کام ہے۔

پہلے اور آج کے علماء کی تبلیغ کا اثر:

ایک شخص نے حکیم ابوالقاسمؒ سے پوچھا کہ اس زمانے کے علماء کا کیا حال ہوا ہے؟ جو ان کے وعظ سے لوگ پند پذیر نہیں ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔ اس نے کہا کہ پہلے زمانہ کے علماء بیدار ہوتے تھے اور لوگ سوتے تھے۔ پس جاگنے والے جگاتے ہیں سونے والوں کو اور ہمارے زمانے کے علماء سوتے ہیں اور لوگ مردہ ہیں۔ پس کیسے زندہ کریں سونے والے کو۔

حکایت:

عکرمہؒ سے منقول ہے کہ ایک آدمی ایک درخت کے پاس سے گزرا جس کی اللہ کے سوا پوجا کی جاتی تھی۔ وہ غصے میں آیا اور کلہاڑی لے کر گدھے پر سوار ہو کر چلا۔ اس کو کاٹنے کیلئے، پس ابلیس آدمی کی صورت میں بن کر اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس درخت کو کاٹ دوں گا جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ ابلیس نے کہا کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ تجھے کیا ملے گا؟ پس آدمی نے کہا نہ مانا اور دونوں میں بہت بحث

ہوئی آخر اس آدمی نے ابلیس کو تین دفعہ پچھاڑا کیا۔ پس ابلیس عاجز ہوا اور اس سے کہا کہ تو لوٹ جا اور میں تجھ کو ہر روز چار درہم دیا کروں گا۔ اس نے کہا کہ کیا تو ایسا کرے گا؟ ابلیس نے کہا کہ ہاں تو وہ آدمی سن کر واپس لوٹ گیا اور تین دن تک جائے نماز کے نیچے چار درہم پائے جب چوتھا دن ہوا تو اسے کچھ نہ ملا پھر وہ ایک کلہاڑی لے کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر درخت کی طرف چلا۔ پس ابلیس نے پہلی صورت میں آ کر کہاں کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں درخت کو کاٹنے کیلئے جا رہا ہوں۔ پس ابلیس نے کہا کہ تمہاری مجال نہیں کہ تو درخت کو کاٹے پس دونوں میں پھر بحث ہوئی۔ پس ابلیس نے اس کو تین بار پچھاڑا تو آدمی نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تو مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ اس سے پہلے میں تجھ پر غالب تھا تو ابلیس نے کہا کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ کی طرف نکلا تھا جس وجہ سے تو مجھ پر غالب آ گیا تھا مگر جب تو نے جائے نماز کے نیچے درہم نہیں پائے تو تو نکلا ہے یہ تیرا نکلنا اللہ کیلئے نہیں ہے۔ پس اب تو لوٹ جا ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا پس وہ آدمی لوٹ آیا اور درخت کو نہ کاٹ سکا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۷

عید الفطر کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قد افلح من تزکّٰی. و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا والا خرۃ خیر وابقی. ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسی.

ترجمہ: ''پس اس آدمی نے نجات پائی اور پاک ہوا جس نے اپنے اللہ کا نام یاد کیا، پس دنیا میں زندہ رہ کر نماز اختیار کی حالانکہ آخرت بہت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ بے شک یہ ہے کہ صحیفوں کے درمیان کے ہیں صحیفہ ابراہیم اور موسیٰ کے۔''

اللہ کی رحمت سے دور شخص:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے اوپر چڑھے اور فرمایا: ''امین'' پھر دوسرے درجے پر چڑھے اور فرمایا: ''امین'' پھر تیسرے درجے پر چڑھے اور فرمایا: ''امین''۔ اس کے بعد برابر ہو کر بیٹھے۔ پس معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) منبر پر چڑھے اور تین مرتبہ امین کہی۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میرے پاس جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جس آدمی نے ماہ رمضان کو پایا اور روزے نہ رکھے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

پس میں نے ''امین'' کہا جو آدمی اپنے والدین کو پائے یا ان میں سے ایک کو

اوران کی خدمت نہ کی۔ پس وہ دوزخ میں داخل کرے گا۔ اس پر میں نے ''امین'' کہا۔ پس جس آدمی کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔ پس وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا میں نے کہا: ''امین۔''

جہنم سے آزادی کا دن:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب لوگ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور عید کی نماز کیلئے نکلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ہر کام کرنے والا طلب کرتا ہے مزدوری، تو میرے بندوں نے روزے رکھے ہیں اور نکلے ہیں عید کو، یہ ان کی مزدوری ہے۔ پس گواہ رہو میں نے ان کو معاف کیا۔ ایک منادی پکارے گا اور کہے گا: محمد ﷺ کی امت! لوٹ جاؤ، تم اپنے مکانوں میں، بے شک تمہاری برائیاں بدل گئی نیکیوں میں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! تو نے روزے رکھے، میرے لیے اور افطار کیے میرے لیے، کھڑے ہو جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے مہینے کا پہلا حصہ رحمت ہے اور دوسرا حصہ مغفرت اور آخری حصہ آگ سے آزادی کا ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے ہر دن رات میں چھ لاکھ شخصوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے جن پر عذاب مستحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے مہینے میں جتنے لوگ جہنم کی آگ سے آزاد کیے اتنے ہی لیلۃ القدر کی رات میں آزاد کیے جاتے ہیں اور عید الفطر کے روز اتنے لوگ آزاد کرتا ہے جتنے رمضان المبارک اور لیلۃ القدر کی رات میں آزاد کرتا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے رزے زمین و آسمان کے درمیان لٹکے رہتے ہیں جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے جب صدقہ فطر ادا کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دو پرندے پیدا کر دیتا ہے اور وہ ساتوں آسمان تک جاتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اس کو ایک قندیل میں رکھ دیا جائے،

اس وقت تک کہ اس کا مالک آ جائے۔

مومن کیلئے پانچ عیدیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مومنوں کیلئے پانچ عیدیں ہیں: (۱) عید جو روزے گزرنے کے بعد آتی ہے اور مومن کے گناہ نہ لکھیں جائیں گے یہ بھی اس کیلئے عید ہے، (۲) ایمان کے ساتھ شہادت پائے، وہ دن بھی اس کیلئے عید ہے۔
(۳) جب پل صراط سے پار ہو جائے، مومن قیامت کے ڈر سے اور دشمنوں کے ہاتھوں اور دوزخ کے ڈر سے بچ جائے۔ وہ دن بھی اسی کیلئے عید کا دن ہوگا۔
(۴) جنت میں جائے گا اور جہنم سے بچ جائے، وہ دن بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔
(۴) جس دن اللہ تعالیٰ اپنی نظر کرم کرے وہ دن بھی اس کیلئے بھی عید کا دن ہے۔

شیطان کی بدحواسی:

وہیب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے روز ابلیس اپنی زبان سے آواز دیتا ہے اُس کے پاس اس کو ماننے والے جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے سردار! کس نے تم کو غصہ دلایا ہم اس کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے رحمت محمدیہ سے درگزر کر دیا ہے تم پر لازم ہے کہ آج کے دن ان کو یعنی مومنوں کو برے کاموں اور شراب نوشی میں مشغول کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو جائے۔ تو عقل مند کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو عید کے دن اپنے آپ کو برائیوں اور شراب سے پرہیز رکھے اور ہمیشہ نیکیاں کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عید کے روز صدقے کے درمیان اعمال خیر اور احسان کرو جیسا کہ نماز، زکوٰۃ اور تسبیح و تحلیل ہیں کیونکہ یہ ایک روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے۔ اس کے سب گناہ اور اس کی توبہ یعنی دعا قبول کرتا ہے اور تمہاری طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

عید منانے کا نرالا انداز:

صالح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا جب عید کا دن آتا ہے تو آپ

عیدگاہ کو جاتے ہو اور نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ آتے ہو اور اپنے اہل وعیال کو اپنے پاس جمع کرتے اور اپنی گردن میں ایک لوہے کی زنجیر ڈالتے، اپنے سر اور بدن پر راکھ ڈال کر روتے۔ گھر والے ان سے کہتے کہ یہ عید کا دن ہے اور خوشی کا دن ہے، یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ پس کہتے کہ یہ میں نے جانا کہ مگر میں ایک بندہ ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا اس کیلئے کوئی نیک عمل کر، پس میں نے عمل کیا لیکن معلوم نہیں ہے کہ اسے قبول کیا گیا ہے یا نہیں۔ آپ عیدگاہ کے کنارے پر بیٹھے تھے اور لوگ ان سے پوچھتے تھے کہ تم عیدگان کے درمیان کیوں نہیں بیٹھتے۔ وہ کہتے تھے کہ میں رحمت کے سوال کیلئے آیا ہوں اور سوال کرنے والوں کے بیٹھنے کی یہی جگہ ہے۔

عید والے دن فرشتوں کا زمین پر اترنا:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا کان یوم الفطر بیعث اللہ الملا ئکۃ فیھبطون الی الارض فی کل البلاد. فیقولون یا امۃ محمد ﷺ اخرجوا الی رب کریم. فاذا برزوا الی مصلاھم یقول اللہ اشھدوا یا ملا ئکتی انی قد جعلت ثوابھم علی صیامھم رضائی ومغفرتی.

جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ زمین پر ہر شہر میں اترتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے محمد کریم ﷺ کی امت تم اپنے کریم رب کی طرف نکلو جب وہ عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے ان کو ان کے روزے کے ثواب میں اپنی رضا اور بخشش عطا فرمائی ہے۔

عید ملنے کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ دنیا کی عید دینے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے آخرت کی عید یاد آجائے۔

جس طرح کہ اے مخاطب تو لوگوں کو دیکھتا ہے کہ ان میں سے بعض پیدل چل رہے ہوتے ہیں۔ بعض سواریوں پر سوار ہوکر، بعض لباس پہنے ہوئے بعض پھٹے

پرانے لباس میں، بعض اطلس پہنے ہوئے ہیں جبکہ بعض ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے کھیل کود کرنے والے، ہنسنے والے اور بعض رونے والے رہتے ہیں۔ ان سب کو دیکھ کر قیامت کے دن چلنے کو یاد کر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا (النساء)

''جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔''

اور رب ذوالجلال نے فرمایا:

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ

''جس دن کچھ منہ اجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے۔'' (آل عمران ۱۰۶)

اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عید یتیموں کے لیے مصیبت ہے اور بعض مرنے والوں کے لیے بھی مصیبت ہے۔

خوش نصیب بچہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز عید ادا کرنے کیلئے گھر سے باہر نکلے۔ بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک ایسا بچہ بیٹھا ہوا تھا کہ جس پر (عید والے دن بھی) پرانے کپڑے تھے اور وہ رو رہا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس رونے والے بچے سے فرمایا:

ایھا الصبی مالک تبکی فلا تلعب معھم؟ فلم یعرفہ الطبی.

اے بچے! تجھے کیا ہوا کہ رو رہا ہے اور باقی بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں ہے؟ اس بچے نے نبی اکرم ﷺ کو نہ پہچانا۔

بچے نے جواباً عرض کیا:

ایھا الرجل مات ابی بین یدی رسول اللہ ﷺ فی غزوۃ کذا و تزوجت امی واکلت اموالی و اخر جنی زوجھا من بیتی ولیس لی طعام ولا شراب والا بیت. فلما نظرت الیوم الی الصبیان ذوی الآباء اخزتنی مصیبۃ ابی فلذلک ابکی.

اے بزرگ! فلاں غزوہ میں میرا والد نبی کریم ﷺ کے سامنے شہید ہو گیا، میری ماں نے دوسرے آدمی سے نکاح کیا، میرا مال واسباب سب کھالیا اور اس کے شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا۔ اب نہ میرے لیے کھانا ہے نہ کچھ پینے کے لیے ہے نہ ہی میرے پاس کپڑے اور گھر ہے۔ آج (عید والے دن) جب میں نے اپنے ماں باپ والے بچوں کو دیکھا تو مجھے میرے والد کے دنیا سے جانے کا غم یاد آ گیا جس کی وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خوش نصیب بچے کا [illegible] کر اس سے ارشاد فرمایا:

یاصبی ھل ترضانی ان اکون ابا. وعائشۃ رضی اللہ عنھا اما وعلیا رضی اللہ تعالیٰ عما. والحسن والحسین رضی اللہ عنھما اخوین وفاطمۃ رضی اللہ عنھا اختالک؟ فعرف الصبی انہ رسول اللہ ﷺ.

اے بچے! کیا تو اس بات پر راضی نہ ہوگا کہ میں محمد ﷺ تیرا باپ' حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تیری ماں' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیرے چچا' حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہ تیرے بھائی اور حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تیری بہن بن جائیں۔ بچے نے پہچان لیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

بچے نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں کیوں راضی نہ ہوں گا؟

نبی اکرم ﷺ نے اس بچہ کو اپنے ساتھ لیا۔ کاشانہ اقدس پر تشریف لائے' اسے اچھے کپڑے پہنانے' پیٹ بھر کر کھانا کھلانے' خوبصورت بنانے اور اسے خوشبو لگانے کا حکم فرمایا۔ بچہ بن سنور کر جب گھر سے نکلا تو خوش اور اپنی قسمت پر بڑا

نازاں تھا۔ جب باقی بچوں نے اسے دیکھا تو اس سے کہنے لگے:

کنت قبل هذا الا ن تبکی فما بالک صرت الان مسروا؟

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو رو رہا تھا تو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بڑا ہی خوش دکھائی دے رہا ہے؟

بچے نے ان دوسرے بچوں کو جواب دیتے ہوئے کہا:

کنست جائعا فشبعت و کسنت عاریا فلبست و کنت یتیما فکان رسول الله ابی وعائشة امی والحسن والحسین اخوی و علی عمی وفاطمة اختی افلا افرح؟

میں بھوکا تھا مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا۔ میرے کپڑے نہیں تھے مجھے لباس مل گیا۔ میں یتیم تھا، رسول اللہ ﷺ میرے باپ' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ میری ماں' حضرت امام حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ میرے بھائی' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے چچا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ میری بہن بن گئیں۔ تو کیا میں خوش ہو کر اپنی قسمت پر ناز نہ کروں؟

جن بچوں کے والدین زندہ تھے اور وہ عید کی خوشیاں منا رہے تھے۔ اس بچہ کا یہ جواب سن کر کہنے لگے:

یالیت آبائنا قتلو افی سبیل الله فی تلک الغزو فتکون کذلک.

کاش کہ ہمارے باپ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہوتے' آج ہمارے لیے اس طرح ہو جاتا۔

جب نبی کریم ﷺ نے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا۔

خرج الصبی وهو یحتو التراب علی راسه فاستغاث وقال الآن صرت غریبا و یتیما. فضمه ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نفسه.

وہ بچہ باہر نکلا۔ اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا' مدد طلب کر رہا تھا اور ساتھ ہی یہ کہہ رہا تھا کہ اب میں غریب اور یتیم ہو گیا ہوں۔ اس کی یہ باتیں سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھ ملا۔

شوال کے چھ روزے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من صام رمضان ثم اتبعه ستامن شوال کان کصیام الدھو کله.

جس خوش نصیب انسان نے ماہ رمضان انسان نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال المکرّم میں چھ روزے رکھے تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو سارا زمانہ روزے سے رہا۔

﴿مسلم شریف﴾

ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے مہینہ کے بعد شوال المکرّم کے چھ روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ اسے ان چھ انبیاء کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۱) حضرت سیدنا آدم علیہ السلام

(۲) حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام

(۳) حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام

(۴) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام

(۵) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

(۶) حضرت سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿زبدۃ الواعظین﴾

صدقہ فطر کی شرعی حیثیت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر بڑے چھوٹے پر واجب ہے، چاہے وہ تندرست ہو یا مجنوں۔

حضرت امام محمد اور حضرت امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹے اور مجنوں پر صدقہ فطر واجب نہیں اگرچہ ان کیلئے دو گھر ہوں ایک گھر میں رہتے ہوں اور دوسرے گھر میں ان کی رہائش نہ ہو بلکہ وہ اجرت پر دیا ہوا ہو۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں دو سو درہم کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جو بھی اتنی

صلاحیت رکھتا ہے، اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح اگر ایک تو آدمی کے پاس رہائش کا گھر ہو اور کچھ چیزیں اس کی رہائش سے زائد ہوں تو اس زائد کی بھی قیمتی کا اعتبار ہوگا۔ اس طرح کپڑوں اور گھر کے دوسرے سامان کا حکم ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر عملاً واجب ہے نہ کہ اعتقاداً۔ صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے جو اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو اگرچہ نصاب نامی نہ ہو۔ اتنی مالیت والے پر صدقہ فطر دوسرے سے وصول کرنا ناجائز ہے۔

آدمی صدقہ فطر کس کس کا ادا کرے گا:

جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے وہ اپنا ادا کرے، اسی طرح اپنے چھوٹے بچہ کا اگرچہ وہ فقیر ہی کیوں نہ ہوں وہ غلام جو اس نے خدمت کیلئے رکھا ہوا ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اس طرح اپنے مدبر غلام اور ورام ولد لونڈی کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کیلئے ضروری ہے۔

آدمی پر اپنی بیوی، بڑے لڑکے اور مالدار چھوٹے بچہ کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے بلکہ جو مالدار چھوٹا بچہ ہے، اس کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔ مجنوں چھوٹے بچہ کی طرح ہے، انسان پر اپنے مکاتب غلام اور ان غلاموں کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے جو اس نے تجارت کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔

صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت:

عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مستحب ہے۔ مؤخر کرنے سے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا جب ادا کرے گا تو اس وقت ہی اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہوگا۔ صدقہ فطر نصف صاع گندم، گندم کا آٹا یا ستو واجب ہے۔ ایک صاع کھجور اور جو کا واجب ہے۔ منقی گندم کی طرح ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ جو کی طرح ہے۔

ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ آج کے موجودہ دور میں صف صاع تقریباً سوا دو کلو کے برابر ہے تو جو شخص صدقہ فطر ادا کرنا چاہے وہ اس وزن کے حساب سے گندم یا اس کے آٹے کی قیمت ادا کرے۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے چار کلو کے

برابر ہے اگر کوئی شخص کھجور سے صدقہ فطر ادا کرے تو اس وزن کے حساب سے کھجور یا اس کی قیمت دے گا۔

علماء فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں ان اجناس کو دینے کی بجائے ان کی قیمت کا دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ نقدی فقیر کی ضروریات کو زیادہ بہتر طریقہ سے پورا کرسکتی ہے بلکہ فتویٰ بھی اسی بات پر ہے۔

نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر دے دینا یہ بہت ہی بہتر ہے تاکہ فقراء بھی امیروں کے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں اور پھر اس میں ثواب بھی زیادہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیدالفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گئے۔ تو آپ نے اس چیز کے کفارے میں ایک غلام کو آزاد فرمایا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نماز عیدالفطر ادا کرنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا بھول گیا۔ اس بھولنے کے کفارے میں میں نے ایک غلام کو آزاد کردیا ہے۔ یہ بات سن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لواعتقت یاعثمان مائة رقبة لمتبلغ ثواب زکٰوة الفطر قبل صلوة العید

اے عثمان رضی اللہ عنہ! اگر آپ سو غلام بھی آزاد کریں لیکن آپ وہ ثواب حاصل نہیں کرسکتے جو نماز عید ادا کرنے سے پہلے صدقہ ادا کرنے کا ملتا ہے۔

صدقہ فطر کے وجوب کی حکمت:

بزرگ فرماتے ہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں رکوع ایک اور سجدے دو ہیں حالانکہ جس طرح سجدہ فرض ہے اسی طرح رکوع بھی فرض ہے؟ تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ رکوع انسان کو عبادت کی طرف بلاتا ہے جبکہ دو سجدے اس پر دو گواہ ہیں جس طرح رکوع بغیر سجدے کے قبول نہیں ہوتا، اسی طرح روزہ بھی صدقہ فطر کے بغیر قبول نہیں ہوتا کیونکہ صدقہ فطر روزے پر گواہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صوم العبد معلق بين السماء والارض حتى يودى صدقة الفطر واذا ادى صدقة الفطر جعل الله له جناحين اخضرين. يطير بهما الى السماء السوابعة ثم يامر الله تعالىٰ ان يجعل فى قنديل من قناديل العرش حتى يا تيى صاحبه.

بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ فطر ادا کرے جب وہ بندہ صدقہ فطر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے روزہ کو دو سبز پر عطا فرما دیتا ہے، ان دو پروں کے ساتھ وہ روزہ کو عرش کی قندیلوں میں سے ایک قندیل میں رکھ دیا جائے یہاں تک کہ اس روزہ کا رکھنے والا آ جائے۔

صدقہ فطر دینے والے کیلئے دس انعام:

ایک حدیث شریف میں ہے:

نبی کریم سرور کائنات نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا اسے دس چیزیں نصیب ہوں گی:

(۱) اس کا جسم گناہوں سے پاک ہوگا۔

(۲) دوزخ کی آگ سے آزاد ہوگا۔

(۳) اس کا روزہ درجہ مقبولیت حاصل کرے گا۔

جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ان صدقة الفطر للصوم كسجدة اسهو للصلوة فكما سجدة السهو كل واقع فى الصلوة فكذ الصوم يجبر بصدقة الفطر كل واقع فيه وبا لتر اويح لان الحسنا يذ هبن السيئات.

بے شک صدقہ فطر روزے کیلئے اس طرح ہے جس طرح سجدہ سہو نماز کیلئے ہوت ہے جس طرح سجدہ سہو نماز میں واقع ہونے والی کمی، کوتاہی اور نقصان کو پورا کرتا ہے اسی طرح روزہ کا نقصان صدقہ فطر سے پورا کیا جاتا ہے اور نماز تراویح سے کیونکہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

(۴) جنت کا حقدار ہوگا۔

(۵) قبر سے امن کی حالت میں نکلے گا۔

(۶) اس سال میں جتنے نیکی کے کام کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

(۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ فطر ادا کرنے والے کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

(۸) پل صراط سے اچکنے والی بجلی کی طرح گزرے گا۔

(۹) اس کا میزان نیکیوں سے بھر جائے گا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ صدقہ فطر ادا کرنے والے کا نام بدبخت لوگوں کے رجسٹر سے مٹا دیگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اعطى صدقة الفطر كان له لكن حبة يعطيها سبعون الفقصر طول كل قصر ما بين المشرق والمغرب.

جس شخص نے صدقہ فطر ادا کیا، اس کے ہر دانے کے بدلے کہ جو اس نے صدقہ فطر میں ادا کیا، ستر (۷۰) ہزار محل ہوں گے اور ہر محل کی لمبائی اتنی ہوگی جتنا کہ مشرق و مغرب کا درمیانی فاصلہ ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۷۱

شب قدر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا انزلنه فی لیلة القدر. وما ادرک ما لیلة القدر. لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملا ئکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امر سلم هی حتی مطلع الفجر.

ترجمہ: ''ہم نے نازل کیا قرآن مجید شب قدر میں اور تو کیا جانے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، ہر کام پر سلامتی ہے، وہ رات طلوع صبح صادق تک۔''

روح کے معنی:

مفسرین نے روح کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک سدرۃ المنتہیٰ میں اس قدر فرشتے رہتے ہیں کہ ان کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ شب قدر کی درمیانی رات میں اترتے ہیں اور مومنین اور مومنات کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام تمام سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ جس آدمی کے رونگٹے کھڑے ہوں، نرم دل ہو اور آنسو جاری ہوں، یہ سب کچھ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے مصافحہ کی برکت ہے اور بعض نے کہا کہ روح سے مراد ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اگر وہ چاہیے تو زمین اور آسمان کو ایک لقمہ میں نگل لے،

اس کو فرشتے نہیں دیکھتے ہیں مگر وہ لیلۃ القدر میں فرشتوں کے ساتھ مومنین کی صفت کیلئے نازل ہوتا ہے تاکہ نبی کریم ﷺ کی امت کے اوپر مطلع ہو جائے۔

شانِ نزول:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک شمعون غازی سے ذکر کیا جس نے کافروں کے ساتھ ہزار مہینے لڑائی کی تھی اور اس کا ہتھیار اونٹ کا ایک جبڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی ہتھیار نہ تھا جب کافروں کو اس جبڑے سے مارتا تو بے شمار ہلاک کرتا، پس جب پیاسا ہوتا تو لوگوں کے موضع سے میٹھا پانی نکلتا، وہ اس کو پیتا اور جب بھوک لگتی، اس سے گوشت کھاتا۔ غرض وہ اس طرح ہر روز کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی عمر ہزار ماہ کی ہوگی۔ یعنی تراسی (۸۳) سال چار ماہ پس کفار اس کے روکنے سے عاجز ہوں گے اور اس کی بیوی سے کہا جو کافر تھی اگر تو اپنے شوہر کو مار ڈالے تو ہم تجھ کو بہت مال دیں گے تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں اس کو نہیں مار سکتی تو کافروں نے کہا ہم تجھ کو ایک مضبوط رسی دیں گے جب وہ سو جائے تو اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دینا ہم آ کر اس کو مار ڈالیں گے۔ عورت نے نیند میں اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جب وہ بیدار ہوا تو اس نے پوچھا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟ تو اس کی بیوی نے کہا جس نے تیری آزمائش کیلئے تجھے باندھا ہے۔ اس نے ہاتھ سے کھینچا تو رسی ٹوٹ گئی تو کافروں نے اس کو ایک زنجیر لا کر دی تو اس کی بیوی نے پھر باندھ دیا جب وہ بیدار ہوا تو اس نے پوچھا کہ مجھے کس نے باندھا ہے؟ تو اس کی بیوی نے کہا میں نے تجھے آزمانے کیلئے باندھا ہے۔ اس نے پھر ہاتھ کو کھینچا تو زنجیر ٹوٹ گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی! میں اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہوں، دنیا کی کوئی چیز بھی مجھ پر غالب نہیں ہو سکتی۔

پس اس کی بیوی نے یہ بات سنی تو جب وہ سو گیا تو اس کی بیوی نے اس کی زلفوں کو کاٹ ڈالا اور اس کے سر کے بال آٹھ قلعہ تھے اور سب بال زمین گھسیٹتے تھے پس میں نے چار گچھے سے اس کے دونوں ہاتھ باندھ دیئے اور چار گچھے سے پاؤں

باندھ دیئے مگر وہ جاگ پڑا اور پوچھا کہ مجھے کس نے باندھا ہے تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں نے تجھ کو آزمانے کیلئے باندھا ہے۔ پس اس نے بہت کھینچا مگر اسے توڑ نہ سکا تب اس کی بیوی نے کافروں سے جا کر خبر دی تو وہ سب آئے اور اس کو مقتل میں لے گئے اور وہاں ایک ستون تھا اس سے اس کو باندھ دیا اور اس کے دونوں کان، آنکھیں، دونوں ہونٹ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور زبان کاٹ دی اور تمام کافر اس کے گھر میں آکر جمع ہو گئے۔ تب اللہ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ان کے ساتھ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو اس قدر طاقت عطا کر کہ میں اس مکان کے ستون کو ہلاؤں اور ان کے اوپر گھر گر پڑے اور اللہ نے اس کو ویسی ہی طاقت دی۔ اس نے اپنے آپ کو ہلایا اور اس کے اوپر چھت گر پڑی۔ کفار اور اس کی بیوی سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان سے نجات دی اور اس کے تمام اعضاء اُسے عطا کیے پھر اس نے دن کو روزہ رکھ کر ہزار ماہ شب کو قیام کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سے مارا گیا تب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے اس اشتیاق سے رو کر کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس کا ثواب جانتے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو اس سورت کے ساتھ نازل کیا اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ! میں نے تجھ کو اور تیری امت کو عطا کی۔ لیلۃ القدر جو اس میں عبادت کرے گا وہ شمعون کی ہزار (۱۰۰۰) مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔

اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ! دو رکعت نماز لیلۃ القدر میں بہت ہیں، تیرے لیے اور تیری امت لیے جو ہزار مہینے اللہ کی راہ میں ہزار (۱۰۰۰) مہینے تلوار چلائے۔ بنی اسرائیل کے زمانے میں اور بعض کہتے ہیں کہ سورت کی نزول کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ روئے کہ میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کا پیغام میری امت تک کون پہنچائے گا؟ اس کے اوپر خاطر شریف ﷺ مغموم ہوئی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس قول (تنزل الملئکۃ والروح) یعنی اتریں گے، اتریں گے فرشتے اور روح

تک پہنچائیں گے سلام میرا اور میں ان سے دور نہیں رکھوں گا۔ پس اے میرے حبیب ﷺ! تو غمگین نہ ہو، اس قول سے آپ ﷺ کے دل کو خوش کیا۔

رحمت سے محروم لوگ:

امام رازی نے کہا جب لیلۃ القدر کی صبح ہوتی ہے جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے گروہ کو پکارتے ہیں۔ اے فرشتو! چلو وہ کہتے ہیں کہ اے جبرئیل علیہ السلام! اللہ نبی کریم ﷺ کی امت کے اس شب میں ساتھ کیا معاملہ کیا؟ پس جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ نے رحمت کی نظر سے ان کو دیکھا، ان کو معاف کیا اور ان کو بخش دیا مگر چار آدمیوں کو نہیں۔ انہوں نے پوچھا وہ چار کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: (۱) شرابی، (۲) والدین کا نافرمان، (۳) رحم نہ کرنے والا، (۴) اور کینہ رکھنے والا۔ وہ آدمی جو تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے بات نہیں کرتا۔

شب قدر کے نوافل کا اجر:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سات بار اور جب سلام پھیرے تو کہے: ''استغفر اللہ و اتوب الیه'' ستر (۷۰) بار۔ جب تک وہ کھڑا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے اس کو اور اس کے والدین کو۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جنت میں بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ جنت میں ان کیلئے درخت لگائیں اور ان کیلئے مکانات بنائیں اور ان کیلئے جاری کریں نہریں اور یہ آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کو دنیا میں نہ دیکھ لے۔

رحمت ہی رحمت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں ایک رحمت اتارتا ہے۔ جو تمام مومنین کو مشرق سے مغرب پہنچتی ہے اور اس میں سے کچھ باقی رہتی ہے۔ پس جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے میرے رب! جو رحمت باقی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار کے گھروں میں جو لڑکے پیدا ہوتے ہیں لیلۃ القدر کی رات میں ان

میں خرچ کر، پس جبرئیل علیہ السلام اس رحمت کو کفار کے لڑکوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پس وہ رحمت کفار کے لڑکوں کو اسلام کی طرف کھینچتی ہے۔ پس وہ اس رحمت کی وجہ سے مومن کی حالت میں مرتے ہیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں کہا: اے اللہ! میں تیرا قرب چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا قرب اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر کی رات کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ میرے معبود میں تیری رحمت چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رحمت اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر میں مسکین پر رحمت کرے تو پھر فرمایا کہ اے میرے خدا! میں پل صراط سے بجلی کی طرح گزرنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر کی رات میں صدقہ کرے پھر کہا کہ اے میرے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ جنت کے درختوں کے سائے کے نیچے بیٹھوں اور اس کے پھل کھاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر میں تسبیح پڑھے پھر کہا کہ اے میرے خدا! میں دوزخ سے نجات چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر کی رات میں مجھ سے استغفار کرے پھر کہا خدایا! میں تیری رضامندی چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رضامندی اس کیلئے ہے جو لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں:

روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی رات آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں جو بندہ اس رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر تکبیر کے بدلے میں ایک درخت جنت میں لگاتا ہے اگر کوئی اس کے سائے میں چلا تو سو (۱۰۰) سال تک نہ طے کر سکے گا اور ہر رکعت کے بدلے میں جنت میں ایک گھر بناتا ہے جو موتی، یاقوت اور زبرجد سے ہے۔ اور ہر آیت کے بدلے میں جو نماز میں پڑھتا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ جنت میں ایک تاج بناتا ہے۔ ہر نشست کے بدلے میں جنت کے درجات میں ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر سلام کے بدلے میں جنت کی چادروں میں ایک چادر دیتا ہے۔

شب قدر اور چار جھنڈے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں چار جھنڈے اتارے جاتے ہیں:
(۱) تعریف کا، (۲) مغفرت کا، (۳) رحمت کا، (۴) کرامت کا۔

اور ہر جھنڈے کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور ہر جھنڈے کے اوپر لکھا ہوتا ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس رات میں تین بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتا ہے۔ پہلی مرتبہ پڑھنے سے، دوسری مرتبہ پڑھنے سے اس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے اور تیسری مرتبہ پڑھنے سے اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ تعریف کا جھنڈا آسمان اور زمین پر نصب کیا جاتا ہے، مغفرت کا جھنڈا رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر اور رحمت جھنڈا کعبہ شریف کے اوپر نصب کیا جاتا ہے اور کرامت کا جھنڈا اس پتھر کے اوپر نصب کیا جاتا ہے جو بیت المقدس میں ہے اور ان میں سے ہر ایک لیلۃ القدر میں ہر مسلمان کے دروازے پر آتا ہے اور ان کے اوپر ستر (۷۰) بار سلام کرتا ہے۔

شب قدر کی عبادت کا ثواب:

وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک عابد تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی تین سو سال عبادت کی۔ اور وہ امیدوار تھا اس کا کہ اس کی طرف وحی بھیجی جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک کھجور کا درخت پیدا کیا تھا جو ہر رات اس قدر پھیلتا تھا اور اس سے پھل کھاتا اور اس کی وجہ سے اس کا دل مطمئن تھا اور اللہ نے اس کی طرف وحی بھیجی اور آواز آئی کہ میں وحی نہیں بھیجتا۔ اس کی طرف جس کا دل میرے بغیر مطمئن ہو۔ عابد نے کہا کہ اے میرے پروردگار! کون سی ایسی چیز ہے جس نے میرا دل مطمئن کیا ہے؟ تو آواز آئی اس درخت سے، جس کا تو پھل کھاتا ہے۔ پس عابد نے اس درخت کو کاٹ ڈالا اور عبادت کرنے لگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی عبادت تیری سب عبادتوں سے افضل ہے۔

شب قدر ستائیسویں رات ہے:

حضرت ابو یزید بسطامیؒ سے نقل ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ شب قدر دیکھی اور وہ ستائیسویں رات ہے اور حقائق حنفی میں مذکور ہے کہ لیلۃ القدر کے نو (۹) حروف ہیں اور بے شک اللہ نے لفظ لیلۃ القدر کو تین جگہ ذکر کیا۔ پس کل ستائیس حروف ہوئے۔

شب قدر کونسی رات ہے:

شب قدر کے وقت کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہ رات حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں تھی پھر اس کو اٹھا لیا گیا۔

عام مشائخ کا اس بارے میں فرمان یہ ہے کہ لیلۃ القدر قیامت کے دن تک باقی ہے۔ یہ کون سی رات ہے۔ اس بارے میں بعض کا قول یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔

بعض نے فرمایا کہ یہ ماہ رمضان کی سترہ کی رات ہے۔

اکثر کا قول یہ ہے کہ یہ بابرکت رات ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کوئی نہ کوئی رات ہے۔

ایک بزرگ کا تجربہ:

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں، ماہ رمضان میں شب قدر پاتا ہے۔ میرا تجربہ ہے اگر رمضان المبارک کے مہینہ کی پہلی تاریخ سوموار کو ہو تو ماہ رمضان کی اکیسویں شب کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو ماہ رمضان کی پچیسویں رات شب قدر ہوتی ہے اور اگر جمعۃ المبارک یا منگل کے دن ماہ رمضان کی پہلی ہو تو ماہ رمضان کی ستائیسویں شب، شب قدر ہوتی ہے۔ اگر پہلی تاریخ اتوار یا بدھ کو ہو تو شب قدر انتیسویں رات کو ہوتی ہے۔

عجیب وغریب نکتہ:

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سال تبلیغ کی اور نبی کریم ﷺ نے صرف تیئس برس تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب ﷺ! آپ حضرت نوح علیہ السلام سے بہتر ہیں اور یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی قلیل مدت حضرت نوح علیہ السلام کی کثیر مدت سے افضل ہے۔ اے محمد ﷺ! آپ کے ماننے والے حضرت نوح علیہ السلام کے ماننے والون سے کہیں زیادہ ہیں اگرچہ ہزار مہینہ تک لڑائی کرنے والے، ہزار مہینہ تک راتوں کو قیام کرنے والے اگرچہ ان کی مدت عبادت زیادہ ہے اور اے محبوب ﷺ! آپ کی امت کی لیلۃ القدر میں صرف دو رکعتیں اگرچہ قلیل ہیں لیکن ان کی ہزار مہینہ کی عبادت سے کہیں افضل واعلیٰ ہے۔

خالق کائنات نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب! یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی امت پر میرا فضل اور میری رحمت تمام مخلوق کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجہ:

بزرگ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی امت پر لیلۃ القدر کے مخفی رکھنے میں یہ راز ہے کہ نبی کریم ﷺ کے غلام لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کیلئے اس کے پانے کے لالچ میں ماہ رمضان کی تمام راتوں کو عبادات کے اندر زیادہ سے زیادہ گزارنے کی کوشش کریں۔

جیسا کہ جمعہ کے دن میں دعا کی مقبولیت کی گھڑی پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

نماز وسطیٰ کو پانچ نمازوں میں مخفی رکھا گیا ہے۔

اسم اعظم کو اسماء میں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

اللہ کی رضا کو اس کی اطاعت میں مخفی رکھا گیا ہے تاکہ لوگ ان چیزوں میں رغبت کریں اور ان تمام کو حاصل کرنے میں کوشش کریں۔

لیلۃ القدر میں قیام اور قرآن پڑھنے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے لیلۃ القدر میں اس مقدار میں قیام کیا کہ بکری دوہی جائے اور وہ آدمی سے زیادہ محبوب ہے جو ہمیشہ روزہ رکھے مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھ کو بھیجا۔ قرآن مجید کی آیت کا پڑھنا، شب قدر میں قرآن مجید کے پڑھنے سے افضل ہے جو دوسری راتوں میں پڑھا جاتا ہے۔

لیلۃ القدر کا خاص وظیفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا پڑھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہہ

اللّٰھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی.

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر۲۷

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والفجر ولیال عشر و الشفع والوتر والیل اذا یسر هل فی ذالک قسم الذی حجر الم تر کیف فعل ربک بعاد.

ترجمہ: ''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقل مند کیلئے قسم ہوئی کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا۔''

آیت کی تفسیر:

والفجر ولیال عشر والشفع والاوتر.

''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی۔''

مفسرین فرماتے ہیں: فجر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صبح کی قسم یا صبح کے روشن ہونے کی۔

جس طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

والصبح اذا تنفس .

''اور صبح کی جب دم لے۔'' یا فرمایا یہ صبح کی نماز کی قسم اٹھاتا ہوں۔

ایک قول یہ ہے کہ ان دس راتوں میں ماہ رمضان کی آخری دس راتیں مراد ہیں۔

لیال عشر کی تنوین تعظیم کیلئے ہے۔

ایک قرأت میں ''لیال عشر'' پڑھا گیا ہے یعنی اس کو مضاف مضاف الیہ .

قرار دیا ہے۔ بایں طور کے اس سے مراد دس دن بھی ہیں۔

جفت اور طارق سے تمام اشیاء کا جوڑا اور طارق مراد ہے۔ یا تمام مخلوق کا جوڑا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔

''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔

﴿الذاریات ۴۹﴾

ان تمام اشیاء کا خالق وہ اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ وہ یکتا ہے۔

بعض مفسرین نے جفت اور طارق سے عناصر اربعہ افلاک بروج و سیارات، تمام نمازوں کا جفت و طارق اور عرفہ ونحر کا دن مراد لیا ہے۔

ان کلمات کو مرفوع اور اس کے علاوہ بھی پڑھا گیا ہے اور یہ کلمات مفرد ذکر فرمائے گئے تاکہ یہ اپنے مدلولات کی تمام انواع پر دلالت کر سکیں کیونکہ اس لحاظ سے یہ توحید پر دلالت کرنے کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے یا دین میں اس چیز کا ماقبل کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے یا منفعت کے اعتبار زیادہ ہونے کی وجہ سے جو کہ شکر کا باعث ہے۔

واللیل اذا یسر هل فی ذلک قسم لذی حجر۔

''اور رات کی جب چل دے کیوں اس میں عقل مند کیلئے قسم ہوئی۔''

مفسرین فرماتے ہیں رات کے چل دینے سے مراد ہے کہ جب رات گزر جائے جیسا کہ ایک ار مقام پر قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

واللیل اذا ادبر

''اور رات کی جب پیٹھ پھیرے۔''

﴿المدثر ۳۳﴾

رات کو چلے جانے کے ساتھ اس لیے مقید کیا کہ کمال قدرت اور نعمتوں کی زیادتی پر قوی دلیل تعاقب میں ہے۔

بعض اقوال میں یسری بھی ہے جبکہ یہاں پر تخفیف کے پیش نظر یا کو حذف کیا گیا ہے۔

(لذی حجو) اس کا اعتبار کیا جاتا ہے نیز اس کے ساتھ اس چیز کو پختہ کیا جاتا ہے کہ جس کو ثابت کرنے کا ارادہ ہو۔

الحجر کا معنی عقل ہے۔

عقل کو بھی عقل اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسان کو ہر اس کام سے روکتی ہے جو اس کے مناسب نہ ہو اور انسانی عقل کو ''نھی، حصاۃ'' جو کہ احصاء سے بناء ہے۔ کہتے ہیں اور اس کا معنی ہوتا ہے، ضبط کرنا۔ (یاد کرنا)

اس مقام پر مقسم علیہ محذوف ہے۔ یعنی وہ کہ جس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس پر لـم تر کیف دلالت کرتا ہے۔

چند تفسیری نکات:

(والشفع والوتر) کی مراد میں کئی اقوال ہیں۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ الشفع سے یوم الترویہ اور یوم عرفہ جبکہ والوتر سے یوم العید مراد ہے۔

(۲) حضرت قتادہ اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ الشفع سے تمام مخلوق اور الوتر سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔

رب ذوالجلال نے فرمایا:

ومن کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون

''اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔''

﴿الذاریات ۴۹﴾

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا اس لیے بنایا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ خود یکتا ہے۔

(۳) حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الشفع سے چار نمازیں فجر، ظہر، عصر، عشاء جبکہ الوتر سے مغرب کی نماز مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان پانچ نمازوں کی قسم یاد فرمائی جن کو اہل اسلام پڑھتے ہیں۔

(۴) بعض نے کہا کہ الشفع سے سوموار اور خمیس کا دن اور الوتر سے جمعہ کا دن مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان تین دنوں کی قسم اٹھائی کیونکہ ان کو باقی تمام ایام پر فضیلت و

شرافت حاصل ہے۔

(۵) بعض نے کہا الشفع سے رجب، شعبان اور الوتر سے رمضان کا مہینہ مراد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ تین مہینے باقی تمام مہینوں پر کرامت و شرافت رکھتے ہیں۔

(۶) بعض کا قول یہ ہے کہ الشفع سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام جبکہ الوتر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی قسم یاد فرمائی کیونکہ یہ باقی تمام پر فضیلت و بزرگی رکھتے ہیں۔

(واللیل اذا یسر) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مزدلفہ کی رات مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی قسم اٹھائی کیونکہ اس رات حجاج کرام کے چلنے کی وجہ سے اس کو باقی تمام راتوں پر فضیلت حاصل ہے۔
الشیخ ابو سعید نے فرمایا کہ اس رات سے معراج کی رات مراد ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے:

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

"پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔"
﴿بنی اسرائیل، تفسیر حنفی﴾

والفجر کے دو معانی مفسرین نے ذکر فرمائے۔

(۱) فجر صبح کا نام ہو، یعنی مشرق کی جانب میں سورج کی روشنی کے ظاہر ہونے کا پہلا وقت۔

(۲) فجر مصدر ہو بمعنی تاریکی کے ختم ہونے کے ساتھ صبح کا نکلنا۔ صلقت الشیئی فلقا کا معنی ہوتا ہے شققتہ میں نے اسے توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کی قسم اس لیے اٹھائی کیونکہ رات کے مکمل ہونے کے ساتھ روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ جس میں لوگ، تمام حیوانات، پرندے اور وحشی جانور رزق کو طلب کرنے کے لیے نکلتے

ہیں او یہ مردوں کے اپنی اپنی قبروں سے اٹھنے کے مشابہ ہے اور اس میں غور وفکر کرنے والے شخص کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔

ولیال عشر یعنی ذوالحجہ شریف کی دس راتیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم اس لیے اٹھائی کہ یہ حج کو ادا کرنے اور حج کے اعمال میں مشغول رہنے کے دن ہیں۔ مقبول حج تمام اعمال سے افضل ہے کیونکہ ایسا حج زندگی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن ایام العمل الصالح فیھا افضل من آیام ھذا العشر.

دنوں میں سے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں عمل کرنا ان دس دنوں سے افضل ہو۔ اس لیے دس راتوں کی تفسیر ذی الحجہ کے دس دنوں کے ساتھ کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوم عرفہ کی فجر کی قسم اس کی شرافت کی وجہ سے اٹھائی کیونکہ حجاج کرام وقوف عرفہ کے لیے جبل عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہیں یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یوم نحر کی فجر کی قسم اٹھائی کیونکہ دسویں ذوالحجہ کا دن ایک عظیم دن ہے کہ جس میں انسان قربانی کرنے کے لیے آتا ہے۔

شیخ زادہ

والشفع والوتر۔ اس سے تمام اشیاء کا جفت اور طاق ہونا مراد ہے۔

شفع اور وتر کو اکٹھا ذکر کرنا تمام اشیاء کے ذکر سے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے جتنی اشیاء کی اجناس' انواع' اصناف اور اشخاص ہیں۔ اسی طرح اشیاء کے جواہر و اعراض اسی وقت متصور نہیں ہو سکتے کہ جب تک ان دونوں میں سے کسی ایک کا تصور نہ کیا جائے۔ کوئی بھی شے ان دونوں سے خالی ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے ان دونوں چیزوں کی قسم اٹھانا ایسے ہے جیسا کہ تمام اشیاء کی قسم اٹھائی گئی ہو۔

علماء فرماتے ہیں: الشفع کو تمام مخلوقات سے کنایہ بنایا گیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مونث' ناطق ہو یا

صامت، عالم ہو یا جاہل، قادر ہو یا عاجز، گرم ہو یا سرد، فلکی ہو یا عنصری یا اس کے علاوہ باقی جتنی چیزیں ہیں ان میں بھی یہی حالت ہے۔

وتر خالق سے کنایہ ہے اس لیے کہ وہ ذات یکتا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔

بعض متکلمین نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی اس کا ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر عظیم ہے۔ اس لیے اسے ایسے انداز سے کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے علاوہ دوسرے سے ممتاز ہو جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمع من یقول: اللہ ورسولہ فنہاہ عنہ فقال قل اللہ ثم رسولہ.

بے شک نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اللہ ورسولہ (اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول) کہتے ہوئے سنا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے ایسا کہنے سے منع کر دیا۔ پس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم اس طرح کہو "اللہ ثم رسولہ" (اللہ پھر اس کا رسول ﷺ)

﴿شیخ زادہ﴾

درود وسلام پڑھنے کا حکم:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے مخاطب! جب بھی تو مسجد میں داخل ہو تو حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات پر درود وسلام پڑھ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لا تتخذ وا بیتی عیدا ولا تتخذ وا بیوتکم قبورا وصلو اعلی حیث کنتم فان صلو تکم تبلغنی.

میرے گھر کو عید نہ بناؤ اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ کیونکہ تم میری ذات پر درود پڑھو چاہے تم جہاں بھی ہو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھے پہنچتا ہے۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اکثروا علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ فان صلوتکم معروضۃ علی.

جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھ کیونکہ تمہارا میری ذات پر درود شریف پڑھنا مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت سلیمان بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب کی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ لوگ جو آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور آپ کی ذات اقدس پر سلام پڑھتے ہیں تو کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں'' اور آپ نے ان کا ارادہ فرمایا۔

﴿شفاء شریف﴾

ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے:

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس چیزوں سے معزز فرمائے گا:

(۱) عمر میں برکت۔ (۲) مال میں زیادتی۔
(۳) اہل وعیال کی حفاظت۔ (۴) گناہوں کا مٹا دیا جانا۔
(۵) نیکیوں کا دوگنا کیا جانا۔ (۶) موت کی سکرات سے آسانی۔
(۷) قبر کی تاریکی میں روشنی۔ (۸) میزان کا بھاری ہونا۔
(۹) جہنم کے نچلے درجوں سے نجات۔ (۱۰) جنت کے اعلیٰ درجات پر چڑھنا۔

تین عشرے افضل ہیں:

ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سال میں سے تین عشروں کو منتخب فرمالیا ہے:

(۱) ماہ رمضان کے آخری دس دن کیونکہ اس میں لیلۃ القدر کی برکات ہیں۔

(۲) ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن کیونکہ ان میں ''یوم الترویہ' یوم عرفہ' قربانی' تلبیہ' حج اور قسم قسم'' کے مناسک حج ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ تعالیٰ بیاھی ملا ئکتہ فیقول: انظروا الی عبادی جاء و امن کل فج عمیق شعشا غبر الیشھدوا منافع لھم اشھدوا یا ملا ئکتی انی قد غفرت لھم.

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور اس کی طرف سے فرمان ہوتا ہے۔ میرے ان بندوں کو دیکھو یہ ہر دور کے علاقہ سے آتے ہیں، پراگندہ بال او چہرے گرد آلود ہیں تاکہ حج سے حاصل ہونے والے منافع کو حاصل کرسکیں۔ اے میرے فرشتو! تم گواہ ہو جاؤ تحقیق میں نے ان سب کی بخشش فرمادی ہے۔

(۳) محرم الحرام کے دس دن کیونکہ ان میں یوم عاشورہ کی برکات ہیں۔ اس ضمن میں آثار وارد ہیں اور ان آثار کی مثل اور بھی روایات موجود ہیں۔

فقہاء کرام نے فرمایا: اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس سال میں ماہ رمضان کے بعد افضل ترین دنوں کے روزے ہیں تو ایسے شخص پر بارہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے واجب ہوں گے۔ اسی لیے کہ پورے سال میں سے افضل ترین یہی دس دن ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صام یرم عرفۃ من ذی الحجۃ کتب اللہ تعالیٰ لہ صیام ستین سنۃ و کتبہ اللہ تعالیٰ من القانتین.

جس شخص نے ماہ ذوالحجہ میں سے یوم عرفہ کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ساٹھ سال کے روزوں کا ثواب لکھ دے گا نیز اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ فرمانبرداری کرنے والوں میں لکھ دے گا۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن ایام العمل الصالح فیھا احب الی اللہ تعالی من ھذہ الایام یعنی ایام عشر ذی الحجۃ قالو او لا الجھا دفی سبیل اللہ؟ قال ولا الجھاد

فی سبیل اللہ الارجل خرج بنفسه وما له فلم یرجع بذلک.

کوئی ایام ایسے نہیں کہ جن میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہو' سوائے ماہ ذوالحجہ کے ان دس دنوں کے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ۔ ہاں وہ شخص کہ جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ آئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مامن ایام احب الی اللہ ان یعبد فیها من عشر ذی الحجة یعدل صوم کل یوم منها صیام سنة وقیام کل لیلة منها قیام لیلة القدر.

ماہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسے دن نہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال پسندیدہ ہوں' ان دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ان کی راتوں میں سے ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

قبولیت دعا کا نسخہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

یارب دعوت فلم تجب وعوتی فعلمنی شیئا ادعوک به فاوحی اللہ تعالی الیه یا موسی علیہ السلام اذا دخل ایام العشر من ذی الحجة قل لا اله الا اللہ اقض حاجتک' قال یارب کل عبد یقولها' قال یاموسی من قال لا اله الا اللہ فی هذه الا یام مرة لو وضعت السموت السبع والا رضون السبع فی کفة المیزان ولا اله الا اللہ فی الکفة الا خری لثقلت ورجحت هذه المقاله علیهن جمیعا.

اے میرے رب! میں دعا کرتا ہوں لیکن تو اسے قبول نہیں فرماتا مجھے کوئی ایسی چیز سکھا کہ جس کے ذریعے میں تیری تیری بارگاہ میں دعا کروں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰ علیہ السلام! جب ماہ ذوالحجہ کے دس دن داخل ہوں تو تو یہ کلمات کہہ لا الہ الا اللہ (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ) اقض حاجتک میں تری حاجت کو پورا کروں گا۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ چاہے ان کلمات کو تیرا جو بندہ بھی کہے۔

اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جس شخص نے ان دنوں میں یہ کلمات کہے یعنی فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ ان دنوں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہے اگر سات آسمان اور سات زمینوں کو میزان کے ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ کے کلمات کو رکھ دیا جائے تو ان کلمات والا پلڑہ دوسرے پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہونے والے عظیم واقعات:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) ماہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو معافی عطا فرمائی تو جو شخص اس ماہ مقدس کی یکم کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔

(۲) اس ماہ مبارک کی دو تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس نے آنکھ کے جھپکنے کی دیر جتنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انقطاع نہیں کیا۔

(۳) ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا تو جس خوش نصیب انسان نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا۔

(۴) اس ماہ مقدس کی چار تاریخ کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس سے محتاجی اور

تنگدستی کو دور فرمادے گا اور وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے معزز نیک بندوں کے ساتھ ہوگا۔

(۵) اس بابرکت ماہ کی پانچ تاریخ کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے نفاق اور عذاب قبر سے بری کردے گا۔

(۶) اس مہینہ کی چھ تاریخ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے خیر کے دروازے کھول دیئے تو جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اواس کے بعد اس بندے کو ہمیشہ تک عذاب نہیں دے گا۔

(۷) اس ماہ کی سات تاریخ کو دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جب تک یہ دس دن گزر نہ جائیں ان کو کھولا نہیں جاتا۔

(۸) ماہ ذوالحجہ کے آٹھویں دن کو یوم الترویہ کہتے ہیں جس شخص نے اس دن کا روزہ رکھا اسے اتنا اجر عطا کیا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۹) ذوالحجہ کے نویں دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں جس خوش نصیب نے اس دن کا روزہ رکھا تو یہ اس کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا اور یہی وہ دن کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

الیوم اکملت لکم دینکم وا تممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الا سلام دینا ط

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا۔" اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔"

(المائدہ: ۳)

(۱۰) ماہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو یوم الاضحیٰ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس دن میں قربانی کرے تو اس قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے اور اس کے اہل وعیال کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جو شخص اس دن میں کسی مومن کو کھانا کھلائے یا اس پر صدقات

میں سے کوئی صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر خوف سے امن دے کر اٹھائے گا اور اس کا میزان جبل احد سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔

قبر میں نور:

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشرہ ذوالحجہ کی ان راتوں میں بصرہ کے اندر مسلمانوں کے قبرستان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا تو اچانک میں نے ایک آدمی کی قبر میں نور دیکھا تو میں سوچ و بچار کرتے ہوئے ٹھہر گیا۔ اسی دوران کسی کہنے والے کو میں نے بلند آواز کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنا:

یاسفیان علیک بصیام عشر ذی الحجة یعط لک نور مثل هذا

اے سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ! تو اپنے آپ پر ذوالحجہ کے دس دنوں کے روزے رکھنا لازم کرلے تو تجھے بھی اس کی مثل نور عطا کیا جائے گا۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

صرف دو دنوں کا روزہ:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صام الیوم الاخیر من ذی الحجة والیوم الاول من المحرم فقد ختم الحسنة الماضیة وفتح السنة القابلة بالصوم وجعل الله له کفارة خمسین سنة.

جس شخص نے ذوالحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن کا روزہ رکھا تو تحقیق اس نے گزشتہ سال کو ختم اور آئندہ سال کو روزے کے ساتھ شروع کیا اور اللہ تعالیٰ اس کے ان دو روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے۔

سب سے زیادہ دوزخ سے آزادی:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما من یوم یعتق الله تعالیٰ فیه من النار اکثر مما یعتق فی یوم عرفة

عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے سب سے زیادہ لوگوں کو آزاد کرتا ہو۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

مصنف کتاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے مخاطب جتنا ہو سکے ان دنوں میں نیک عمل کرنے کو اختیار کر اور تو انکار کرنے والوں میں سے نہ ہو جا۔

افضل ترین بات:

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سب سے افضل میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کا کلام ہے۔ آپ نے جوان دس دنوں میں کلام کہنے کے لیے فرمایا' وہ یہ ہے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ.

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

ایک روایت میں ہے: نبی کریم سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں عمل کرنا افضل ہو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ماہ رمضان بھی؟

آقا علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا:

بل العمل فی رمضان افضل ولک ھذا الا یام حر متھن اعظم.

بلکہ عمل کرنا ماہ رمضان میں افضل ہے جبکہ عشرہ ذوالحجہ کے دنوں کی حرمت زیادہ ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۷۳

قربانی کے فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا اعطینک الکوثر. فصل لربک و النحر ان شانئک هو الابتر.

ترجمہ: ''اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔''

آیت کی تفسیر:

(انا اعطیناک الکوثر)

''اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔''

﴿الکوثر:۱﴾

مفسرین فرماتے ہیں کہ ''کوثر'' کے مراد میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) ''کوثر'' خیر کثیر کو کہتے ہیں۔ یعنی علم، عمل اور دارین کی بزرگی کی کثرت۔ جیسا کہ حدیث میں مروی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انه نهر فی الجنة و عدنی ربی فیه خیر کثیر احلی من العل و اشد بیاضا من اللبن و ابرد من الثلج والین من الزبد حافتاه الزبیر جدوا انیه من الفضة. لا یظماء من شرب منه.

کوثر سے مراد جنت میں ایک نہر ہے۔ جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے فرمایا ہے

اس میں خیر کثیر ہے۔ وہ نہر شہد سے زیادہ میٹھی، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ نہر کے دونوں کنارے زبرجد کے اور اس کے برتن چاندی کے ہیں۔ جس خوش نصیب کو بھی اس نہر سے پینا نصیب ہو گیا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(۲)　کوثر سے مراد حوض ہے۔

(۳)　کوثر سے حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد۔ آپ کے متبعین آپ کی امت کے علماء کرام یا قرآن عظیم مراد ہے۔

(فصل لربک وانحرہ)

''تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔''

(کوثر ۲)

مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز پر ہمیشگی اختیار کرنا ہے۔ ایسی مداومت ہو کہ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، نہ ہی اس کے بارے میں سہو ہو یا نہ ہی اس میں دکھاوا ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا ہو سکے اور نماز ہی ایسی عبادت ہے جو شکر کی تمام اقسام کے لیے جامع ہے۔

قربانی سے مراد پسندیدہ جانور ہے کیونکہ اہل عرب ''بدن'' کا اطلاق اس جانور پر کرتے ہیں کہ جوان کا پسندیدہ مال ہو تو اسے محتاجوں پر صدقہ کرنے کا حکم ہے اس سے مراد وہ لوگ مراد نہیں کہ جو محتاجوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور عام استعمال کی چیزیں ان کو مانگنے سے بھی نہیں دیتے۔ گویا کہ سورۃ الکوثر پہلے والی سورۃ الماعون کے لیے مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ صلوٰۃ سے نماز عید اور نحر سے عید الاضحیٰ مراد ہے۔

(ان شانئک ھو الابتر)

''بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔'' (الکوثر ۳)

مفسرین فرماتے ہیں کہ ابتر اسے کہا جاتا ہے کہ جس کا اس کے پیچھے کوئی نہ ہو۔ اس کی نسل باقی نہ رہے اور نہ ہی اس کا اچھا ذکر باقی رہے۔ تو اے حبیب کریم ﷺ! آپ کی اولاد باقی رہے گی۔ آپ کی اچھی شہرت اور آپ کے فضل وکرم کے آثار قیامت کے دن تک باقی رہیں گے اور آخرت میں آپ کے لیے وہ مقام ومرتبہ ہوگا

جو وصف بیان سے باہر ہے۔

سورۃ الکوثر کی فضیلت:

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قرء سورة الكوثر سقاه الله من كل نهر فى الجنة و يكتب له عشر حسنات بعدد كل قرمان قربه العباد فى يوم النحر.

جس شخص نے سورۃ الکوثر کو پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں موجود ہر نہر سے سیراب فرمائے گا اور قربانی کی تعداد کے برابر دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں تحریر فرمائے گا۔

﴿قاضی بیضاوی﴾

فرشتہ کی ڈیوٹی:

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

من صلى على تعظيمالى جعل الله تعالىٰ من تلك الكلمة ملكاله جنا حان جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ورجلاه تحت العرش. بقول اله الله تعالىٰ صل على عبدى كما صلى على نبيى فيصلى عليه الى يوم القيامة.

جو شخص میری تعظیم کے پیش نظر مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ درود شریف کے اس کلمہ سے ایک ایسا فرشتہ پیدا فرماتا ہے کہ جس کے دو پر ہیں۔ ان میں سے ایک پر مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں جبکہ اس کے دونوں پاؤں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فرشتہ سے فرماتا ہے کہ تو میرے اس بندے پر رحمت بھیجنے کی دعا کر جس طرح کہ اس نے میرے حبیب کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا ہے۔ لہٰذا وہ فرشتہ اس بندے کے لیے قیامت کے دن تک رحمت کی دعا کرتا رہے گا۔

﴿زبدۃ الواعظین﴾

شان نزول:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ایک مرتبہ نبی پاک صاحب

لولاک علیہ السلام ہلکی نیند فرما رہے تھے۔ نیند سے اٹھے۔ تبسم فرماتے ہوئے اپنے سرانور کو اٹھایا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ علیہ السلام! کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا؟ تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی۔ صحابہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے وہ سورت ہمیں پڑھ کر سنائی تو آپ نے جو سورت ہم پر پڑھی وہ یہ تھی۔

انا اعطیناک الکوثر. فصل لربک وانحر. انا شانئک ھو الابتر.

اسی طرح ایک اور روایت ہے جس کو ابو صالح نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عاص بن وائل ابن ہشام نے رسول اللہ علیہ السلام کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا اور وہ مسجد میں داخل ہو رہا تھا۔ دونوں کی مسجد کے دروازے پر ملاقات ہوگئی۔ آپس میں باتیں ہوتی رہیں۔ قریش کی ایک پوری جماعت مسجد میں موجود تھی۔ جب عاص ان پر داخل ہوا تو انہوں نے کہا کہ تم کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے؟

عاص بدبخت نے کہا: اس ابتر (مقطوع النسل) سے۔

عاص نے حضور نبی کریم علیہ السلام کے بارے میں یہ کلمہ اس لیے استعمال کیا کیونکہ قریش نبی کریم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کو ابتر کہتے تھے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی مرد کا لڑکا زندہ نہ ہوتا تو وہ اسے ابتر کہتے تھے۔

عاص ابن وائل ابن ہشام نے جو بات قریش سے کہی۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے اس کو سن لیا اور غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے دل کو تسلی دینے اور دشمنوں کو جواب دینے کے لیے اس سورۂ مبارکہ کو نازل کیا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم علیہ السلام کے صاحبزادے زندہ رہتے تو دو ہی صورتیں تھیں یا وہ بھی اللہ کے نبی ہوتے یا نہ ہوتے۔ اگر وہ نبی نہ ہوتے تو یہ ان کے لیے کوئی عظمت کی بات نہ تھی اور اگر وہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیارے حبیب علیہ السلام! آپ خاتم النبیین نہ ہوتے۔ خالق کائنات نے فرمایا کہ اے

پیارے حبیب! میں نے آپ کے نام کو کلمہ توحید' اذان' نماز اور بہت ساری چیزوں میں اپنے ساتھ ملالیا ہے۔ آپ تو صاحب کوثر ہیں اور آپ ابتر کیسے ہو سکتے ہیں؟

اولاد مصطفیٰ:

نبی کریم ﷺ کے تین صاجزدے ہیں:

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ،

(۲) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ،

(۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ،

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال مدت رضاعت میں ہوگیا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ کی عمر مبارک سترہ (۱۷) دن یا اس سے کچھ زائد تھی۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت حضرت محمد ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل ہوئی اور ان کا وصال بھی صحیح ترین قول کے مطابق سترہ (۱۷) دن بعد ہوا اور یہ ابھی قبل از اعلان نبوت کا وقت تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہ جن کا نام طیب و طاہر بھی تھا۔ ان کی ولادت باسعادت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے بعد مکہ میں ہوئی اور ان کا بھی صغرسنی کی حالت میں وصال ہوگیا۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ حضرت طیب وطاہر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ کے صاجزادے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی چار صاجزادیاں ہیں۔

(۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا،

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا،

(۳) حضرت زینب رضی اللہ عنہا،

(۴) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔

یہ جملہ صاجزادیاں اور صاجزادے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے حضرت ام

المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جبکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد آپ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے سے پہلے فوت ہوگئی جبکہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دار فانی سے پردہ فرمانے کے چھ ماہ بعد ہوا۔ آقا کائنات ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کی تمام صاجزادیوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

کوثر کے مزید معانی:

ایک روایت میں ہے کہ

(۱) کوثر جنت میں ایک ''نہر'' ہے۔
(۲) کوثر سے مراد جنت میں ایک ''حوض'' ہے۔
(۳) کوثر ''موقف'' کا نام ہے۔
(۴) کوثر بمعنی ''فضائل کثیرہ''۔
(۵) کوثر ''مقام محمود'' کو کہتے ہیں۔
(۶) کوثر بمعنی ''حسن خلق اور رفعت ذکر''۔
(۷) کوثر سے ''سورۃ الکوثر'' مراد ہے۔
(۸) کوثر سے نبی کریم ﷺ کی ''اولاد'' اور آپ کے ''متبعین'' مراد ہیں۔
(۹) آپ کی امت کے ''علماء'' مراد ہیں۔
(۱۰) کوثر سے مراد ''قران عظیم'' ہے۔
(۱۱) آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے ''علماء'' مراد ہیں۔
(۱۲) کوثر سے مراد ہر وہ چیز جس کی آپ کی طرف ''وحی'' کی گئی ہے۔
(۱۳) کوثر سے مراد ''نبوت'' ہے۔
(۱۴) کوثر سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم ''صحابہ'' مراد ہیں۔

(۱۵) ''قرآن کی تفسیر'' اور ''شرائع کی تحقیق'' کا نام کوثر ہے۔

(۱۶) کوثر سے حضور کی ''امت کی کثرت'' مراد ہے۔

(۱۷) کوثر سے ''واقع ہونے والی کرامات'' مراد ہیں۔

(۱۸) کوثر سے ''شفاعت کبریٰ'' مراد ہے۔

ایک اہم نکتہ:

سورۃ الکوثر سے پہلے سورۃ الماعون میں منافقین کے جن قبیح امور کو ذکر کیا گیا۔ اس سورت میں اس کے مقابلہ میں اچھے اوصاف کا ذکر ہوا۔

پہلی سورت میں منافقین کی قبیح بات ذکر کی وہ بخل ہے۔ جس کی طرف اس آیت سے اشارہ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الذین ھم عن صلاتھم ساھون

''جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔''

﴿الماعون ۵﴾

منافق کی تیسری علامت ریا کاری ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

الذین ھم یرائون

''وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔''

منافق کی چوتھی علامت ترک زکوٰۃ (زکوٰۃ نہ دینا) ہے جس کی طرف رب ذوالجلال کے اس فرمان میں اشارہ ہے:

یمنعون الماعون

''برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔'' ﴿الماعون ۷﴾

(۱) سورۃ الکوثر میں ''عن صلاتھم ساھون'' کے مقابلہ میں ''فصل'' کو ذکر کیا۔

(۲) سورۃ الکوثر میں ''الذین ھم یرائون'' کے مقابلہ میں ''لربک'' کو ذکر کیا۔

(۳) سورۃ الکوثر میں ''الذی یدع الیتیم'' کے مقابلہ میں ''وانحر'' کو ذکر کیا۔

(۴) سورۃ الکوثر میں ''ویمنعون الاعون'' کے مقابلہ میں ''وانحر'' کو ذکر کیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پسندیدہ مال کا خرچ کرنا بخل کے مقابلہ میں ہے اور ضرورت مندوں پر مال کو خرچ کرنا ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے کہ برتنے کی چیزیں مانگے بھی نہیں دیتے۔

قربانی نہ کرنے پر وعید:

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من کان له سعة فلم یضح فلیمت ان شاء یهودیاو ان شاء نصرانیا.

جس شخص کو طاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من کان له سعة فلم یضح فلا یقربن مصلانا.

جو شخص طاقت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے تو فرمایا کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

ایک اور حدیث میں ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من صلی صلا تنا و نسک نسکان فهو منا. و من لم یصل صلاتنا فلم یضح فلیس منا فان کان غنیا.

جو شخص ہماری نماز پڑھے اور قربانی کرے وہ ہم میں سے ہے اور جو نہ ہمارے طریقہ پر نماز پڑھے اور نہ قربانی کرے وہ ہم میں سے نہیں اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خیار امتی یضحون و شرار امتی لا یضحون.

میری مت کے نیک لوگ قربانی کرتے ہیں جبکہ میری امت کے شریر لوگ قربانی نہیں کرتے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الا ان الا ضحیة من الاعمال المجیة تنجی صاحبهم من شرا

لدنیا و الآخرۃ.

خبردار قربانی نجات دینے والے اعمال میں سے ہے، قربانی کرنے والا دنیا اور آخرت کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

قربانی کرنے کا عظیم اجر:

ایک روایت میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من حرج من بینه الی شراء الا ضحیة کان له بکل خطوة عشر حسنات و محی عنه عشر سیئات ورفع عشر درجات واذتکلم فی شرائها کان کلام تسبیحا وذا نقد ثمنها کان له بکل درهم سبعما ئة حسنة واذا طرحها علی الارض یرید ذبحها استغفر له کل خلق من موضعها الی الارض السابعة واذا اهرق دِمها خلقِ الله بکل قطرة من دمها عشرة من الملا ئکة بستغفرون له یوم القیامٔة واذا قسم لحمها کان له بکل لقمة مثل عتیق رقبة من ولد اسماعیل علیه الصلٰوة والسلام.

جو شخص اپنے گھر سے قربانی کا جانور خریدنے کیلئے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم اٹھانے کے بدلے دس نیکیاں دی جاتی ہیں۔ دس اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور دس اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں جب وہ آدمی جانور کو خریدنے کیلئے گفتگو کرتا ہے تو اس کا کلام تسبیح بن جاتا ہے اور جب وہ اس جانور کی قیمت ادا کر دیتا ہے تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو نیکیاں مل جاتی ہیں اور جب وہ جانور ذبح کرنے کیلئے زمین پر گراتا ہے تو اس جگہ سے لے کر نیچے ساتوں زمینوں تک کی جگہ اس کیلئے بخشش طلب کرتی ہے اور جب وہ خون کو بہاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خون کے ہر قطرے سے دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس کیلئے قیامت کے دن تک کی بخشش طلب کرتے رہیں گے اور جب قربانی کے گوشت کو تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام کو آزاد کرنے والے کے برابر ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تو اپنے لیے قربانی آگے بھیج اور اس کے ذبح ہونے کے وقت موجود رہ کیونکہ قربانی کے خون کے پہلے قطرے کے زمین پر گرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ تیری زندگی کے گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! النا خاصة ام للمؤمنین عامة؟

یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا تمام مومنین کیلئے عام ہے؟

قا رسول اللہ ﷺ! بل لنا و للمؤمنین عامة.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ ہمارے لیے اور تمام مومنین کیلئے عام حکم ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

الٰھی ما ثواب من ضحی من امة محمد ﷺ؟

یااللہ! حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے جو شخص قربانی کرے، اس کا کیا ثواب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

ثوابه ان اعطیه بکل شعرة علی جسده عشر حسنات وامحو عنه عشر سیئات وارفع له عشر درجات وله بکل شعرة قصر فی الجنة و جاریة من الحور العین و مرکب من ذوات الاجنحة خطوما مدالبصریر کبها اهل الجنة فیطیربها حیث یشاء اماعلمت یا دائود ان الضحایا هی المطایا و ترفع البلایا یوم القیامة؟

قربانی کرنے والا کا ثواب یہ ہے کہ میں قربانی کے جسم کے اوپر ہر بال کے بدلے اسے دس نیکیاں عطا کروں گا، دس اس کے گناہ معاف فرما دوں گا اور دس اس کے درجات بلند کروں گا۔قربانی کے ہر بال کے بدلے اس کیلئے جنت میں ایک

محل ہوگا۔ حور عین سے ایک خادمہ ہوگی، پروں والی ایک سواری اسے عطا ہوگی جس کی رفتار کا یہ عالم ہوگا کہ تا حد نگاہ اس کا قدم جائے گا، اس سواری پر اہل جنت سوار ہوں گے جنت میں جہاں چاہیں گے اڑتے پھریں گے۔

اے داؤد علیہ السلام! کیا آپ جانتے نہیں کہ بے شک قربانیاں سواریاں ہیں اور قربانیاں قیامت کے دن مصائب کو دور کردیں گی؟

فقیر کی بخشش ہوگئی:

حضرت احمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا ایک فقیر بھائی تھا، وہ اپنے فقر کے باوجود ہر سال قربانی کے موقع پر قربانی کرنے کی نیت سے بکری کو ذبح کرتا، جب وہ فوت ہوا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ یا اللہ! مجھے خواب میں میرا بھائی دکھادے تاکہ میں اس کا حال دریافت کرسکوں۔

فرماتے ہیں کہ یہ دعا کرکے اسی طرح باوضو میں سوگیا تو میں نیند کی حالت میں خواب دیکھا۔ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان قیامت کی طرف آرہے ہیں۔ اچانک میں کیا یکھتا ہوں کہ میرا وہ غریب فوت شدہ بھائی بھی ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہوکر آرہا ہے: ں کے سامنے بہت سارے شرفاء ہیں۔

میں نے کہا: اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

فقیر بھائی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: کس سبب سے؟

بھائی نے جواباً کہا: صرف ایک درہم کے بدلے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک انتہائی بوڑھی فقیر عورت کو بطور صدقہ دیا تھا۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں میں نے کہا کہ یہ تمہارے سامنے شرفاء کون ہیں؟

کہا کہ یہ وہ قربانیاں ہیں جو میں اپنی دنیاوی زندگی میں کیا کرتا تھا اور جس پر میں سوار ہوں، یہ میری پہلی قربانی ہے۔

احمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

بھائی نے کہا کہ جنت جانے کا ارادہ ہے، اس کے بعد میرا بھائی میری نظروں سے غائب ہوگیا۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے پاس قربانی کے جانور کی سواری نہ ہوگی تو اس کیلئے اس کا نیک عمل سواری بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعمالِ صالحہ میں سے ایک اونٹ پیدا فرمائے گا کہ جب وہ آدمی قبر سے اٹھے گا تو اس پر سوار ہوکر رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا۔

یہ ہمیشہ سوار رہا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مومنین کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو پیدل نہ چلنے دو بلکہ ان کو ان کی سواریوں پر سوار کرو کیونکہ دنیا میں ان کے سوار ہونے کی عادت رہی ہے۔

كان في الا بتداء صلب ابيهم مركبهم. ثم بطن امهم مركبم فحين و لد تهم امهم فحجر امهم مركبهم الى ان يتم الرضاع ثم عنق ابيهم مركبهم. ثم الفرس و البغال مراكبهم في البرارى والسفن والزوارق في البحار و حين ما توا فا عناق اخوانهم و حين قاموا من قبورهم لا تمشوا راجلين فا نهم اعتادو الركب و قدموا نجانبهم وحى الاضحية لقوله تعالى (يوم نحشر المتقين الى الرحمن وفدا) اى ركبا نا و لذا قال صلى الله عليه وآله وسلم عظموا ضحاياكم فانها على الصراط مطاياكم.

ابتداء میں ان کے باپ کی پشت ان کی سواری تھی پھر ماں کا پیٹ ان کی سواری تھا جب ان کی ماں نے ان کو جنا تو ان کی ماں کی گود ان کی سواری تھی۔ مدت رضاعت کے مکمل ہونے تک ان کے پاس یہ سواری رہی پھر ان کے باپ کی گردن ان کی سواری تھی پھر خشکی میں سفر کرنے کیلئے ان کے پاس گھوڑے اور خچر کی

سواری تھی اور سمندروں میں سفر کیلئے ان کیلئے کشتیوں اور بحری جہازوں کی سواری تھی اور جب یہ مر گئے تو ان کے واسطے ان کے بھائیوں کے کندھے ان کی سواری تھی تو جب یہ اپنی قبروں سے اٹھے ہیں تو اے فرشتو! ان کو پیدل لے کر نہ چلو کیونکہ سواری پر سوار ہونا ان کی عادت بن چکی ہے۔ لہٰذا انہیں سواریاں پیش کرو اور اس وقت قربانیاں ہی ان کی سواریاں بنیں گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔''

وفداً کا معنی ہے رکبانا (مریم ۸۵)

حسین وجمیل سواری:

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے قربانی کی جب وہ اپنی قبر سے اٹھے تو قبر کے سرہانے ایک حسین وجمیل سواری کھڑی ہوئی پائے گا۔

فاذا له شعرة من الذهب و عيناه من يو اقيت الجنة و قرناه من الذهب. فيقول من انت و اى شئى انت و مارا ئيه احسن منک؟ فيقول انا قربانک الذى قربتنى فى الدنيا ثم يقول اركب على ظهرى. فيركب عليه و يذهب به مابين السماء والارض الى ظل العرش.

جس کے بال سونے کے، آنکھیں جنت کے یواقیت کی اور اس کے پاؤں بھی سونے کے ہوں گے، قبر سے اٹھنے والا اس سے کہے گا کہ وہ تو کون ہے؟ تو کیا چیز ہے؟ تجھ سے بڑھ کر حسین وجمیل میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ پوچھنے پر وہ سواری جواب دے گی: میں تیری وہ قربانی ہوں جو تو نے اپنی دنیاوی زندگی میں کی تھی پھر وہ سواری اس سے کہے گی کہ آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جائیں وہ شخص اس سواری پر سوار ہو جائے گا وہ اسے زمین وآسمان کے درمیان سے عرش کے سائے تلے لے جائے گی۔

قربانی کس پرواجب ہے:

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ قربانی ہر مسلمان مقیم مالدار پر واجب ہے کہ جو صاحب نصاب ہو یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان دونوں کی مالیت کے برابر اس کے پاس مال ہو اور یہ مال اس کی اصلی حاجات کے علاوہ ہو۔ اس میں زکوٰۃ کی طرح سال کے گزرنے اور مال کے بڑھنے کی شرط نہیں۔

اگر ایک شخص فقیر تھا قربانی کے دنوں میں اس کے پاس مال آ گیا تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور اگر مالدار تھا لیکن قربانی کے دنوں میں مال ضائع ہو گیا تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے اس نے بیس درہم سے منگل والے دن قربانی کا جانور خریدا، بدھ والے دن وہ جانور ہلاک ہو گیا۔ جمعرات کو عید الاضحیٰ ہو تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی کیونکہ قربانی کرنا واجب ہوتا ہے۔ قربانی والے دن اور وہ اس دن میں فقیر ہو گیا۔

قربانی کے جانور:

قربانی جن جانوروں سے کرنا جائز ہے اس کی چار قسمیں ہیں: یعنی وہ چار قسم کے جانور ہیں: (۱) اونٹ، (۲) گائے، (۳) بکری، (۴) اور بھیڑ۔

ان میں مذکر ومونث دونوں شامل ہیں۔

بکرا، بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے اور چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ گائے، بھینس دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم جانور کی قربانی جائز نہیں۔

بکرا، دنبہ، بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے۔ گائے، بھینس، بل، اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ سب کی نیت قربانی کی ہو۔ کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ اور ان سات میں کوئی کافر نہ ہو ورنہ سب کی طرف سے قربانی جائز نہ ہو گی۔

قربانی اندھے جانور کی ناجائز ہے کہ جس کی دونوں آنکھیں ہی نہ ہوں اور نہ

ہی لنگڑے جانور کی قربانی ہوسکتی ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے کہ جو تین پاؤں پر چلتا ہو اور نہ ہی بھینگے کی قربانی دی جاسکتی ہے کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل ہی مغز نہ رہا ہو اور جس جانور کا تیسرا حصہ کان، تیسرا حصہ آنکھ اور تیسرا حصہ دم کا ضائع ہو چکا ہو، اس کی قربانی دینا بھی ناجائز ہے۔

قربانی کا گوشت:

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں، ان سب کا حصہ برابر ہوگا۔ کسی کا حصہ بھی کم نہ ہوگا۔ لہٰذا جب سات آدمی شریک ہوں تو وہ گوشت کو وزن کر کے تقسیم کریں۔

اندازہ سے تقسیم نہ کریں اور آخر میں یہ کہہ دینا کہ اگر کسی کو کم یا زائد مل گیا ہو تو معاف کر دینا یہ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ انسان اپنا حق معاف کرسکتا ہے جب یہ اس کا حق ہی نہیں تو معاف کرنا چہ معنی دارد۔

گوشت تقسیم کرنے کا افضل ترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کیے جائیں۔ ایک حصہ اپنے اہل و عیال کیلئے رکھے۔ ایک حصہ احباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے۔

قربانی کرنے کا سنت طریقہ:

ہر انسان کیلئے اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت اس جگہ اس کا خود موجود رہنا افضل ہے۔

قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے۔ زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ ذبح کرتے وقت "بسم اللہ اکبر" کہنا ضروری ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کیلئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

انی وجھب و جھی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین. ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین.

جب جانور کو ذبح کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

القوا ما فی ایدیکم فی السکین ثم ارکعوا رکعتین فانه مار کعهما احد و سال شیاء الا عطاه و یقول بعد السلام. اللّٰهم ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریک له و بذلک امرت وانا اول السلمین.

تمہارے ہاتھوں میں جو چھری ہے اس کو پھینک دو، پھر دو رکعت نماز پڑھو۔ تم میں سے جس نے بھی ان کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ نماز سے جب سلام پھیر لے تو بعد از سلام یہ کہے:

یا اللہ! بے شک میری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں ہی پہلا مسلمان ہوں۔

اور یہ دعا بھی پڑھنا مستحب ہے:

اللّٰهم تقبله من کما قتبلت من حبیبک محمد ﷺ و خلیک ابراهیم علیه السلام.

یا اللہ! اس کو مجھ سے قبول فرما جس طرح کہ تو نے اپنے پیارے حبیب ﷺ اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قربانی کو قبول فرمایا۔

قربانی کا وقت:

جن بستیوں، شہروں میں نماز جمعہ جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کردی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہوتی یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

نماز عید الاضحیٰ کا طریقہ:

نماز عید کا وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال تک

ہے۔ جب سورج کے بلند ہونے اور مکروہ وقت کے نکلنے کے ساتھ نماز عید کا وقت ہو جائے تو امام لوگوں کو دو رکعت نماز عید الاضحیٰ بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائے۔

سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے، ثناء پڑھے اور تین زائد تکبیریں کہے۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین مرتبہ تسبیح کہنے کی مقدار ٹھہرے۔ ہر تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کہنے کے دوران دونوں ہاتھوں کو چھوڑتا رہے جب تیسری تکبیر کہے تو دونوں ہاتھوں کو باندھ لے۔ سورۂ فاتحہ شریف پڑھے۔ اس کے ساتھ سورت ملائے۔ رکوع اور سجدہ کرے جب دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو تو پہلے قرأت کرے۔ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد اور رکوع سے پہلے دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں کہے پھر رکوع اور سجدہ کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور بعد میں امام خطبہ پڑھے گا۔ خطبہ سے فراغت کے بعد دعا کی جائے گی۔

نماز عید کے دوران کل نو تکبیریں کہی جاتی ہیں۔

ان میں سے تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ پہلی رکعت کے رکوع کی تکبیر سنت ہے۔ چھ زائد اور دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر یہ سات تکبیریں واجب ہیں۔

قربانی کی کھال:

قربانی کے جانور کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلّی بنا لیا جائے یا چمڑہ کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوا لیا جائے یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو صدقہ کی نیت کرنے کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں۔

کسی کام کی اجرت میں قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔ مدارس اہل سنت کے نادار اور غریب طلباء کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۴۷

سورۃ اخلاص کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل ھو اللہ احد. اللہ الصمد. لم یلد ولم یولد. ولم یکن لہ کفواً احد.

ترجمہ: ”کہہ دیجئے: اے محبوب! اللہ بے نیاز ہے، اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور اس کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔“

شان نزول:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ ابوالعالیہ حضرت شعبی عکرمہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مکہ کے کفار ایک جگہ پر جمع ہو گئے اور عامر بن طفیل اور زید بن قیس وغیرہ تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمیں اللہ کا وصف سنائے وہ کس چیز کا ہے؟ سونے، چاندی، لوہے یا تانبے سے بنا ہوا ہے۔ جبکہ ہمارے معبود ان چیزوں سے بنے ہوئے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی کے بھی مشابہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو نازل فرمایا۔

چار کام کر کے سویا کرو:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا! تو اس تک نہ سو جب تک کہ تو ان چار چیزوں پر عمل نہ کرے لے۔

(۱) قران مجید ختم کر کے۔

(۲) قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام تیری سفارش کریں۔

(۳) دو مسلمانوں کو تو نے اپنے سے راضی کر کے سو۔

(۴) ایک حج اور عمرہ کر کے سویا کر۔

جب نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو وہ بستر پر تھیں۔ یہاں تک کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز مکمل کی جب حضور نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل فرمالی تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے مجھے چار چیزوں کے کرنے کا حکم دیا لیکن اس گھڑی میں میں ان چار کاموں کو نہیں کرسکتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب سن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا:

(۱) اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو نے "قل ھو اللہ احد" کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا کہ تو نے مکمل قرآن مجید کو ختم کرلیا۔

(۲) جب تو نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے دیگر انبیاء کرام پر درود شریف پڑھا تو ہم سب قیامت کے دن تیری سفارش کریں گے۔

(۳) جب تو نے تمام مومنین کیلئے بخشش طلب کی تو وہ سب کے سب تجھ سے راضی ہوگئے۔

(۴) جب تو نے "سبحان اللہ والحمد للہ" اور "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہا تو تحقیق تو نے حج اور عمرہ کرلیا۔

شیطان ناکام:

حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کے بعد دس (۱۰) مرتبہ یہ سورت پڑھے تو وہ کسی گناہ کے قریب نہیں جاتا اگرچہ شیطان کوشش بھی کرے۔

سو شہیدوں کا ثواب:

ابن بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آدمی اس سورت کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب دیتا ہے۔

قبروں سے عذاب ختم:

روایت ہے کہ ایک آدمی مرگیا اسی رات اس کے باپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ دوزخ میں ہے اس پر عذاب ہورہا ہے۔ دوسری رات پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے تو اس نے وجہ پوچھی کہ پہلے تو ولی تھا اور آج ایسا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک آدمی ہمارے پاس سے گزرا اور اس نے تین بار ''قل ھو اللہ احد'' پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ ہمیں وہ ثواب پر تقسیم کیا گیا۔ پس اس کے بدلے میں ہمیں ہر ایک کو جنت میں داخل کر دیا گیا۔

قرآن کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ صلی اللہ نے فرمایا کہ جس نے سورۃ اخلاص ایک بار پڑھی تو گویا اس نے قرآن کی تہائی پڑھی اور جس نے دومرتبہ پڑھی تو اس نے دو تہائیاں پڑھی اور جس نے تین تہائیاں پڑھی گویا اس نے پورا قرآن پڑھا اور جس نے دس (۱۰) بار پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک مکان بناتا ہے جو سرخ یاقوت سے ہے۔

حدیث میں ہے جس نے سورۂ اخلاص فرضوں میں پڑھی اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے والدین کو معاف کیا اور اس کا نام بدبختوں کے دفتر سے مٹا دیا اور اس کا نام نیک لوگوں کے دفتر میں لکھا۔

برکتیں ہی برکتیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ صلی اللہ نے فرمایا کہ میں دن رات میں اپنی امت کو عذاب کے خوف سے ڈراتا رہا یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام سورت اخلاص ''قل ھو اللہ احد'' لے کر آئے۔ میں جان گیا کہ اس سورت کے اترنے کے بعد اللہ تعالیٰ میری امت پر عذاب نازل نہیں کرے گا کیونکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور جس نے اسے ہمیشہ پڑھا۔ نیکیاں آسمان کے کنارے سے لے کر اس کے سر پر نچھاور ہوتی ہیں۔ پس اس کو سکون ملتا ہے اور

رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔ اس پر عذاب بھی نہیں کرتا۔ اس کے بعد وہ کسی چیز کا سوال نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی اس کو دیتا ہے۔

سراقہ کے ایمان لانے کا واقعہ:

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ کفار مکہ معظمہ کے دارالندوہ میں جمع ہوئے اور وہ ابو جہل کے کوچے میں ہے اور کہا کہ ہمارے پاس جو آدمی محمد ﷺ کو یا ان کے سر کو لائے گا ہم اس کو سیاہ آنکھ والی سو سرخ اونٹنی دیں گے اور سو عربی گھوڑے دیں گے۔ پس ایک آدمی سراقہ بن مالک نے اٹھ کر کہا میں تمہارے پاس محمد ﷺ کو لے کر آؤں گا۔ پس یہ مال اس کیلئے تیار کیا گیا: تو وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے نکلا۔ آپ کو پا کر تلوار میان سے نکالی تا کہ (نعوذ باللہ) آپ کو مار ڈالے۔ تو نازل ہوئے جبرئیل علیہ السلام اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کیلئے زمین کو تابع کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے زمین! اس کو پکڑ لے۔ تو اس کا گھوڑا زانو تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا: ''الامان الامان'' میں پھر ایسا نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور اس کو نجات دی۔ ایک مرتبہ پھر اس نے تلوار کھینچی (نعوذ باللہ) ایک بار پھر قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کا گھوڑا دوبارہ ناف تک دھنس گیا۔ اس نے کہا: ''الامان الامان'' اس کے بعد میں کچھ نہ کروں گا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دے دی، اس کے بعد اونٹنی سے اتر کر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور عرض کی کہ مجھے اپنے معبود کے بارے میں آگاہ کریں۔ وہ عظیم قدرت کا مالک ہے؟ کیا وہ سونے کا یا چاندی کا ہے؟ تو سرکار نبی کریم ﷺ نے سر جھکا لیا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور کہنے لگے اے محبوب ﷺ! ''قل ھو اللہ احد'' پڑھو یہ سورت مکمل کرنے کے بعد ''قل اللّٰھم مالک

الملک“ آخر تک پڑھو پھر سراقہ نے کہا مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں۔ تب اس نے اسلام قبول کیا اور اس کا اسلام لانا کتنا خوبصورت تھا۔

جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مقام تبوک میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود تھے ہمیں ایسا سورج نظر آیا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسی روشنی نہیں دیکھی تھی۔ اس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سورج متغیر ہوگیا۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو سرکار مدینہ ﷺ نے سورج کے متغیر ہونے کی وجہ پوچھی تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: فرشتوں کے پروں کی کثرت کی بناء پر ایسا ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کیونکہ معاویہ بن القررۃ کا آج مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ میں ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو بھیجا کیونکہ وہ اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے سورۃ اخلاص پڑھا کرتے تھے پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ بھی ان کی نماز جنازہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! تو پھر جبرئیل علیہ السلام نے دونوں پر زمین پر مارے اور زمین تنگ ہوگئی اور ان کا جنازہ سرکار مدینہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کی صف تھی اور ہر صف ستر (۷۰) ہزار فرشتے تھے۔ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ ﷺ مقام تبوک کی طرف لوٹ آئے۔

تہائی قرآن کا ثواب:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور ”قل ھو اللہ احد“ کو اس کا ایک حصہ بنایا۔ اس سورۃ کے پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ تہائی مجید پڑھنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔

سورۃ اخلاص پڑھنے والے کی عزت:

سرکار مدینہ ﷺ مدینہ منورہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص کا جنازہ آگیا تو سرکار مدینہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس کے اوپر قرض ہے تو لوگوں

نے عرض کیا: چار درہم اس کے اوپر قرض ہے اور ادا کیے بغیر مر گیا تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز جنازہ پڑھو، میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس آدمی کی شکل میں دنیا میں بھیجا تاکہ میں اس کی طرف سے قرض ادا کروں۔ تو میں نے اس کا قرض ادا کر دیا ہے۔ اب آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کریں وہ بخشا ہوا ہے اور جو شخص بھی اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوگا وہ بھی بخشا ہوا ہے تو سرکار مدینہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کی اس عزت کے بارے میں پوچھا تو جبرئیل علیہ السلام کہنے لگے کہ یہ ہر روز ایک سو (۱۰۰) مرتبہ قل شریف پڑھا کرتا تھا۔

مرنے سے پہلے جنت میں گھر:

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اس سورت کو ایک مرتبہ پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے اپنا گھر جنت میں ضرور دیکھے گا اور جو شخص اس کو پانچ نمازوں میں پڑھے تو وہ ایسے رشتے داروں کی شفاعت کرے گا۔ جو دوزخ کے حقدار ہو چکے ہوں گے اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے ساتھ سورۃ اخلاص پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے پچاس (۵۰) برس کے گناہ معاف کر دے گا۔

بعض نیک لوگوں سے منقول ہے ایک نیک شخص نے مکہ معظمہ میں خواب کی حالت میں ایسے ایک سو (۱۰۰) کبوتر دیکھے جن کے سر کٹے ہوئے تھے تو جاگنے کے بعد اس نے اپنا خواب کسی بزرگ کو بتایا تو اس بزرگ نے خواب کی تعبیر یہ بتائی شاید تو نے ایک سو (۱۰۰) مرتبہ سورۃ اخلاص بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھی ہے۔

فرشتوں کا وظیفہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے عرش کے اوپر تین لاکھ ساٹھ ہزار ستون دیکھے۔ ایک ستون سے دوسرے ستون تک کا فاصلہ تین لاکھ سالوں کا ہے اور ہر ستون کے نیچے بارہ (۱۲) ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں اسی (۸۰) ہزار فرشتے ہیں۔ جس کا وظیفہ سورۃ

اخلاص ہے جب اس کام سے فرغ ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں اے اللہ! ہم نے یہ سارا ثواب فرد یا عورت کو بخش دیا ہے جو سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ سن کر حیران ہوئے تو سرکار مدینہ ﷺ نے کہا کیا تم یہ سن کر تعجب کرتے ہو کہ میرے رب کی قسم! "قل هو الله احد" جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے اوپر لکھی ہوا ہے اور "الله الصمد" میکائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ "لم يلد ولم يولد" عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے۔ تو میرا جو بھی امتی سورۂ اخلاص پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو زبور، انجیل، تورات پڑھنے کا ثواب عطا کرے گا۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ ﷺ تو سرکار مدینہ ﷺ نے جواب دیا قسم ہے ان ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک "قل هو الله احد" ابوبکر صدیق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے جو شخص بھی اس سورۃ پاک کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کا ثواب عطا کرے گا۔

رزق میں برکت کا وظیفہ:

روایات میں آتا ہے ایک شخص نے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ اپنی غربت کی شکایت کی تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا جب بھی گھر میں آیا تو سورۃ اخلاص پڑھا کرو تو اس نے سرکار مدینہ ﷺ کی بارتوں پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں برکت نازل کردی۔

قبر کی تکلیف سے محفوظ رہنے کا وظیفہ:

سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جس شخص نے سورۃ اخلاص کو مرض الموت میں پڑھا۔ قبر کی تکلیف سے محفوظ ہوگا۔ فرشتے اس کو اپنے پروں پر اٹھالینگے اور جنت سے گزار کر پل صراط پر اتار دیں گے لیکن سورۃ اخلاص کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا شرط ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

باب نمبر ۷۵

امت محمدیہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ.

ترجمہ: ''تم بہتران سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔''

تورات میں امت محمدیہ کی فضیلت:

حضرت مقاتل بن سلیمانؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ عرض کیا یا اللہ عزوجل میں تورات کی تختیوں میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو سفارش کریں گے تو قبول ہوگی۔ انہیں میری ہی امت بنا دیجیے۔ ارشاد ہوا وہ تو حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ عزوجل ان تختیوں میں ایسی امت بھی پاتا ہوں جن کی پانچ نمازوں کی ادائیگی ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ انہیں ہی میری امت بنا دے۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کیا یا اللہ عزوجل میں نے ایسی امت کا تذکرہ دیکھا جو اہل ضلالت کو قتل کریں گے حتیٰ کہ کانے دجال کو بھی تو انہیں میری امت بنا دے ارشاد ہوا۔ وہ حضرت محمد ﷺ کی

امت ہے۔ پھر عرض کیا اے باری ﷻ میں تورات میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو پانی اور مٹی دونوں سے طہارت حاصل کرے گی۔ آپ انہیں میری امت بنا دیں۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے پھر عرض کیا میں نے اس امت کا ذکر بھی دیکھا ہے جنہیں صدقات کا مال استعمال کرنے کی اجازت ہوگی حالانکہ پہلے لوگ آگ میں جلاتے تھے انہیں آپ میرے امتی بنا دے۔ فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کی امت ہے عرض کیا یا اللہ ﷻ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب نیکی کا قصد کر لیں تو ان کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے گو کر نہ پائیں اور اگر کر لیں تو دس گنا سے سات سو بلکہ زیادہ تک بڑھا کر لکھی جاتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی برائی کا ارادہ کرے تو کچھ بھی نہیں لکھا جاتا۔ اگر وہ برائی کر بیٹھے تو صرف ایک برائی لکھی جاتا ہے ان لوگوں کو میرے امتی بنا دیجئے۔ ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا اے اللہ ﷻ میں نے اپنی الواح (تختیوں) میں اس امت کو بھی دیکھا جن میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں جائیں گے انہیں میری امت بنا دیں ارشاد فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں۔ معمرؒ نے قتادہؒ سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ ﷻ میں تورات کی تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو خیر الامم ہے۔ بھلائیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں انہیں میرے امتی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں عرض کیا یا اللہ ﷻ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آخر میں آنے والے اور قیامت میں آگے بڑھ جانے اور سبقت لے جانے والے ہیں انہیں میرے امتی بنا دیجئے۔ فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں عرض کیا یا اللہ ﷻ میں نے ایسے لوگوں کا ذکر بھی کہ کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہو گی اور دیکھ کر بھی پڑھتے ہوں گے انہیں میرے امتی بنا دیں۔ ارشاد ہوا وہ حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں سوال و جواب کے اس سلسلہ کی انتہاء دیکھئے کہ آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود حضرت محمد ﷺ کے امتی ہونے کی تمنا کا اظہار کیا تو جواب ملا:

یا مُوسیٰ انی اصطَفَیتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسالاتی وَ بِکَلامِی فَخُذْ ما اٰتَیتُکَ وَکُنْ مِنَ الشّاکِرِیْنَ (الاعراف: ۱۴۴)

ترجمہ: اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوسیٰ اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْنَ

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا۔

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی پانچ خصوصیات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی پانچ خصوصیات عطا ہوئیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں: (۱) میں اسود و احمر یعنی تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (۲) روئے زمین کو میرے لیے ذریعہ طہارت اور سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے۔ (کہ اس سے پہلے نہ تیمم جائز تھا نہ ہر جگہ عبادت کرنا) (۳) ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی۔ (۴) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ (۵) مجھے خصوصی سفارش کا حق ملا ہے جسے میں نے اپنی امت کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کا تنازع:

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کسی یہودی کے ذمہ کچھ حق تھا۔ اس سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے تمام انسانوں پر ابو القاسم ﷺ کو امتیاز بخشا ہے میرا مطالبہ پورا کئے بغیر اب تو یہاں سے نہیں جائے گا۔ یہودی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر تو ابو القاسم ﷺ کو شرف امتیاز نہیں بخشا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ کر اس کے ایک تھپڑ رسید کیا۔ یہودی بولا اب ہمارا فیصلہ ابو القاسم (ﷺ) کے پاس جائے گا۔ دونوں حاضر خدمت ہوئے۔ یہودی کہنے لگا کہ

(حضرت) عمر کا خیال ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کو تمام انسانوں پر فوقیت بخشی ہے اور میں نے کہہ دیا کہ سب پر تو نہیں۔ بس میرے اتنا کہنے پر اس نے ہاتھ کھینچا اور میرے تھپڑ لگا دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو تھپڑ کے معاوضہ میں اس کو کسی طرح راضی کر لے اور یہودی کو ارشاد فرمایا اے یہودی کیوں نہیں آدم صفی اللہ (اللہ ﷻ کے چنے ہوئے) ہیں' ابراہیم خلیل اللہ ہیں' موسیٰ نبی اللہ ہیں' عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں یہودی! اور سنو کہ اللہ ﷻ کے دو نام ایسے ہیں جن کا استعمال (کسی طرح سے) میری امت کیلئے بھی ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ کا نام السلام ہے اور میرے امتی مسلمین ہیں۔ اللہ ﷻ کا نام المومن ہے اور میرے امتی مومنین ہیں۔ یہودی یہ بھی سن کہ ہم نے اپنے جمعہ کا دن متعین کیا ہے۔ اس کے ایک دن بعد تم اور تمہارے ایک بعد نصاریٰ ہیں۔ ہاں اے یہودی! تم پہلے ہو اور ہم آخر میں آ کر قیامت میں سبقت لے جائیں گے۔ ہاں اے یہودی! جب تک میں جنت میں نہ جاؤں گا کسی نبی کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہو گی اور جب تک میری امت جنت میں نہ جائے گی' کوئی امت نہیں جا سکے گی۔

امت محمدیہ کے اعزازات:

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اس امت کو تین اعزاز انبیاء والے عطا فرمائے ہیں۔ ا۔ ایک یہ کہ اللہ ﷻ نے ہر نبی کو اپنی امت پر گواہ بنایا مگر اس امت کو تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔ ۲۔ نیز رسولوں کو ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحاً

ترجمہ: اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔۔

ایسا ہی اس امت کو بھی ارشاد ہوا:

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

ترجمہ: کہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔

۳۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو ایک خصوصی مقبول دعا حاصل ہے۔ ایسا ہی اس

امت کو فرمایا:

اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ ترجمہ: کہ تم مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے اس امت کو پانچ اعزاز بخشے ہیں: (۱) انہیں ضعیف پیدا فرمایا تاکہ تکبر نہ کریں۔ (۲) جسامت میں چھوٹے بنایا کہ کھانے پینے اور لباس کا بوجھ زیادہ نہ ہو۔ (۳) ان کی عمریں چھوٹی بنائیں تاکہ گناہ کم رہیں۔ (۴) انہیں فقراء بنایا کہ آخرت کا حساب ہلکا رہے۔ (۵) سب سے آخری امت بنایا کہ قبر میں رہنے کی مدت کم ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم:

کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چار اعزاز ایسے دیئے جو مجھے بھی نہیں ملے۔ ایک یہ کہ میری توبہ مکہ مکرمہ میں قبول ہوئی اور یہ لوگ جہاں بھی توبہ کرلیں قبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ میں لباس پہنے ہوئے تھا۔ خطا ہوئی تو ننگا ہو گیا لباس اتر گیا اور یہ امت ننگے ہو کر بھی گناہ کریں تو اللہ عزوجل انہیں پردہ دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ میری خطا پر ہم میاں بیوی میں جدائی کردی گئی اور اس امت میں گناہ کے باوجود میاں بیوی کو جدا نہیں کیا جاتا۔ چوتھے یہ کہ میں جنت میں تھا خطا ہوئی تو نکلنا پڑا اور یہ لوگ جنت سے باہر ہوتے ہوئے گناہ کرتے ہیں اور توبہ کر کے جنت میں چلے جاتے ہیں۔

یہود کے سوالات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کے ساتھ بیٹھے تھے کہ یہود کی ایک جماعت حاضر ہوئی کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ سے کچھ کلمات پوچھتے ہیں جو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران کو عطا فرمائے تھے اور وہ کلمات کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتے ہی کو عطا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پوچھو۔ وہ کہنے لگے کہ یہ پانچ نمازیں جو آپ کی امت پر فرض ہیں ان کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ظہر کی نماز تو اس لیے کہ سورج ڈھلتا ہے تو ہر شے اپنے رب کی تسبیح کرتی ہے اور عصر کی نماز اس لیے کہ اس

وقت میں آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کا استعمال کیا تھا اور مغرب اس وجہ سے کہ اس وقت میں آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور جو مومن بھی بغرض ثواب یہ نماز پڑھتا اور اللہ عزوجل سے دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے اور عشاء کی نماز وہ ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام مانگتے رہے ہیں اور فجر کی نماز اس لیے ہے کہ سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان نمودار ہوتا ہے اور تمام کافر خدا کو چھوڑ کر اس وقت اسے سجدہ کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب ذرا یہ بھی بتایئے کہ ان نمازوں کا ثواب کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کا وقت تو ایسا ہے کہ اس میں جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور جو مسلمان اس وقت یہ نماز ادا کرتا ہے' اللہ عزوجل قیامت میں اسے جہنم کے شعلوں کی لپٹ سے محفوظ فرمائے گا اور نماز عصر ایسے وقت میں ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کا استعمال کیا تھا تو اس وقت یہ نماز پڑھنے والا مومن اپنے گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى.

ترجمہ: نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی۔

اور نماز مغرب کے وقت اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی پس جو مسلمان اس وقت میں ثواب کی غرض سے یہ نماز ادا کرے گا پھر اللہ عزوجل سے دعا مانگے گا تو اللہ عزوجل ضرور قبول فرمائے گا اور عشاء کی نماز کے متعلق سنو کہ قبر تاریک ہے اور قیامت کا دن بھی تاریک ہے جو مومن رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز کیلئے چلتا ہے' اللہ عزوجل اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے اور اسے ایسا نور عطا ہوگا جو اسے پل صراط عبور کرائے گا اور فجر کی نماز اگر کوئی مسلمان چالیس دن تک با جماعت ادا کرتا ہے تو اللہ عزوجل کی طرف سے اسے دو برأتیں نصیب ہوں گی: ایک برأت آگ سے۔ دوسری نفاق سے۔ کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا۔

امت محمدیہ ﷺ پر تیس روزوں کے فرضیت کی وجہ:

اب ذرا یہ بھی فرمایئے کہ اللہ عزوجل نے آپ کی امت کیلئے تیس روزے کیوں مقرر فرمائے۔ فرمایا اس لیے کہ آدم علیہ السلام نے جب ممنوعہ درخت کا پھل کھایا تو اس

کا اثر تیس دن تک ان کے پیٹ میں رہا۔ اللہ عزوجل نے ان کی اولاد کیلئے تیس دن بھوکے رہنا مقرر فرما دیا اور رات کا کھانا بھی محض اپنی مہربانی سے جائز رکھا۔ کہنے لگے آپ نے سچ فرمایا۔ اب ذرا ان روزوں کا ثواب بھی ذکر فرمائیے۔ ارشاد فرمایا جو بندہ ماہ رمضان کے روزے بغرض ثواب رکھتا ہے' اللہ عزوجل اسے سات چیزیں مرحمت فرماتا ہے۔ اس کے بدن کا حرام گوشت پگھل جاتا ہے۔ اللہ عزوجل اسے اپنی رحمت کے قریب کر لیتا ہے اور اسے اچھے اعمال کی توفیق دیتا ہے اور بھوک پیاس سے بے خوف کر دیتا ہے۔ عذاب قبر اس کیلئے آسان کر دیتا ہے اور اسے قیامت کے دن ایسا نور عطا ہوتا ہے جو پل صراط سے گزرنے تک اس کے ساتھ رہتا ہے اور جنت میں اسکو اعزاز نصیب ہوتے ہیں۔ کہنے لگے آپ نے یہ بھی درست فرمایا۔

انبیاء پر سرکار دو عالم ﷺ کی فضیلت:

اب یہ بھی فرمایئے کہ انبیاء علیہم السلام پر آپ کو کیا فضیلت حاصل ہے؟ ارشاد ہوا کہ ہر نبی نے کسی موقعہ پر اپنی قوم کیلئے ہلاکت کی بددعا کی ہے اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کیلئے محفوظ رکھی ہوئی ہے اور وہ شفاعت کی دعا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ نے بالکل بجا اور درست فرمایا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

امت محمدیہ کے اعمال صالحہ اور اللہ عزوجل کا موسیٰ علیہ السلام سے خطاب:

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترنے والے کلام میں یہ پڑھا ہے کہ اے موسیٰ دو رکعات جو حضرت احمد (ﷺ) اور اس کی امت ادا کرتے ہیں یعنی فجر کے وقت میں جو بھی ان کو ادا کرے گا دن اور رات میں اس نے جتنے بھی گناہ کئے ہوں گے سب کی مغفرت کر دوں گا اور وہ شخص میری حفاظت میں آ جائے گا' اے موسیٰ چار رکعات جو (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں' اس کی پہلی رکعت پر انہیں مغفرت عطا کرتا ہوں' دوسری پر ان کے میزان عمل کو بھاری کر دیتا ہوں اور تیسری رکعت پر تسبیح پڑھنے والے فرشتے ان کیلئے مقرر کر دیتا ہوں جو ان کیلئے استغفار کرتے

ہیں اور چوتھی رکعت پر ان کیلئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہوں جہاں سے خوشنما حوریں ان کا نظارا کرتی ہیں اے موسیٰ نماز عصر کی چار رکعات جو (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت ادا کرتے ہیں تو زمین و آسمان کے تمام فرشتے ان کیلئے استغفار کرتے ہیں اور جس کیلئے فرشتے مغفرت مانگنے لگیں میں اسے عذاب نہیں دیا کرتا۔ اے موسیٰ مغرب کے وقت کی تین رکعات جو (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت ادا کرتے ہیں تو میں ان کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہوں اور وہ اپنی جس حاجت کا بھی سوال کرتے ہیں' میں عطا کرتا ہوں۔ اے موسیٰ غروب شفق یعنی عشاء کے وقت کی چار رکعات جو (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت پڑھتے ہیں' یہ ان کیلئے دنیا اور اس کی کل کائنات سے بڑھ کر ہے اور وہ یوں گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں جیسے وہ بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہو۔ اے موسیٰ (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت جب میری تعلیم کے موافق وضو کرتے ہیں تو گرنے والے پانی کے ہر قطرہ کے عوض ایسی جنت دیتا ہوں جو زمین و آسمان جتنی وسعت رکھتی ہے۔ اے موسیٰ (حضرت) احمد ﷺ اور ان کی امت ہر سال جو رمضان کے روزے رکھتے ہیں' انہیں ہر ایک دن کے روزے کے بدلے جنت کا ایک شہر عطا کروں گا اور ہر نفل نیکی کے عوض ایک فرض کا اجر دوں گا اور میں نے اس مہینہ میں لیلۃ القدر بنائی ہے' جو شخص صدق دل سے نادم ہو کر اس میں ایک بار استغفار کر لے' پھر اگر وہ اسی رات یا اسی مہینہ میں مر جائے تو اسے تیس شہیدوں کا ثواب دوں گا۔ اے موسیٰ امت محمدیہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر ٹیلہ پر چڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں۔ ان کے اس عمل پر انبیاء والی جزا ملے گی۔ میری رحمت ان کے حق میں لازم ہو جاتی ہے اور غضب دور ہو جاتا ہے اور جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے رہیں گے تو ان کیلئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

قیامت کے دن امت محمدیہ کی شہادت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلایا جائے گا۔ حضرت

نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کیا آپ نے اپنا پیغام رسالت پہنچا دیا تھا۔ عرض کریں گے ہاں یا اللہ عزوجل۔ پھر قوم سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں نوح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا تھا۔ وہ کہیں گے بالکل نہیں۔ آپ نے کوئی رسول ہماری طرف بھیجا ہوتا تو بخدا ہم ضرور تیرے احکام کی پیروی کرتے اور ایماندار ہوتے۔ اس نے تو تیرا کوئی حکم ہمیں نہیں پہنچایا۔ پھر نوح علیہ السلام کو خطاب ہوگا کہ تیری قوم کا خیال ہے کہ تو نے انہیں کوئی حکم نہیں پہنچایا۔ کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟ عرض کریں گے جی ہاں ہے۔ سوال ہوگا وہ کون ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ انہیں بلایا جائے گا اور مذکورہ بات پوچھی جائے گی۔ یہ جواب دیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو پوری تبلیغ کی ہے اس پر نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی کہ ہم سب سے پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری ہو۔ تم یہ گواہی کیسے دے سکتے ہو۔ یہ کہیں گے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا۔ اس پہ کتاب نازل فرمائی۔ اس کتاب میں تمہارا یہ قصہ لکھا ہے جس کی ہم گواہی دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب سے آخر میں ہیں مگر قیامت کے دن ہم سب سے پہلے ہوں گے اور یہی مضمون اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں ایسی ہی ایک جماعت بنایا ہے جو اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے رسول اللہ اتم پر گواہ ہوں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محمد عبد الاحد قادری

کوگڑاں تحصیل وضلع لودھراں